

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ
اور بیشک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

شمائل ترمذی

مع اردو شرح

خصائل نبوی

تألیف

امام الحدیث الحافظ الحجۃ محمد بن عیسیٰ سورۃ الترمذی

ترجمہ

بزرگ العصر شیخ الحدیث قطب العالم حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد زکریا
مہاجر مدنی قدس سرہ

(حضرت والا کے عربی حواشی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے)

مکتبۃ الشیخ - بہادر آباد کراچی

طالع علم کریم کی کتاب اور دینی مکتبہ
مکتبہ الشیخ بہادر آباد کراچی

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ
اور بیشک آپ اخلاقِ (حَسَنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

شَمَائِلُ تَرْمِذِي

مع اُردو شرح

خَصَائِلُ نَبَوِي

تأليف

امام المحدثين الحافظ الحجة محمد بن عيسى سورة الترمذی

ترجمہ

برکۃ العصر شیخ الحدیث قطب العالم حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد زکریا
مہاجر مدنی قدس سرہ

(حضرت والا کے عربی حواشی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے)

مکتبۃ الشیخ - بہادر آباد کراچی

از: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
بچے از خدام و خلیفہ مجاز حضرت شیخ
قدس سرہ العزیز

پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى :

”خصائل نبوی“ شمائل ترمذی کی شرح ہے۔ جو شیخ الامام الحافظ الحجۃ الثقل الثبت الامین سیدی و مرشدی قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی (نور اللہ مرقدہ) نے اپنے ایک بزرگ کی فرمائش پر تحریر فرمائی۔ جبکہ حضرت شیخ کا سن مبارک ۱۲۹ برس تھا، اس شرح میں جن امور کا التزام فرمایا گیا ہے ان کی تفصیل حضرت نے ”تمہید“ کے زیر عنوان درج فرمائی ہے۔

آنحضرت سید المرسلین و خاتم النبیین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین و محبوب رب العالمین کی ذات قدسی صفات محبوبیت کبریٰ کی حامل ہے، روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ہوا، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر کوئی عاشق جانشا چشم فلک نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور خصائل و شمائل، حسن و محبوبیت کا مرقع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر شان محبوبیت جلوہ گر ہے۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی یہ کتاب ”درس محبت“ ہے، جس میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کو اس طرح نمایاں کیا گیا ہے کہ قارئین کے قلب سے بے ساختہ محبت جھلکنے لگے۔ حضرت عارفی نور اللہ مرقدہ کے بقول :

یہاں تک بڑھ گئی و رفتگی شوقِ نظارہ حجاباتِ نظر سے پھوٹ نکلا حسنِ جاناں

بہارِ حسن کو یوں جذبِ اکروں دیدہ و دل میں محبت پر مرا ذوقِ نظر معیار ہو جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کی مثالیں جگہ جگہ قارئین کرام کی نظر سے گزریں گی۔ اس لئے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنے احباب کو اس کتاب کے مطالعہ کی بار بار تاکید فرماتے تھے۔

”خصائل نبوی“ ہندوپاک کے بہت سے مطابع نے شائع کی، لیکن پاکستان کے ناشرین نے کتاب کے عربی حواشی کو، جو نہایت پیش قیمت علمی فوائد پر مشتمل تھے، حذف کر دیا، یہ اہل علم کا بڑا نقصان تھا، حق تعالیٰ شانہ، جناب مولانا محمد کھلی مدنی مظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے عربی حواشی والا وہ نسخہ شائع کرنے کا اہتمام فرمایا، جو حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے کتب خانہ نجیوی سہارنپور سے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی تصحیح و تکرانی میں شائع ہوا تھا، حق تعالیٰ شانہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے اس صدقہ جاریہ کو عام فرمائیں۔ اور امت کے تمام طبقات کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ واللہ الموفق لکل خیر و سعادۃ۔

محمد یوسف لدھیانوی

یکم ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

فہرست مضامین خصائل نبوی اردو عکسی

شرح شمائل ترمذی مع عربی حواشی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۹	باب حضور کا کسی چیز پر ٹیک لگانا	۳۶	باب حضور کے نعلین شریف	۳	تہنید
۸۱	حضور کا وصال کے قریب غظ	۳۷	یعنی جو تہ کا ذکر	۳	باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
۸۲	اور کہا سنا معاف کرانا	۵۰	نعلین مبارک کا نقشہ	۱۶	کے علیہ مبارک کا بیان
۸۳	باب حضور کے کھانا تناول	۵۲	باب حضور کی انگوٹھی کا ذکر	۱۶	باب حضور کی مہربوت کا ذکر
۸۴	فرمانے کا ذکر	۵۸	کسری و قیسر وغیرہ بادشاہوں	۱۶	حضرت سعد کی موت سے
۸۵	کھانیکے بعد انگلیاں چاٹنا	۶۳	کے نام حضور کے خطوط	۲۱	عرش کا جھومنا
۸۶	باب حضور کی روٹی کا ذکر	۶۴	باب حضور کے انگوٹھی پہننے کی کیفیت	۲۱	حضرت سلمان کے اسلام
۸۷	حضور کے زمانہ میں چھلنیوں کا	۶۶	باب حضور کی تلوار کا ذکر	۲۱	لانے کا عجیب قصہ
۸۸	دستور تھا	۶۷	باب حضور کی زرہ کا ذکر	۲۳	باب حضور کے سر کے بالوں کا ذکر
۸۹	باب حضور کے سالن کا ذکر	۶۸	باب حضور کی خود کا بیان	۲۴	باب حضور کا بالوں میں کنگھا فرمانا
۹۰	اس باب میں بعض پرندوں کے	۶۹	باب حضور کے عامہ کا ذکر	۲۹	باب حضور کے سفید بال آجائیکاؤ
۹۱	کھانے کا ذکر بھی ہے	۷۰	فرشتوں کا حضرت حنظل کو	۳۲	باب حضور کے خضاب کا ذکر
۹۲	کھانے میں برکت کے واقعات	۷۱	غسل میت دینا	۳۳	باب حضور کے سرمہ ڈالنے کا بیان
۱۰۲	باب حضور کا کھانیکے وقت وضو فرمانا	۷۲	باب حضور کی لنگی کا ذکر	۳۵	ایک محدث کا معمول چاروں نفل
۱۰۳	باب ان دعاؤں کا ذکر جو حضور	۷۳	کیا حضور نے پا جامہ پہنا	۳۵	روزانہ اور تیس دن کا روزہ
۱۰۴	کھانے سے قبل اور کھانے کے	۷۴	باب حضور کی رفتار کا ذکر	۳۸	باب حضور کے لباس کا ذکر
۱۰۶	بعد پڑھتے تھے۔	۷۵	باب حضور کے سرمہ مبارک پر کپڑا	۳۸	موت کے خوف اور حدیث کیسٹا
۱۰۷	باب حضور کے پیالہ کا ذکر	۷۶	رکھنے کا ذکر	۳۸	عشق کا عجیب قصہ۔
۱۰۸	باب حضور کے پھل نوش فرمانے کا ذکر	۷۷	باب حضور کی نشست کا ذکر	۴۱	حضرات صوفیہ کے مولات لباس کے بار میں
۱۱۰	باب حضور کے پینے کی چیزوں کا ذکر	۷۸	باب حضور کے تیکہ کا ذکر	۴۳	باب حضور کے گزارہ کا بیان
۱۱۱	باب حضور کے پینے کے طرز کا ذکر	۷۹	کبیرہ گناہوں کا بیان	۴۵	باب حضور کے موزہ کا بیان

مکتبہ الشیخ ۳۶/۳ بہادر آباد - کراچی ۷

حضور کا ہر ایک باب کو بیکار نماز پڑھیں اور ترمذی (۲۲۶) وصال کا بیان کا مادہ اور صمدی (۲۲۷) کا استعمال (۲۲۸) باب حضور کی میراث کا ذکر (۲۲۹) حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کا نزاع اور حضرت عمرؓ کی تقریر (۲۳۰) باب حضور کی زیارت عزائم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۶	حضور کا کفار کی سیادت کرنا	۱۶۰	حنفیہ کے نزدیک ترین رکعت ہیں	۱۱۵	باب حضور کی خوشبو کا ذکر
۱۹۸	حضور کے معمولات مکان پر	۱۶۳	حضور کا تہجد میں ایک ہی آیت	۱۱۸	باب حضور کی گفتگو کا ذکر
۲۰۰	اور باہر مجلس میں	۱۶۶	کو بار بار پڑھنا	۱۲۰	نہایت مختصر چل حدیث
۲۰۲	اپنی حفاظت اور احتیاط پر تہذیب	۱۶۹	نماز کی سنتوں کا ذکر	۱۲۱	باب حضور کی ہنسی کا ذکر
۲۰۴	حضور کی تہذیب اخلاق کی عمدگی پر	۱۶۸	حضرت علیؓ کی حدیث اشراق اور چاقی نماز	۱۲۶	باب حضور کے مزاج اور دل لگی فرمانا
۲۰۵	باب حضور کی عادات کا ذکر	۱۶۹	باب چاشت کی نماز کا بیان	۱۲۸	دل لگی ناجائز بھی ہے اور مستحب بھی ہے
۲۰۷	حضرت صدیق اکبرؓ پر حضرت عمرؓ	۱۷۱	حضور کی چاشت کی نماز میں	۱۳۰	حضور کی حضرت زاہر کے ساتھ دل لگی
۲۰۸	حضور کے زمانہ میں بھی افضل صحابہ	۱۷۲	مختلف روایات کی تطبیق	۱۳۳	باب حضور کے اشعار کا ذکر
۲۰۹	شمار ہوتے تھے	۱۷۳	زوال کی وقت چار رکعات کی حدیث	۱۳۶	حنین کی لڑائی کا قصہ
۲۱۰	حضور کے پسینہ سے زیادہ کوئی	۱۷۴	باب حضور کا نوافل مکان پر پڑھنا	۱۳۷	عمرۃ القضاء
۲۱۱	خوشبودار چیز نہ تھی	۱۷۵	باب حضور کے روزوں کا ذکر	۱۳۸	حضور کی مجلس میں دین و دنیا
۲۱۲	حضور کا کسی خادم پر ناراض نہ ہونا	۱۷۶	رونے کی حکمت اور انبیاء علیہم السلام	۱۳۹	ہر قسم کے تذکرے
۲۱۳	حضور کے علم کا امتحان ایک یہودی کی طرف	۱۷۷	کے مختلف معمولات	۱۴۰	باب حضور کا قصہ گوئی فرمانا
۲۱۴	حضرت بلالؓ کا قصہ حضور کے افراتجائیں	۱۷۸	حضور کا شعبان میں کثرت سے روز رکھنا	۱۴۱	حدیث الخرافہ
۲۱۵	حضور کی عادت شریفہ پر قبیل فہر نہیں	۱۷۹	ہر ماہ میں تین روزوں کی مختلف روایات	۱۴۲	گیارہ محدثوں کی کہانی
۲۱۶	باب حضور کی حیا کا ذکر	۱۸۰	اعمال کی پیشی میں مختلف روایات	۱۴۳	باب حضور کے آرام فرمانی کا ذکر
۲۱۷	باب حضور کا سبکی استعمال فرمانا	۱۸۱	اور ان میں تطبیق	۱۴۴	حضور کا معمول دائیں کروٹ پر ہونا تھا
۲۱۸	علاج توکل کے منافی نہیں	۱۸۲	ماشورہ کاروزہ اور اس کی خصوصیات	۱۴۵	دنیا کی مثال خواب کی سی ہے
۲۱۹	باب حضور کے بعض ناموں کا ذکر	۱۸۳	اعمال میں اعتدال کی تاکید اور	۱۴۶	باب حضور کی عبادات کا ذکر
۲۲۰	باب حضور کے گزراوقات کا ذکر	۱۸۴	عبداللہ بن عمرؓ کا قصہ	۱۴۷	قیامت میں اعمال کا وزن اور
۲۲۱	دود و ماہ مکہ گھر میں آگ نہ جلنا	۱۸۵	باب حضور کی قرآن کی کیفیت	۱۴۸	سب سے اول نماز کا مطالبہ
۲۲۲	پیٹ پر تھپہ باندھنا	۱۸۶	قرآن شریف کا آواز سے اور آہستہ پڑھنا	۱۴۹	عبادت کن کن وجوہ سے کی جاتی ہے
۲۲۳	حضور کا اور حضرات مخیمین کا بھوک	۱۸۷	باب حضور کے روزے کا ذکر	۱۵۰	عبادات اور طاعت زیادہ عمل کی حالت
۲۲۴	کی شدت سے باہر تشریف لانا	۱۸۸	روزانہ کتنی طرح سے ہوتا ہے	۱۵۱	نماز کے وقت کی صحبت اولاد
۲۲۵	صحابہ کا ایک لڑائی میں پتے کھانا	۱۸۹	حضور کی صاحبزادی ام کلثومؓ کی وفات	۱۵۲	نافرمان پیدا ہوتی ہے
۲۲۶	باب حضور کی عمر شریف کا ذکر	۱۹۰	باب حضور کے بسترے کا بیان	۱۵۳	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت
۲۲۷	باب حضور کے وصال کا بیان	۱۹۱	حضور کا عمدہ بسترہ کو ذکر دینا	۱۵۴	سے تراویح کی نفی صحیح نہیں
۲۲۸	حضور کے وصال کے بعد تجنیز و تکفین	۱۹۲	باب حضور کی تواضع کا بیان	۱۵۵	امام مالکؒ کے نزدیک تراویح ۴۳ رکعت
۲۲۹	غیرہ مور میں حضرت ابو بکرؓ کے علوم	۱۹۳	حضور کا صحابہ کے ساتھ کام میں شریک ہونا	۱۵۶	بہن باقی ائمہ کے نزدیک بیش رکعت

تہدید

بسم الله الرحمن الرحيم محمد ونصلي على رسوله الكريم

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ بندہ ناجیز کو اواخر سلسلہ ۳۳۳ء میں باقتضائے حکم حضرت اقدس آقائی و مولائی حضرت الحاج مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ و برد مضجوعہ، بذیل الجہود فی صل الی داؤد کی طباعت کیلئے متفرق طور پر چند روز شہر دہلی رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں میرے ایک کرمفرما جناب محترم محمد عثمان خاں حسنا زاد مجدہم نے شمائل ترمذی کے مختصر سے ترجمہ کا حکم کیا۔ میں اپنی نااہلیت کا معترف ہرگز بھی اسکا اہل نہیں تھا۔ اور اسی وجہ سے اس سے قبل کسی تحریر یا تقریر کی کبھی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ لیکن مدوح نے اپنے حسن ظن کی بنا پر میری کسی معذرت کو بھی قبول نہ کیا۔ میں اپنے غمزہ و قصور کی وجہ سے ہرگز بھی اقتضائے نہ کرتا مگر چونکہ موصوف کے میرے والد حضرت نور اللہ مرقدہ و برد مضجوعہ سے خصوصی مراسم تھے اور مقتضائے حدیث (ان من ابرار البصلة الرجل اهل و ذابیه بعدہ ان یونی فیہ مسلم) ترجمہ بہترین صلہ رحمی والد کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ اسلئے مجھے اس بغیر چارہکار ہی نہ ہوا کہ اپنی حیثیت کے موافق مختصر سا ترجمہ لکھ کر پیش کروں اور ناظرین سے اپنے اقرار غفر کے بعد عرض کروں کہ ان اوراق کی پریشانی عبارت اور الفاظ کی غرابت مضامین کے تشتت سے تسامح فرماتے ہوئے اصل مقصد اور آقا علیہ السلام علیہ السلام صلوٰات و تحیات کے اخلاق، اوصاف، عادات، معمولات کی طرف توجہ فرماویں کہ عقلمند شخص بدنام برقعہ کی وجہ سے حسین چہرہ کے بے توجہی نہیں کرتا، اور مجھدار آدمی بد مزہ چھلکے کی وجہ سے لذیذ گوشت کو نہیں پھینکتا۔

اس ترجمہ میں چند امور کا خاص طور سے اہتمام کیا گیا ہے نمبر (۱) اکثر مضامین اکابر قدما کی کلام سے لئے گئے ہیں اور خود رائی وغیرہ سے اجتناب کیا گیا۔ نمبر (۲) جمع الوسائل مطاعلی قاری خفگی کی منادی شیخ عبدالرؤف مصری کی مواہب لدنیہ شیخ ابراہیم بجوری کی تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس رسالہ کا زیادہ تر ماخذ یہی ہے نمبر (۳) ترجمہ چونکہ عوام کیلئے کیا گیا اسلئے مطلب خیر ترجمہ کیا گیا نقلی ترجمہ کی پابندی نہیں کی۔ نمبر (۴) ترجمہ سے زائد امور بطور فائدہ کے ذکر کئے گئے اور ان کے شروع میں فن کا لفظ بھی لکھ دیا۔ نمبر (۵) اکثر جگہ ترجمہ سے زائد امور جو ربط کے لئے بڑھائے گئے وہ (قوس) میں لکھے گئے۔ نمبر (۶) احادیث کا اگر نظاہر آپس میں تعارض معلوم ہوا تو اسکو مختصر طور سے رفع کیا گیا۔ نمبر (۷) اختلاف مذاہب کا بھی مختصر طور پر کہیں کہیں ذکر کیا گیا۔ مگر مذہب حنفیہ کو اکثر جگہ خاص طور سے ذکر کیا ہے کہ قریب جوہر کے باختصار اکثر حنفی ہیں نمبر (۸) حنفیہ کے قول کی دلیل بھی کہیں کہیں حسب ضرورت مختصر طریق سے بیان کی گئی۔ نمبر (۹) جس جگہ حدیث میں کسی غزوہ یا قصہ کی طرف اشارہ تھا فائدہ میں اس قصہ کو مختصر طور سے ذکر کر دیا گیا۔ نمبر (۱۰) جس حدیث کی باسے مناسبت خفگی تھی اسکو بھی واضح کیا گیا۔ نمبر (۱۱) جو مضامین خاص طلبہ کیلئے مفید تھے اور عوام کو کارآمد نہیں تھے ان کو عربی حاشیہ میں لکھا گیا بالخصوص سند حدیث کے متعلق اگر راوی کا نام ضبط کر کے ضرورت محسوس ہوئی یا عربی عبارت میں کسی نحوی ترکیب کے ذکر کی ضرورت سمجھی گئی۔ نمبر (۱۲) جو مضامین اختصار کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کئے گئے، اکثر جگہ ان کتب کا حوالہ لکھ دیا جہاں وہ مفصل مل سکتے ہیں تاکہ شائقین کو تلاش میں ہولت نہ ہے۔ نمبر (۱۳) ان سب امور میں اختصار کو نہایت مد نظر رکھا گیا کہ بڑھنے والوں کی طبائع طول سے آگاہ رہاویں و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اینبذہ زکریا عفی عنہ کا مدد ملوئی۔ مقیم مدرسہ مظاہر علوم بہار پنوہ۔ وار د حال دہلی ۸ جمادی الاخری ۱۳۳۳ھ جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى قال الشيخ الحافظ ابو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذی
سننہ قیامہ ۱۲ برگزیدہ ۱۲ کتبہ ۱۲ ثلث الاربع

لہ غفلت الشیخ فی وجودہ
الخطبہ فیوید فی بعضہا لا یوجد
فی بعض الاولی البقاء بالیوم
فی بعض الشیخ فلا یقی اذا حاجت
الجواب عن الاشکال الشیخ
بما الاثر یورد علی ہذا الخطبہ بعض
الایرادات مثل انفراہ السلام
عن الصلوۃ علی مذہب من کرہ
ذکر واستقلال السلام علی
غیر الانبیاء ان ارید العموم بعبادۃ
الذین اصطفی و ہذا المختصر لا
یصلح ہا ۱۲

باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم

اخبرنا ابو رجاء قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن ربيعة بن ابی عبد الرحمن
(۱) بن انس بن مالك انه سمعه يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسير بالطويل
بفتح فسكون ۱۲

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیہ مبارک کا بیان

(فائدہ) مصنف نے اس باب میں وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیہ
مبارک کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو کما حقہ تعبیر کر دینا
یہ ناممکن ہے۔ نو محکم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے لیکن اپنی ہمت و وسعت کے موافق حضرات صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسکو ضبط فرمایا جس کا کچھ بیان یہ ہے۔ قرطبی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا اور نہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے۔ ع
آپ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا امت پر نہایت ہی بڑا احسان ہے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات معنوی علوم و معارف کے ساتھ ساتھ کمالات ظاہری حسن جمال کی
بھی امت تک تبلیغ فرمائی کہ یہ نعم و نیاں یارے کیلئے معین و مددگار ہوتا ہے۔ نامراد عاشق جبصال سے
محروم ہوتا ہے کہ محبوب کے گھر باہر خط و خال کو یاد کر کے اپنے کو تسلی دیا کرتا ہے اور عادات و حالات ہی سہول
بہلایا کرتا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے چار سو احادیث لیکر اس رسالہ کو مرتب فرمایا اور ان
چار سو احادیث کو چھپن بابوں پر تقسیم فرمایا کہ اس باب اول میں چودہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

لہ الشیخ من کان استاذ اکاملا
فی فیہ ان یقتدی بہ ولو کان
شاہدا ولا یقتضی بس ورنہ ہو
مصدر شاخ شیخ ترمذی
اصطفی علی رتہ سببہ
النسوی والحاظ فی اصطلاحہم
من اعلامہ بآثارہ ان مدینہ
استناد سند او احادیث الخیر
المدینہ اولہا الطالب ہو البتہ
ثم الحديث وهو من قول رواته
ثم الحافظ وقد ذكر ثم الحديث وهو من
احاط شئنا من حديث ثم الحاکم
وهو من احاط بجميع الاحاديث
الرواج ۱۲

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت لائے قد کے تھے
نہ پستہ قد (جسکو ٹھنگنا کہتے ہیں۔ بلکہ آپ کا قدم مبارک درمیانہ تھا) اور نیز رنگ کے اعتبار سے نہ بال سفید
تھے چونکہ کی طرح نہ بال لکھل گندم گوں کہ سانولہ پن آجلے (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن
نیر نور اور کچھ ملاحت لئے ہوئے تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بال سفید تھے نہ بال سیاہ
فہ بفتح فسكون يستعمل في الایجاد والخلق والمراد به هنا صورة الانسان الظاهرة المدركة بالبصر كاللباس والطول والخلق
بضمین صورة الانسان الباطنة المدركة بالبعید کا علم والحکم واما قدم المصنف الکلام علی الاول مع ان الثاني اشرف لان الصفا
الظاہرۃ اول ما یدرک من صفات الکمال ولاہا کالذیل للباطن فان الظاہر عنوان الباطن ورمایۃ للشرقی من غیر الاشراف
الی الاشراف وللمرئیتب الوجودی اذ الظاہر مقدم فی الوجود علی الباطن وانما كانت الصفا الباطنة اشرف من الظاہرۃ لان ساطع الکمال انما

یصح وقد ورد فیہ عن النکئی
فیصل علی انہ یصلیہ اولہم صحابہ
المجاز والوردان الغیرۃ بن شعبہ
کما ہذا لک الشیخ صلی اللہ علیہ وسلم
لہ الترمذی قال النسوی فیہ
ثبتہ او یکرر ان روایہم وہو ہا
وہما وفتح التامو لکیریم وقال
النسوی فی الرابع من ہذا اللغات
ظان نسبتہ الی بلدہ قدیرہ بطرف
وہمزہ المسمی بکچون ۱۲
لہ اسمہ ای صحیح ربیۃ انشا
والغرض من ربیۃ اخذ
لہ الحدیث بطریق التحدیث لا بالانباء قال القاری قیل ویمثل ان یفسر بن لما لک وقیتہ قال النسوی قلت ولكن فیہ بعد ۱۲

<p>البائن ولا بالقصير ولا بالابيض الا مهي ولا بالادقم ولا بالجعد القطط ولا بالسبط</p> <p>بعضہ اللہ تعالیٰ علی رأس اربعین سنة فاقام بمكة عشر سنين وبالمدينة عشر</p> <p>سنين فتوفاه الله تعالى على رأس ستين سنة وليس في راسه ولحيته عشرون</p>	<p>لہ البائن بالہمزہ دون الیاء من بان معنی ظہر او معنی بعدنی تخصیر الطول بالبائن دون القصیر بقا لم اشارۃ الی ان علیہ السلام کان ربوۃ کثرت الی الطول اقرب ۱۲ لہ عطف الی قولہ بالطول لا زائدۃ فی کید المعنی ۱۳ سہ الامت ای شہید البیاض فالتفی رابع الی القید فقط و روایۃ المصنف فی جامعہ لیس بابین مقلوبۃ کما ذکرہ الحافظ او وہم کما قالہ بعض ادسول بان البیضاء تطلق علی الخضرۃ ایضاً ۱۴</p>
<p>شعره بیضاء حل ثنا حمید بن مسعود البصري ثنا عبد الوهاب الثقفي</p> <p>دیکھ لکھی سی چھپیدگی اور گھونگر یا لہ پن تھا، چالیس برس کی عمر ہو جانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے</p> <p>آپ کو ہی بنایا اور پھر دس برس مکہ مکرمہ میں رہے اس میں کلام ہے جیسا کہ فوائد میں تاہر اس مدت</p> <p>درمیان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھی نازل ہوتی رہی۔ اس کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں</p> <p>قیام فرمایا اور پھر شاہ سال کی عمر میں حضور نے وصال فرمایا اس وقت آپ کے سر اور آپ کی داڑھی میں سفید</p> <p>بال بھی سفید نہ تھے اسکا تفصیل بیان باب شیب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے گا۔</p>	<p>۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰</p>
<p>(ف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیان تھا لیکن میانہ پن کے ساتھ کسیدہ رطل کی</p> <p>طرف کو مائل چنانچہ ہند بن ابی ہالہ وغیرہ کی روایت میں اسکی تصریح ہے۔ ان دونوں روایتوں پر اس</p> <p>حدیث سے اشکال ہوتا ہے جس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے</p> <p>تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے لیکن یہ درازی قد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ معجزہ کے طور پر تھا تاکہ حضور اکرم</p> <p>صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ آلات معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں ہے اسی طرح صورت ظاہری میں بھی</p> <p>کوئی بلند محسوس نہ ہو نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام دس برس اس</p> <p>حدیث میں ذکر ہوا ہے اور اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شاہ سال کی ذکر کی گئی ہے لیکن یہ روایت</p> <p>ان سب روایات کے خلاف ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تیرہ برس بتلایا گیا ہے اور تریسٹھ</p> <p>سال کی عمر ذکر کی گئی۔ بعض روایات میں پندرہ سال کی عمر آئی ہے چنانچہ او ان کتاب میں تیوں و تین</p> <p>آینوالی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تریسٹھ سال کی روایتیں زیادہ ہیں۔ علمائے ان</p> <p>احادیث میں دو طرح جمع فرمایا ہے اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت</p> <p>ملی اور تین سال بعد رسالت ملی۔ اس کے بعد دس سال مکہ مکرمہ قیام ہوا۔ اس بنا پر اس حدیث میں ان</p> <p>تین سال کا ذکر چھوٹ گیا جو نبوت اور رسالت کے درمیان تھے۔ دوسری توجیہ یہ کہ جاتی ہے کہ عموماً</p> <p>اعداد میں کسر کو شمار نہیں کیا جاتا اگر تا اسی بنا پر حضرت انس کی روایت میں دونوں جگہ دہائیاں ذکر کریں اور کسر کو</p> <p>چھوڑ دیا اور تریسٹھ سال والی روایات میں سنہ ولادت اور سنہ وفات کو مستقل شمار کیا گیا بغرض سب روایات</p> <p>کا حاصل ایک ہی ہوا اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی</p>	<p>۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰</p>

عن حمید عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ربعة ولا
ليس بالطويل ولا بالقصير حسن الجسم وكان شعره ليس بجعد ولا
سبط اسماء للون اذا مشى يتكفأ حل ثنا محمد بن بشار يعني العبدى ثنا
محمد بن جعفر ثنا شعبه عن ابى اسحق قال سمعت البراء بن عازب يقول
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً مبروراً بعيداً بين المتكبين عظيم الجملة
كبيراً ومعتزلاً

المنحرف الى اليمين واليسار
بجوز ثيابا متوسطا بين الطويل والقصير
والثانيث باعتبار النفس يقال
رمل ربعة وامرأة ربعة ۱۲ قارى
بأنه تعميم بعد تخصيص او المراد وجه
نعمى غلبت الحسن والجمال قال بعضهم
الحسن عبارة عن كل مبعج مغرب
افرنسا او عقلاً ۱۲ مناوى
بأنه انما ظرفة لا شريطة والعامل فيها
افعل بمراد وتكفأ تشديد الفاء بعده
بمراد قد تبرك بمراد تخفيفاً يقال
الى نظام وفسره بعضهم بكونه يسيراً
في مشية والاول الظاهر وكثير ما
في الخبر الاتى كانا يخط من صلب
فومن توكم كفات الانا اذا
قلبت وفي بعض نسخ اذا مشى
يتوكأ الى يمينه على رجليه ۱۲
بأنه العبدى نسبة الى عبد قيس
قبيلة مشهورة من قبيلة ۱۲
بأنه قال البيهقي في بعض النسخ
الروايات خبره توطئة لا خبر
حقيقة اذ هو المقصود بالافادة
بقوله تعالى ذلك بانهم قوم لا يفقهون
وهذا الجنى على ان المراد بالرجل المعنى
التبادر وهو الذكر البالغ وفيه ان
لا يلقى بصحابة ان يصنف بذلك
ولم يسح من احد منهم وصف فافان
كما قال بعضهم ان المراد وصف شعره
بالرجولة وهي التماس القليل يقال
شعره جليل الجرم كما يقال بفتحاء
كسر او سكونها اي فيكس القليل
وضبط القارى بفتح الراء وكسر الجيم
ثم قال ووقع في الروايات المتقدمة
بضم الجيم محتمل ان يكون المراد منه
التبادر وهو المعنى المأذون
ان يراد بشعره الاظفار والرجل كسر
الجيم وفتحها وضبطها وسكونها بمعنى
وهو ان يمشى في شدة كسرة الجيم
كلام الحافظ ابن حجر في سنن النجاشي
ويؤيد ما صح في بعض النسخ

الوجه جازا واصل الجار والمجرور ملحق بطريق لا يمتد الى غير ذلك من طريقين

اس لئے باقی روایات کو بھی اسی طرف راجع کیا جاوے گا

(۲) دوسری روایت بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیان
قد تھے نہ زیادہ طویل نہ کچھ ٹھیکے نہایت خوبصورت معتدل بدن والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
بال نہ بالکل چمپیدہ تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی چمپیدگی اور گھنگر یا لہن تھا اسے مکرر کسی کی
زلف پہ معلوم ہو تجھے ۴ فرقت کی رات کتنی ہے کس تیج و تاب میں نیز آپ گندمی رنگ تھے جب
حضور راستہ چلتے تو آگے کو جھکتے ہوئے چلتے۔ اس حدیث میں خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ حضور کے رنگ مبارک کو گندمی فرماتے ہیں پہلی روایت بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔
اس میں اسکی نفی کی گئی تھی وہاں ترجمہ میں اسکی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ دونوں میں کچھ تعارض نہیں حال
دونوں روایتوں کا یہ ہے کہ حضور کا رنگ بالکل گندمی نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے روشنی اور حسن میں کچھ
کمی آوے بلکہ وہ چمک دمک اور خوبروئی تھی کہ اپنی ساتھ تھوڑی سی گندمیت بھی ملائے ہوئے تھی نیز اس حدیث
میں حضور کی رفتار کے بارے میں تنکفاً کا لفظ واقع ہوا ہے اس کے ترجمہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض
لوگ جلدی چلنے کا ترجمہ فرماتے ہیں اور بعض لوگ آگے کو جھکنے کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعض شرح قوت سے قدم
اٹھانیکا ترجمہ کرتے ہیں۔ تینوں ترجمے صحیح ہیں اسلئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تینوں صفتوں کے
ساتھ متصف ہوتی تھی اور لفظ بھی تینوں معنی کو محتمل ہے حضور والا نیز رفتاری کے ساتھ چلتے تھے محبوبین زیادہ
کی طرح عورتوں کی چال نہیں چلتے تھے نیز حضور کی عادت جھک کر چلنے کی تھی، تنکیر ان رفتار سینہ کا لگنا نہیں
چلتے تھے نیز مزید رفتار پاؤں زمین سے اٹھا کر چلتے تھے نہ یہ کہ زمین پر پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلیں۔

(۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد میانہ قد تھے
قدرت درازی نال جیسا کہ پہلے گذر چکا آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدمے اوروں سے زیادہ فاصلہ تھا
جس سے سینہ مبارک کا چوڑا ہونا بھی معلوم ہو گیا گنجان بالوں والے تھے جو کان کی ٹونگ آتے تھے آپ پر

إلى شحمة أذنيه عليه حلة حمراء وأرأيت شيئاً قط أحسن منه. حدثنا حمون غيلان
 ثنا وكيع ثنا سفيان عن أبي إسحاق عن البراء بن عازب قال ما رأيت من ذي لمة في حلة حمراء أحسن
 من رسول الله صلى الله عليه وسلم له شعر يضرب منكبيه بعيد ما بين المنكبين لم يكن بالقصير ولا بالطويل
 حدثنا محمد بن اسماعيل ثنا أبو نعيم ثنا المسعودي عن عثمان بن مسلم عن هريرة بن نافع بن جابر
 بن مطعم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم بالطويل ولا بالقصير
 شأن الكفبر، والقدمين ضخم الرأس ضخم طويل المسرة إذا مشى تكفأ تكفأ كأنما ينحط من صلب

ایک سرخ دھاری کا حوڑا یعنی لنگی اور چادر تھی۔ میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کہی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ **ف**۔ اس حدیث میں رجلاً
 مربوطاً کا لفظ ہے جس کا ترجمہ جیم کہ پیش کے ساتھ فرد کا کیا گیا۔ یہ صحیح ہو سکتا ہے اس قسم کے الفاظ کلام عرب میں ربط کے واسطے
 آجاتے ہیں لیکن چونکہ اس میں کوئی خاص صفت نہیں ظاہر ہوتی اسلئے بعض محدثین کی رائے ہے کہ یہ لفظ جیم کے زیر کے ساتھ ہو جسکے معنی
 سیدھے پن اور ٹیڑھے پن کے درمیان کے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس صورت میں یہ صفت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں
 کی ہوگی جیسا کہ پہلے گذر چکا کہ حضور کے بال مبارک کچھ تھوڑی سی پچیدگی لئے ہوئے تھے۔ اس حدیث سے بعض علماء نے سرخ کپڑے کا
 مرد کیلئے مطلقاً پہننا جائز قرار دیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے جو کپڑے کی تعیین کے بعد علماء سے تحقیق کیجا سکتی ہے۔
 علماء نے کھانا کھانے کے صحابی نے اس حدیث میں کسی چیز کو آپؐ سے حسین نہیں دیکھا اسلئے کہا۔ تاکہ انسان کے علاوہ چاند سورج وغیرہ ہر چیز
 کو شامل ہو جائے۔ (۴) حضرت برادر ہی سے یہی روایت ہے کہ میں نے کسی پنٹھوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں تک آرہے تھے۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ
 ذرا زیادہ چوڑا تھا اور آپؐ سے زیادہ لانے تھے نہ ٹنگے۔ **ف** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالونکے بائیں میں یہ روایت پہلی روایت سے مختلف ہوگئی
 اسلئے کہ اس میں کان لگی کو تک ذکر کیا تھا۔ لیکن حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اسلئے کہ بال ایک حالت پر نہیں رہا کرتے کبھی کم
 ہوتے ہیں کبھی زائد ہو جاتے ہیں۔ اور قصداً بھی کم کئے جاتے ہیں کبھی بڑھائے جاتے ہیں۔ (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے
 ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لانے تھے نہ کوتاہ قد تھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کیلئے محمود
 ہیں اسلئے کہ قوت اور شجاعت کی علامت میں عورتوں کیلئے مذموم ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک بھی بڑا تھا اور اعضا کے جوڑ کی ہڈیاں
 بھی بڑی تھیں۔ سید سے لیکر زنا تک بالونکی ایک باریک عاری تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے گویا کسی اونچی جگہ کیجے کو اترتے ہیں حضرت
 علیؑ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔ **ف** اس قسم کی عبارت کہ میں

لے قال ابو جریج اخبرني عن طريق ابن جابر وغيره ان النبي صلى الله عليه وسلم اشترى عذبة بسبع وعشرين ناقة فلبسها ١٢ ثوبا قال فلبسها ١٢ ثوبا فلبسها ١٢ ثوبا فلبسها ١٢ ثوبا
 بقا اشارة الى ان كان لذلك سببا الى اللحد لان معنى قط الزمن الماضي ولا يستعمل الا في الماضي وهو يفتق القاف ثم الطاء الشدة وقد تحفت الظاء الغنة وقد ضم القاف اتانما الغنة العار
 الشدة والفتحة وجاءت ساكنة الظاء فلهذا فس لثات اشهر الاول في وقعه حجابان من كمال الايمان اعتقادا من جميع بني الانسان من الحسن الظاهر ما اجتمع في جده صلى الله عليه وسلم من جميع
 علم بغير تمام المعنى الاما لثات الامين رويته صلى الله عليه وسلم اه قلنا وغيره من تبارك تعالى كما في قوله تعالى في الذكر من جنس من سام والد جده له كبره الامام وشيخه الميرزا محمد باقر
 الموفور الشرائع في لثات الامين رويته صلى الله عليه وسلم اه قلنا وغيره من تبارك تعالى كما في قوله تعالى في الذكر من جنس من سام والد جده له كبره الامام وشيخه الميرزا محمد باقر

۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

والقدمين اذا مشى تقلع كأنما ينحط في صلب اذا التفت التفت معاين كفيه خاتم النبوة وهو خاتم

النبيين أجود الناس صدق أو اصدق الناس لهجة والينهم عريكة وأكرمهم عشيرة من أمة

هَابَةُ مِنْ خَالِطِ مَعْرِفَةِ احِبِّهِ يَقُولُ نَاعَتُهُ لَمَّا رَقِبْلَهُ وَلَا يَبْعُدُ مِثْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو عِيْسَى
 اَيُّ فَانٍ لَوْ تَمَارَدَ وَسَكُونَهُ ۝

رحمه الله سمعت ابا جعفر محمد بن الحسين يقول سمعت ابا بصير يقول في تفسير صفة النبي صلى الله عليه وآله
 شيخنا المذکور ۳

الممخط الذاهب طولاً قال وسمعت اعرابيا يقول في كلامه تمخط في نشابة اعدتها مد أشديا والمتردد
بالطال المهملة ١٢

الدخول بعضه في بعض قصير أو اما القطط والشديد الجمجمة والرجل الذي في شعرة حجة أي تثن قليلا
بضم الحاء المهملة والياء الموحدة أي اعتنا ما جمع

واما المطهم فالبادن الكثير اللحم المكاثم المد والوجه المشرب الذي في بياضه حمرة والادعج الشديد سواد

العين الاهدب لطويل الاشعار والكتم مجتمعة الكفبين وهو الكاهل والمسربة هو الشعر الدقيق الذي كانه

بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو، ہڈیاں وغیرہ ان کے

نشانِ لعلیہ تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گو پاکست، کی طوفان سے ہر، جب آکس، کھڑو: تو خوفِ طوفان تو لہو سے ہوا،

کے ساتھ توجہ فرماتے (یعنی یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لاپرواہی

ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے بلکہ سینہ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے بعض علماء نے اسکا مطلب

یہ بی کر دیا ہے کہ جب آپ کو جہیز ملے تو کام چہیز سے فرمائیے، ان انکھوں سے نہیں ملاحظہ فرمائیے مگر یہ مطلب چھا نہیں) آپ کے دونوں شانوں کے درمیان قہر نہوت تھی۔ آپ ختم کر سوائے تھے نبیوں کے آپ سے زیادہ کج حال تھے اور سے زیادہ کج زبان والے۔

سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب سے زیادہ شریعہ نگہز والے تھے (غرض آپ دل و زبان طبیعت خاندان اوصاف ذاتی اور نفسی

ہر چیز میں حسبِ افضل تھے، آپ کو جو شخص بیکار دیکھتا مرغوب تھا (یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول و ہر میں دیکھنے

اور عربی و عبری سے ہیبتیں لیا جاتا تھا، اول تو بحال دھو بھوری گئے تھے بی عرب ہوا، دوسرے قوف اقوال صحیح و غلط داب بن۔ بارہا اول نے اٹھائے اسی لذت کے مرنے، اسکے ساتھ حب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر عرب کا کامو جھٹلا، اسکے علاوہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں ان میں رعب بھی اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا، البتہ جو شخص پہچان کر میل جول کرتا

تھا وہ آپ کے اخلاق کریمہ و اوصاف جلیلہ کا کھانل ہو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا علیہ بیان کرنے والا صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ:

۱۰ عشره علی وزن قبیله و سغاه و فی بعض نسخ عشره یکسر و وہی و سکن ثانیہا ای صحیحہ و نویدہ ما سبقتہ لم یر۔ ال مصی و کلام المعنصر۔ صحیح فی حقولہ السلام لان قبیلہ اشرف فی اللہ

[illegible]

قَصَبٌ مِنَ الصُّدْرِ السَّوْدِ وَالشَّانُ الْغَلِيظُ الْأَمْبِاجُ مِنَ السَّيْنِ وَالنَّدَامُ مِنَ الْقَلْعِ
 ان يَمْشِي بِقُوَّةٍ وَالصَّبْبُ لِحْدٍ يَقُولُ اخْدُرْنَا فِي صَبُوبٍ وَصَبْبٌ قَوْلُهُ جَلِيلُ الْمَشَاشِ
 يَرِيدُ فَرَسَ الْمَسَكَبِ الْعَشَةِ وَالْحَبَّةُ وَالْعَشِيرَةُ الصَّاحِبُ الْبِدَاهَةُ الْمَفَاجَاةُ يَقَالُ بَدَهْتُهُ
 بِأَمْرِ أَيْ فُجِئْتُهُ حَلُّ ثَنَاسَفَيْنِ بِنُكَيْحٍ قَالَ ثَنَا جَمِيعُ بَنِ عَمِيرٍ بَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَجَلِ
 أَمْلَأَهُ عَلَيْنَا مِنْ كِتَابِهِ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ وَلَدِ أَبِي هَالَةَ نَزَّاجٌ خَلَّجِيَّةٌ
 يَكْنَى أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ بَنِي أَبِي هَالَةَ جَعْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ خَالَي هَنْدَةَ
 (۱۷) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت اور
 وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ میں سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر
 کریں تاکہ میں ان کے بیان کو اپنے لئے جتے اور مستند بناؤں اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے
 تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں (حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حضور کے وصال کے وقت سا
 سال کی تھی اسلئے حضور کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کم سی کی وجہ سے تامل اور رک رک کر حفظ کا موقع نہیں ملا تھا)
 ماموں جان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ خود اپنی ذاتِ صفات کے
 اعتبار سے بھی شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ کا چہرہ مبارک ماہِ بدر
 کی طرح چمکتا تھا، آپ کا قدم مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر بطول تھا لیکن زیادہ لانے قد
 والے سے پست تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔
 اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ بنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکلنے کا اہتمام نہ فرما
 تے۔ (یہ مشہور ترجمہ ہے اس بنا پر یہ اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد مانگ نکلنا روایات سے
 ثابت ہے اس اشکال کے جواب میں علماء یہ فرماتے ہیں کہ اسکو ابتدائے زمانہ پر حل کیا جائے کہ اولاً حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اہتمام نہیں تھا، لیکن بندہ ناپیز کے نزدیک یہ جواب اسلئے مشکل ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکلنے کی تھی، اسکے بعد پھر مانگ نکالنے
 شروع فرمادی، اسلئے اچھا ترجمہ جسکو بعض علماء نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر بہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے
 تھے اور اگر کسی وجہ سے بہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اسوقت نہ نکالتے کسی دوسرے وقت
 جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے) جس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو

(بقیہ ماضیہ ص ۱۰)

و مودۃ و بنا، الثالث و دہنا
 اسم و اضافۃ المد الیہا مجاز
 لانہ لا تمد و انما ید و تر القوس و
 اعترض علی المصنف بانہ لیس
 فی الحدیث لفظ التفظ حتی
 انما یعرض لروایۃ لفظ الانفاذ
 و اجیب بانہ من توضیح الشی
 بتوضیح نظیرہ ۱۲ اب
 لہ ای مکان تمد و ید و یفتح
 الصاد الہمز و ضمہا ایضا و یقال
 بانہ جمیع صیغ تفتین و لم یدغم
 الصبب لکلا یشبہ بالصعب
 فی الذی یمنع العاشق ۱۳ ج
 لہ غیر التصغیر فیہا علی ما انفرد
 القاطن بن جعفر تقریباً قال انما
 او وقع فی نسخ الشامل کبر و کذا
 اور وہ المزی فی تہذیب الذہبی
 فی میزانہ و کذا فی شفاء غامی
 عیاض علی مافی بعض الحواشی و
 کتبہ فی تہذیب التہذیب لفظ
 عطا و او کذا فی اکثر نسخ الشامل
 قال انما فی مواضع من شرح
 صوابہ غیر ۱۴
 لہ ای انما و ہو مصدر ہذا
 من غیر لفظ او تمیز احوال یعنی
 ملکہا ملکہا قال المناو و الاملاء
 القار الحدیث علی الکتاب کتب
 و الاملاء قد کیوں من حفظ و قد
 کیوں بالکتاب و فیہ زیادہ
 الاعتبار فقیہہ بک ۱۵
 لہ ابن اسیر ہذا کا اسم ایہ و
 اسم ہذا من یوافی اسم
 اسم ایہ و جودہ کذا فی الشرح
 لکن الحدیث یحکموا علی ہذا الاسناد

بادن متاسک سواء البطن والصدور بعید ما بین المنکبین ضخما لکرا دیس انور
ای بسک بعز سبعا ۱۲

المخرج موصول ما بین اللبۃ والسرۃ بشعر مجری کا لخط عاری النذیرین والبطن فاسوس
النز ۱۲ فان ۱۲ من انحر ۱۲

ذات اشعر لذر عین والمنکبین واعلی الصد رطویل الزندین رحب السراحة
ای عظیم الذراع ۱۲ واسع الکف ۱۲

شدش الکفین والقد من سائل الاطراف او قال شائل الاطراف خصا الاخصین
بمشد الاصاب ۱۲ ای شدید التجانی من الارض ۱۲

میسر القد من ینبوعها الماء اذا زال زال قلعا یخطو تکفیا ویمشی هو ناذریع المشیة
ای المسما ۱۲ ای رفقا ۱۲ سر ۱۲

اذا مشی کانما یخط من صلب واذ التفت التفت جمیعا خافض الطرف نظره الی
الارض اکثر من نظره السماء بجل نظره الملاحظه یسوق اصحابه یشد من لقی بالسلام

در از تھیں اور تھیلیاں فراخ نیز تھیلیاں اور دونوں قدم گداز پر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں

تناسک کے ساتھ لابی تھیں۔ آپ کے لمبے قدم گہرے تھے۔ اور قدم ہموار تھے نہ پانی ان کے صاف تھرا اور

انکی ملاست کی وجہ سے ان پر پھیرنا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور

آگے کوچک کر تشریف لیجاتے قدم زمین پر آہستہ پر تازہ رہتے نہیں پڑتا تھا۔ آپ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ

قدم رکھتے چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے، جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں

جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپ کی نظر نیچی رہتی تھی، آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان

کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ (اس میں یہ اشکال ہے کہ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم آسمان کی طرف اکثر دیکھا کرتے تھے، دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عادت شریفہ تو زمین ہی کی طرف نگاہ رکھنے

کی تھی لیکن چونکہ وحی کا بھی انتظار رہتا تھا اسلئے اسکے انتظار میں گاہ بگاہ آسمان کی طرف بھی ملاحظہ فرماتے

تھے ورنہ عام اوقات میں عادت شریفہ نیچی نظر رہنے کی تھی۔ ادھر قائل کی نظریں شرم و اوپر نہیں تھیں،

ادھر اسل کھڑا ہے ہاتھ پر میت لے دل کی) آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی غایت

شرم و حیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، چلنے میں صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہ جاتے

جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتدا فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچہ رہ جانا ملامت اسکو

تواضع پر حمل فرمایا۔ لیکن بزرگ ناپہیز کے نزدیک اگر یہ حالت سفر پر مجبور ہو تو واجب ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ سفر میں پیمانندگان اور ضعیفہ کی خبر گیری کے لئے آپ پیچھے رہا کرتے تھے یہ حدیث بہت

طویل ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عادات جملہ انواع مذکور ہیں، امام ترمذی نے مضامین کی مناسبتوں سے

اسکو کئی بابوں میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کا کچھ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے باب میں اور کچھ حصہ حضور کی

لہ بادن الروایۃ الی ہینا باب

ومن ہینا الی آخر الحدیث بل رفیع

قال القاری من الخفی والمعنی انہ

کان سمینا مقدرنا یعنی کمین

سمینا جدارا ولا یخفی جدارا

البیہوری ۱۲

لہ باضافۃ السور الی البطن

الصدور ودون الاضافۃ فیکونان

مرئیین علی الغافلین ۱۲ م

لہ او قال شائل شک من

الراوی وسائل الاطراف بانہ

ای طویل و شائل بالجمہ قریب

من شائل المیزان ارتفعت

کان مرتفع الاطراف بالانقباض

ولا احد یداب ۱۲

لہ قول خصان الاخصین

الاخص من القدم موضع لا یضیق

بالارض منہا عند الوطی وخصان

الباب منہ ای ان ذلک الموضع

من اسفل قد مدید شدید النجانی

عن الارض ۱۲ مجمع البحار وقال

البیہوری خصان کسمان وخصین

وینفع فیکون ۱۲

لہ یفتح القاف وسکون اللام

ای رفیع جلد من الارض رفعا

لما بقوۃ لائن میشی اغتیا القاف

القاری یعنی اذا زال عن موضو

وذهب میشی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم رفیع رجلیہ بقوۃ ۱۲

لہ سید من البراءۃ ولف

بعض النسخ یدر یفہم الدال

والراد الہمتین والمعنی

متقارب ۱۲

حدثنا أبو محمد بن المشي بن أحمد بن جعفر بن شاذبية عن سماك بن حرب قال سمعت جابر بن سمرة يقول

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضليح الفم أشكل العين منهو العقب قال شعبة قلت لسمك ما ضليح الفم

قال عظيم الفم قلت ما اشكل العين قال طويل شق العين قلت ما منهوس لعقب قال قيل والعقب

عَنْ شَاهِدِ بْنِ السُّكَيْتِ عَنْ ثَوْنِ الْقَسَمِ عَنْ أَشْعَثَ يَعْنِي ابْنَ سَوَارٍ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ

رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةِ اضْطِحَّانٍ وَعَلَيْهِ حُلَّةُ جَمْرٍ، فَجَعَلَتْ أَنْظُرَ إِلَيْهِ وَإِلَى الْقَمَرِ فَلَهُوَ

عند الحسن من القم ^{١٠} محمد بن سفيان بن كيع ثنا حميد بن عبد الرحمن الراسي عن زهير عن ^{١١} ابي اسحاق

قال سال رجل البراء بن عازب اكان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل السيف قال لا بل مثل الفرح

ابوداؤد المصاحف سليمان بن سلمة النضر بن شهيل عن صالح بن ابي الحفص عن ابن شهاب عن ابي سلمة

۱۲۱

تھے، ایٹری مساک بزرگوشت بہت کم تھا، **ف** ا ل ہ ہ م د کیلئے فولد خورنی پسند نہ کرتے تھے، اور بعض لوگوں کو کھانے کے بعد

فرخ دہنی سے فصاحت مراد ہے۔ آنکھوں کی تعریف میں جو ترجمہ کیا گیا وہ صحیح قول کے موافق لکھا گیا۔ ورنہ اس حدیث کے ترجمہ میں امام

ترمذی نے اس حدیث کے ایک راوی سے فراخ چشم کا ترجمہ نقل کیا ہے وہ اہل لغت کے نزدیک غلط ہے۔

خمارالودہ آنکھوں پر ہزاروں میکے قربان + وہ قاتل بے پئے ہی رات دن غمور رہتا ہے

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت شمرخ جزائز تھے۔ فیا تبھر کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ بھائی! آج میرے پاس غصہ ہے۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ جمیل و حسین اور منور ہیں ۵

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سر ہو تو کیا : مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

(۱۰) ابواسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت برادر سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح شفاف تھا، انھوں نے فرمایا کہ ہاں، اس کی شفافیت اتنی تھی کہ اگر کسی نے اس کے منہ میں ہاتھ ڈال دیا تو اس کی ہڈیاں بھی دیکھ سکتا تھا۔

لہاں ہیں بلکہ بدرِ مطرِ روسِ لولائی لئے ہوئے تھا۔ **ف**لوار کی شجریں یہ نقصان کھالہ اس سے زیادہ طویل ہونیکا شبہ پیدا ہوتا تھا کہ
 سر کا جھک ہر اسفندی غلہ پھوٹا رہ لہرائی نہیم اسلئے حضرت در اندر تیار سے بھاگ کر کہہ ان سے ترش و مر ترش اسب

مقرب ہی ہیں ورنہ ایک چاند کیا ہزار چاند میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نور نہیں ہو سکتا۔ ایک عینی شاعر کہتا ہے کہ اگر تجھے

مدرج کو عیب ہی لگانا ہے تو اسے چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دے اس کے عیب لگانے کے لئے یہ ہی کافی ہے۔

له في التفسير فلت عنه كتب اللغة المتداولة ومن ثم جعله القاضي عياض وهاها الصواب اتفق عليه العلماء وجميع اصحاب الغريبين في الشك في مرة في بيان العين على هذا وتبوء
النون آخره بدل حطة والهمزة مفتحة السبيل اليها المشددة ذكر الراء اليها من الراء المشددة على ان كان في الراء من الراء المشددة من الراء المشددة

الى الامام محمد بن ابي طالب عليه السلام

لہ عرض علی ہی فی لیلۃ

الموعزۃ کما یبدل علیہ روایۃ البخاری

اولی النام کما یبدل علیہ روایت

الاخری ۱۲

عہ بفتح الغاد الموعزۃ سکون الراء

ای خیف اتم من العال صفۃ

فرب قالہ القاری ۱۲

عہ بفتح الموعزۃ ونم النون ثم ہو

ساکنۃ ثم حمزة مفتوحۃ بعد انوار

قبیلۃ من امین الامن فخطان

وہم مترسلون من الخلفۃ ولسن

۱۲ ق م

عہ عودۃ بن سودای اشقی

لا الہذلی کما توہم وانیخی طبعک

لن اقرب مبتدأ خبرہ عودۃ ومن

موصولة فائدہ محذوفۃ اسے

اقرب لذی رأیتہ وبتسلن

بشہا النصب علی انہ خزیر

للفسبۃ وصلۃ القرب محذوفۃ

ای الیہ لومۃ ۱۲

عہ دجۃ کسدرۃ وقد یفتح اول

عنامۃ فی مائل رئیس الجند

صحابی مشہور وکان جبریل

یاتی قانبا علی صورۃ لان

عادۃ العرب قبل الاسلام

اذ ارسلوا رسولا الی ملک

لا یرسلون الا مثل دجۃ فی

الجمال او الفصاحتۃ فان کان

بارئاً فی الجمال تے تغرب بہ

الامثال قالہ البیہوری ۱۲

عہ ابا الطفیل عامر بن ائمة

کان من جماعۃ علی ومحبیہ لہما

الہجۃ او عام احدومات سنۃ

عشر و مائۃ علیہ علی قالہ

البیہوری فی شرح الشمائل و

اختارہ الحافظ فی تقریرہ فیصح

صیغۃ قولہ ابقی علی وجہ الارض

احمد آہ غیری ۱۲

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض کانا صیغ منفضۃ

رجل الشجر حد ثنا قتیبۃ بن سعید انا اللیث بن سعد عن ابی الزہیر عن

جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا اموا

علیہ السلام ضربت من الرجال کانه من رجال شتۃ ورأیت عیسیٰ بن مریم علیہ

السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا عرفۃ بن مسعود ورأیت ابراہیم علیہ

السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ الکریمۃ ورسأیت

جبریل علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا دحیۃ حد ثنا محمد بن بشار سفین

ابن کعب المعنی واحد قال ان یزید بن ہارون عن سعید الجری قال سمعت ابا الطفیل

نسبۃ لحدۃ جبریل مسخرۃ ۱۲

۱۱ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر صاف شفاف حسین خوبصورت تھو گویا

کہ چاندی سے آپ کا بدن ڈھالا گیا ہو۔ آپ کے بال مبارک قدسے خمدار گھنٹے کی تھے۔

جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی گزر چکی ہے اس میں بالکل سفید رنگ کی نفی کی گئی تھی اسلئے اس حدیث سے مراد نہیں

کہ چاندی کی طرح سے بالکل سفید رنگ تھے بلکہ سفیدی سرخی مائل تھی اور چمک و حسن غالب تھا۔

۱۲ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ مجھے سب انبیاء علیہم

الصلوۃ والسلام پیش کئے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو وہ ذرا بتلاؤ بلے

بدن کے آدمی میں گویا کہ قبیلۃ شنورہ کے لوگوں میں سے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو ان سب لوگوں میں سے جو میری

نظر میں ہیں عروہ بن مسعود ان کے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے

لوگوں میں سے خود ہی ان کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں۔ ایسے ہی جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ساتھ زیادہ مشابہ

ان لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں دجیہ کلبی ہیں۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کو دیکھنا یا شب معراج

میں ہوا ہو یا خواب کی حالت میں ہوا ہو۔ بخاری شریف میں دونوں طرح کی روایتیں ہیں اور اس اختلاف میں کوئی

اشکال نہیں اسلئے کہ ہو سکتا ہو کہ دونوں مرتبہ دیکھا ہو نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہلکے بدن کا ترجمہ اپنے

نزدیک الج قول پر کیا ورنہ بعض علماء نے اس کے ترجمہ میں اور بھی اقوال فرمائے ہیں۔ ان تین انبیاء کا ذکر اسلئے فرمایا کہ

حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام بنی اسرائیل کے انبیاء ہیں تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ملاوہ ازیں کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازیں تھے جملہ عرب ان کو ملتے تھے۔ (۱۳) سعید جری کہتے ہیں کہ بنو ابی الطفیل

۱۳

یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما بقی علی وجه الارض احد راہ غیر ی قلت صفہ لی

مقیفہ اون ماری

قال کان ابیض ملیحاً مقصداً اصلوات اللہ وسلامہ علیہ حارث بن عبد اللہ بن عبد الرحمن

انا ابراهیم بن المنذر الحزامی انا عبد العزیز بن ثابت الزہری بنی اسمعیل بن ابراهیم بن اخی

کذا فی الترمذی و الصواب فیہ العزیز بن ابی ثابت ۱۲

موسیٰ بن عقبہ عن کرب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

افلج الثنیتین اذا تکلم رای کالنور ینحرج من بین ثنا یاہ

ہر فرجت مابین الثنا یا دہر اعیان ۱۳

رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ طبع بیان کیجئے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے طاعت کے ساتھ یعنی سرخی مائل اور معتدل جسم والے تھے۔ **و** ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ میں سب سے اخیر میں وفات پائی ہے۔ ان کی وفات ایک سو دس ہجری میں ہوئی ہے۔ اسی بنا پر انھوں نے کہا کہ اب میرے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ علماء فرماتے ہیں کہ روئے زمین کی قید اس لئے لگائی کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے دیکھنے والوں میں موجود تھے۔

(۱۴) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے دانت کچھ کشادہ تھے یعنی ان میں کھینچ نہ تھیں تھیں گنجان نہ تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔ **و** علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جو دانتوں کے درمیان نکلتا تھا اس کو نور کے ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن علماء مناوی کی رائے یہ ہے کہ کوئی جی چیز تھی تشبیہ نہیں جو بطور معجزہ کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی **۵** حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مسکرا دینا یا حسینوں کو بھی کتنا اہل ہے بجلی گرا دینا۔ الغرض علیہ مبارک میں ہر چیز کمال حسن کو پہنچی ہوئی تھی **۵** دامن نگہ تنگ و نکل حسن تو بسیار۔ گلچین بہار تو ز دامن گلہ دار دے۔ یعنی جیسے آپ جمال معنوی میں منتہا پر تھے، ایسے ہی جمال ظاہری میں بھی انتہا پر تھے۔

اللہم صلی علی سیدنا محمد وآلہ بقدر حسنہ وجمالہ

۱۵ مقصد بشید الصاد المفتوح علی اذا اسم مفعول من باب التفعیل ای متوسطاً یقال رجل مقصد ای متوسط

کما یقال رجل مقصد ای وسط قال تعالیٰ و علی اللہ مقصد سبیل ۱۲ ۱۵ الحزامی بحاء مہملہ مکسورة و زای

بعد الف فیہم نسبت الی جدہ حزام فانہ ابراهیم بن المنذر بن المغیرہ بن عبد اللہ بن خالد بن

حزام القرشی ۱۲ ۱۵ ای یری شی ابیض و صفار طبع کا نور معجزہ کہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہذا قالت الشراح ولا مانع من ذلک ولا یبعد عنہ ان ینکون ہذا من کمال جمالہ فمن یبلغ

من الحسن اقصاه ینظر فی کلام

نقد و ہموشت شاہد ۱۲

باب ماجاء فی خاتمة النبوة

حد ثنا قتیبة بن سعید ان الخاتم بن اسمعیل عن الجعد بن عبد الرحمن قال

خرجت مع ابی الخاتم بن اسمعیل عن الجعد بن عبد الرحمن قال

سمعت السائب بن یزید یقول ذهبت لی خالقی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقال یا رسول اللہ ان ابن اختی وجع فمسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسی

ودعانی بالبركة وتوضأ فشربت من وضوہ وقمت خلف ظہرہ فنظرت الی الخاتم

الذین کفیه فاذا هو مثل زرارہ الجملہ حد ثنا سعید بن یعقوب الطالقانی ان ابی

ثقف من العاشرة ۱۲

(باب) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فہر نبوت کا بیان

(ف) یہ مضمون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیہ شریف کے ذیل میں ہونے کی وجہ سے پہلے باب کا جزو ہونا چاہئے تھا مگر شدت اہتمام کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ یہ معجزہ اور علامات نبوت سے بھی ہے اسکو علیحدہ ذکر کیا جاتا

فہر نبوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر ولادت ہی کے وقت تھی جیسا کہ فتح الباری نے بواسطہ یعقوب بن حسن حضرت عائشہ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور حضور کی وفات میں جب بعض صحابہ کو شک ہوا تو حضرت

اسمانے فہر نبوت کے نہ ہونے سے وصال پر استدلال کیا کہ اس وقت وہ نہیں رہی تھی چنانچہ منادی نے اس قصہ کو مفصل نقل کیا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس فہر نبوت پر کچھ لکھا ہوا تھا یا نہیں۔ ابن حبان وغیرہ نے اسکی تصحیح کی ہے کہ اسپر (محمّد رسول اللہ) لکھا ہوا تھا۔ اور بعض روایات معلوم ہوتا ہے کہ اسپر (سوفانت المنصوب)

لکھا ہوا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم جہاں چاہے جاؤ تمہاری مدد کی جائیگی۔ بعض اکابر کی رائے یہ ہے کہ یہ روایتیں نبوت کے درجہ کو نہیں پہنچی ہیں۔ اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(ا) سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مجھ کو میری خالہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لگیں اور عرض کیا کہ یہ میرا بھانجہ بیمار ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی (بعض علما کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر ہاتھ پھیرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے سر میں کوئی تکلیف تھی لیکن

بندہ ضعیف کے نزدیک اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے سر پر ہاتھ پھیرنا شفقت کیلئے تھا اسلئے کہ سلسلہ ہجری میں ان کی ولادت ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت تک بھی انکی

عمر آٹھ نو سال سے زائد کی نہیں تھی اسلئے یہ ہاتھ پھیرنا شفقت کا تھا جیسے کہ بزرگوں کا معمول ہوتا ہے اور علاج کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی پلویا جیسا کہ آگے آتا ہے یا کوئی اور تجویز فرمائی، بالخصوص جبکہ

لغاتم ہو یفتح النار وکسرہ

واکسرہ شہر وضافہ للنبوة

لکونہ من آياتہا وانما افردہ

بما سمعہ من جملة الخلق انما

بشأنہ ۱۲

لہ یفتح الواد وکسرہ المزمع

وکان ذلک لوجع فی عمر قد مر

بدلیل اندوختہ فی البقری فی کثر

الروایات وقع بالغات بدل

لیم وفتح بالتحریک ہو وجع

لم القدم قبل یفتی رسول اللہ

علیہ وسلم راسہ ان مرضہ کان برا

دورہ بان لا مانع من الجمع قال

العسقلانی فی بعض الروایات

وقع بلغة الیاضی قال ابن بطال

العروف عندنا یفتح القاف و

ابن قیم یقول ان یكون معناه فتح

فی الارض فوصل الی اصل قلاد

القاری ۱۳

لہ راسی خص الراس بالفتح

لا تظہر البقاہ و لیسوا من اهل السلام

یعد علی سلامة الدلیخ وبنہ وبن

الاعضاء ما لرئسہ ارتباط وشرک

ولاد اشرف احما و اللہ بن من

اشرسو صلی اللہ علیہ وسلم من برا

لم یزل اسود مع خیب سواہ

لکھا ہوا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم جہاں چاہے جاؤ تمہاری مدد کی جائیگی۔ بعض اکابر کی رائے یہ ہے کہ یہ روایتیں نبوت کے درجہ کو نہیں پہنچی ہیں۔ اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

ابن جابر عن صالح بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأيت الخاتم بين كتفي رسول الله صلى الله عليه

وسلم غداة حمل مثل بيضة الحمامة حل ثنا ابو مصعب لم دني انا يوسف ابن الماحشوز عن

ابيه عن عاصم بن عمر بن قتادة عن جدته ربيعة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم

بخاری شریف کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاؤں میں کوئی تکلیف تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کا پانی پیا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو ممکن ہو کہ اپنی کسی غرض سے ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ انکی دوا اور پانی پلانے ہی کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا) میں اتفاقاً یا قصداً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت کھڑا ہوا تو میں نے نہر نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنٹیوں جیسی تھی (جو کبوتر کے بیضی کی برابر بیضیوں کی شکل میں اس پردہ میں لگی ہوئی ہوتی ہے جو مسہری پر لٹکایا جاتا ہے۔ علماء اس لفظ کے ترجمہ میں مختلف ہوئے ہیں جس کا میں نے یہ ترجمہ کیا ہے بعض لوگوں نے اور طرح سے ترجمہ فرمایا ہے لیکن امام نووی نے جو مسلم شریف کے مشہور شراح ہیں انھوں نے ان ہی معنی کو ترجیح دی ہے) اس شد میں اگر وضو کے پانی سے وضو کا بچا ہوا پانی مراد ہے تب تو کوئی اشکال و اختلاف ہی نہیں اور اگر وضو کا وہ پانی مراد ہے جو بدن سے دھو کر گرتا ہے جسکو مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اس لئے نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے توفضلات تک بھی پاک ہیں پھر مستعمل کا کیا ذکر۔

(۲) جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نہر نبوت کو آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا جو سرخ زونی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔ ف نہر نبوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں کچھ مختلف ہیں قرطبی نے ان میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ وہ کم و زیادہ بھی ہو جاتی تھی اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی۔ بندہ ناچیز کے نزدیک دوسری طرح جتن بھی ممکن ہو کہ حقیقت میں یہ سب سیہات ہیں اور تشبیہ شخص کی اپنے ذہن کے موافق ہوتی ہے جو تقریبی حالت ہوتی ہو اور تقریب کے اختلاف میں اشکال نہیں ہوتا۔ بندہ کے نزدیک یہ توجیز زیادہ مناسب ہے۔

(۳) رمیثہ کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون سنا اور میں اس وقت حذو اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی قریب تھی کہ اگر چاہتی تو نہر نبوت کو چوم لیتی۔ وہ مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے تھے کہ انکی موت کی وجہ سے حق تعالیٰ جل شانہ کا عرش بھی انکی ریح کی خوشی میں جھوم گیا۔ ف اس میں اختلاف ہے کہ عرش کی حرکت کیا وجہ اور کیا معنی مشہور قول یہ ہے جس کے موافق ترجمہ لکھا گیا۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ عرش کے جھومنے سے مراد اہل عرش ہیں بعض کی رائے ہے کہ عرش سے مراد سعد کا اپنا تخت ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر راجح قول اول ہی ہے۔ یہ سعد بن معاذ بڑے طویل القدر صحابہ میں ہیں ان کے اور بھی فضائل کتب حدیث میں آتے ہیں، ہجرت سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو تعلیم و تبلیغ کے لئے مدینہ طیبہ بھیجا تھا ان کے ہاتھ پر یہ مسلمان ہوئے اپنی برادری کے سردار تھے اس لئے ان کے مسلمان ہوتے ہی تمام خاندان اسی روز مسلمان ہو گیا سب اول جس خاندان نے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا وہ یہی خاندان ہے شہدہ میں ان کا وصال سینتیس سال کی عمر میں ہوا۔

لہذا بعد المعجزات والادلال البہلۃ لمحہ محبت میں کلید والحمیم تحریک بالقریب قال المناوی دکنہ نماز معاذ ما لہذا الی اخرہ لہذا فی روایہ سلمہ کان علی لون

ولو اشاء ان اقبل الخاتم الذی بین کفیه من قر به لفعلت بقول سعد بن معاذ یوم ما اہتزله
عرش الرحمن حدثنا احمد بن عبدۃ البیہ وعلی بن حجر و غیر واحد قالوا انا عیسیٰ بن یونس
عن عمر بن عبد اللہ مولى غفرة قال ثنی ابراهیم بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
قال کان علی رضی اللہ عنہ اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر لحدیث بطولۃ قال
بین کفیه خاتم النبوة وهو خاتم النبیین حدثنا محمد بن زبشہ انا ابو عاصم انا عذرة بن
ثابت ثنی علی بن احمد ثنی عمرو بن الخطاب الانصاری قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ستر ہزار فرشتے اُن کے جنازہ کی نماز میں شریک ہوئے تھے لیکن باوجود ان سب کے حدیث شریف میں آیا کہ قبر کی تھوڑی دیر کی
تنگی ان کیلئے بھی پیش آئی۔ بڑی عبرت کی جگہ ہے آدمی کو عذاب قبر سے کی طرح غافل نہیں ہونا چاہئے ہر وقت اس سے توبہ
کرتے رہنا چاہئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب کسی قبر پر گذر ہوتا تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی کسی
عرض کیا کہ جنت اور دوزخ کا بھی تذکرہ ہوتا ہے آپ تو آپ نہیں روتے اس پر اس قدر روتے ہیں تو اپنے ارشاد فرمایا کہ میں نے
حضور سے سنا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پالے اس کے لئے اسکے بعد کی ساری منزلیں
سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس کے عذاب سے خلاصی نہ پاسکے اسکے لئے اسکے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ دشوار ہوتی ہیں نیز میں
حضور سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے جتنے مناظر دیکھے ہیں قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک پایا (مشکوۃ) اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْہ
امام ترمذی کی غرض اس جگہ حضرت سعد کے قصہ سے نہیں بلکہ اس حدیث میں مہر نبوت کا ذکر آگیا اسلئے انھوں نے ذکر فرمادیا اور حضرت
رمیثہ کی غرض مہر نبوت کے بیان کرنے سے اپنے قریب ہونیکا بیان ہو کہ میں بہت ہی قریب تھی جبکہ میں نے یہ مضمون سننے میں
کسی قسم کی غلطی وغیرہ کا احتمال نہیں۔ (۴) ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت
رضی اللہ عنہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کرتے تو یہ صفیتیں بیان کرتے اور حدیث مذکورہ سابق ذکر کی۔
بمحلہ ان کے یہ بھی کہتے کہ حضور کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ یہ حدیث پہلے
باب میں مفصل گزر چکی ہے اسلئے یہاں مختصر طور سے اسکی طرف اشارہ کر دیا۔ اور چونکہ اس میں مہر نبوت کا ذکر تھا اسلئے اسکو خاص
طور سے ذکر کر دیا۔ یہ وہی حدیث ہے جو باب اول کے آٹھویں نمبر پر گزری ہے۔ (۵) علی بن ابی احمد کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو بن خطاب
صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہنے کے لئے ارشاد فرمایا میں نے حضور
کی کمر طنی شروع کی تو اتفاقاً میری انگلی مہر نبوت پر لگ گئی۔ علی بار کہتے ہیں کہ میں نے عمرو سے پوچھا کہ مہر نبوت کیا چیز تھی انھوں نے

لہ ولو اشار الخ جملہ معترضہ بین الحال وجوبۃ بقول الخوین صاحبہا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغرض منہ بیان قربانہ صلی اللہ علیہ وسلم
جداً تحقیقاً سماعاً و عبرت بالضرع اشارۃ الی ان تکلم لہ بالکلامۃ ثم الحدیث لایدل علی جواز النظر الی الاجنبیۃ فلا حاجۃ الی الجواب لو سلم لیکن ان
یا اول بشل از کان محضاً علیہ السلام۔ لہ یوم مات یحییٰ ان یکن من قولہ فہو طوطی لقولہ اہتزوا لہم ان من کلام رمیثہ فطوطی لقولہ یقول ۱۲

۱۲ قال انصاری والنادی تقدم الحدیث بطولہ فی الباب الاول ۱۲ علیہ علیا بکسر العین الجملۃ وکون اللام بعد ہا موحدة و مد ۱۲

يا بازيد الخبيث كذا في بعض النسخ
دون الهجزة وفي بعضها بالهجرة

قال القاري يكتب بغير الف
ممكن بغيرها قال ميرزا قد ترك
في اللفظ ايضا تفصيلا في الحديث

اخرج ابن سعد بهذا الإسناد
 عن أبي زرعة قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يا بايزدة ارجع في خلق ظهري
 فمذلات منه نسكت ظهره ثم
 وضعت أصابعي على فاقم نعمتها

قد لا ما التامم قال شعر مجتمعت
عند كنفه في قيل كحل ان يكون
احد الطريقين وهاويل كحل
ان يكون للمحدث طريقان وذكر
تقاربي في جمع النوازل حديث

ابن سعد بن الجلفظ ابی رسته ثم
قال قال ميرک والظاهر ان احمد
الروائين ومحمد المرنجج روايت

الترغذى لانه اوتق من ابن سعد
وقال النابوى قال العصام
يظهر ان احدى الروايتين بهم

ویند محمد وایه الترمذی لایان غز
حفیدانی زید فوالم علم بدیشه اده
مکه بماده سی خوان علیطعام

والافوخوان لاما مرقمى سن
الاشياء التى تختلف اسمائها
بأختلاف الاوصاف كالبرق

فانه لا يقال لعديقه الا اذا كان
 طليعه ما نط ١٣

۱۵ علیہار لہبلائی خالف
مارواہ احمد والیزا ربند جبین
سلمان فاقطت خطافور

فصنعت به طعانا فاقیت به
النبی صلی الله علیه وسلم ومارواه
الطبرانی فاشتریت لخرز ودریک

ثم طيخته فجعلته قصعة من شريد
فاحتلتها على ما تقى لاحتلال
تعدد الواقعة اوان المائدة

كانت مستقلة على كل ما قلنا من كتاب
لنقط فامس به في جمع الروايات

يا ابا زيد ادن مني فاصبر ظهر مسحت ظهره فوقعت اصابعي على الخامة قلت ما لي

الخاتمة قال شعرات مجتمعات حدثنا أبو عمار الحسين بن حريث الخزاز ع

انا علی بن حسین بن واقد ثنی ابی ثنی عبد الله بن بریدة قال سمعت ابی

بريدۃ يقول جاء سلمان الفارسي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قدم
المدينة بمائدة عليها رطب فوضعها بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم

جواب دیا کہ چند بالوں کا مجموعہ تھا۔ **ف** یہ پہلی روایات کے خلاف نہیں ہوئی اسلئے کہ اسکے اطراف میں مال بھی تھے، انھوں نے صرف ان کا ذکر کر دیا ہے۔

فالنظام هو الثاني

لہ علیک قبل فی البقیہ منہا فقال یا سلمان ما هذا فقال صدقة علیک وعلی اصحابک فقال ارفعہا فانما لانا کل الصدقة قال فرفعہا فجاء الغد بمثلہ فوضعه بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما هذا یا سلمان فقال ہدیۃ لک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صحابہ ابسطوا ثم نظر الی الخاتمۃ علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامس بہ وہو لا یجوز فاشتراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکذا وکذا درہما علی ان یغرس لہم نخیلۃ فیعل سلمان فیہ حتی تطعم فغرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واللام نیاسی اشارۃ الی الفرق بین الصدقة والہدیۃ بان المقصود من الصدقة الترمیم ومن الہدیۃ الاکرام ۱۲

۱۱ ای فرقیہا بفسک مستقیما و فی نسخۃ ارفعہا بالراء و علیہا قال الشرح قال البیہقی ظاہرہ اذا مرہ برفعہا مطلقا ولم یکن منہا اصحابہ ووجہہ لبعضہم ان الصدقة تصدق بعلیہ وعلیہم و حصۃ لم تخرج عن ملک المتصدق و ہی غیر متمیزۃ لکن المعروف فی کتاب السیرۃ جوہر ص ۱۰۰ قالوا العرفی انہ قال لا صحابہ کلوا و اسک رواہ احمد و الطبرانی بطرق عدیدۃ و حمل ہذا الحدیث علی ان المراد انہما علی لا مطلقا فلما فی ان صحابہ کلوا لکن بعد ان جعل سلمان صدقۃ علیہم کذا قال العصام و تعقد المناوی بانہ لا دلیل فی الحدیث علی ہذہ البعدۃ قالوا ان یقلل ان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم التفرغ فی مال غیرہ و قال القاری ہذا خصام جوہرہ لا یغنی لان فیہ و فی اشارۃ فیہ باعلم بالمریۃ اہ قلت لا نکال علی روایۃ او فیہا بالبدال ہی قال لفرقیہا انت و قال لا صحابہ کلوا ۱۳

قرار پائے اور نیز یہ کہ حضرت سلمان ان کے لئے (تین سو) کھجور کے درخت لگائیں اور ان درختوں کے چل لانے تک انکی خبر گیری کریں پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے حضور کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال چل لے آئے مگر ایک درخت نہ پھلا تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا نہ تھا حضور نے اسکو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا حضور کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم درخت لگایا بھی اسی سال چل لے آیا۔ **ف** اس حدیث میں علماء نے بہت سی علمی تحقیقات فرمائی ہیں مثلاً یہ کہ جب سلمان غلام تھے تو ان کا صدقہ اور ہدیہ جائز تھا یا نہیں نیز ہدیہ اور صدقہ میں فرق کیا کیا ہیں وغیرہ وغیرہ طویل بحثیں ہو چکی وجہ سے اختصاراً ترک کر دی گئیں البتہ اس حدیث سے حضور کا ایک خاص معمول معلوم ہوا کہ اگر بایا میں خدام و حضار کو شریک فرمایا کرتے تھے اور یہ حضور کا خاص معمول تھا ہزاروں واقعات حدیث کی کتابوں میں اس معمول کے مذکور ہیں اس مضمون میں حضور کا ایک ارشاد بھی نقل کیا جاتا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے (الہدیۃ یا مشترکہ) ہدیے جو دے جلتے ہیں وہ پاس بیٹھنے والوں میں مشترک ہوتے ہیں مثلاً حیثیت سے اس حدیث کے الفاظ میں اختلاف ہوا اور کلام یہ ہے یعنی ضعیف ہے مگر مضمون کے اعتبار سے واقعات سے تائید ہوتی ہے یہ بات کہ کس قسم کے ہدیے مراد ہیں اور پاس بیٹھنے والوں سے کون مراد ہیں تفصیل طلب ملایا قاری نے لکھا ہے کہ ایک شیخ وقت کے پاس کوئی شخص ہدیہ لایا ایک

۱۳ قال القاری الصدقۃ منہا المایح طلب الثواب الآخرۃ و کون من الافضل علی الادنی ففیہ نوع من رویۃ تذلّل اللفظ والترمذ علیہ الہدیۃ منہو یطلب بہا التعلیل فی الاخذ والتفرغ لغیرہ الصدقۃ مشعر بانہ لا یمنی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

۱۱ ای فرقیہا بفسک مستقیما و فی نسخۃ ارفعہا بالراء و علیہا قال الشرح قال البیہقی ظاہرہ اذا مرہ برفعہا مطلقا ولم یکن منہا اصحابہ ووجہہ لبعضہم ان الصدقة تصدق بعلیہ وعلیہم و حصۃ لم تخرج عن ملک المتصدق و ہی غیر متمیزۃ لکن المعروف فی کتاب السیرۃ جوہر ص ۱۰۰ قالوا العرفی انہ قال لا صحابہ کلوا و اسک رواہ احمد و الطبرانی بطرق عدیدۃ و حمل ہذا الحدیث علی ان المراد انہما علی لا مطلقا فلما فی ان صحابہ کلوا لکن بعد ان جعل سلمان صدقۃ علیہم کذا قال العصام و تعقد المناوی بانہ لا دلیل فی الحدیث علی ہذہ البعدۃ قالوا ان یقلل ان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم التفرغ فی مال غیرہ و قال القاری ہذا خصام جوہرہ لا یغنی لان فیہ و فی اشارۃ فیہ باعلم بالمریۃ اہ قلت لا نکال علی روایۃ او فیہا بالبدال ہی قال لفرقیہا انت و قال لا صحابہ کلوا ۱۳

۱۱ ای فرقیہا بفسک مستقیما و فی نسخۃ ارفعہا بالراء و علیہا قال الشرح قال البیہقی ظاہرہ اذا مرہ برفعہا مطلقا ولم یکن منہا اصحابہ ووجہہ لبعضہم ان الصدقة تصدق بعلیہ وعلیہم و حصۃ لم تخرج عن ملک المتصدق و ہی غیر متمیزۃ لکن المعروف فی کتاب السیرۃ جوہر ص ۱۰۰ قالوا العرفی انہ قال لا صحابہ کلوا و اسک رواہ احمد و الطبرانی بطرق عدیدۃ و حمل ہذا الحدیث علی ان المراد انہما علی لا مطلقا فلما فی ان صحابہ کلوا لکن بعد ان جعل سلمان صدقۃ علیہم کذا قال العصام و تعقد المناوی بانہ لا دلیل فی الحدیث علی ہذہ البعدۃ قالوا ان یقلل ان من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم التفرغ فی مال غیرہ و قال القاری ہذا خصام جوہرہ لا یغنی لان فیہ و فی اشارۃ فیہ باعلم بالمریۃ اہ قلت لا نکال علی روایۃ او فیہا بالبدال ہی قال لفرقیہا انت و قال لا صحابہ کلوا ۱۳

پاس بیٹھنے والے نے عرض کیا اَللّٰہُ یا مشترکہ انھوں نے فرمایا شرک کے خواہاں نہیں ہم تو وصت پسند کرتے ہیں یہ سب تمھاری نذر ہے وہ مقدار میں اتنا تھا کہ ان صاحب کے اٹھ بھی نہ سکا تو اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ یہ ان کے گھر پہنچا دو۔ اس نے پہنچا دیا۔ اس طرح ایک مرتبہ امام ابو یوسف کی مجلس میں واقعہ پیش آیا کہ کچھ نقدی ہدیہ پیش کیا گیا حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا اَللّٰہُ یا مشترکہ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ اس سے خاص قسم کے ہدایا مراد ہیں اور یہ فرما کر خادم سے ارشاد فرمایا کہ اسکو اٹھا کر رکھ دو۔ علمائے لکھا ہے کہ دونوں واقعے اپنی اپنی جگہ پر نہایت ہی موزوں ہیں ایک زاہد صوفی کے وہی مناسب جواب انھوں نے کیا اور ایک فقیہ کے یہی مناسب تھا اور یہ صحیح ہے امام ابو یوسف فقہ کے مشہور امام ہیں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ایک شرعی مسئلہ نیا تاکہ ہدایا میں شرکت ضرور ہو جاتی اور امت کو دقت ہوتی۔ یہاں سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک کتاب اپنی بشارات اور منامات میں لکھی اس میں بہت سے عجیب واقعات ہیں بجز ان کے اپنے والد صاحب کا یہ واقعہ بھی لکھا کہ ایک مرتبہ ابتدائی زمانہ میں مجھے شوق ہوا کہ ہمیشہ روزہ رکھا کروں اسکے بعد علماء کے اختلاف کی وجہ سے مجھے تردد ہوا۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نے ایک روٹی مرحمت فرمائی حضرت صدیق اکبرؓ بھی تشریف فرما تھے انھوں نے فرمایا اَللّٰہُ یا مشترکہ میں نے وہ روٹی سامنے کر دی انھوں نے ایک ٹکڑا اسیں سے لیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اَللّٰہُ یا مشترکہ میں نے ان کے سامنے بھی پیش کر دی انھوں نے بھی ایک ٹکڑا اسیں سے لیا پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اَللّٰہُ یا مشترکہ میں نے عرض کیا کہ اگر اسکو آپ ہی حضرات نے تقسیم فرمالیا تو اس فقیر کے لئے کیا بچے گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے جلیل القدر صحابہ میں ہیں حدیث میں آیا ہے کہ جب قرآن شریف کی آیت وَإِنْ تَوَلَّوْاْ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْاْ اَمْثَلَكُمْ (سورہ محمد) نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم (ایمان لائے) روگردانی کرو گے تو اللہ جل شانہ تمھاری جگہ ایک دوسری قوم کو لے آئے گا جو تم جیسی نہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے جو ہماری جگہ آئیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ یہ اور اسکی قوم۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہو اگر ایمان ثریا پر حلق ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسکو وہاں سے بھی لے لیتے۔ علمائے لکھا ہے کہ یہ حضرت امام اعظمؒ کی شان میں بشارت ہے حضرت سلمان خود اپنے ایمان لانے کا مفصل قصہ نقل فرماتے ہیں جو حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور اس میں ان علامات کا بھی ذکر ہے جن کا انھوں نے امتحان لیا وہ فرماتے ہیں کہ میں صوبہ اصبہان میں ایک جگہ کاربھے والا ہوں جس کا نام ہے تھا میرا باپ اس جگہ کا چودہری اور سردار تھا اور مجھ سے بہت ہی زیادہ اسکو محبت تھی میں نے اپنے قدیم مذہب مجوسیت میں اتنی زیادہ کوشش کی کہ میں آنشکہہ کا محافظ بن گیا مجھے باپ نے ایک مرتبہ اپنی جائداد کی طرف بھیجا۔ راستہ میں میرا گدڑ نصاریٰ کے گرجے پر ہوا میں سیر کے لئے اسیں چلا گیا میں نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا تو مجھے وہ پسند آگئی اور اس دین کو پسند کرنے لگا شام تک میں وہیں رہا ان سے میں نے دریافت کیا کہ اس دین کا مرکز کہاں ہے انھوں نے کہا ملک شام میں ہے۔ رات کو میں گھر واپس آیا گھر والوں نے پوچھا کہ تو تمام دن کہاں رہا میں نے تمام قصہ سنایا، باپ نے کہا کہ بیٹا وہ دین اچھا نہیں ہے تیرا دیر سے بڑوں کا جو دین ہے وہی بہتر ہے۔

میں نے کہا ہرگز نہیں وہی دین بہتر ہے۔ باپ کو میری طرف سے خدمت ہو گیا کہ کہیں چلا نہ جائے اسلئے میرے پاؤں میں ایک ٹیری ڈال دی اور گھر میں قید کر دیا میں نے ان عیسائیوں کے پاس کہلا بھیجا کہ جب شام سے سوداگر لوگ جو اکثر آتے رہتے تھے آئیں تو مجھے اطلاع کرا دیں چنانچہ کچھ سوداگر آئے اور ان عیسائیوں نے مجھے اطلاع کرا دی جب سوداگر واپس جانے لگے تو میں نے اپنا پاؤں کی بیڑی کاٹ دی اور بھاگ کر ان کے ساتھ شام چلا گیا وہاں پہونچ کر میں نے تحقیق کیا کہ اس مذہب کا صاحب زیادہ ماہر کون ہے لوگوں نے بتایا کہ گرجا میں فلاں پشپ ہے میں اسکے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھے تمہارے دین میں داخل ہونے کی رغبت ہے اور تمہاری خدمت میں رہنا چاہتا ہوں اس نے منظور کر لیا میں اسکے پاس رہنے لگا لیکن وہ کچھ اچھا آدمی نہ نکلا۔ لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دیتا اور جو کچھ جمع ہوتا اسکو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا غریبوں کو کچھ نہ دیتا وہ مر گیا اسکی جگہ دوسرے شخص کو بٹھایا گیا وہ اس سے بہتر تھا اور دنیا سے بے رغبت تھا میں اسکی خدمت میں رہنے لگا اور اس سے مجھے محبت ہو گئی بالآخر وہ بھی مرنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے کسی کے پاس رہنے کی وصیت کر دو۔ اس نے کہا کہ میرے طریقہ پر صرف ایک شخص دنیا میں ہوا اسکے سوا کوئی نہیں ہے وہ موصول میں رہتا ہے تو اسکے پاس چلے جانا میں اسکے مرنے کے بعد موصول چلا گیا اور اس سے جا کر اپنا قصہ سنایا اس نے اپنی خدمت میں رکھ لیا وہ بھی بہترین آدمی تھا آخر اسکی بھی وفات ہونے لگی تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا فلاں شخص کے پاس نصیب میں چلے جانا میں اسکے پاس چلا گیا اور اس سے اپنا قصہ سنایا اس نے اپنے پاس رکھ لیا وہ بھی اچھا آدمی تھا جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا غموریا میں فلاں شخص کے پاس چلے جانا میں وہاں چلا گیا اور اس کے پاس اسی طرح رہنے لگا وہاں میں نے کچھ کمائی کا دھندا بھی کیا جس سے میرے پاس چند گائیں اور کچھ بکریاں جمع ہوئیں جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا کہ اب خدا کی قسم کوئی شخص اس طریقہ کا جس پر ہم لوگ ہیں عالم نہیں رہا البتہ نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا جو دین ابراہیمی پر ہونگے عرب میں پیدا ہونگے اور ان کی ہجرت کی جگہ ایسی زمین ہے جہاں کھجوروں کی پیداوار بکثرت ہو اور اس کے دونوں جانب کنکری زمین ہے وہ ہر یہ نوش فرمائینگے اور صدقہ نہیں کھائینگے ان کے دونوں شانوں کے درمیان تھر نبوت ہوگی (یہ ان کی علامات ہیں اسی وجہ سے حضرت سلمان نے ان علامات کی تحقیق کی تھی) پس اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سرزمین پر پہونچ جانا۔ اس کے انتقال کے بعد قبیلہ بنو کلب کے چند تاجروں کا وہاں گذر ہوا میں نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھے اپنے ساتھ عرب چلو تو اسکے بدلے میں یہ گائیں اور بکریاں تمہاری نذر ہیں انھوں نے قبول کر لیا اور مجھے وادی القریٰ (جی مکہ مکرمہ) لے آئے اور وہ گائے اور بکریاں میں نے ان کو دیدی لیکن انھوں نے مجھے ظلم کیا کہ مجھے مکہ مکرمہ میں اپنا غلام ظاہر کیا اور مجھ کو بیچ دیا۔ بنو قریظہ کے ایک یہودی نے مجھے خرید لیا اور اپنے وطن مدینہ طیبہ لے آیا۔ مدینہ طیبہ کو دیکھتے ہی میں نے ان علامتوں سے جو مجھے غموریا کے ساتھی (پادری) نے بتائی تھی پہچان لیا کہ یہی وہ جگہ ہے۔ میں وہاں رہتا رہا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے حضور اس وقت تک قبا ہی میں تشریف فرما تھے میں نے حضور کی خبر سنا کہ جو کچھ میرے پاس تھا وہ لیجا کر پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ صدقہ کا مال ہے حضور نے خود تناول نہیں فرمایا صحابہ (فقراء)

النخل الا نخلة واحدة غرسها عمر رضي الله عنه فحملت النخل من عامها ولم تحمل نخلة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما شان هذه النخلة فقال عمر يا رسول الله انا غرستها فانزعها رسول الله صلى الله عليه وسلم فغرسها فحملت من عامه حدثنا محمد بن بشر ان ابن شربين الوضاح انا ابو عقيل الدورقي عن ابی نضرة

سے کہا کہ تم کھالوں نے اپنے دل میں کہا ایک علامت تو پوری نکلی پھر میں مدینہ واپس آگیا اور کچھ جمع کیا کہ اس دوران میں حضور بھی مدینہ منورہ پہنچ گئے میں نے کچھ (کھجوریں اور کھانا وغیرہ) پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ ہدیہ ہے حضور نے ایسے سے تناول فرمایا میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت بھی پوری ہوگئی۔ اس کے بعد میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے جنازہ میں شرکت کی وجہ سے، بقیع میں تشریف فرما تھے میں نے سلام کیا اور پشت کی طرف گھونگا آپ سجدہ گئے اور اپنی چادر مبارک کمر سے ہٹادی میں نے فہر نبوت کو دیکھا میں جوش میں اسپر جھبک گیا اسکو چوم رہا تھا اور رو رہا تھا حضور نے فرمایا سامنے آؤ۔ میں سامنے حاضر ہوا اور حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا۔ اس کے بعد میں اپنی غلامی کے مشاغل میں پھنسا رہا۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ تم اپنے آقا سے مکاتبت کا معاملہ کرلو۔ میں نے اس سے معاملہ کر لیا اس نے دو چیزیں بدل کتابت قرار دیں ایک یہ کہ چالیس اوقیہ نقد سونا (ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے اور ایک درم تقریباً ۲۴۰ ماشہ کا) دوسری یہ کہ تین سو درخت کھجور کے لگاؤں اور ان کو پرورش کروں یہاں تک کہ کھانے کے قابل ہو جائیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے جس کا قصہ شامل میں موجود ہے اور اتفاق سے کسی جگہ سے سونا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا حضور نے حضرت سلمان کو مرحمت فرمادیا کہ اسکو جا کر اپنی بدل کتابت میں دیدو۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا کافی ہوگا وہ بہت زیادہ مقدار ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شاء اسی سے عجب نہیں پورا فرمادیں چنانچہ میں لگیا اور اس میں سے وزن کر کے چالیس اوقیہ سونا اسکو تول دیا (جمع الفوائد) اس قصہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ شامل کی روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سلمان کو خریدنا اسی لحاظ سے کہا گیا کہ انکا بدل کتابت حضور ہی نے ادا فرمایا اپنے دست مبارک سے درخت لگائے اور خود ہی اپنے پاس سے وہ سونا عطا فرمایا جو بدل میں قرار پاتا تھا حضرت سلمان کہتے ہیں کہ دس سے زیادہ آقاؤں کی غلامی میں وہ رہے ہیں۔ غزوہ خندق میں انھیں کے مشورہ سے خندق کھدوائی گئی ورنہ عرب میں اس سے پہلے خندق کا دستور نہ تھا لوگ خندق کو جانتے تھے۔

(کے) ابو نفرة کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فہر نبوت کو پوچھا تو انھوں نے یہ بتلایا کہ آپ کی پشت پر ایک گوشت کا آبھرا ہوا ٹکڑا تھا۔

۱۲ عمر بن قیل ان قصہ غرس عمر بن قیل عنہما من ماہما غیر یقولان عند الترمذی ولیس فیما سواد من اخبار سلمان منہ ۱۲

۱۳ ابو عقیل یفتح العین الہیة وکسر ثانیہ والدورقی نسبتہ لدورق یفتح الدال المہملہ وسکون الواو ببلدة بفارس ۱۳

۱۴ ابو نفرة یفتح نون وسکون ضاد معجمة علی الصصح ومن بسطة بوحدة فہملہ ساکنہ فقد ملط واسم المذہب مالک ۱۴

بضعة ناشئة ^{منه} حدثنا أبو الأشعث أحمد بن المقدم العجلي البصري أنا حماد بن زيد أنا عاصم الزحول عن عبد الله بن مسعود ^{رضي الله عنه} ^{نسب لزيد بن عبد الله}

ابن شرجس قال اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في ناس من اصحابه فدرت هكذا من خلفه فعرفت
 لعله اشار الى كيفه الدوران

الذی ارید فالقہ الداء عن ظهوره فأما ما ذكره من أن الحاتم على كفيه مثل الجمع حولها خيلان كانها ثا ليل

فرجعت حتى استقبلته فقلت غدا يا رسول الله فقال ولك فقال القوم استغفر لك رسول الله

صلى الله عليه وسلم فقال نعم ولكم ثم تلا هذه الآية واستغفر لذنبيك وللمؤمنين والمؤمنات

بابُ ما جاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم

نبرد و ایقان دفع العین و الجمع و السكون اشر و احد تباشرة ۴۴

(۸) عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وقت

مجمع تھامیں نے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت چکر لگایا (راوی نے اس جگہ غالباً چکر لگا کر فعلی صورت بیان کی)۔

حضور علی اللہ علیہ وسلم میرا متنازعہ لائے اور اپنی پست مبارک سے چادر اتار دی۔ میں نے ہر ہوت کی جگہ ایک دو لوگوں کو
کے درمیان مٹھی کے ہر شکل دکھا جس کے ہا روں طرف تل تھے جو گوماسوں کے برابر معلوم ہوتے تھے۔ پھر میں حضور کے سامنے آنا

اور میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ شاء آپ کی مغفرت فرماوے دیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مغفرت فرمادی جیسا کہ سورہ فتح میں اللہ جل جلالہ

کارشادریغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک آتایہ حضور نے فرمایا اللہ تیری سب مغفرت فرمائے۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضور نے تیرے لئے دعا معفرت فرمائی ہے۔ ان کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرمادے کہ اے اللہ! میرا یہ بندہ جو کہ اللہ کے رسول ہے اس کے لئے دعا فرما کہ اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

فرمانی میں لے لیا ہاں اور تم سب لے لے بھی اسلئے کہ اللہ جل شانہ نے تم فرمایا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مغفرت ہی دے کرو اسنے لئے بھی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی (اسلئے حضور تو سب ہی کے لئے دعائے مغفرت فرما چکے ہر)

ماہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمر مبارک کے مالون کا بیان

ف حصص اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیعوں کی مقدار میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں جس کا کہیلے بھی گندھکا اور ان میں

کچھ تعارض نہیں اسلئے کہ بال بڑھنے والی چیز ہے ایک زمانہ میں اگر کان کی لوتیک تھے تو دوسرے زمانہ میں اس سے زائد اسلئے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سُرْمَندانا چند مرتبہ ثابت ہے تو جس نے قریب کا زمانہ نقل کیا اس نے چھوٹے بال نقل کئے اور جس نے

۱۲۔ بھٹو کے عرصہ میں جو بے لے وقت کو ضائع کیا اس نے زیادہ بالکل لے۔ جس علماء نے اس طرح پر زنی منع فرمایا ہے کہ

قال البحرory ١٥٥ مثل الجمع بضم الهم وجوز الكسرة هو هيئة بعد جمع الاصلي وخيلان جمع خال هي نقفا تغريب الى السواد وثايل كعناج جمع ثول لول كصفو
خراج صغير نحو الحنة نظير على البحر السواء واستدارة ١٢٥ فقال يقوم فقيل المراد بالقوم الصماتة نقال هذا القول محمد بن عبد الله وهو الظاهر قيل الذين يخدمهم

۳ عبد الرحمن بن حرس بن نعلان هذا الكلام هو ما سمعنا من الاحول قاله القاري ۱۲ هـ يعني امتثال البهذه الآية لا يلائم ان الله تعالى امره بشئ ولم يقتله النبي صلى الله عليه وسلم

اهل الکتاب فیہ الم یومر فیہ بشی ثفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ حد ثنا محمد بن بشار انا
 انہم اقرب الی الحق من عبدة الاوثان ۱۲ من باب نعروا فیہ و الشہور و دایہ و روی عن الترمذی ۱۳

عبد الرحمن بن مہدی عن ابراہیم بن نافع المکی عن ابن ابی نجیح عن مجاہد عن ام ہانی قالت
 رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاضفاً رابع

باب ملجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حد ثنا اسحاق بن موسی الانصاری ثنا معن بن عیسے ثنا مالک بن انس عن ہشام بن عروہ عن

ابیہ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کنت ارجل رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا حائضہ

یوسف بن عیسے انا وکیع انا الربیع بن صبیح عن یزید بن ابان ہوا القاشی عن انس بن مالک قل

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر دهن رأسہ و تسریر لحتہ و یکثر القناع حتی کان ثوبہ ثوباً

(۸) مانی نہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار کیسوٹ لادیکھا وہ بظاہر حدیث وہی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کس گھا کرنے کا بیان

و بالوں میں گنگھا کرنا مستحب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی ترغیب بھی فرمائی ہے اور خود بھی اپنے بالوں میں گنگھا کیا کرتے
 تھے امام ترمذی نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں گنگھا کرتی تھی حالانکہ میں حائضہ ہوتی

تھی و اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ ثابت فرمایا ہے کہ حائضہ کو حالت حیض میں مرد کی خدمت کرنا جائز ہے حیض سے اس

کوئی کمی نہیں آتی صحبت وغیرہ البتہ ناجائز ہے۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

سر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی وارھی مبارک میں اکثر گنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے

تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیل کا کپڑا ہو۔ و یعنی تیل سے چونکہ کپڑے خراب ہو جاتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ

علیہ وسلم کی ثقافت کے خلاف ہر اسے اسکی حفاظت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک کپڑا سر پر ڈال لیتے تھے تاکہ عامہ وغیرہ خراب نہ ہو۔

لہ قالوا الفرق سہ لاء الذی رجع الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الظاہر ان رجوعہ لہ بقولہ ما لم یمرود قال القاضي عیاض نسخ السدل فلما یجوز فقلہ قال
 و یجوز ان الفرق لادجوبہ قال ابن حجر الذہبی تجوز ان یجوز السدل حیث لم یقصد بہ التشبہ بالنساء و الاحرام من غیر نزاع و یجوز ان السدل یمرود
 ان من الصواب من یسدل و منہم من یفرق و لم یحب بعضہم علی بعض فلو کان الفرق واجباً لاسدوا و قال القرطبی انہ مستحب و ہو قولہ لک الحمد و قال
 القاری لہ ان السدل و الترجل تسریح الشعر و تحسینہ کما فی النہایۃ و فی المشرق و مل شعورہ اذا مشط بہ او دہن لیلین و یسل النائر و ید المنقبض قال
 الحافظ ابن حجر نقلاً عن ابن بطلال ہو من باب النظافۃ و قد مر باب الشارح الیہ بقول النظافۃ من الدین و قال تعلی خذوا زینکم عند کل مسجد و لان النظاہر عن
 الباطن ۱۲ ق ۱۲ بان یقع البزۃ و یخفف الموعدۃ کما فی قبل کسر اللادل و تشدید النالی غیر معروف عند اکثر و صرفہ بعضہم حتی قال من لم یصرف ابان فہو اتان ۱۳
 لہ یقع الراوی و فی ثقاف و شین محمد بن عبد اللہ بن قاض بن شیبہ کذا فی النہایۃ و قال المناوی سہ الی بنت عیسے بن اعلیہ بن حکامہ ابوالی اولادہ ۱۴

و ثوبہ المراد بذاک الثوب لاقناع لا مطلق الثوب فلما فی ثقافہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال البخاری الریح بن صیح کان عابد لکضعیف فی الحدیث و قال ابن حبان
 کان عابد و لم یکن الحدیث من مناعہ فوقع فی حدیثہ لکثیر قبل و من مناکیرہ فی ہذا الحدیث کان ثوبہ ثوباً یات قال القاری و المناوی و ذکرنا شہادہ بعدہ طرف ۱۵

حدیثنا ہناد بن السری انا ابوالاحوص عن اشعث بن ابی الشقاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیجب التیمن فی طہورہ اذ تطہر فی ترجمہ اذ اترجل وفي انتعالہ اذ انتعل حدیثنا محمد بن بشار نا یحییٰ بن سعید عن ہشام بن حسان عن الحسن البصری عن عبد اللہ بن مغفل قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل الاغتبا حدیثنا الحسن بن عرقہ قال ثنا عبد السلام بن حرب عن یزید بن ابی خالد عن ابی العلاء الاودی عن حمید بن عبد الرحمن عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یترجل غبا

(۳۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کرنے میں گنگھی کرنے میں جو تہ پہننے میں (غرض ہر امر میں) دائیں کو مقدم رکھتے تھے یعنی پہلے دائیں جانب گنگھا کرتے پھر بائیں جانب۔ و ان تین چیزوں کی جو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں کچھ قید نہیں۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو دائیں سے ابتدا کرنا پسند فرماتے تھے اسی وجہ سے ترجمہ میں ہر چیز کا اضافہ کر دیا اور اس کا اصل قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا وجود زینت اور شرافت ہے اس کے پہننے میں دایاں مقدم ہوتا ہے جیسے کپڑا، جو تہ اور نکالنے میں بایاں مقدم۔ اور جس چیز کا وجود زینت نہیں اس کے کرنے میں بایاں مقدم کرنا چاہیے جیسے پاخانہ جانا کہ اس میں جاتے وقت بایاں پاؤں مقدم ہونا چاہیے اور نکلتے وقت دایاں برفلاف مسجد کے کہ اس کا قیام شرافت اور بزرگی ہے اسلئے مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اول داخل کرنا چاہئے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں اول نکالنا چاہئے۔

(۳۴) عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر گاہے گاہے۔ و قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ گاہے گاہے سے مراد تیسرا دن ہے۔ ابو داؤد شریف میں ایک حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روزانہ گنگھا کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ مانعت جب ہے جب کوئی ضرورت اسکی مقتضی نہ ہو ورنہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

(۳۵) حمید بن عبد الرحمن ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے گنگھی کیا کرتے تھے۔

ملہ بحار و عبادہ فہمین قبل اسمعون بن مالک و المشہور سلام بن سلیم تخفیف اللام فی الاول و التصفیر فی الثانی کا ضبط القاری قال النواوی سلام کلام اللہ مخففہ من الثقیلہ بدلیل اللام الفارقة بین الخففہ و الثانیہ و ضمیر اللام بعد ما محذوف ۱۳ اق سلفہ حسان صیغۃ مبالغۃ من الحسن فیعرف لان نورہ جہلۃ اصلیت فان کان من الحشر و تشدید سین فلا یصرف لاسمیت و زیادۃ الالف و النون و نظیر ما قبل بعض النور عفان قال نعم ان ہو نہ لان و نہ یعنی ملا نہ علی الاول من العفونہ و علی الثانی من العفۃ ۱۴ غلبہ بجزء کسورۃ موصوۃ مشدودہ و رود الابل الما یوما و ترکہ یوما ثم استعمل فی فعل الشئ مینا و ترکہ جینا و الما و نہی دوام التمریک قال ابن العربی موالاد تصنع و ترکہ نہ من و انما یہر سلفہ ۱۵ عن رجل لم یسم و ابہام الصحابی لا یضر بعد التہم و اختلف فی اسمہ فیل ہوا حکم بن عمرو و قیل عبد اللہ بن حمر بن و قیل عبد اللہ بن مغفل ۱۶

باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا محمد بن بشار انا ابو داود اناهما عن قتادة قال قلت لانس بن مالك هل خضب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لم يبلغ ذلك انما كان شيبا في صدغيه ولكن ابو بكر خضب بالحناء والكتم^{بجسمه} حدثنا اسحاق بن منصور ويحيى بن موسى قالنا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن انس قال ما عدلت في راس رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ولحيته الا اربع عشرة شعرة بيضاء حدثنا محمد بن المنذر^{ابن المنذر} انا ابو داود انا شعبه عن سماك بن حرب قال سمعت جابر بن سمرة يسئل عن شيب رسول الله^{بنار الجمل ۱۲}

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آجانے کا ذکر

ف اس باب میرا امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) قتادة کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس مقدار پر نہ پہنچی تھی کہ خضاب کی نوبت آتی۔ سفیدی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دونوں کنٹیوں میں تھوڑی سی تھی البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خا اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔ **ف** کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سیاہ ہوتا ہے اور ہندی کے ساتھ ملا کر سرخ ہوتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سبز ہوتا ہے اور ہندی کے ساتھ ملا کر مائل سیاہی ہو جاتا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے اگر غلبہ کتم کا ہوتا ہے تو خضاب سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر غلبہ ہندی کا ہوتا ہے تو سرخ۔ الغرض خضاب دونوں ہی جابری مگر سیاہ نہیں ہونا چاہئے اسلئے کہ سیاہ خضاب کی مانعت امامیث سے ثابت ہے (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور دائرہ شریف میں چوڑے سے زائد سفید بال نہیں گئے **ف** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال بہت ہی کم تھے لیکن انکی تعداد میں اختلاف ہے اس روایت سے چوڑہ معلوم ہوتے ہیں بعض روایات سے سترہ، اٹھارہ اور بعض تقریباً بیس معلوم ہوتے ہیں یہ کچھ ایسا اختلاف نہیں مختلف زمانوں پر بھی محمول ہو سکتی ہیں اور گنتے کے فرق پر بھی حمل کی جا سکتی ہیں۔ سفید بالوں کی قلت سب میں مقصود ہے (۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے بار میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیل کا استعمال فرماتے تھے تو وہ محسوس نہیں ہوتے تھے ورنہ کچھ سفیدی کہیں کہیں محسوس ہوتی تھی **ف** تیل کے استعمال کے وقت میں چونکہ سب بال چمکنے لگتے تھے اسلئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں غلو ہو جاتی تھی یا سوجھ سے کہ تیل کی وجہ سے بال چمکتے تھے تو سفید بال اپنی قلت کی وجہ سے مستور ہو جاتے تھے اور جب تیل لگا ہوا ہوتا تھا

لہ شیب الخ ہوا بیضا من الشعر السود کانی العصباح ویطلق علی بیاض الشعر والاضواء البعوری یقال لانی انما اخرج من الزجل لان الزجل علی نقیہ بریغ غلات الشیب وقدم الشعر علیہا لانہما من عوارض الشعر م اللہ ابو داود الطیاسی وہام ہا مفتوح ثم میم مشددة ابن یحیی العوزی ما سئلہ قال التامی غلتین والنا مقفلة وقال ابو یوسف تشدید التا اور المشور التحقیق واختلاف فی تفسیر فی بعض کتب اللغة ہو ورق شیبہ ورق الاس یصح برو فی المہذب ہو الوسمہ فی المعجم ہو بن غلط مع الیمتہ للمہذب فی النہایۃ یشبہ انیکون معنی الحدیث خضب کل منہا منفردا من الاخر فان المہذب بہا یحیل شعر اسود قد صح انہی عن السوا فلا لا یعنی او قال

ملاحظہ فرمائیے کہ اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) قتادة کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس مقدار پر نہ پہنچی تھی کہ خضاب کی نوبت آتی۔ سفیدی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دونوں کنٹیوں میں تھوڑی سی تھی البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خا اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔ **ف** کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سیاہ ہوتا ہے اور ہندی کے ساتھ ملا کر سرخ ہوتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سبز ہوتا ہے اور ہندی کے ساتھ ملا کر مائل سیاہی ہو جاتا ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے اگر غلبہ کتم کا ہوتا ہے تو خضاب سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر غلبہ ہندی کا ہوتا ہے تو سرخ۔ الغرض خضاب دونوں ہی جابری مگر سیاہ نہیں ہونا چاہئے اسلئے کہ سیاہ خضاب کی مانعت امامیث سے ثابت ہے (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور دائرہ شریف میں چوڑے سے زائد سفید بال نہیں گئے **ف** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال بہت ہی کم تھے لیکن انکی تعداد میں اختلاف ہے اس روایت سے چوڑہ معلوم ہوتے ہیں بعض روایات سے سترہ، اٹھارہ اور بعض تقریباً بیس معلوم ہوتے ہیں یہ کچھ ایسا اختلاف نہیں مختلف زمانوں پر بھی محمول ہو سکتی ہیں اور گنتے کے فرق پر بھی حمل کی جا سکتی ہیں۔ سفید بالوں کی قلت سب میں مقصود ہے (۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے بار میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیل کا استعمال فرماتے تھے تو وہ محسوس نہیں ہوتے تھے ورنہ کچھ سفیدی کہیں کہیں محسوس ہوتی تھی **ف** تیل کے استعمال کے وقت میں چونکہ سب بال چمکنے لگتے تھے اسلئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں غلو ہو جاتی تھی یا سوجھ سے کہ تیل کی وجہ سے بال چمکتے تھے تو سفید بال اپنی قلت کی وجہ سے مستور ہو جاتے تھے اور جب تیل لگا ہوا ہوتا تھا

قال قالوا يا رسول الله نراك قد شئت قال شيبته هود واخواتها حل ثنا علي بن حجر قال انبا اشعيب بن

صفوان عن عبد الملك بن عمير عن ابي اد بن لقيط البجلي عن ابي رمنة التيمي تيمم الرباب قال اثبت النبي

صلى الله عليه وسلم معي ابن لي قال فدايته فقلت لما رأيت هذا بنى الله وعليه ثوبان اخضوان وله شعر

قد علاه الشيب شيبه لحر حل ثنا احمد بن منيع اناسي عن النعمان الاحمد بن سلمة عن سالم بن

حبيب قال قيل لجابر بن سمرة اما كان في راس رسول الله صلى الله عليه وسلم شيب قال لم يكن في راس

رسول الله صلى الله عليه وسلم شيب الا شعرات في مفرق راسه اذا ادهن واداهن الدهن

عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کس قدر جلدی آپ پر بڑھایا آگیا اور یہ کہہ کر رونے لگے آنسو جاری ہو رہے تھے

حضور نے فرمایا سورہ ہود جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ زعفرانی کہتے ہیں میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص شام

کے وقت بالکل سیاہ بال جوان تھا ایک ہی رات میں بالکل سفید ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے رات قیامت کا منظر

دیکھا ہے کہ لوگ زنجیروں سے کھینچ کر جہنم میں ڈالے جا رہے ہیں اسکی دہشت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ اس نے ایک ہی رات میں

مجھے اس حالت پر پہنچا دیا۔ اللہ اکبر۔ (۷) اور منہ تہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے ہوئے حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگوں نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ یہ تشریف فرما ہیں غالباً یہ پہلے سے پہچانتے

نہ ہونگے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مجھے معایہ کہنا پڑا کہ واقعی یہ اللہ کے سچے نبی ہیں اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

دوبڑہ کھڑے ہیں سہ تھے یعنی حضور کی ٹانگی بھی ہنسنی اور چادر بھی ہنسنی اور آپ کے چند بالوں پر کچھ بڑھاپے کے آثار غالب ہو گئے تھے لیکن وہ بال سرخ تھے۔

و چہرہ انور پر جو آثار مہیبت و وقار اور انوار نبوت تھے ان کو دیکھ کر بے اختیار آدمی کی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکل جاتے تھے

کہ بیشک یہ اللہ کے رسول ہیں بلاشبہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ متعدد حضرات صحابہ سے اس قسم کے الفاظ ابتدائی نظر میں

کی کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں حدیث بالا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ بالوں کا بھی ذکر ہے اس میں علما کا اختلاف ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب فرمایا یا نہیں بعض خضاب کے قائل ہیں وہ اس سرخی کو خضاب پر محمول فرماتے ہیں اور بعض لوگ قائل ہیں

وہ فرماتے ہیں کہ بال جب سفید ہوتا ہے تو اکثر مرتبہ اول سرخ ہوتا ہے یہ سرخی اصلی تھی خضاب کی نہیں تھی۔ خضاب کا بیان مستقل دوسرے

باب میں آیا ہے۔ (۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بال تھے انھوں نے

ابن ابی بکر ہزیمہ و تخفیف التناؤ التحقیق ثم قال مہلہ و لقیط بفتح اللام و کسر القاف کبدیع و اخرجہ المصنف لجامعہ بروایۃ عبید اللہ عن ایاہ و قال غریب لا یورد

ابن ابی بکر ہزیمہ و تخفیف التناؤ التحقیق ثم قال مہلہ و لقیط بفتح اللام و کسر القاف کبدیع و اخرجہ المصنف لجامعہ بروایۃ عبید اللہ عن ایاہ و قال غریب لا یورد

باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا احمد بن منیع انا هشیم بن عبد الملك بن عمير عن ابي اد بن لقيط قال اخبرني ابو رزمة قال قال

انبت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مع ابنی فقال ابنك هذا افقلت نعم اشهد به قال لا یجی علیک

ولا تجنی علیہ قال ورايت الشیب احمرا قال ابو عیسیٰ هذا احسن شیء روى فی هذا الباب افسره لان

الرايات الصحیحة ان النبى صلی اللہ علیہ وسلم لم یبلغ الشیب البورمثة اسمہ رفاعہ بن یثربی التیم

کہا کہ صرف چند بال مانگ پر تھے جو تیل لگانے کی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے تھے۔ یہ روایت بظاہر اس روایت کے کچھ خلا

ہو جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شروع باب میں گذری ہے لیکن کوئی ایسا اشکال نہیں اسلئے کہ وہ دو چار بال مانگ میں تھے جو بالوں میں مستور

ہو جاتے تھے اور تیل نہ لگنے کے وقت ظاہر ہوتے تھے۔ اس لئے اگر کسی روایت میں ان کا ذکر نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب فرمانے کا ذکر

ف اس بارہ میں مختلف روایتیں ہیں امام ترمذی نے ان میں سے چار حدیثیں اس باب میں ذکر فرمائی ہیں۔ ان ہی روایات مختلف

کی بنا پر علماء میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب فرمایا یا نہیں۔ اکثر حضرات کے نزدیک امام ترمذی کا ایسا

خضاب نہ کرنے کی طرف ہر حقیقہ بھی اسی طرف مائل ہیں چنانچہ در مختار میں اس کی تصریح کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب کرنا

زیادہ صحیح ہے اور علامہ شافعی نے اسکی یہی وجہ بتلائی ہے کہ حضور کی داڑھی اور سر مبارک میں بخاری وغیرہ کی روایت کے موافق

سترہ بال سفید تھے۔ اور بخاری شافعی و شافعی شامک اسکے قائل ہوئے ہیں کہ حضور نے کبھی کبھی خضاب فرمایا اور اکثر نہیں کیا۔

مسئلہ علماء حنفیہ کے نزدیک خضاب مستحب ہے لیکن مشہور قول کے موافق سیاہ خضاب مکروہ ہے۔ اور علماء شافعیہ کے نزدیک خضاب

سنت ہو مگر سیاہ خضاب حرام ہے۔

(۱) ابو رزمہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک لڑکے کو ساتھ لیکر حاضر ہوا۔ تو حضور نے فرمایا

لہ الخضاب مصدر یعنی الذکور کما فی عامۃ الشروح و ترجم ابن جریر بعد و تقرب قول العاموس الخضاب کتاب ما یخضب ہای بلون ہو لیس کا زعم اذا البوب

انا ہو بیان تلون شعرہ لابیان میں ما یلونہ لانیس فیہ الا حدیث واحدہ معظم ما فی الباب الاول حا ق م تھ قال یرک بروی بصیغۃ الامرین الثانی الجرد ای کن شاد

علی عزرائی باد انہی ولی بعض نسخ بصیغۃ التکلم من الجرد ایضا اسی حترت بذک قال القاری نقول الخفی روى علی صیغۃ المضارع و علی صیغۃ الامر ایضا بار علی زعموا

وہم من عدم الفرق بین الروایۃ و السنۃ و لہم اذ قدیم السنۃ علی الروایۃ اھ قلت و عامۃ من فسطح شرح الحدیث بصیغۃ الامر ۱۲ تھ و فی روایۃ الحاکم و شیبہ احمد

مخضوب بالماء ۱۳ اب کہ حسن الحاکم یقول بصیغۃ الامر ہذا صح شیء فی الباب لا یزیم من ہذا بارۃ کا قالہ النووی فی الاذکار صحۃ الحدیث فابہم یقولون ہذا صح

ما فی الباب، وان کان ضعیفا و مراد ہم ازج ماورد فی الباب ۱۵ ای لم یسلہ ولم یظہر البیاض فی شعرہ کثیرا بحیث یتاج الی الخضاب فیمنی عن ابی یوسف شیبہ بالمرۃ قال

یرک و اشار المصنف ہذا الکلام الی ان الروایات المصرحۃ بالخضاب طریق الی رزمہ لم یصح عند اوہی مؤولہ قال ابن حجر کذا قبل و یس بظاہر لان الترمذی قائل بالخضاب

بدلیل حیاق لعمادۃ المائتہ ولان ہذا لو کان مرادہ لم یسبق ہذا الحدیث فی ہذا الباب صلا علی کان یقتصر علی سیاق فی الباب الاول لان کو نہ احمد لا یفرہ لان مرادہ حمزہ

الزائتۃ الی ہی مقدمۃ الشیب مذکور ہوا مسئلہ البابی یصل علی ان نہ مناسب کل نہا و ہی ال فیہا اثبات الشیب و ہوا المناسب للباب السابق و انہ کان احمد بالخضاب

و ہوا مناسب لہذا الباب و اما الروایات الصحیحۃ ازہم لم یثبت فقہا لم کثیر شیبہ مع انہ کان یسترہ بالمرۃ فی بعض الاحیان تھ قال القاری ہم کلام حسن مکن فیما لا دلالت

علی ان الترمذی قائل بالخضاب اما مکان ترجم عدم غدرہ بل ہو ظاہر من قولہ ہذا اھ قلت و یوید ابن جریر ان الترمذی ذکر ابو رزمہ فی ہامونی من روى بالی الخضاب ۱۶

و فی ہامونی علی انوال

حد ثنا سفین بن وکیع قال انا فی عن شویک عن عثمان بن موهب قال سئل ابو هريرة هل خضب رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قال ابو یحییٰ وروی ابو عوانة هذا الحديث عن عثمان بن عبد اللہ بن موهب
فقال عن ام سلمة حد ثنا ابراهیم بن ہرون قال انبانا النضر بن زرارة عن ابی جناب عن اید بن لقیط
عن الجہدۃ امرأة بشیر بن الخصاصیة قالت انارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من بیتہ
ینفض اسہ وقد اغتسل وبراہہ خرج او قال ردغ من حناء شک فی هذا الشیخ حد ثنا عبد اللہ بن
عبد الرحمن نا عمرو بن عامر نا حماد بن سلمة نا حمید عن انس قال رأیت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مختصوبا قال حماد واخبرنا عبد اللہ بن محمد بن عقیل قال رأیت شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند انس بن مالک مختصوبا
کہ کیا تیرا یہ بیٹا ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ میرا بیٹا ہے آپس کے گواہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکی جناہ
کا بدلہ تجھ پر نہیں اور تیری جناہ کا بدلہ اس پر نہیں (فائدہ میں اسکی وضاحت آئیگی) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اسوقت میں نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعض بالوں کو سرخ دیکھا۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ خضاب کے بارے میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح اور واضح ہر حرف زمانہ ثابت
کا دستور تھا کہ بیٹا آپ کے جرم میں ماخوذ ہو جاتا تھا۔ ابو ہریرہ نے اسی قاعدہ کی بنا پر یہ عرض کیا تھا کہ اگر کبھی اس امر کی ضرورت پیش
آوے تو آپ اس کے گواہ رہیں کہ واقعی یہ میرا بیٹا ہے حضور نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کا رد فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اسلام کا
یہ قاعدہ نہیں کہ کوئی کرے اور کوئی بھرے لا تزدوا ذرۃ وذرۃ اخری کوئی شخص دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں۔ (۳)
ابو ہریرہ سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا انھوں نے کہا کہ ہاں کیا۔ (۴) جہدۃ جو بشیر بن خصاصیہ
کی بیوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے غسل فرما رکھا تھا اسلئے مبارک کو جھاڑ رہے تھے اور آپ کے سر پر خضاب کا اثر تھا۔ (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو خضاب کیا ہوا دیکھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب میں مختلف
روایتیں ہیں جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے لیکن اس روایت میں ایک خاص اشکال یہ ہے کہ اس سے پہلے باب کی سب سے پہلی
حدیث میں خود حضرت انس سے خضاب کی نفی مذکور ہو چکی ہے لیکن دونوں روایتیں اگر صحیح مان لیجاویں تو مختلف اوقات پر محمول ہو سکتی
ہے عثمان بن مسعود جلیل جدد لا عثمان بن عبد اللہ بن موهب کسر الہاء او ہتھی تو لان للعلل اور مع شرح الشائل فتیما ۱۱۷۷ قال ابو یحییٰ الخ یعنی ان اباعود جلیل
الحديث من مسانید ام سلمة بدل ابی ہریرہ والنضر بیان الاختلاف بین شریک والی عوانة تلمیذی عثمان وحقق القاری ان ما وقع فیہ من شریک ہم والعصاة
روایۃ ابی عوانة یعنی کوئنا من مسانید ام سلمة قتال ۱۲۷۷ ابو جناب بکیم مفتوحۃ فتون کسباب جو یحییٰ بن ابی حنیہ الکلبی کذا فی الشرح وکتب الرجال فما
فی النسخ من غیر غلط ۱۲۷۷ بلغ الیم وسکون الہاء وفتح الذال المعجمة بعد ام امرأة بشیر بفتح او کہ بدیع ق وقال المنوی جہدۃ صحابیہ غیر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم اسما فساہیلی وبشیر سہاہ یہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر الامام زحاما ۱۲۷۷ الخصاصیہ بفتح المعجمة وصادین ہلینین وتخفیف المعجمة وتشدید الحن کذا نقل
من صاحب القاموس رد علی ابن الاثیر وتعبہ شرح الشائل بان الامن اذا کان الخصاصیہ مصدرا اما اذا کان الخصاصیہ بمعنی الفقر والیا والنسب فلا مانع
کنہم جز مو بان الروایۃ بان تعقیف ۱۲۷۷ او قال الخ یعنی شک شیخی ابراہیم فی هذا اللفظ فی ان اسوس شیخی بالیس البطلۃ ابی الغیر المعجمۃ لکن قال القسطلانی فی
التحقون علی ان الردغ بالمعجمة غلط فی هذا الموضع لاطلاق الی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من زعفران قال الحافظ هو بطلۃ الصبیغ وبعوض الطین الکثر وقول بسوس علی

باب ما جاء في تحل رسول الله صلى الله عليه وسلم

حد ثنا محمد بن حميد الرازي^{٢٢} ابنا ابو داود الطيالسي عن عباد بن منصور عن عكرمة عن ابن

عباس رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اکتحلوا بالاشمد فانه يمجو البصر وينبت الشعر

وزعم ان النبي صلى الله عليه وسلم كانت له محلة ^{فيه} يكمل منها كل ليلة ثلثة في هذه وثلاث في هذه ^{ثلاثا}

عبد الله بن الصباح الهاشمي البصرى أنا عبد الله بن موسى أنا اسمعيل عن عباد بن منصور

حد ثنا علي بن محمد ثنا زيد بن هرون انا انا عبد الله بن منصور عن عكرمة بن عباس قال كان النبي صلى الله

باب حضور اقدس علی اللہ علیہ وسلم کے سمرمہ کا بیان

ف سُرْمہ آنکھ میں ڈالنا مستحب، آدمی کو چاہیے کہ ثواب کی نیت سے سُرْمہ ڈالے کہ اس میں آنکھ کو فائدہ پہنچنے کے علاوہ اتباع کا ثواب

یہی ہوا امام ترمذیؒ نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

عباس یہ بھی کہتے تھے کہ حضور علی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرورِ عالم تھا جس کا نام سید مرتضیٰ بن ابی طالب تھا۔ آپ نے کہا ہر بڑا لاکھ تر تھے

ف اشما ایک خاص سرمہ کا نام ہے جو سیاہ سرخی مائل ہوتا ہے بلادِ مشرقیہ میں پیدا ہوتا ہے بعض اکابر اس سے اصفہانی سرمہ

بتلاتے ہیں اور بعض نے تو تیا بتلایا ہے۔ علماء فرطتے ہیں کہ اس سے مراد مندرست آنکھوں والے اور وہ لوگ ہیں جنکو موافق آجائے

وہ نہ رکھیں آنکھ اس سے زیادہ دھنے لگتی ہے، سر مرہ کا سوتے وقت ڈالنا زیادہ مفید ہے کہ آنکھ میں دیر تک پانی بھی رہتا ہوا درماتما
 سر پہرہ لگنا اس وقت کہ آدھ کا آدھ لگے کہ اس پر کچھ مختار ہو بہت ہی بعض اوقات کہ کچھ تو تھو

وارد ہوئی ہیں جیسا کہ ابھی گزرا ہے، اور بعض روایات میں دس آئینہ میں تمن مائیں میں دو وار دسویں (جز) کے مختلف اوقات پر

محمول ہیں کہ بعض مرتبہ جنسور ایسا فرماتے تھے اور بعض مرتبہ ایسا حافظ ابن حجر طاعلی قاری وغیرہ حضرات پہلی صورت کو رائج فرمایا ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی متعدد احادیث میں یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا کہ آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ

له الكامل بالعجم كل ما يفتح في العين للاستشفاء وبالفصح بعض الكل في العين قال القسطلاني السوس من الرواة انضم ان كان للفصح وبفتح المعنى ١٢ له الرزقي نسبة
في الرمي دينة كبيرة مشهورة من بلاد الديلم وزادوا الزاي في النسب ليا ١٢ له الشعر بفتح العين ملازدا ١٢ وهو الرواية ١٢ له اي ابن عباس كما يفهم من رواة

بن ماجه ويخرج به الروايات الاتية وسيل محمد بن حميد والزم قد يطلق على القول لمقق وان كان اكثر يستعمل فيما يشك فيه فان كان التفسير لابن عباس فالمراد به القول لمحقق وان كان لمحمد بن ماجه فبعضهم فالزم على معناه التناذر فاشارة الى ضعفه باستقاط الوسائط منه ومن النبي صلى الله عليه وسلم كمن فيه انه لو كان القول ان كان

عباس یقول وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکن لکثر من فائدة الا ان یقال انما فی لفظی الفصل کما یقع عادة قال فی کثیر من العبارات وایما را الی ان الاول یقول

سینه او انفسه را بر ماس کما افتره روايت ابن ماجه قال را الزعم عرج والقول اودع ۱۲۵۰ شمله بضم اللام والثالث وكان القياس ان كسر اذ هو اسم الیه من النوادر

ابن خالد عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة قالت كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص حدثنا علي بن حجر ثنا الفضل بن موسى عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة قالت كان أحب لثياب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص حدثنا يزيد بن أيوب البغدادي ثنا أبو تميلة عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بريدة عن أم سلمة عن أم سلمة قالت كان أحب الثياب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم القميص

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا ذکر

ف اس باب میں مصنف نے سولہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ لباس کے بارہ میں علماء فرماتے ہیں کہ آدمی کا لباس کوئی واجب ہو تا ہے کوئی مستحب کوئی حرام کوئی مکروہ اور کوئی مباح۔ آدمی کو لباس کے وقت اتھام سے مندوبات کی طرف رغبت اور مکروہات سے اجتناب ہونا چاہئے۔ واجب وہ مقدار لباس ہے جس سے ستر عورت کیا جائے۔ اور مندوب وہ ہے جس کے پہننے کی شریعت میں ترغیب آئی ہو جیسے عمدہ کپڑا عید بقرعید کیلئے اور سفید کپڑا جمعہ کیلئے مکروہ وہ ہے جس کے نہ پہننے کی ترغیب آئی ہو جیسے غنی کیلئے ہمیشہ پھٹے پرانے کپڑے پہننا۔ حرام وہ ہے جس کے پہننے کی ممانعت آئی ہو جیسے مرد کیلئے ریشمی کپڑا بلا عذر پہننا۔

(۲۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں کرتے کو زیادہ پسند فرماتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کو زیادہ پسند فرماتے کی وجہ علماء نے مختلف تحریر فرمائی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے بدن اچھی طرح ڈھانکا جاتا ہے بخلاف ننگی وغیرہ کے۔ اسلئے وہ پسند کیا بعض کہتے ہیں کہ کم قیمت ہونے اور بدن پر بوجھ نہ ہونے کی وجہ سے بخلاف چادر وغیرہ کے۔ بعض کی رائے ہے کہ اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا برضات بعض اور کپڑوں کے۔ بندہ ناچیز کے نزدیک اسکی وجہ بظاہر یہ ہے کہ کرتے میں ستر عورت بھی اچھی طرح سے ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تحمل اور لذت بھی اچھی ہو جاتی ہے برخلاف اور کپڑوں کے کہ ان سے یا تحمل میں کمی ہے گی جیسے ننگی یا ستر عورت میں جیسے چادر۔ اس باب کی آٹھویں حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے اس کے ساتھ تطبیق اسی جگہ ذکر کی جائیگی۔ (۲۱) ایسے ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کے لئے سب کپڑوں میں سے کرتے زیادہ پسند تھا ف ملا علی قاری نے دیلمی سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتے سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لانا بھی نہ تھا اور اسکی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی یہ بخوری نے لکھا ہے کہ حضور کے پاس صرف ایک ہی کرتے تھا۔ اور حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے کہ حضور کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کے لئے بچا کر رکھنے کا نہ تھا نہ شام کے

لہ القیس المشہور فی الروایۃ ان خطا حب اسم مکان فیکون مرفوعاً والقیس خبر فیکون منصوباً وروی عکسہ ایضاً قال البیہقی القیس اسم لما یلبس من الخیاط الذی لکان وجیب یلبس تحت الثیاب ولا یكون من صوف کذا فی القاموس ما خوذ من القیس معنی الثقل ثقل الانسان فیدون فی اسم الجملۃ الکی فی ثلث الثقل فان اسمها القیس ۱۲ لہ علی بن حجر الخ لم یختلف من الروایۃ فی ہذہ الامادیث الثلاثۃ وانما کثر بالاختلاف السند من مبدعہ ولی الطریق الثالث زیادۃ لفظ یلبس ۱۳ لہ زیادۃ کبر زای فثناۃ فحتمہ کما ود البغدادی نسبتہ الی البلد المشہور وہو مدینۃ السلام قبل فی وجہ نسبتہ ان یخ اسم صنف لہل لہل واد یعنی العظیۃ ای عطیۃ منہم یخ ولذا کرہ ذاک الاسم بعض العلماء ۱۴ لہ قال الزین العزانی ینحج الحال الی معرفتہا ولم یرن ترجمانہ قال المناوی ویکثر

۱۵ لہ سکت عن حالہا غیر امد من شرح الشائل ولم یذکر ہا لہا فی البہامات ولا لکنی و ذکر فی مشایخ ابن بربہ ابابہ دون امر ۱۶

قال ابو عیسیٰ ہذا قال زیاد بن ایوب فی حدیثہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ وھذا روی غیر واحد عن ابی تمیلۃ مثل رواۃ زیاد بن ایوب وابو تمیلۃ یزید فی ہذا الحدیث عن امہ وھو اصح حد ثنا عبد اللہ بن محمد بن الحجاج ثنا معاذ بن ہشام ثنی ابی عن بدیل العقیلی عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرسخ حد ثنا ابو عمار الحسین بن حریث انا ابو نعیم انا زہیر عن عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال استیت

کھانے میں سے صبح کیلئے بچانے کا تھا اور کوئی کپڑا کرتا یا چادر یا لنگی یا جوتہ دو عدد نہ تھے۔ مناوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور کا کرتہ زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اسکی آستینیں لمبی ہوتی تھیں۔ دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا کہ حضور کا کرتہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ (۴) اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی و ف یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف جس میں آستین کا پہنچنے سے نیچا ہونا وارد ہوا ہے۔ علمائے ان دونوں روایتوں کو چند طریق سے جمع کیا ہے اولاً یہ کہ تعدد اوقات پر حمل کجاویں کہ کبھی ایسی ہوتی تھیں اور کبھی اسطرح۔ دوم یہ کہ آستین جبوقت میں ٹکڑی ہوتی تھی تو پہنچے تک اور جبوقت کہ سیدھی ہوتی تھی تو پہنچے سے نیچے تک بھی ہو جاتی تھی۔ بعض لوگوں نے دونوں روایتوں کو تخمینہ پر حمل فرمایا ہے اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔ مولانا ظلیل احمد صاحب نے بذل الجہود میں تحریر فرمایا ہے کہ پہنچے تک کی روایات افضلیت پر محمول ہیں اور زیادہ کی روایت بیان جواز پر علامہ جزری نے لکھا ہے کہ کرتہ کی آستین میں سنت یہ ہے کہ پہنچے تک ہو اور کرتہ کے علاوہ چونہ وغیرہ میں نیچے تک لیکن انگلیوں سے متجاوز نہ ہو۔ (۵) قرۃ بن یاسر فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فضیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کا تکرہ کھلا ہوا تھا میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر تبرکات تہنوت کو چھوا و انکی حاضری جس وقت ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان کھلا ہوا تھا اسی حالت میں ان کو زیارت ہوئی۔ محبت کا لازمہ ہے کہ محبوب کی ہر ادا دل میں گھپ جائے۔ غرض جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے معویہ کو اور ان کے بیٹے کو کبھی بھی گریبان کی گھنڈی لگائے نہیں دیکھا گرمی ہو یا سردی ہمیشہ ان کی گھنڈیاں

لہ قال ابو عیسیٰ الخوغنی المصنف بہذا الکلام ان عبد المؤمن بن رومی عن الفضل بن موسیٰ وزید بن حباب فقال عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ام سلمۃ ولم یذکر واسطۃ ام بریدۃ وروی عنہ ابو تمیلۃ ایضا لکن اختلف علیہ فی مسنادہ فروی عنہ ابن حمید بدون ذکر الواسطۃ وروی عنہ زیاد بن ایوب بواسطۃ الام وناجی زیاد بن سلمۃ ہذا الزیادۃ غیر واصفا للراح وجود الواسطۃ فی ہذا الروایۃ وھذا المصنف فی جامعہ عن النجاشی عن حدیث ابن بریدۃ عن ام سلمۃ صحیح کما سیأتی ۱۲۱۳ قال البیہقی الذی قرره المعصام ان قولہ وجوہ مفعول یزید بقولہ عن اللہ لیس مفعول یزید وناجی بہ تعینا لمحل الزیادۃ والمعنی علی ہذا ان ابی تمیلۃ یزیدی ہذا الحدیث لفظ وجوہ وھذا الزیادۃ بعد قولہ عن ام وقرہ بعضہم ان المزید ہو قولہ عن ام وجعل قولہ وجوہ صحیح من کلام الترمذی والمعنی علی ہذا ان ابی تمیلۃ یزیدی ہذا الاسناد لفظ عن ام وھذا الاسناد الذی لیس زیادۃ عن ام طبع من الاسناد الذی فیہ اسقاط ہذا التقریر ہو المتبادر لکن اور علیہ ان قولہ وابو تمیلۃ یزیدی معلوم ما سبق فهو زیادۃ لا فائدۃ فیہا و اعتذر عنہ بانہ تاکید لما سبق ام قلت و اختار القاری والمناوی ایضا ما قرہ المعصام و التاخر عنہ الذی الثانی وما اوروا علیہ من انکرار لا فائدۃ فیہ غیر صحیح لانه لم یعرف ما سبق ان الزیادۃ من ابی تمیلۃ اوسن الروایۃ عنہ ولذا قال المصنف فی الجامع وروی بعضہم ہذا الحدیث عن

قال ابو عیسیٰ ہذا قال زیاد بن ایوب فی حدیثہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ وھذا روی غیر واحد عن ابی تمیلۃ مثل رواۃ زیاد بن ایوب وابو تمیلۃ یزید فی ہذا الحدیث عن امہ وھو اصح حد ثنا عبد اللہ بن محمد بن الحجاج ثنا معاذ بن ہشام ثنی ابی عن بدیل العقیلی عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرسخ حد ثنا ابو عمار الحسین بن حریث انا ابو نعیم انا زہیر عن عروۃ بن عبد اللہ بن قشیر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال استیت کھانے میں سے صبح کیلئے بچانے کا تھا اور کوئی کپڑا کرتا یا چادر یا لنگی یا جوتہ دو عدد نہ تھے۔ مناوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور کا کرتہ زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اسکی آستینیں لمبی ہوتی تھیں۔ دوسری حدیث میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا کہ حضور کا کرتہ ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے۔ (۴) اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی و ف یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف جس میں آستین کا پہنچنے سے نیچا ہونا وارد ہوا ہے۔ علمائے ان دونوں روایتوں کو چند طریق سے جمع کیا ہے اولاً یہ کہ تعدد اوقات پر حمل کجاویں کہ کبھی ایسی ہوتی تھیں اور کبھی اسطرح۔ دوم یہ کہ آستین جبوقت میں ٹکڑی ہوتی تھی تو پہنچے تک اور جبوقت کہ سیدھی ہوتی تھی تو پہنچے سے نیچے تک بھی ہو جاتی تھی۔ بعض لوگوں نے دونوں روایتوں کو تخمینہ پر حمل فرمایا ہے اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔ مولانا ظلیل احمد صاحب نے بذل الجہود میں تحریر فرمایا ہے کہ پہنچے تک کی روایات افضلیت پر محمول ہیں اور زیادہ کی روایت بیان جواز پر علامہ جزری نے لکھا ہے کہ کرتہ کی آستین میں سنت یہ ہے کہ پہنچے تک ہو اور کرتہ کے علاوہ چونہ وغیرہ میں نیچے تک لیکن انگلیوں سے متجاوز نہ ہو۔ (۵) قرۃ بن یاسر فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فضیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کا تکرہ کھلا ہوا تھا میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر تبرکات تہنوت کو چھوا و انکی حاضری جس وقت ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان کھلا ہوا تھا اسی حالت میں ان کو زیارت ہوئی۔ محبت کا لازمہ ہے کہ محبوب کی ہر ادا دل میں گھپ جائے۔ غرض جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے معویہ کو اور ان کے بیٹے کو کبھی بھی گریبان کی گھنڈی لگائے نہیں دیکھا گرمی ہو یا سردی ہمیشہ ان کی گھنڈیاں

رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهط من مزينة لنبأه وان قميصه لملطون او قال زر قميصه مطلق قال
 فادخلت يدي في جيب قميصه فمسست الخاتم حل ثنا عبد بن حميد ثنا محمد بن الفضل انا حماد بن
 سلمة عن حبيب بن الشهيد عن الحسن عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم اخرج وهو متكى
 على اسامة بن زيد عليه ثوب قطري قد توشح به فصلى بهم فقال عبد بن حميد قال محمد بن الفضل سألني
 يحيى بن معين عن هذا الحديث اول مجلس الى فقلت ثنا حماد بن سلمة فقال لو كان من كتابك فقلت
 لا اخرج كتابي فقبض على ثوبي ثم قال امله على فاني اخاف ان لا اقاك قال فامليته عليه ثم اخرجت
 كتابي فقرأت عليه حل ثنا سويد بن نصوان عبد الله بن المبارك عن سعيد بن اياس الجعفي عن ابي نصر
 عن ابي جعفر عليه السلام في حديثه ان النبي صلى الله عليه وسلم اخرج وهو متكى على اسامة بن زيد عليه ثوب قطري قد توشح به فصلى بهم فقال عبد بن حميد قال محمد بن الفضل سألني يحيى بن معين عن هذا الحديث اول مجلس الى فقلت ثنا حماد بن سلمة فقال لو كان من كتابك فقلت لا اخرج كتابي فقبض على ثوبي ثم قال امله على فاني اخاف ان لا اقاك قال فامليته عليه ثم اخرجت كتابي فقرأت عليه حل ثنا سويد بن نصوان عبد الله بن المبارك عن سعيد بن اياس الجعفي عن ابي نصر

کھلی رہتی تھیں ان حضرات کے اسی عشق کی بدولت آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا امت کے پاس محفوظ ہے جو انہیں
 اللہ عناو عن سائر الامة احسن الجملہ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ پر
 سہارا لگائے ہوئے مکان سے تشریف لائے اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مٹی منقش کپڑا تھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے پس حضور نے باہر تشریف لاکر صحابہ کو نماز پڑھائی۔ یہ قصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا ہے
 چنانچہ دارقطنی نے اسکی تصریح کی ہے اسی لئے حضور نے حضرت اسامہ پر سہارا لگا رکھا تھا اور غالب یہ ہے کہ مرض الوفا کا قصہ ہے کہ
 اس قسم کے واقعات اس میں پیش آئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی چیز پر ٹپک لگانے کے باب میں بھی یہ حدیث آئے گی۔
 اس حدیث کی سند کے متعلق ایک عجیب قصہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے جس سے حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث کے
 ساتھ شدت اشتیاق اور انکی نگاہ میں دنیا کی بے ثباتی معلوم ہوتی ہے محمد بن فضل کہتے ہیں کہ یحییٰ بن حسین جو علم حدیث کے بڑے جلیل القدر
 امام ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے لکھا ہے کہ انھوں نے دس لاکھ حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں نے بیٹھتے ہی اس حدیث کو مجھ سے دریافت کیا
 میں نہ سنا ناشرع کیا تو وہ فرمانے لگے کہ کاش اپنی کتاب سے سناتے تاکہ زیادہ قابل الطینان ہوتی۔ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ میں کتاب
 لینے کے لئے اندر جانے لگا تو یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ نے میرا کپڑا پکڑ لیا اور یہ کہنے لگے کہ پہلے مجھے حفظ ہی لکھاتے جاؤ موت حیات کا کچھ
 اعتبار نہیں مگر یہ کہ میں پھر مل سکوں نہ مل سکوں کتاب دیکھ کر دوبارہ سنا دینا۔ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ اول میں نے حفظ سنائی اور پھر کتاب
 لاکر دوبارہ دیکھ کر سنائی۔ اللہ اکبر ان کو طرفین کی حیات کا اس قدر بھی اطمینان نہیں تھا کہ اندر سے کتاب لانے تک زیست کا یقین ہو
 اور حدیث کا شغف کہ اس کے فوت ہو جانے کا بعید خطرہ بھی گوارا نہ ہوا اللہ اعلم بالصواب

اللہ بضم ہم و نون زائی و سکون تحتیہ قبیلہ معروفہ من مضر قاری۔ مسامہ باسم امدی جدہم والجار والجرمہ لرمط ۱۲۵ھ ای علی الاسلام وہو متعلق بقولہ آیت ۲۴ کہ قال
 فحقى الشک من معویۃ او من دون عقبة العصام فقال الشک من معویۃ ومن قال من دون عقبة زتاب و تبعہ ابن جرود و ہا یک بقول الشک من شیخ الترمذی حقه اللہ
 روایات نہما افرجہ ابن سعد وابن ماجہ عن ابی نعیم ہذا السند غیر شک ۱۲۵ھ مگر اہم خال من الامکا و فی نسخہ متوکئی من التوکا دکلا ہا معنی و امد و ہوا الاستناد قال اناری
 و اختلف فی اسنادہ الحدیث کیا فی باب انکارہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۵ھ قطری بکسر القاف و سکون الطاء بعد ہا و ارم ثم یا النسب نسبتا الی القطر لکسر ہو نوع من البرود

عن ابيه قال رايت النبي صلى الله عليه وسلم وعليه حلة حمراء كاني انظر الى بريق ساقيه قال سفين اراها حبرة

حل ثنا علي بن خشرم انا عيسى بن يونس عن اسرائيل عن ابي اسحاق عن البراء بن عازب قال رايت احد من

الناس حسن حلة حمراء من سول الله صلى الله عليه وسلم ان كانت جته لتضرب قريبا من منكبيه حل ثنا

محمد بن جابر ثنا عبد الرحمن بن مهدي انا نافع بن عبد الله بن ابياد عن ابيه عن ابي رزمة قال رايت النبي صلى الله

عليه وسلم وعليه بردان اخضران حل ثنا عبد بن حميد انا عفان بن مسلم قال انا نافع بن عبد الله بن جابر

العنبري عن جدتيه دحيبة وعليبة عن قيلة بنت مخزومة قالت رايت النبي صلى الله عليه وسلم

(۹) ابو جحيفة فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں

بندلیوں کی چمک گویا اب میرے سامنے ہر سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا

منقش جوڑا تھا۔ ف یہ قصہ حجة الوداع کا ہے جیسا کہ بخاری وغیرہ کی روایت میں بالتصریح موجود ہے۔ سفیان اس روایت کی

مراد میں منقش جوڑا اسلئے بتلاتے ہیں کہ سرخ کپڑے کی مانعیت آئی ہے اسی وجہ سے علماء کا اس میں اختلاف ہو چکا ہے حنفیہ کے بھی اس میں

مختلف اقوال ہیں جب پہلے باب میں بھی گزر چکا ہے کہ اس میں تفصیل ہے جو کپڑے کی تعیین کے بعد علماء سے تحقیق کیا جاسکتی ہے حنفیہ قطب

ارشاد مولانا گنگوہی کے فتاویٰ میں بکثرت یہ مضمون ہے کہ سرخ رنگ مرد کے لئے فتویٰ کی رو سے جائز ہے تقویٰ کے لحاظ سے ترک کرنا اور

ہے کہ علماء میں مختلف فیہ ہے (۱۰) حضرت برادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑے والے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ

وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منٹھے حضور کے مونڈھوں کے قریب تک آ رہے تھے۔ ف یہ

حدیث پہلے باب میں گزر چکی ہے یہاں سرخ جوڑے کی وجہ سے مکرر ذکر کی گئی۔ (۱۱) ابورزمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔ ف یہ حدیث پہلے بھی دو جگہ گزر چکی ہے لباس کی وجہ سے اس باب میں مختصر طور پر

ذکر کی گئی۔ (۱۲) قیلة بنت مخزومة کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور والا پر دو پرانی

نگلیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن زعفران کا کوئی اثر ان پر نہیں رہا تھا اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ بھی ہے

اسلام و ہذا الہادیہ وقعت لہ فی بطن النکۃ فی حجة الوداع کہ صرح بہ فی ذیۃ البخاری ۱۲ ق م لہ علی سبۃ الضامۃ الجول میں اظن الحمر حبرة قال القاری و احتج الی ہذا

الناویل لورود النہی عن لبس الحمر و اختلف العلماء فی ذلک علی اقوال کثیرۃ ذکرہا الی نقلاً فی الطبع والقاری فی جمع الوسائل سبۃ مسالک للعلما و اختلف اقوال

الحنفیۃ ایضاً فی ذلک و فی اللہ الخیار للشرع لای فیہ رسالۃ نقل فیہا ثمانیۃ اقوال منہا لہ مستحب لہ شرم کم بصر خاد و شین مجتہدین منہر علی مانی القاموس و ضبط فی نسخۃ

وعليه اشمال ملبسین کا کتاب بر سران وقد نفثته وفي الحديث قصة طويلة حل ثنا قتيبة بن

ای مصنفین

سعيد ثنا بشر بن المفضل عن عبد الله بن عثمان بن خثيم عن سعيد بن جبیر

ف زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کی حدیث میں ممانعت بھی آئی ہے اسی لئے اس حدیث میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اس زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا تاکہ ان احادیث سے اختلاف واقع نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرانی دوپادریں پہننا تواضع کی وجہ سے تھا اسی وجہ سے صوفیہ نے شکستگی کی حالت کو اختیار فرمایا کہ یہ تواضع کی طرف لیجانے والی ہو اور تکبر سے دور کرنے والی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو شکستگی کی حالت محمود نہیں۔ چہ جائیکہ بجائے اس نفع کے اور مضرت حاصل ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے کہ بسا اوقات اس اظہار شکستگی کو اظہار کمال کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور زبان حال سے سوال ہوتا ہے۔ حضرت ابوالحسن شاذلی قدس سرہ کا جو اکابر صوفیاء میں قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ نہایت عمدہ لباس میں تھے کسی شکستہ حال نے ان پر اعتراض کیا تو آپ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ میری یہ ہیئت حق تعالیٰ شانہ کا حمد و شکر ظاہر کر رہی ہے اور تیری یہ حالت صورت سوال بن رہی ہے تو اپنی زبان حال سے لوگوں سے سوال کر رہا ہے۔ الغرض بنیت تواضع لباس فاخرہ نہ پہننا افضل ہے بشرطیکہ کسی اور مضرت کی طرف نہ پہنچ جائے۔ اسکے بالمقابل اگر کوئی دینی مصلحت مقتضی ہو مثلاً کسی ہدیہ دینے والے مخلص کی دلداری مقصود ہو یا اور کسی قسم کی دینی منفعت اس پر مرتب ہوتی ہو تو عمدہ لباس پہننا بھی افضل اور مندوب ہو جائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ تائیس اڑھینوں کے بدلے میں ایک جوڑا خرید فرمایا اور پہنا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ ایک فقی اور عارضی چیز تھی ورنہ عام لباس میرے آقا کا نہایت معمولی ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے اکثر مشائخ تصوف کا یہی معمول رہا ہے البتہ حضرات نقشبندیہ اور شاذلیہ کا معمول اچھے لباس کا رہا ہے اور صورت سوال سے تحفظ کی رعایت اہم رہی جیسا کہ حضرت ابوالحسن شاذلی نے فرمایا انفس کے دھوکے سے احتراز دونوں جانبوں میں ضروری ہے شکستہ حالت میں شہرت اور تواضع کے اظہار میں بریا اور عمدہ لباس میں تکبر و نخوت خطرناک امور ہیں۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس سے کوئی تعلق نہیں تھا اسی لئے امام ترمذی نے اختصار کی وجہ سے ترک کر دیا۔ قصہ تقریباً دو ورق کا ہے۔ شرح نے بھی اسکو اختصاراً چھوڑ دیا اس میں قیلہ کے ابتدائی اسلام کا قصہ اور اسکی کیفیت بڑا البتہ مشہور روایات میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پرانے لباس میں غریبانہ نشست کیساتھ تشریف فرما تھے ایک کچھور کی چٹنی حضور کے دست مبارک میں تھی ایک شخص حاضر ہوئے اور حضور کی یہ فقیرانہ نہایت دیکھ کر عجب کی وجہ سے کانپ اٹھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اس حالت کو خود ملاحظہ فرمایا، یا کسی نے عرض کیا، اسپر حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ سکون اختیار کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ان پر سے سخت ف وغیرہ جاتا رہا بعض احادیث سے یہ قصہ خود قیلہ ہی کا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ امام ترمذی نے حضور کی نشست کے بیان میں اسکا تذکرہ فرمایا اور قیلہ ہی کی طرف قصہ کی نسبت کی ہے جیسا کہ حضور کی نشست کے باب میں آ رہا ہے۔

قصہ طویل اور جامع الشرائط والی ہے اور اسکا اختصار اس وقت ذکر الی لفظ الاصل میں ہے اور اسکا ترجمہ بھی اس وقت ذکر الی لفظ الاصل میں ہے اور اسکا ترجمہ بھی اس وقت ذکر الی لفظ الاصل میں ہے

لے جمع سحر کہ سبب جمع سبب السبب الثوب الخ والرد بالجمع بانوف الواحد یصدق بالانثی ومن المعین بیننا لافاضة الی اللعین قبل وصف الجمع باعتبار اجزاء الاثو الی قال المزی ارادت کانتا تقطعت حتی صارتا قطعاً فلا اشکال فی الجمع والافاضة بیانہ کجود قطیعة والملیة قشیدہ الیاء تصغیر الملاءة بالضم والکن بعد عذت الالین و الایقال طلیعة والملاءة الازار و فی الایطای الخوف و فی القاموس ہی کل ثوب لم یغیم بعینہ الی بعض یخطیل کلمہ نسج واحد اش علی الالسان و فی نسج نفثت نفثت الملبان لون الزعفران و لم یس من الزعفران و فی المفعول شائع و کجوز انیکون من قولہم یغضف الثوب نفثا ای ذہب بعض کوز من الصفرۃ و الحرۃ فلا یتاج الی حذف المفعول الخ

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسہا
 احياءکم وکفونوا فیہا موتاکم فانہا من خیار ثیابکم حدثننا محمد بن بشار انبا عبد الرحمن بن مہدی وانا
 سفین عن جیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شیبہ عن اسمرہ بن جندب قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانہا اطہر واطیب کفونوا فیہا موتاکم حدثننا احمد بن منیع انبا یحییٰ بن
 زکریا بن ابی زائد انا ابی عن مصعب بن شیبہ عن صفیۃ بنت شیبہ عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ
 علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ مرط من شعر اسود حدثننا یوسف بن عیسیٰ انا وکیع انا یونس بن اسحاق عن ابیہ عن
 الشعبی عن عروۃ بن المغیرۃ بن شعبہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ ورجلیہ ضیقۃ الکمین

(۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ سفید کپڑوں کو اختیار کیا کرو
 کہ یہ بہترین لباس میں سے ہے۔ سفید کپڑا ہی زندگی کی حالت میں پہننا چاہئے اور سفید ہی کپڑے میں مردوں کو دفن کرنا چاہئے۔ اس
 حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید لباس پہننے کا ذکر نہیں۔ اسلئے اسکو شمائل میں ذکر کرنا مخفی ہے لیکن یہ توجہ کی جاسکتی
 کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی ترغیب فرمائی تو خود پہننا بھی نکل آیا۔ چنانچہ بخاری وغیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید لباس
 زیب تن فرمانا بالصریح ثابت ہے۔ (۱۴) سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا
 کرو اسلئے کہ وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔ زیادہ پاک صاف رہنے کا مطلب یہ ہے کہ
 اگر ذرا سادہ کپڑے کی چیز کا پڑ جائے تو فوراً محسوس ہو جاتا ہے بخلاف رنگین کپڑے کے کہ اس میں تھوڑا سا دھبہ کم محسوس ہوتا ہے۔
 (۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو مکان کے باہر تشریف لگے تو آپ کے
 بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ (۱۶) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رومی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا
 جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ یہ قصہ غزوہ تبوک کا ہے۔ علمائے اسی ہی احادیث سے استنباط فرمایا ہے کہ کفار کی بنائی ہوئی چیزیں
 ناپاک نہیں ہوتیں جب تک کہ کسی خارجی طریقے سے ان کے ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو۔ اسلئے کہ روم میں اسوقت تک لوگ مسلمان
 نہیں ہوئے تھے ان کے بنے ہوئے کپڑے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمائے ہیں۔

لہ علیکم فمئل یعنی الزموا کل البیاض علی المبالغۃ اعلیٰ حذف المضاف کا سیاق و من الثیاب بیان ۱۲۳۵ البیاض ای الثیاب بعضی بولغ فیہا نکاتہا نفس
 البیاض او البسوا البیاض علی حذف المضاف ۱۲۳۵ لان الثوب المصنوع اذا وقعت علیہ نجاسة لا یطہر علیہا مثل ثوب اذا وقعت علی ثوب یغسل وقال الطبری لان بعض
 اکثر تاثر من الثیاب لظنہ لیکون اکثر غسلا فیکون اکثر طہارۃ ۱۲۳۵ صفیۃ لہا روایت وحدیث وانکار الدار قطنی ادعا کہا یہ وہ تصریح البخاری بسا عیاس النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم من ثم جرم فی النجس بانہا من صغار الصناعات ۱۲۳۵ مرط کبر فیکون الملبسہ حالۃ وہو کسا اطویل واسع من خز او صوف او شعر ولفظ من شعر باثبات من
 وفی بعض النسخ نعیمہ مرط شعر باللہ فی ترجمہ الی الاوئی ای قالان الاضافۃ بیانۃ والحدیث اخر جہ سلم وابدو اور بلفظ خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ وعلیہ
 مرط من جل من شعر اسود ۱۲۳۵ قال النواوی یونس بن ابی اسحاق الشیبانی الذی میصرح بالمصنف وقول الشارح السبعی ہواہ و الظاہر عندی انہ وہم من العلانۃ
 النواوی والصواب قول الشارح انہ سبعی والذی سیرۃ المصنف فی باب ختمہ صلی اللہ علیہ وسلم جل اخر جہ سلم فی البذل انہ سبعی وقال القاری وفی نسخۃ ابن
 اسحاق وہی غیر صحیحۃ ۱۲۳۵ اشعی ہونۃ لشعب غلظ لطن من ہمدان بسکون لمیم ہوا مر من ثرائس و اشعی بالضم ہوا معاویۃ بن جعفر و اشعی بالکسر ہوا عبد اللہ بن مظفر و

۴۲
 کلہم یخبرون فیہم ۱۲۳۵
 جہ شایعہ لانا فان انا شام جہ شام
 وہی غلظ لطن من ہمدان بسکون لمیم ہوا مر من ثرائس و اشعی بالضم ہوا معاویۃ بن جعفر و اشعی بالکسر ہوا عبد اللہ بن مظفر و

جنونا و ابی جنون و ماہوالا الجوع حدیث ثقیبہ شاہ جعفر بن سلیمان الضبی عن مالک بن دینار قال ما شبع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبز قط ولا لحم الا علی ضعف قال مالک سألت رجلا من اهل البادية ما الضعف

فقال ان يتناول مع الناس

(۲) مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیری فرمائی مگر حالت ضعف پر۔

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ایک بدوی سے ضعف کے معنی پوچھے تو اس نے لوگوں کے ساتھ کھانے کے معنی بتائے۔ و ضعف کے معنی

خفی تھے چنانچہ اب بھی اہل لغت اس میں مختلف ہیں ایسویہ سے مالک بن دینار نے ایک بدوی سے دریافت کیا ہے اجتماعی حالت میں

بیٹ بھر کر کھانے کا مطلب بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ اگر کسی جگہ دعوت وغیرہ میں نوبت آتی تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے ویسے کبھی نوبت

نہ آتی تھی۔ اس پر بعض علمائے بڑے زور دے رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے امر کی نسبت کرنا جسکو اگر

آج کسی کی طرف نسبت کیا جائے تو سخت ناگوار ہو نہایت بے ادبی ہو۔ مگر بندہ ناچیز کے نزدیک اس مطلب میں کوئی مانع نہیں ہے

اس زمانہ میں اگر کسی کی طرف اس امر کی نسبت کی جاتی ہے کہ اپنے گھر پیٹ بھر کر نہیں کھاتا تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شخص خجل ہو اور اس

زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسکی نسبت کرنے میں اسکا ایہام نہیں ہے اسلئے کہ اسوقت کی تنگ حالی معلوم ہو کہ کسی کسی

وقت مسلسل فاقوں کی نوبت آتی تھی اور اسکے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخا اور جوہد کہ جوہد یہ کہیں سے کچھ آجاتا تھا وہ صحابہ

تقسیم کیا جاتا تھا ایسی صورت میں پیٹ بھرنے کی نوبت کہاں آسکتی تھی لیکن تشریح حدیث اس مطلب کو غلط بتاتے ہیں اور اسکی ارشاد

جنت اسلئے اگر یہ مطلب غلط ہو تو اللہ جل شانہ اپنے لطف سے معاف فرماویں اعوذ باللہ ان اقول فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطیق بشارہ

بالجملہ جن علمائے اس مطلب کو ناپسند فرمایا ہے وہ حدیث کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت نیربانی

میں تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے تاکہ جہان حضور کے ساتھ جلد نہ اٹھ جاویں اور بھوکے نہ رہیں نیز اسوقت جبکہ آپ کے یہاں کوئی جہان ہوتا تھا

تو اسکے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عسرت اور تنگی کے بھی فکر فرما کر کچھ نہ کچھ مہیا فرماتے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ مجمع کے ساتھ

کھانا مراد ہو مام ہو کہ اپنے گھر ہو یا کسی دوسری جگہ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جس مجمع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں اس میں حضور اقدس کے ہاتھ کھینچ لینے کے

مجمع کا ہاتھ کھینچ لینا بدیہی ہے تنبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم سیر ہونا جس جس جگہ وارد ہوا ہے ان سب مواضع میں وہی دو تہائی پیٹ

بھر کر نوش فرمانا مراد ہے کہ یہ حالت بھی حالت جہانی میں ہوتی تھی ورنہ بالکل شکم سیر ہونا کسی وقت نہیں ہوتا تھا نہ حالت جہانی میں نہ حالت تنہائی میں۔

(بقیہ حاشیہ ۳۳) وقال النواوی فی المصباح اشقت الثوب اشقا ما صبغت بالمشق قال المصنف فی التلخیص والفتح ولم یذكر وانما احدث ۱۲

۱۳ نوح بسكون آخر فیہا وقيل بکسرہ غیر ممنون فیہا و فیہ لغات اخر کلمۃ فقال عن لفظہ بالشی والفرج تعظم الامر وتعلیم وقد تشمل الامکار کما پہنچا ۱۴

۱۵ اللام فی جواب قسم مقدرای واللہ تعالیٰ القاری ۱۶ بصیغۃ التکلم من المفرد من حدیث مشق من الخروای اسقط علی الارض ۱۷

۱۸ الضیع بضم الضاء والجرۃ فتح الموحدة ذکر العین المملۃ نسبتہ بقیہ ۱۹ مالک بن دینار تابعی مدین فالحديث مرسل وقيل معضل لانه سمع عن الحسن البصري وهو تابعي

ايضا فقال حدثنا الحسن قال لم يشبع رسول الله صلي الله عليه وسلم حديث اخر جابو موسى وغيره ۲۰ في شرح القاف وتشديد الطاء المملۃ ای مساوی زمین من الزمان بل المراد

انہ ماشع من اعدہا کما انہ توسط قطبہا او منہا معاکا یا فی اباب الطویل عن انس ان انس صلی اللہ علیہ وسلم لم یجمع عندہ غذا ولا عشا من خبز ولحم الا علی ضعف کما تردود ۲۱

ب ش ۲۲ قوله ضعف هو بفتح الضاد المعجمة والغائین اولاهما مفتوحة وفي الفائق روى خفف وشفط والشفط في معنى ضيق العيشة وقلتها یعنی لم يشبع صلي الله عليه وسلم الا

والحال فطاف الخدم الرضا وقيل معاذ كثره الايدى واجتماع الاكلين كما فسر في الحديث قال البيهقي يروي عن النابغة ای الا اذا نزل بالفيض فيشبع حينئذ يثبت ۲۳

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موزہ کے بیان میں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قسم کے موزے استعمال فرمائے ہیں۔ موزے کے آداب میں سے دایاں موزہ پہلے پہننا ہر نیز موزہ کا پہننے سے قبل جھاڑ لینا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ معجزات میں طبرانی نے ایک روایت موزہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جنگل میں ایک موزہ پہنا اور دوسرا پہننے کا قصد فرمایا ہے تھے کہ ایک کو آکر وہ دوسرا موزہ اٹھا کر لے گیا اور اوپر لیجا کر اس کو پھینک دیا۔ اس میں ایک سانپ گھسا ہوا تھا جو اس گرنے کی چوٹ سے باہر نکلا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ جل شانہ کا شکر ادا کیا اور آداب موزہ سے ایک قانون فرمادیا کہ ہر مسلمان کیسے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اسکو جھاڑ لیا کرے۔ امام ترمذی نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں (۱) بریدہ کہتے ہیں کہ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیاہ رنگ کے دو سادے موزے ہدیہ بھیجے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہنا اور وضو کے بعد ان پر مسح بھی فرمایا۔ من نجاشی حبشہ کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسا کہ شریف والی مکہ کا لقب ہوتا ہے۔ ان نجاشی کا نام محمد تھا یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ علمائے اس سے استنباط فرمایا ہے کہ کافر کا ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے۔ نئے کہ یہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے البتہ چونکہ دوسری حدیث میں کافر کے ہدیہ انکار بھی آیا ہے اسلئے علمائے مختلف طرح سے دونوں کو جمع کیا ہے (۲) معین بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وحیہ کلبی نے دو موزے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے تھے۔ ایک دوسری روایت میں موزوں کے ساتھ حبشہ کے پیش کرنے کا بھی ذکر ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہنا۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی نفی نہیں فرمایا کہ وہ مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح۔ **ف** اس اخیر لفظ سے حنفیہ اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ دباغت کے بعد مذبوح اور غیر مذبوح کی کھال دونوں استعمال کرنی جائز ہیں۔ بعض ائمہ کا کہیں اختلاف ہے جس کی بحث کتب فقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اللہ سہیل ہو، آمین۔

[illegible]

لنبي صلى الله عليه وسلم خفين فلبسهما وقال اسرائيل عن جابر عن عامر وجبة فلبسهما حتى تحرقا
لا يدرك النبي صلى الله عليه وسلم اذكيهما ام لا قال ابو عيسى هذا هو ابو اسحاق الشيباني واسمه سليمان
الذي يروي عن جابر بن عبد الله

باب جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم

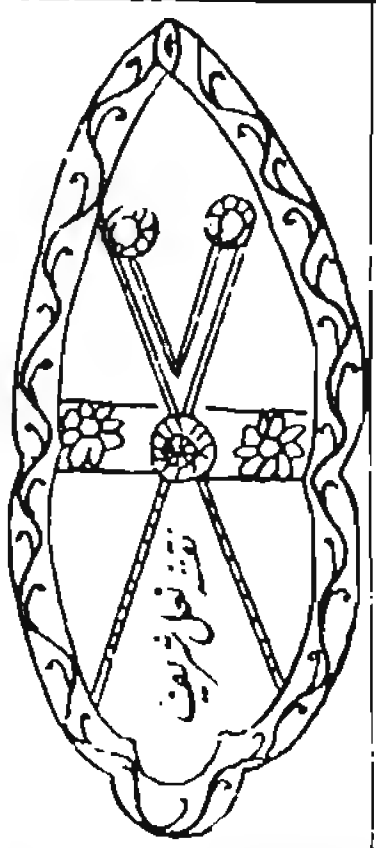
حدثنا محمد بن بشار ثنا ابو داود ثنا همام عن قتادة قلت لانس بن مالك كيف كان نعل رسول الله صلى
عليه وسلم قال لهما قبل ان حدثنا ابو كريب محمد بن العلاء ثنا وكيع عن سفيان عن خالد الحذاء
عن عبد الله بن الحارث عن ابن عباس قال كان لنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل ان يموت
مصنوعا

باب حضور اقدس صلى الله عليه وسلم کے نعلین (جوتے) شریف کے ذکر میں

ف اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کی ہیئت اور اس کے پنپنے اور نکالنے کا طریقہ ذکر فرمایا ہے نعل شریف کا نقشہ اور
اس کے برکات و فضائل حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم کے رسالہ زاد السعید کے اخیر میں مفصل مذکور ہیں جسکو تفصیل
مقصود ہو اس میں دیکھ لے۔ مختصر یہ ہے کہ اسکے خواص بے انتہا ہیں بل ان کے بارہا تجربہ کئے ہیں حضور کی زیارت میسر ہوتی ہی ظالموں سے
نجات حاصل ہوتی ہی ہر دلعزیزی میسر ہوتی ہے غرض ہر مقصد میں اسکے توسل سے کامیابی ہوتی ہی طریق توسل بھی اسی میں مذکور ہے۔
امام ترمذی نے اس باب میں گیارہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ حضور کے
نعل شریف کیسے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ ہر ایک جوتہ میں دو دو تسمے تھے ف عرب میں جوتہ ایسا نہیں ہوتا تھا جیسا کہ یہاں ہند میں
متعارف ہے بلکہ ایک چمڑے کی چپٹی پردو تسمے ہوتے تھے جسکا نقشہ یہ ہے۔

(۲) ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے تسمے دو ہر تھے۔

ف یعنی ہر تسمہ میں دو دو تسمے تھے یعنی ہر تسمہ دو ہر تھا۔ اس حدیث کی سند میں ایک وی خالہ خدا



لہ وقال اسرائیل ہوں کلام الترمذی فان کان من قبل نفوس ہوا الظاہ لم یخلق فان کان من قبیۃ فلا یكون معلقا فقال کیر
یحمل انیکون معلقا لایحی فیکون معلقا بحسب المعنی علی قول من الحسن بن عیاش قال القاری ۱۲۵۵ بالنسب عطا علی خضین قال یرک
والی اہل ان کیمی ری قعۃ اہل الخفین فقط عن الحسن وردی قعۃ اہل الخفین مع الجبۃ عن اسرائیل وکتل ینکون تعلیقا عن الترمذی
ولم ادر من خرج الحدیث غیر المؤلف فان ذکرہ فی جامعہ ہذا السیاق بلا تفاوت ثم رأیت الحدیث مخرجا فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لابن شیخ بن حبان الا صعبانی فانہ اخرجہ من طریق بیہق بن جیس عن زبیر بن معویۃ عن جابر الجعفی عن عمر عن وحیۃ بکلی
ہی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبۃ من الشام وخفین وغیرہم لمن ہذا السیاق تنویہا لجمال التعلیق قال القاری ۱۲۵۵ ای الخفین
والجبۃ ذکی التسمیۃ لان الخفین فی التعلیق مابوس واحد وکتل انیکون الخفین فقط کما فی الردیۃ الاولی ویؤیدہ قول لا یدری
لخ ۱۲۵۵ الشیبانی بخبرہ تخیلۃ مینونۃ نسبتہ الی شیبان قبیلۃ معرۃ فی کبرن وائل وروشیان بن جہیل بن ثعلبۃ قالہ
السعالی والفرس ان اباسحاق ہذا السیاس سیدی کما یوہمہ کن اسرائیل الراوی من ولده ۱۲۵۵ النعل قد کتب فی قصدا
وقرئ فی اسنادہ وکتل الخفین بہنا والثانی ہوا الاخر قال القاری ۱۲۵۵ قالان تخیلۃ قال کسر لکاف وبالوحدۃ زمام النعل وقال الجوزی ۱۲۵۵ من التبعیۃ الوسطی والی
تلمیہا وکان علیہ السلام یضع احد الخفین بین الابهام ثم یلمی الخفین والی الخفین من الوسطی والی الخفین من الوسطی والی الخفین من الوسطی والی الخفین من الوسطی

خلافاً لکلام الشراح اذ لو انما عقب لنا وی وغیرہ علی من قال ان ابن جینۃ ۱۲۵۵ یعمد بہم وخرج شافعیہ وروی عن مشرۃ علی انہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التعلیق والی الخفین من الوسطی والی الخفین من الوسطی والی الخفین من الوسطی والی الخفین من الوسطی

ہیں۔ خدا کے معنی سوچی کے ہیں۔ علمائے لکھا ہے کہ یہ صاحب خود سوچی نہیں تھے لیکن نشست برضاست اور تعلقات موجود تھے اسلئے ان کا لقب خالد سوچی پڑ گیا تھا کہ اسی سے پہچانے جاتے تھے جس قسم کے آدمیوں سے تعلقات ہوتے ہیں ان کے ظاہری اور باطنی اثرات رنگ لائے بغیر نہیں رہتے (۳) جیسی کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہمیں دو جوتے نکال کر دکھائے ان پر بال نہیں تھے۔ مجھ سے اس کے بعد ثابت نے یہ بتایا کہ وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف تھے۔ ف اکثر چمڑے کو بغیر بال اتا ہے بھی عرب میں جوتہ بنالیا جاتا تھا اسلئے راوی نے بالوں کا ذکر فرمایا۔ (۴) عبید بن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتہ پہنتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جوتہ پہنتے ہوئے اور اس میں وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے اسلئے میں ایسے ہی جوتے کو پسند کرتا ہوں۔ ف منشا سوال کا یہ تھا کہ عرب میں فوت تکب نعم و تمدن ایسا نہ تھا اسلئے بالوں سمیت چمڑے کا جوتہ عام طور سے بنالیا جاتا تھا۔ اسی لئے بخاری شریف کی مفصل حدیث میں ہے کہ عبید بن عمر سے کہا کہ میں چند چیزیں آپ کے معمولات میں ایسی دیکھتا ہوں جو دوسرے صحابہ کے معمولات میں نہیں دیکھتا منجملہ ان کے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ صاف شدہ چمڑے کا جوتہ پہنتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شہادتِ اہتمام میں اس کا لحاظ فرماتے تھے۔ دوسرے حضرات عام دستور کے موافق دیکھی چمڑے کا بنالیتے تھے۔ حدیث بالا میں اس میں وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے جوتے میں چونکہ خیمہ نہیں ہوتا نیچے چمڑے کی اور پر سے اسلئے جوتہ پہنے ہوئے بھی وضو ہو سکتی ہے اور بے تکلف پاؤں دھل سکتا ہے اسلئے حضور بھی تعلیم و حوزہ کے واسطے ایسا بھی کر لیتے تھے بعض علمائے اہل علم وضو کا مطلب یہ بتایا ہے کہ وضو کے بعد فوراً نعلین شریف پہن لیتے تھے پاؤں کے خشک ہونے کا انتظار نہ فرماتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ فوراً تری پاؤں میں جوتہ پہننے سے وضو میں کوئی نقص نہیں آتا۔

[illegible]

حق ترضا فيها ای لمیسا بعد الوضوء و رضاد و طهات کما فی الجمع و اختاره السودی و تمیز ترضا و الوضوء و الاختاره السودی و اختاره السودی و اختاره السودی

عن الاعرج عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انتعل احدکم فلیسبد ابا الیمین واذا نزع فلیسبد ابا الشمال فلتکن الیمنی اولہما تنعل واخرہما تنزع حل ثنا ابو موسیٰ محمد بن المشیانا محمد بن جعفر ناشجۃ ثنا اشعث وهو ابن ابی الشعثاء عن ابيه عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب لیتمن ما استطاع فی تہجیلہ وتنعلہ وطلہورہ حل ثنا محمد بن مرزوق ابو عبد اللہ ثنا عبد الرحمن بن قیس ابو معاویۃ ابنا ناہشام عن محمد بن ابی ہریرۃ قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبالات وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما واول من عقد عقد او احد عثمان رضی اللہ عنہ

ابی جہل قبل الاعداء ۱۲

باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۹) ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتہ پہنے تو دائیں سے ابتدا کرنی چاہئے اور جب نکالے تو بائیں سے پہلے نکالے۔ دایاں پاؤں جوتہ پہننے میں مقدم ہونا چاہئے اور نکالنے میں مؤخر۔ و چونکہ جوتہ پاؤں کیلئے زینت ہر اسلئے دیر تک پاؤں میں رہنا چاہئے جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا۔ ایسے ہی ہر وہ چیز جسکا پہننا زینت ہو اس کے پہننے میں دائیں کو مقدم کرے اور نکالنے میں بائیں کو جیسے کڑتہ پا جامہ اچکن وغیرہ۔ (۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کنگھی کرنے میں اور جوتہ پہننے میں اور اعضا وضو کے دھونے میں حتی الوسع دائیں سے ابتدا فرمایا کرتے تھے۔ و ان تین کی تخصیص نہیں بلکہ ہر چیز کا ہی حکم ہے جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا ہے اور حتی الوسع سے اسطرح اشارہ ہوا کہ اگر کوئی ضرورت بائیں کے ابتدا کی لاحق ہو تو مضائقہ نہیں۔ (۱۱) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تھے تھے۔ ایسے ہی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جوتہ میں بھی دو ہر اسمہ تھا۔ ایک اسمہ کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔ و غالباً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی لئے اسکو اختیار فرمایا کہ دو قسموں کا ہونا ضروری نہ خیال کر لیا جائے۔

لہ قال الی قطف ابن حجر نقل القاضی عیاض وغیرہ الاجماع علی ان الامر فیہ للاستیجاب لکلام اللہ ابو موسیٰ ہو محمد بن المشی الذکور فی بعض النسخ من لفظنا ینہا غلط ۱۲۵۵ و هو ابن الخ الغرض ان شعبۃ اقتصروا علی لفظ اشعث فقط فزاد بعض من دونہ ۱۲۵۶ فی ترجمہ ذکر الاشعث لیس للصحیح للاشارة الی انہ کان یراعی الیتمن من الفرق الی القدم فی باب العبادات والاعادات ۱۲۵۷ قال الصمام المسمی ہشام فی اسانید الشامی خمسۃ قال المناوی ہشام ابن حسان و هو الراوی عن ابن سیرین ۱۲۵۸ ذکر زاد لفظ ذکر للتنبیہ علی تیزہد و الترجمة من الترجمة المتقدمة فان المراد فی الاولی ہی البضعة ان شترۃ عند الکشف والمراد ہناک الطابع الذی ینتم بہ الکتاب فی لفظ الحاتم خمس لغات وقیل عشر والافصح کسر الراء قال الزین العراقی لم یقل کیف کانت صفۃ خاتمہ الشریف بل کان مریداً او شتلاً او عدواً علی الناس فی ذلک مختلفون فی کتاب اخلاق النبوة ان لا یدری کبفت ہو قالوا و الخاتم صلفۃ ذات فص من غیر ما ظالم ینہا فص فی نختہ قال البیہوری و اختلف فی حکم الخاتم کما بسط فی المطولات و فی الدر المنثور ترک التعمیم لئلا یرسلطان والقاضی

حل ثنا قتیبہ بن سعید وغیرہ واحد عن عبد اللہ بن وہب عن یونس عن ابن شہاب عن انس بن مالک قال کان خاتمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ورق وکان فضہ حبشیاً حل ثنا قتیبہ انا ابو عمار عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ خاتما من فضة فکان یختم به ولا یلبسه قال ابو عیسیٰ ابوشرا مہ جعفر بن ابی وحشیہ حل ثنا محمود بن غیلان

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر !

و اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اسکا نگینہ حبشی تھا۔ و چاندی کی انگوٹھی جہور کے نزدیک جائز ہے۔ باقی پیل لوہے وغیرہ کی تنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداً ترانگوٹھی نہیں بنوائی تھی۔ مگر جب معلوم ہوا کہ سلاطین عجم بغیر قہر کے خطوط کی قدر نہیں کرتے اور تبلیغی خطوط سلاطین کے پاس ارسال کرنے شروع فرمائے تو سنہ چھ یا سنہ سات ہجری میں قہر بنوائی۔ اہل علمائے اقوال مختلف ہیں کہ انگوٹھی کا حکم کیا ہے۔ بعض علماء نے مطلقاً سنت فرمایا ہے۔ بعض علماء نے غیر سلطان اور قاضی کے لئے مکروہ بتلایا ہے۔ علماء حنفیہ (کذا اللہ تعالیٰ جمعہم و شکرہم) کی تحقیق شامی کے قول کے موافق یہ ہے کہ بادشاہ قاضی متولی وغیرہ غرض جنکو قہر کی ضرورت پڑتی ہو ان کے لئے تو سنت ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کے لئے جائز تو ہے لیکن ترک کرنا افضل ہے۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی وقت بنوائی جب سلاطین کو خطوط لکھنے کے لئے اسکی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ حدیث ۱۱ میں آرہا ہے ابوداؤد شریف وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہ کے علاوہ کو انگوٹھی پہننے کی مانعت بھی آئی ہے مگر چونکہ حضور کے سامنے اکثر صحابہ سے پہننا بھی ثابت ہے اور حضور کی اجازت بھی دوسری احادیث میں آئی ہے اسلئے اس مانعت کو اسی خلاف اولیٰ پر حل کیا ہے۔ (۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اس سے خطوط وغیرہ پر قہر فرماتے تھے پہنتے نہیں تھے۔ و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی کو پہننا روایات متعددہ سے ثابت ہے اس لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی علماء نے چند توجیہات فرمائی ہیں۔ بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ مقصود اتمرا ہے کہ ہمیشہ نہیں پہنتے تھے۔ بعض کی رائے ہے کہ حضور کی دو انگوٹھیاں تھیں، ایک یہ قہر والی اسکو قہر کے کام میں لاتے تھے اور پہنتے نہیں تھے۔ دوسری پہننے کے استعمال میں لاتے۔ ایسے ہی اور بھی مختلف طرق سے جمع کیا گیا ہے لیکن بندہ کے نزدیک اولیٰ یہی ہے کہ ہر وقت اسکو نہیں پہنتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے دایں ہاتھ

۱۔ بفتح الواو و کسر الراء المهملة و تسکین تخفیفا ای فضة ولی الاصل النقرة المفضرة وقيل النقرة مطلقا مفروبة او لا ۲۔ ام سے تثنیث اول و ویرم الفاموس المصحح فی بعد الکسر لثنا و لثمن معان کثیرة والمزاد پہننا یا نقش فیہ اسم صاحبہ ۳۔ ام سلاطین ہجرات مسو بالی الحبش لانه معدنہ وقيل کان فضة عقیقا کما فی خبر وقيل کان جزعاد قال حبشیا لانه یولی بہا من بلاد یمن و هو کورة الحبشة او معنی حبشیا جی برن الحبشة او کان اسود علی لون الحبشة او صانعو او صانع نقشہ من الحبشة و یحصل الجمع بینہما لاسیاتی من فضة مہذبة اذ لم یثبت تعدد خاتمہ وہی روایۃ البخاری ومن ثم قال ابن عبد البر انہا مع قال القاری زاد النواوی او مصنونا کما یسنو الحبشة کی فکر کوں سفیر

ناقص بن عمر بن عبید هو الطنافسی انا زهیر عن حمید عن انس قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضة فصہ منہ حل ثنا اسحاق بن منصور انا معاذ بن ہشام ثقی ابی عن قتادة عن انس بن مالک قال لما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یتب لی العجم قیل لہ ان العجم لا یقبلون الا کتالہ علیہ خاتمہ فاصطنع خاتمہ فکان فی النظر الی بیاضہ فی کفہ حل ثنا محمد بن یحییٰ انا محمد بن عبد اللہ انصار ثقی ابی عن ثمامہ عن انس بن مالک قال کان نقش خاتمہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد سطر و رسول

میں انگوٹھی تھی نماز میں اسپر نگاہ پڑ گئی تو اس کے بعد سے پہننا چھوڑ دیا تھا۔ احادیث میں ایک منقش کپڑے کے متعلق بھی اس قسم کا واقعہ آتا ہے کہ نماز میں اسپر نگاہ پڑ گئی تو حضور نے اسکو نکال دیا تھا اور اس کے بدلہ میں ایک معمولی کپڑا پہن لیا تھا انگوٹھی چونکہ ضرورت کی چیز تھی اسلئے مطلقاً تو اس کا ترک مشکل تھا اسلئے عام طور پر اس کا پہننا ترک فرما دیا ہو یہ اقرب کے چنانچہ دوسرے باب کی چھٹی حدیث میں آ رہا ہے کہ اکثر اوقات حضرت معقیب کے پاس رہتی تھی۔ (۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اس ہی کا تھا۔ ف یہ حدیث بظاہر اس روایت کے خلاف ہے جس میں نگینہ وارد ہوا ہے۔ جو لوگ دو انگوٹھیوں کے قائل ہوئے ہیں وہ خود اس حدیث کو بھی دو ہونے پر قرینہ بتاتے ہیں چنانچہ یہ بھی وغیرہ کی یہی رائے ہے ان کے نزدیک تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن جو حضرات ایک انگوٹھی کے قائل ہیں وہ ان دونوں میں اس طرح جمع فرماتے ہیں کہ حبشی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حبشی رنگ یا حبشی طریقہ کا تھا۔ یا اس کا بنانا ایسا حبشی تھا۔ بندہ کے نزدیک تعدد درجی اقرب کے مختلف اوقات میں مختلف انگوٹھیاں ہونا متعدد احادیث ثابت ہے کہ ایک انگوٹھی حضور نے خود بنوائی پھر یہ میں خدام۔ نہ پیش کہیں جیسا کہ جمع الوسائل کی مختلف روایات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔ (۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بل عجم کو حبشیہ و خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ عجم بلا مہر والے خط کو قبول نہیں کرتے۔ اسلئے حضور نے انگوٹھی بنوائی جس کی سفیدی گویا اب میری نظروں کے سامنے پھر رہی ہے۔ ف اس اخیر کے جملہ سے اس قصہ کے خوب یاد ہونے کی طرف اشارہ ہے اور سفیدی سے اس کے چاندی کی ہونے پر اشارہ ہے۔ (۳۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا اس طرح پر کہ محمد ایک سطر میں تھا رسول دوسری سطر میں لفظ اللہ تیسری سطر میں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اسکی صورت (محمد رسول) تھی کہ اللہ کا پاک نام سب سے اوپر تھا مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ظاہر الفاظ سے (اللہ) معلوم ہوتا ہے۔

اللہ الطنافسی بفتح الطاء و کسر الفاء نسبتہ لطنافس کساجد جمع طنائف یعنی اول و ثانی و ثالث و کسر اللام و فتح الفاء بسا طافعی ای و برنسب انہا لہا و یعلما و یجہا ۱۲۵ ذی الخلف ما تقدم من قوله و کان فہو جبرئیل و تقدّم الجمع بینہما و الا و جہ عندی التعدد و الیہ مال النزوی و البیہقی و ابن العربی و القرطبی و غیر جم کی حکایت و غیرہ النزوی و بسط الروایات فی ذلک تعاری ۱۲۵ فاصطنع من باب توہم بنی الامیر الدین و الصانع کان علی برج امیہ صلیہ ثمانہ بغير الثلث و تخفیف یہ ہوم عبد اللہ الراوی ۱۲۵ قال للناوی ظاہر ان محمد اسطرہ الاول و رسول السطرہ الثانی و امہ سطرہ الثالث و قول الاسوی کانت تقرآن الاسفل لیکن اکثر

سَطْرُ وَاللّٰهُ سَطْرُ حُلِّ ثَنَانِصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْمِيِّ ابْنِ عُمَرَ ابْنِ اَنَابُوحِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَتَادَةَ
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَى كَسْرَى وَقِيَصْرَ وَالْجَنَاشِي فَقِيلَ لَهُ اَنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا
اِلَّا بِخَاتَمِ فَصَاخِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلَقَةً فَضَمَّةٌ وَنَقْشٌ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ حُلِّ ثَنَانِ

مَشْرُوبَانِ لِعَمَلِكُم مِّنْ نَّمَرَةٍ ۝

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کے پاس تبلیغی خطوط لکھنے کا قصد فرمایا۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور یہ لوگ بدون مہر کے خطوط کو قبول نہیں کرتے۔ اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ کسریٰ ملک فارس کے بادشاہ کا لقب، اور قیصر ملک روم کے اور نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا۔ کسریٰ شاہ فارس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا والا عبد اللہ بن صنف سے بھی کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا، کسریٰ نے آپ کے والا نام مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر بدعا فرمائی کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے فرمائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شاہ روم کے پاس وحی کلبی کے ہاتھ گرامی نامہ اقدس ارسال ہوا۔ وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہیں لایا۔ نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ خط لکھا جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہ نجاشی نہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الجنازہ پڑھی۔ یہاں نجاشی ہیں۔ ان کے اسلام کا حال جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے معلوم نہیں ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والا نامہ جات تو متعدد ہیں جو کتب سیر و حدیث میں مفصل مذکور ہیں۔ گرامی نامہ جات کو بعض لوگوں نے مستقل تصانیف میں جمع بھی کر دیا ہے۔ حدیث بالا میں تین والا نامہ جات کا ذکر ہے۔ جن کا مختصر ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے ایک والا نامہ کسریٰ کے نام جو فارس کے ہر بادشاہ کا لقب کسریٰ ہو جوبی ہو اس کسریٰ کا نام اپرویز تھا جو نوشیروان کا پوتا تھا والا نامہ کا مضمون حسب ذیل تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کسریٰ کے نام جو فارس کا بڑا (اور سردار ہے) سلامتی اس شخص کیلئے جو ہدایت اختیار کرے اور اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ وحدہ لا شریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہیں جس تکبیر اللہ کی پکار (یعنی کلمہ) کی دعوت دیتا ہوں اسلئے کہ میں اللہ کا وہ رسول ہوں جو تمام جہان کی طرف اسلئے بھیجا گیا ہے کہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے دل زندہ ہیں (یعنی ان میں کچھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فلا من سلام علی من اتبع الهدی وامر باللہ ورسولہ وشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ ادعولہ بدعا اللہ فانی ان لا رسول اللہ الی الناس کافۃ لیسند من کان حیا و یحق القول علی الکافرین اسلم تسلم فان تولیت فان علیک اثم المجوس (زرقانی)

لہ اہم فی فتح الحیم و سکون الباقی الفاد المجوز فی آخرہ سیم نسبتہ لہا ضمتہ محکمۃ بالبصرۃ و ملک لعلہ تنسب الی الہامتہ بطعن من الامزذ قال البیہوری ۱۲۵۱ھ اراد ان یتب للردایۃ المسابقہ و ذلک من رجح من الحدیث ۱۲۵۲ھ بمصر الکاف و فتح القاب ملوک فارس و فی المغرب کسریٰ بالفتح افع لکن فی القاموس کسریٰ و یفتح ملک لغریس عرب خسروای واسم الملک قال القاری و قال المناوی النسبۃ الیہ کسریٰ و من شئت کسریٰ و من الی عمر جمع کسریٰ اکاسو علی غیر قیاس ۱۲۵۳ھ تقدم فی باب لطف ان قیصر لقب لملک لروم زاد القاری ک ان تبع لمن ملک حمیر الیمین و خاقان لمن ملک لتركہ ۱۲۵۴ھ قال القاری م ضبط محمد فی النسخ العتق فقال الحسنی روی مسودا مجهولا قال اللہ اعلم بصحة وقال بکر ضبط فی اصل مسودا با بکر ل وضبطنا فی البیہاری بالمعروف علی ان ضمیر الناطل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والا سند مجازی ۱۲۵۵ھ

عقل ہے کہ بے عقل آدمی بمنزلہ مردہ کے ہے) اور تاکہ اللہ کی حجت کافروں پر پوری ہو جائے۔ (اور کل قیامت میں یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہکو علم نہ ہو سکا) تو اسلام لے آنا کہ سلامتی سے ہے ورنہ تیرے اتباع مجوس کا بھی وبال تجھ پر ہوگا کہ وہ تیرا قتل میں گمراہ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عذافہؓ کو بیضہ دیکر روانہ فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کسریٰ کا گور جو بحرین میں رہتا ہے اسکے ذریعے سے کسریٰ تک پہنچا دیں چنانچہ اسی ذریعے سے وہاں تک خط لیکر پہنچے کسریٰ نے یہ والا نامہ پڑھوا کر سنا اور اسکو چاک کر دیا اور ٹکڑی ٹکڑی کر کے پھینک دیا حضور کو اسکا علم ہوا تو حضور نے اسکے لئے بد دعا فرمائی اور اسکے بیٹے شیر وینے بڑی طرح سے اسکو قتل کیا جس کا قصہ کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ دوسرا والا نامہ جس کا حدیث بالا میں ذکر ہے قیصر کے نام تھا جو روم کا بادشاہ تھا اس کا نام مورخین کے نزدیک ہر قتل ہے۔ یہ والا نامہ حضرت وحیہ کلبیؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ مسلمان تو قیصر بھی نہیں چھو لیکن حضور کے والا نامہ نہایت اعزاز اکرام سے رکھا حضور کو جب ان دونوں واقعات کا علم ہوا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ کسریٰ نے اپنے ملک کے مکروہ کر لئے اور قیصر نے اپنے ملک کی حفاظت کر لی اس والا نامہ کا مضمون حسب ذیل تھا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد
عبداللہ ورسولہ الی ہر قل عظیم الروم
سلام علی من اتبع الهدی اما بعد فان
ادعولہ بدعاۃ الاسلام اسلم تسلم
یومک اللہ اجرک مرتین فان تولیت
فان علیہ اشمالہ ربیبہ ویا اہل کلنا
تعالوا الی کلمۃ صواء بیننا و بینکم ان لا
نعبد الا اللہ ولا نشرب بہ شیئا ولا یغخذ
بعضنا بعضا و اربابا من دون اللہ فان تولوا
فقلوا اظہد و اہانا مسلمون (مذکورہ والا
اسطین) (یا اہل کتاب سے اخیر تک قرآن پاک
کا مضمون ہے جو سورہ آل عمران کے چھٹے کوٹ میں ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ہر قل کی طرف جو روم کا بڑا (اور سردار ہے) سلامتی اس شخص کیلئے ہر جو ہدایت اختیار کرے حمد و صلوة کے بعد میں تجھ کو اسلام کے کلمہ (یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اسلام لے آنا کہ سلامتی سے رہو اور حق تعالیٰ شاہد ہو کہ اگر تجھ کو عطا فرمائے (کہ اہل کتاب کیلئے دوہرا اجر ہے جیسا کہ کلام پاک میں بھی سورہ حدید کے ختم پر اسکا ذکر ہے) اور اگر تو روگردانی کرے گا تو تیرے ماتحت زراعت بیشہ لوگوں کا وبال بھی تجھ پر ہوگا اسے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہو اور وہ توحید ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اللہ کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بنائے (جیسا کہ احبار اور رہبان کو بنایا جاتا تھا) اگر اسکے بعد بھی وہ اہل کتاب روگردانی کریں تو مسلمانوں تم ان سے کہہ دو کہ تم اسکے گواہ ہو کہ ہم تو مسلمان ہیں (ہم تو اپنے مسلک کا صاف اعلان کرتے ہیں اب تم جانو تمھارا کام)

حضرت وحیہ جب اس والا نامہ کو لیکر گئے اور قیصر کے سامنے پڑھا گیا تو اس کا بھتیجا بھی وہاں موجود تھا وہ نہایت غصہ میں چڑھا اور کہنے لگا کہ اس خط کو مجھے دو۔ چچا یعنی قیصر نے کہا تو کیا کرے گا۔ اس نے کہا یہ خط پڑھنے کے قابل نہیں ہے اس میں آپ کے نام سے ابتدا نہیں کی اپنے نام سے کی ہے پھر آپ کو بادشاہ کے بجائے روم کا بڑا آدمی لکھا ہے وغیرہ وغیرہ قیصر نے کہا تو بے وقوف ہے یہ چاہتا ہے کہ میں ایسے شخص کے خط کو پھینک دوں جسکے پاس ناموس اکبر (یعنی حضرت جبریلؑ) آتے ہوں اگر وہ نبی ہیں تو انکو ایسے ہی لکھنا چاہئے۔ اسکے بعد حضرت وحیہ کو بڑے اعزاز و اکرام سے شہیرا لے قیصر اسوقت سفر میں تھا واپسی پر اس نے اپنے ارکانِ امر و سلطنت کو جمع کیا اور جمع کر کے ان سے کہا کہ میں تم کو ایک ایسی بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو سراسر خیر و فلاح ہے اور ہمیشہ کیلئے

تمہارے ملک کے بقا کا ذریعہ ہر بیشک یہ نبی ہیں ان کا اتباع کرو اور انکی بیعت اختیار کر لو۔ اس نے ایک بند مکان میں جہاں سب طرف کے کواڑ بند کر دئے گئے تھے اس مضمون پر ایک لمبی تقریر کی۔ وہ لوگ اس قدر متوحش ہوئے کہ ایک دم شور و شغب ہو گیا۔ ادھر ادھر بھاگنے لگے مگر کواڑ سب بند تھے دیر تک ہنگامہ برپا رہا۔ اسکے بعد اُس نے سب کو چپ کیا اور تقریر کی کہ درحقیقت ایک مدعی نبوت پیدا ہوا ہے میں تم لوگوں کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین میں کس قدر پختہ ہو اب مجھے اس کا اندازہ ہو گیا وہ لوگ اسکے سامنے اپنی عادت کے موافق سجدے میں گر گئے اسکے بعد ان کو شاباشی وغیرہ دیکر رخصت کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اُس نے خط کو پڑھ کر چوماسر پر رکھا اور ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیا اور پوپ کو طلب کیا اُس سے مشورہ کیا اس نے کہا بیشک یہ نبی آخر الزمان ہیں جن کی بشارتیں ہماری کتاب میں موجود ہیں۔ قیصر نے کہا مجھے بھی اس کا یقین ہو مگر اشکال یہ ہے کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے اور سلطنت جاتی رہے گی (اعلام السالین) جو وقت یہ والا نامہ سفر کیا گیا قیصر کے پاس پہنچا تھا وہ اس وقت اپنی مذہبی ضرورت کیلئے بیت المقدس آیا ہوا تھا وہاں مکہ مکرمہ کا ایک بڑا تجارتی قافلہ بھی گیا ہوا تھا۔ اس نے تحقیق حالات کیلئے اس قافلہ کے سرداروں کو بھی طلب کیا تھا جس کا مفصل قصہ بخاری شریف میں موجود ہے یہ اس زمانہ کا قصہ ہے جب عمرہ مدینہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور اہل مکہ کے درمیان چند سال کے لئے ایک عہد نامہ اور صلنامہ تیار ہوا تھا کہ آپس میں لڑائی نہ کی جائے۔ ابوسفیان جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کہتے ہیں کہ اس صلح کے زمانہ میں ملک شام میں گیا ہوا تھا کہ اس اثنا میں ہر قتل کے نام حضور کا والا نامہ بھی گیا جسکو وحیہ کلی بیکر گزیر قتل کے پاس جب وہ گرامی نام پہنچا تو اس نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں اس شہر میں کوئی شخص اس کا واقف ہے جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں اسپر ہمارے طلبی ہوئی۔ چنانچہ میں قریش کے چند لوگوں کی ہمراہ اس کے پاس گیا اس نے ہم سب کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ اس شخص کے ساتھ جو نبوت کا دعویٰ ہے تم میں سب سے زیادہ قریب رشتہ داری کس کی ہے میں نے کہا کہ میں سب میں زیادہ قریب ہوں۔ اس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور باقی ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا اور ان سے یہ کہا کہ میں اس سے چند سوالات کرتا ہوں تم سب غور سے سنتے رہنا اور جس بات کا جواب جھوٹ بٹاؤ تو تم اسکو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور سخت ترین دشمن تھے کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ بعد میں مجھے جھوٹ سے بدنام کرینگے تو میں ضرور جھوٹ بولتا مگر خوف بدنامی نے سچ بولنے پر مجبور کیا اگر بعد اس نے اپنے ترجمان کے ذریعہ سے مجھ سے حسب ذیل سوالات کئے:-

س۔ یہ مدعی نبوت نسک کے اعتبار سے تم میں کیسے شخص سمجھے جلتے ہیں؟ ج۔ ہم میں بڑا عالی نسب ہے۔ س۔ ان کے بڑوں میں کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے؟ ج۔ کوئی نہیں ہوا۔ س۔ نبوت کے دعویٰ سے قبل تم کبھی ان کو جھوٹ بولنے کا الزام دیتے تھے؟ ج۔ کبھی نہیں۔ س۔ ان کے متبعین قوم کے شرفاء ہیں یا معمولی درجے کے آدمی؟ ج۔ معمولی درجہ کے لوگ۔ س۔ ان کے متبعین کا گروہ بڑھتا جا رہا ہے یا کم ہوتا جاتا رہا؟ ج۔ بڑھتا جاتا رہا ہے۔ س۔ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس سے بدل ہو کر دین سے پھر بھی جلتے ہیں یا نہیں؟ ج۔ نہیں۔ س۔ تمہاری اُن کے ساتھ کبھی جنگ ہوئی ہے یا نہیں؟

س۔ وہ کبھی بدعہدی کرتے ہیں؟ ج۔ نہیں۔ لیکن آجکل ہمارا اور ان کا ایک معاہدہ ہے نہ معلوم وہ اسکو پورا کرینگے یا نہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس ایک کلمہ کے سوا کسی چیز میں بھی مجھے موقع نہ ملا کہ کچھ اپنی طرف سے ملا دوں۔ س۔ ان قبل کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ ج۔ نہیں۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ہرقل نے پوچھا کہ بدعہدی کا کیوں خوف ہو تو ابوسفیان نے کہا کہ میری قوم نے اپنے ملیفوں کی اسکے ملیفوں کے خلاف مدد کی ہے۔ اسپر ہرقل نے کہا کہ جب تم ابتدا کر چکے ہو تو تم زیادہ عہد ہوئے۔ اسکے بعد ہرقل نے از سر نو سلسلہ شروع کیا اور کہا کہ میرے تم سے ان کے نسب کے بارہ میں سوال کیا تم نے مالی نسب بتایا۔ انبیاء اپنی قوم کے شریف خاندان ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کے بڑوں میں کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے تو کہا نہیں۔ مجھے یہ خیال ہوا تھا کہ شاید اس بہانہ سے اس بادشاہت کو واپس لینا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کے متبعین کے بارے میں سوال کیا کہ شرفا ہیں یا کمزور لوگ۔ تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ہیں۔ ہمیشہ سے انبیاء کا اتباع کرنیوالے ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں کہ شرفاء کو اپنی نخوت دوسروں کی اطاعت سے روکتی ہے میں نے سوال کیا تھا کہ اس دعویٰ سے قبل تم دروغگوئی کا الزام ان پر لگاتے تھے یا نہیں تھے انکار کیا میں نے یہ سمجھا تھا کہ شاید لوگوں کے متعلق جھوٹ بولتے بولتے اللہ پر بھی جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہو مگر جو شخص لوگوں کے متعلق جھوٹ نہ بولتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا جھوٹ بول سکتا ہے میں نے سوال کیا تھا کہ اسکے دین کا داخل ہو کر اس سے ناراض ہو کر کوئی مرتد ہوتا ہے تم نے اس سے انکار کیا۔ ایمان کی یہی خاصیت ہے جبکہ اسلی بتا شدت دلوں میں گھس جائے۔ میں نے پوچھا تھا کہ وہ لوگ بڑھتے رہتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں تم نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا خاصہ یہی ہے حتیٰ کہ دین کی تکمیل ہو جائے۔ میں نے ان جنگ کے بارے میں سوال کیا تھا تم نے کہا کبھی وہ غالب کبھی ہم غالب۔ انبیاء کے ساتھ ہمیشہ یہی برتاؤ رہا لیکن بہتر انجام انھیں کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے بدعہدی کے متعلق سوال کیا تم نے انکار کیا یہی انبیاء کی صفت ہوتی ہے کہ وہ بدعہد نہیں ہوتے۔ میں نے پوچھا تھا کہ ان سے قبل کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تم نے اس سے انکار کیا۔ میں نے خیال کیا تھا کہ اگر کسی نے ان سے قبل یہ دعویٰ کیا ہو گا تو میں سمجھونگا کہ یہ اسی قول کی تقلید کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے۔ اسکے بعد ہرقل نے ان لوگوں سے پوچھا کہ انکی تعلیمات کیا ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھنے کا، صدقہ کرنے کا، صلہ رحمی کا، عفت و پاکدامنی کا حکم کرتے ہیں۔ ہرقل نے کہا اگر یہ سب امور سچ ہیں جو تم نے بیان کئے تو وہ بے شبہ نبی ہیں۔ مجھے یہ یقین تھا کہ وہ غیر پیدا ہونے والے ہیں مگر یہ یقین نہیں تھا کہ تم میں سے ہونگے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو ان کے ملنے کی خواہش کرتا مگر اپنے قتل اور سلطنت کے زوال کے خوف سے جا نہیں سکتا اور میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ بلاشبہ ان کی سلطنت اس جگہ تک پہنچنے والی ہے جہاں میں ہوں۔ ہرقل کے اور بھی بہت سے قصے حدیث کی کتابوں میں ہیں۔ یہ اپنی کتاب کا بھی ماہر تھا اور نجوم میں بھی ہمارت رکھتا تھا اسلئے اسکو پہلے سے اس قسم کے خیالات ہو رہے تھے اور تحقیقات کر رہا تھا۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس نے اس والا نامہ کو نہایت احتیاط سے صندوق میں سمیٹنے کی ایک نلکی میں محفوظ رکھا جو نسل بعد نسل اسی طرح اسکی اولاد میں منتقل ہوتا چلا آیا۔

تیسرا والا نامہ جس کا حدیث بالا میں ذکر ہے نجاشی کے نام تھا۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہے

حضور کے زمانہ میں دو بادشاہ ہمیشہ میں گزرے ہیں پہلے کا نام احمد تھا یہ مسلمان ہو گئے تھے بتائے اسلام میں صحابہ کرام نے ان کی سلطنت ہمیشہ میں اس وقت ہجرت کی تھی جبکہ یہ مسلمان بھی نہ ہوئے تھے جس کا قصہ حکایات صحابہ کے پہلے باب کے نل پر کچھ مختصر سا گزر چکا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ ان کے پاس بھی خط بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى النجاشي ملك الحبشة سلم انت فاني احب اليك الله الذي لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن واشهد ان عيسى بن مريم روح الله وكلمته القاها الى مريم البتة الطيبة المحصنة فحملت به فخلق من روحه ونفخة كما خلق ادم بيده واني ادعوك الى الله وحده لا شريك له والموا لا على طاعته وان تتبعهني و تو من بالذي جاءني فاني رسول الله واني ادعوك وجنودك الى الله عز وجل وقد بلغت ونصحت فاقبلوا نصيحتي والسلام على من اتبع الهدى۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے نام۔ تم صلح پسند ہو میں اس اللہ کی تعریف تھا ہے پاس پہنچاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر وہ بادشاہ ہر سب عیسویوں سے پاک ہر ہر قسم کے نقص سے محفوظ ہے (یا بندے اس کے ظلم سے محفوظ ہیں) امن دینے والا ہر نگہبان کے ذکر بندگی آفات سے حفاظت فرماتا ہے اور میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ اللہ کی ایک روح اور اسکے وہ کلمہ تھے جس کو اللہ جل شانہ نے پاک و صاف کنواری مریم کی طرف بھیجا تھا پس وہ عاقل بن گئیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ کو اپنی ایک خاص روح سے پیدا کیا اور ان میں جان ڈال دی جیسا کہ حضرت آدم کو (بغیر باپ کے) اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا۔ میں تمہیں اسی وحدہ لا شریک لہ کی بندگی کی دعوت دیتا ہوں اور اس کی اطاعت پر تعاون کی طرف بلاتا ہوں اور اس بات کی طرف بلاتا ہوں کہ تم میرا اتباع کرو اور جو شریعت میں لیکر آیا ہوں اس پر ایمان لاؤ۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ کی طرف تم کو اور تمہارے سارے شکروں کو بلاتا ہوں۔ میں حق بات تم تک پہنچا چکا ہوں اور نصیحت کر چکا۔ تم میری نصیحت قبول کر لو اور سلام (یا سلامتی) اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

محدثین کی ایک جماعت کی تحقیق یہ ہے کہ یہ نجاشی پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے۔ اس والا نامہ پراخوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسی وقت مسلمان ہوئے بہر حال انہوں نے اس والا نامہ کے جواب میں ایک عریضہ لکھا جس میں اپنے ایمان کا اقرار کیا اور اس کا اقرار کیا کہ اپنے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو کچھ لکھا وہ حرف جبروت صحیح ہے اور اپنے لڑکے کے ہاتھ ساٹھ نفر کی ایک جمعیت کے ساتھ اپنا عریضہ خدمت اقدس میں بھیجا مگر افسوس کہ راستہ میں وہ کشتی سمندر میں غرق ہو گئی اور ان میں سے کوئی بھی خدمت اقدس میں نہ پہنچ سکا۔ خود ان نجاشی کا وصال بھی حضور کی حیات ہی میں ہو گیا تھا اور حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھی (غائبانہ نماز کا مسئلہ ایک فقہی بحث ہے جسکی یہ جگہ نہیں ہے بہت سی وجوہ سے حنفیہ کے نزدیک انکی خصوصیت تھی) ان کے بعد ان کی جگہ دوسرا نجاشی ہوا۔ اس کے پاس بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے والا نامہ ارسال فرمایا جو حسب ذیل ہے:-

هذا كتاب من النبي صلى الله عليه وسلم الى النجاشي عظيم الحبشة سلام على من اتبع الهدى ومن بالله ورسوله

یہ خط اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی کے نام ہر جو حبشہ کا بڑا اور سردار ہر سلام اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اس کا اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ذات ہے۔

نہ کوئی اسکا شریک نہ بیوی ہے اسکے لئے نہ اولاد۔ اور اس کا اقرار کرے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میں اللہ کی پکار یعنی کلمہ لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ کی تجھ کو دعوت دیتا ہوں تو مسلمان ہو جا سلامتی سے رہے گا
اے اہل کتاب آؤ ایسے کلمہ کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہو وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی
دوسرے کی پرستش نہ کریں اللہ کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو
رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔ اگر اسکے بعد بھی اہل کتاب روگردانی کریں تو مسلمانوں
میں (بے دھڑک اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں) اے نباشی اگر تو میری دعوت کے
بوجہ اسکے کہ وہ تیرے تابع ہیں) تجھ پر ہوگا۔ فقط

اس خط میں غالباً حسب معمول بسم اللہ بھی ہوگی مگر میں نے جہاں سے نقل کیا ہے اس میں نہیں ہے۔ ان نجاشی کے متعلق یہ محقق نہیں ہو سکا کہ یہ اسلام لائے یا نہیں ان کا کیا نام تھا۔ اکثر محدثین کی رائے یہ ہے کہ حدیث بالا میں تیسرا خط جو نجاشی کے نام پر وہ بھی نجاشی ہیں چنانچہ بعض روایات میں نجاشی کے نام کے ساتھ یہ لفظ بھی ہے کہ وہ نجاشی نہیں ہیں جتنکے جنازہ کی نماز حضور نے پڑھی۔ اور یہی صحیح ہے اگرچہ بعض محدثین نے صرف پہلے ہی نجاشی کے خط کا ذکر کیا اور بعض نے صرف دوسرے کا۔

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی نکال کر تشریف لے جاتے۔ و چونکہ اس میں اللہ جل جلالہ عم نوالہ کا اسم شریف لکھا ہوا تھا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہنے ہوئے استنجے نہ جاتے تھے۔ اسی بنا پر علمائے اس انگوٹھی کو پہنے ہوئے پاخانہ جانے کو مکروہ لکھا ہے جیسے کوئی متبرک نام یا عبارت ہو

(۸) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضور کے دست مبارک میں رہی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔ پھر ان ہی کے زمانہ میں بیراریس میں گر گئی تھی۔ اس انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔ و بیراریس مسجد قبا کے قریب ایک کنواں ہے۔ یہ انگوٹھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چھ برس تک اُن کے پاس رہی اسکے بعد اتفاق سے اس کنویں میں گر گئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر چند اس کنویں میں تلاش فرمایا تین دن تک اس کا پانی نکلوایا مگر ملی نہیں۔ علمائے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی کے گرتے ہی وہ فتن اور حوادث شروع ہو گئے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں بکثرت ظہور پذیر ہوئے ہیں

له بفتح حاء هاء وتشديد الجيم الاولى ومنهال بكر الميم فسكون نون ١٢٥ هـ هم بقسده السيم الاولى ابن يحيى بن دينار اتفق الشيخان على الاحتجاج به وثقه غيره واهم
كما حكاه القاري وقال الحافظ في التقریب ثقه راوهم وبسط القاري في نصوص من ضعفت الحديث وصححه ومن تكلم عليه ابو داود فقال هذا الحديث منك والهم
فيه بن همام ولم يروه الا همام فقال الترمذي في جامعه حسن صحيح غريب قال الحاكم في مستدرکه صحيح على شرط الشيخين ومحمد بن حبان قال القاري غلط ولسن الخ الحديث.

[illegible]

قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتماً من ورق فكان في يده ثم كان في يد أبي بكر وعمر ثم

كان في يد عثمان رضي الله عنهم حتى وقع في بئر اريس نقشه محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخْتَمُ فِي يَمِينِهِ

حدثنا محمد بن سهل بن عسكر البغدادي وعبد الله بن عبد الرحمن قالوا اخبرنا يحيى بن حسان انا

مسلم بن بلال عن شريك بن عبد الله بن أبي نمر عن ابراهيم بن عبد الله بن حنين عن ابيه عن علي بن ابي طالب

اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں موجود ہونے کو بیان فرماتے

ہیں اور اسی باب کی دوسری حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ عنہ انکو نشی پہننے کی نفی بھی فرما چکے ہیں جسکا بیان پہلے گذر چکا ہے اس

حدیث کے نعارض کا ایسا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہونیکا مطلب ہے کہ حضور کے

بقیہ میں رہی تھی، تصور لے پاس رہی تھی پہنا اسلوازم نہیں۔ چنانچہ آئندہ باب میں آ رہا ہے کہ حضرت معین کے پاس رہتی تھی۔

باب۔ اس بیان میں کہ تصور اقدس کی الشریعہ و ہم ان لوگوں کو دائیں ہاتھ میں پھیلارتے تھے

ف۔ پہلے باب میں مصنف نے انگوٹھی کی کیفیت بتلائی تھی۔ اور اس باب میں اسکے پہننے کی کیفیت بتلانا مقصود ہے۔ اس

باب میں مصنف نے نو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی دائیں ہاتھ پہنتے تھے۔ (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی بائیں ہاتھ پہنتے تھے۔ (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی دونوں ہاتھ پہنتے تھے۔ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی نہ پہنتے تھے۔ (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے مگر انگوٹھی کا رنگ سفید تھا۔ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے مگر انگوٹھی کا رنگ سیاہ تھا۔ (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے مگر انگوٹھی کا رنگ سبز تھا۔ (۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے مگر انگوٹھی کا رنگ نیلا تھا۔ (۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے مگر انگوٹھی کا رنگ لالہ تھا۔ (۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی پہنتے تھے مگر انگوٹھی کا رنگ سفید و سیاہ کا آمalgam تھا۔

ماہرین پہنارے تھے۔ اس بارہ میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دایں ہاتھ میں

و غیرہ کی سوائے کہ دائیں ہاتھ میں سیننے کا رواج اور بائیں ہاتھ میں بعض اوقات نرہاں طرز جمعہ کا ایک اکٹھا ہونا۔

میں سینے تھے اور گاہے گاہے بائیں میں بھی ہن لیتے تھے۔ علماء کے درمیان میں مسئلہ مختلف فہم کو انگریزوں کو فہم ہاتھ میں

پہننا افضل ہے۔ خود علمائے حنفیہ میں بھی اختلاف ہے بعض نے بائیں ہاتھ میں سینے کو افضل بتایا ہے اور بعض نے دونوں کو مساوی

بتایا ہے۔ شامی نے یہی دو قول لکھے ہیں۔ ملا علی قاری نے حنفیہ کا ایک قول دائیں کے افضل ہونے کا لکھا ہے لیکن مذہب کے

المحافظ سے راجح وہی قول ہے جو علامہ شامی کی محقق ہے۔ امام نووی نے دونوں میں بلا کراہت جائز ہونے پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے۔

الکلیہ نے بایں باتھ میں پہننے کو افضل بتایا ہے۔ الغرض احادیث سے بھی دونوں فعل ثابت ہیں اور علماء بھی ترجیح کے اعتبار سے

دلوں طرف سے ہیں۔ درمختار میں ہستانی سے نکل گیا ہے کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا واضح کا شعار ہو گیا ہے اسلئے

[illegible]

والقاري ١٢هـ فاهو ان وقع من يزعم ان ابن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يحب العبد اذا سقى في الارض الا ان سقى من عيقه وكذا في بعض طرق هذا مسلم قال القاري ١٢هـ

فصل باب ما جاز الخ اختلاف النسخ في ذكره الترجمة فلي نسخ الموجودة عندنا بهذا المبدأ كان يتختم في مدينة وكذا في عامة الشروح من المناوي والبيجوري وغيرهما ولم يختر القائل

المراد بالقبلة في الصلاة ما جاء في اسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذا في اسم المكتوبة العلمية وهو المأجود عندي للما يتكلف في توجيه الرواية إلى ما

الله قال كان ابن عباس يحنتم في يمينه ولا أخاله إلا قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحنتم في يمينه

۴۲
اتخذ خاتما من فضة وحملا فضة وحملا كفه ونقش فيه محمد رسول الله ولى ان نقش احد عليه

و هو الذي سخط من مسيب في بيرايسين حرمنا مسيب بن سعيد بن ابي بكر

نقل کیا ہوا دوشرف میں ذرا تفصیل سے ہوا بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے صلت کو دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی پر لٹکی

کو ایسے ہی پہنہ دیکھا اور اسکے نکلین کو اوپر کی جانب رکھتا تھا اور جہاں تک خیال ہو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جاتے تھے۔

چنانچہ شامل میں بھی آئندہ روایت میں آرہی علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ یہی افضل ہے اس میں نگین کی حفاظت بھی ہو اور عجب و کبریا

کیا ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ انگوٹھی اسی انگلی میں ہونا چاہئے اور نیکین مردوں کی انگوٹھی میں سہیلی کی طرف ہونا چاہئے اور

اور لوگوں کو منع فرمادے گا کہ کوئی شخص انہی انگوشی برہہ کندہ نہ کرے۔ یہ وہی انگوشی تھی جو معیتِ حضرت عثمان کے زمانہ میں

بیرار میں گر گئی تھی۔ حضور نے اوروں کو اسلئے منع فرمادیا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کیل تہا میں اگر یہی کندہ کر لیتے تو

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے ساتھ مخلوط ہو جاتی۔ حقیقت یہ ایک صحابی تھے جو حضور سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے انکو بھی کے محاذ پر تھے۔ حضور کے زمانہ میں بھی جن اوقات میں کہ حضور انکو بھی پہنچے ہوئے ہیں۔

ان هذا بالحكمة فقول القريبى لا يجوز لمن كان اسر عمو النفس عليه لعلنا في حيز النسخ ثم لو قيل ينسخ انفسهم على اسم الامام الا عظم مطلقا لوجود العدة لم يجد احد اذ كانه يعلم ذلك ويخرج ائمة من البيت وسكان ائمة من بيتنا فاما مسورة وادارة
ابن كنانة البدرى اسلم قد كادوا حرا الى الحبشة - الهجرة اثنا عشر كان على خاتم النبى صلى الله عليه وسلم بالديرة واستطاع ابو بلو وعمر وميثان الى بيت اللال والافضل ابن عمران يعقوب بن غلام ميثان فغير مخرج قال القارى ١٢

له بتشديد الصاد الجملية مفتوحة وسكون اللام ١٢م لله اقال هو بكسر الهمزة فصيح من فتحها والقياس النفتح وقيل الثاني انفتح وفي القاموس انفتح لغة وهو من انحال
انكسركم بحال اي لا اظنه والظاهر انه متوكلة الصلصلة ويكمل ان يكون لواحد من قبله ولم توجد هذه الجملة في بعض الاصول قال القاري والمحدث اخبره ابو الوفاء
برواية يونس بن بكير عن ابن اسحاق قال ولا يخال ابن عباس لما قد كان يذكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يلبس بكرا ١٢م عليه رى علي بن رضى
هذا النقش للام يلبس ختمه صلى الله عليه وسلم بختم الخيرة ما قبل ان نقش خاتم معاذة كان هكذا يعمل على قبل الترس او على بعده فاحصل الله عليه وسلم وهذا كله
على تقدير ثبوت والا فهو لم يثبت عند المحدثين مرجح به البيهقوري قال المتأوى او يكمل على الخصوصية وقال ابن جماعة والزن العراقي بظنه ان النبى خاص بكه يمين

عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال کان الحسن والحسین رضی اللہ عنہما یتختمان فی یسارہما حمل
عبد اللہ بن عبد الرحمن انا محمد بن عیینہ وهو ابن الطباع شاعبا دین العوام عن سعید بن
ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تختہ فی بینہ قال ابو عیینہ هذا

ہوتے تھے۔ اس وقت میں معقیب رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہتی تھی۔ ایسے ہی پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ کے دور میں
رہا۔ اور ایسے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ حکومت میں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی
صورت تھی۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ وہ حضرت عثمان کو انگوٹھی دے رہے تھے یا حضرت عثمان سے لے رہے تھے کہ
اس حالت میں انگوٹھی گری اور کنویں میں جا پڑی۔ اس میں روایات مختلف ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
پاس سے گری یا حضرت معقیب کے پاس سے۔ علمائے یہی صورت جمع کی تجویز فرمائی ہے جو اوپر لکھی گئی۔ اس صورت میں دونوں
روایتیں صحیح ہیں اس لئے کہ جب درمیان میں گری تو اس کی نسبت ہر ایک کی طرف صحیح ہے۔ (۷) امام محمد باقر فرماتے
ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ یہ حدیث امام ترمذی رضی اللہ
عنہ کے باب کی شرح کے خلاف ہو گئی اس لئے کہ باب داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا منع فرمایا تھا۔ اسکی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ
مقصود اس قسم کی روایات جبکہ اس باب میں بہت سی روایات اسکے خلاف ہیں اشارہ اسکے ضعف کی طرف ہے بندہ ناچیز کے
نزدیک باب میں دلہنے ہاتھ کی قید بیان افضلیت کیلئے ہے اور اس نوع کی روایات بیان جواز کے واسطے ہیں۔ بعض اکابر نے
یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ ترجمہ میں حسب دلت محدثین کلمہ (اص فی یسارہ) محذوف ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی داہنے ہاتھ
میں پہنا کرتے تھے یا بائیں میں۔ اس توجیہ پر کوئی روایت ترجمہ کے غیر مطابق نہ ہوگی۔ (۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ
روایت کی جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ اور حضرت انس ہی سے یہ بھی بعض

لہ کان الحسن محل بضع المصباح یا رادھا الاثر علی خلاف ترجمہ اشارۃ الی شدوذہ والی ان ہذا موقوف والروایات المرفوعہ کلہا معرکہ بالبس فی البین قال
الشرح قلت لکن شکل علیہ تصحیح المصنف ہذا الحدیث فی جامعہ فالواجب عندی فی عرض المصنف ان ہذا الحدیث روی موقوفاً بلفظہا و مرفوعاً بلفظہا کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ بکر و عمر علی و الحسن والحسین یختتمون بالیسار اخرجہ البیہقی فی الادب والوشیح فی الاطلاق فعرض المصنف بذكر ہذا الموقوف ترجمہ
علی المرفوع واللہ اعلم و ہذا کلامی تفسیر الترجمة بالیسین واما علی الاطلاق فلما جازہ لکما تقدم ثم ہذا الاثر منقطع لان محمد الباقر لم یدرک الحسن والحسین قال القاری
وسواء المناوی و فی مجلس باعتبار الحسن نہ و لیکن الاتصال باعتبار الحسنین۔ قال ۱۲۵ الطباع بشدید الموصدة ای الحکال ونقاش الی انہ قال القاری
۱۲۵ بشدید الموصدة والواو قال احمد مدینہ عن سعید بن ابی عروبۃ مضطرباً م ۱۲۵ قال ابو یسی الخ یس ہذا الکلام فی النسۃ الثقلیہ و یس ایضا عند احمد
من الشرح التلثہ لکما یظهر من کلامہم فانہم نقلوہ عن جامع المصنف وغرضہ کما یظهر من کلام القاری ان حدیث انس فی التختیم فی الیسین او التختیم فی الیسار
لا یصح من ہذا الطريق والافقد صحیح من طریق اخری التختیم فیہا وقد اخرج مسلم من طریق حماد بن سلمۃ لکن ثابت عن انس قال کان غائم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ
واشار الی التختیم البسری اتہی قلت وعلی نظر فی البال ان مخرج المصنف عدم الجوفم بالترجیح فی روایات قتادۃ عن انس فی ہذا الباب فان الذین رووا ہذا الحدیث
عن انس مختلفہ قال العینی فی شرح البخاری وقد اختلفت الرواۃ عن انس ہل کان یختیم فی یمینہ او یسارہ وقد رواہ عنہ ثابت البنانی و ثمامۃ و حمید و شریک علی
الشک فیہ و عبد العزیز بن حبیب و قتادۃ و الزہری فاما ثمامۃ و حمید و شریک و عبد العزیز فلیس فی روایاتہم تعرض لذكر الیسین او الیسار واما ثمامۃ ثابت و قتادۃ
و الزہری ففیہا تعرض لذكرہ ثم قال واما قتادۃ فاختلف علیہ فیہا فقال سعید بن ابی عروبۃ عن انس کان یختیم فی یمینہ وقال شعبۃ و عمرو بن ماعز عن قتادۃ
عن انس کان یختیم فی یسارہ و فی علی لابن ابی حاتم سالت عن حدیث رواہ سعید بن بشیر عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ ثمانا الحدیث قال
ابن الاثیر اتخذ ثمانا من فضۃ و نقش علیہ فہو صحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واما قولہ کان یلبس فیہ ثمانا فلما علم اعاد رواہ الامارواہ عباد بن العوام عن سعید عن قتادۃ

حدیث غریب لا تعرفہ من حدیث سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نحو هذا الا من هذا الوجه وروی بعض اصحاب قتادہ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ
 وسلم تختم فی یسارہ وهو حدیث لا یصح ایضا حدیثنا محمد بن عبید المحاربی ثنا عبد
 العزيز بن ابی حازم عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلی اللہ
 علیہ وسلم خاتما من ذهب فکان یلبسه فی یمینہ فاتخذ الناس خواتیم من ذهب فطرحہ
 رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا یلبسه ابد اطرحة الناس خواتیمہم

لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بایں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ ف امام ترمذی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ
 دونوں روایتیں صحیح نہیں ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت انس کی حدیث میں ہاتھ کی تعیین نہیں ہے یہ محدثین کی غایت
 احتیاط ہے کہ وہ حدیث کے ہر ہر کڑے پر گہری نظر ڈالتے ہیں کہ کونسی حدیث میں کونسا مضمون صحیح ہے اور کونسا ایسا ہے
 جو اس حدیث میں صحیح نہیں ہے۔ دوسری حدیثوں میں اگرچہ صحیح طور پر ثابت ہو۔ یہی وہ چیز ہے جس کی بدولت حدیث
 شریف کا فن آج تک نہایت پختگی اور نورانیت و چمک کے ساتھ دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
 انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا روایات متعددہ سے ثابت ہے۔ داہنے ہاتھ کی روایات اس باب میں
 گندہ چکی ہیں۔ اور بائیں ہاتھ کی روایات بھی ابوداؤد و مسلم وغیرہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ نووی نے دونوں قسم کی روایات
 کو صحیح بتایا ہے۔ لیکن محدثین کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود متن حدیث کے صحیح ہونے کے اگر کسی خاص طریقہ سے قواعد محدثین
 کے موافق صحیح نہیں ہوتی تو اس خاص طریقہ پر کلام فرمانے میں اسلئے امام ترمذی نے کلام کیا ہے۔ (۹) حضرت ابن عمر
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی جسکو اپنے دلہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے صحابہ
 نے بھی اتنا سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد وہ انگوٹھی پھینک دی اور یہ فرمایا کہ میں اس کو
 کبھی نہیں پہنوں گا۔ ف سونا ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر مردوں کیلئے حرام ہو گیا۔ اس کی حرمت پر جمہور کا اتفاق ہے
 امام نووی نے اسکی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔ فقہی بحث اس مسئلہ میں طویل ہے جس کا یہ محل نہیں۔

حدیث غریب لا تعرفہ من حدیث سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو هذا الا من هذا الوجه وروی بعض اصحاب قتادہ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تختم فی یسارہ وهو حدیث لا یصح ایضا حدیثنا محمد بن عبید المحاربی ثنا عبد العزيز بن ابی حازم عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ذهب فکان یلبسه فی یمینہ فاتخذ الناس خواتیم من ذهب فطرحہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا یلبسه ابد اطرحة الناس خواتیمہم

لے الی ربی بضم اول وجر وکسر راء ووحدة نسبة لیسى محارب قبيلة من العرب ومحمد بن عبید بن جابر بن عبد الوہاب عن قتادہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحو هذا الا من هذا الوجه وروی بعض اصحاب قتادہ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تختم فی یسارہ وهو حدیث لا یصح ایضا حدیثنا محمد بن عبید المحاربی ثنا عبد العزيز بن ابی حازم عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ذهب فکان یلبسه فی یمینہ فاتخذ الناس خواتیم من ذهب فطرحہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقال لا یلبسه ابد اطرحة الناس خواتیمہم

انہذا فی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق بواحد اضعافه ان س قبلہ وادھر اللہ علیہ وسلم فطرحة الناس قال القرطبی ہو وہم من الزہری منذ جمع الی

صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یوم الفتح علی سیفہ ذهب و فضة قال طالب فسألت عن الفضة فقال كانت قبضة
السيف فضة حل ثنا محمد بن شعاع البغدادي انا ابو عبيدة الحداد عن عثمان بن سعد عن ابي بن سيرين
قال صنعت سيفي على سيف سمرة بن جندب زعم سمرة ان صنع سيفه على سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم
فكان خفيلا حل ثنا عقبه بن مكرم البصري ثنا محمد بن بكر عن عثمان بن سعد بهذا الاسناد نحوه
باب ما جاء في صفة درع رسول الله صلى الله عليه وسلم

حل ثنا ابو سعيد عبد الله بن سعيد الاشجعي انا يونس بن بكير عن محمد بن اسحاق عن يحيى بن عباد بن
عبد الله بن الزبير عن ابيه عن جده عبد الله بن الزبير عن الزبير بن العوام قال كان علي النعمان

(۴) ابن سيرين کہتے تھے کہ میں نے اپنی تلوار سمرة مذکی تلوار کے موافق بنوائی اور وہ کہتے تھے کہ ان کی تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے موافق بنوائی گئی ہے۔ اور وہ قبیلہ بنو مہنفہ کی تلواروں کے طریق پر تھی۔ ف بنو مہنفہ عرب کا ایک قبیلہ ہے جو تلواروں کے عمدہ بنانے میں بہت مشہور ہے۔ یہ سب لوگ یکے بعد دیگرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تلمیذ میں بیسی ہی تلوار بناتے رہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کا بیان

ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات زرہ تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ ذات الفضول۔ جو اپنی وسعت کی وجہ سے اس نام کے ساتھ مشہور تھی اور یہی وہ زرہ ہے جس کا قصہ حدیث کی کتابوں میں آتا ہے جو ابو اشجعی یہودی کے پاس رہن تھی۔ اور باقی چھ کے نام یہ ہیں:- ذات افواشی۔ ذات الوشاح۔ فضة۔ سخذیہ۔ تبرار۔ خروث۔ اس باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (۱) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر آمد کی لڑائی میں دو زرہ تھیں (ایک ذات الفضول۔ دوسری فضة) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چٹان کے اوپر چڑھنے کا ارادہ فرمایا مگر (وہ اونچی تھی۔ اور دوزر ہوں کا وزن نیز غزوہ احد میں وہ تکلیفیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تھیں کہ جن کی وجہ سے چہرہ مبارک خوں آلود ہو گیا تھا غرض ان وجوہ سے) حضور اس چٹان پر چڑھ سکے۔ اسے حضرت طلحہ کو نیچے بٹھا کر ان کے ذریعے اس چٹان پر چڑھے۔

لہ ففة نزلت مسلک لفضة اذ قال الشامي ولا تتلى الرمل بذهب وفضة الابن اتم ومنطقة وعليه سيف منها اى من الفضة لامن الذهب اه وكذا ك عند الشافعية وغيرهم قال القاري لا يعارض هذا ما تقدم من حجة بالذهب لان هذا الحديث فيجوز لا يلزم الجواب بان هذا قبل ورود النبي عن تحريم الذهب لان تحريمه كان قبل الفتح على ما قلنا اه قلنا لا ما جاز الى الجواب بعد ان قال فيه ابن القطان راد على حسين الترمذي ان ضيفت لاسن وقال ابو حاتم منكر قال في الميزان صدق ابن القطان و هذا منكر و ما ملنا في عليه قبضة ثيابا قال الترمذي في هذا الحديث لا تقوم به حجة وذكر ابن عبد البر في استيعابه انه ليس بقوي ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸

صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد درعان فی الصخرۃ فلم یستطع فاقعد طلحة تحته فصعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حتی استوی علی الصخرۃ قال فسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب
طلحة حد ثنا ابن ابی عمیر سافین بن عیینہ عن یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیہ یوم احد درعان قد ظاہر بینہما

زیر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے (جنت کو یا سیری شفاعت کو)
واجب کر لیا۔ ف جنگ احد میں لڑائی کی حالت نہایت خطرناک تھی حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وہ بعض
لوگوں کو ہو گیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس اونچی جگہ اسلئے تشریف لگے تھے تاکہ سب صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھ کر مطمئن ہو جاویں۔ اور بعض اکابر نے لکھا ہے کہ کفار کے دیکھنے کے لئے چڑھتے تھے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن
کمال شجاعت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تھا حتیٰ کہ صحابہ بنجب غزوہ احد کا ذکر فرماتے تو کہتے تھے کہ یہ دن تمام کا تمام طلحہ
کا ہو۔ حضرت طلحہ نے اپنے آپ کو حضور کی ڈھال بنا رکھا تھا۔ اسی سے زائد زخم ان کے بدن پر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ساتھ نہیں چھوڑا حتیٰ کہ ان کا ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا۔ (۲) سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن
مبارک پر جنگ احد میں دوزر ہیں تھیں جنگ اوپر نیچے پہن رکھا تھا۔ ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دوزرہ پہننا یہ حضور کے
کمال توکل کے منافی نہیں۔ اسلئے کہ اول تو کمال سلوک خود صوفیاء کے یہاں بھی رجوع الی البدایت ہے یعنی عام معاملات میں
عام لوگوں جیسا برتاؤ ہو لیکن شریعت کی پابندی طبیعت بنجائے۔ دوسرے یہ بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
معمولات میں اس قسم کے امور امت کو تعلیم کے لئے ہوا کرتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے۔ تیسری بات یہ بھی ہے کہ اللہ جل جلالہ کا
ارشاد ہے یا ایہا الذین امنوا اخذوا حد رکم فانکم انثبات او انفر اجمیعا (سورہ نسا رکوع ۱۰) اور امان
والود کافروں کے مقابلہ میں) اپنی تواضعیا طرکھو (یعنی ان کے داؤ گھات سے بھی ہوشیار رہو اور مقابلہ کے وقت سامان
ہتھیار ڈھال وغیرہ سے بھی درست رہو) پھر (ان سے مقابلہ کے لئے) متفرق طور پر یا مجتمع طور پر (جیسا موقع ہو) نکلو۔
(دیان القرآن) اسلئے حفاظت کا حسب موقع سامان لینا آیت شریفہ کا امتثال ہے اور حضور سے زیادہ اللہ جل شانہ کے
ارشادات پر عمل کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں زرہ خود وغیرہ جملہ احتیاطی سامان کا استعمال ہے۔

۱۵ قال میرک ہذا فی الفضول والفتن کما رواہ بعض اہل السیر عن محمد بن مسلمۃ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵

باب واجاء فی صفة مغفر رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثننا قتیبہ بن سعید ثنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکہ وعلیہ مغفر فقیل له هذا ابن خطل متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوه حل

عیسے بن احمد ثنا عبد اللہ بن وہب ثنا مالک بن انس عن ابن شہاب

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خود کا ذکر

ف۔ خود لوہے کی بنی ہوئی ٹوپی ہوتی ہے۔ جولڑائی کے وقت سر کی حفاظت کے لئے اور صی ماتی ہے۔ مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود بھی (حضور جب خود آتارہے اور اطمینان ہو گیا تو) کسی نے اگر عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ابن خطل کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے ہے حضور نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے لئے جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے میں تو اہل مکہ پر ایک ایسی دہشت اور گھبراہٹ سوار تھی جسکی کوئی انتہا نہ تھی۔ نہ چائے ماندن نہ پائے رفتن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت اور مہربانی کی جب سے یہ فرمادیا تھا کہ جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو جائے وہ مامون ہو اور جو اپنے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہو جو ہتھیار ڈال دے وہ مامون ہو وغیرہ وغیرہ۔ البتہ گیارہ مرد اور چھ عورتیں ایسی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے کہ ان کے جرائم ناقابل عفو تھے ان کے خون ہدر کر دئے تھے۔ اور اس معافی کے عام اعلان سے ان کو مستثنیٰ کر دیا تھا اور ارشاد فرمادیا تھا کہ ان لوگوں کو امن نہیں ہے۔ ان میں کو بھی سامع اور دو عورتیں مسلمان ہو کر معافی میں آگئے تھے۔ باقی چار مرد اور چار عورتیں قتل کئے گئے۔ منجملہ ان آٹھ کے ابن خطل تھا۔ فیض اول مدینہ منورہ حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور عبد اللہ نام رکھا گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کیلئے اسکو بھیجا اس نے اپنے ایک مسلمان غلام کو اس جرم میں جان سے مار ڈالا کہ اس نے کھانا پکانے میں کچھ دیر کر دی تھی۔ اور خود اس خون سے کہ مدینہ منورہ کو مائتوقصاص میں قتل کر دیا جاؤ گا۔ مرتد ہو کر مکہ مکرمہ چلا آیا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کرتا تھا اور دو بانڈیل لگانے والیاں خریدیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوکے اشعار سے اسکو خوش کیا کرتی تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ ان آٹھ کے اس کا بھی خون ہدر کر دیا تھا۔ اسی لئے باوجود بیت اللہ میں داخل ہونے کے اسکو قتل کر دیا گیا۔ اسکے قاتل میں محمد بن کے بہت اقوال ہیں کہ کس نے قتل کیا۔ اس حدیث میں ایک فقہی بحث بھی ہے کہ حدود قصاص حرم میں قائم ہو سکتی ہیں یا نہیں مسئلہ تفصیل طلب ہے

بکسر اللیم فتح القادسی تحت البیضة علی ما یضہیہ ایضا کہ فی المغرب قیل ہی ملقہ تنسج من اللہ علی قدر الراس ولی انکم ہو یا یعمل من فضل صرع اللہ علی الراس فی قتلہ و قیل ہوا فرقت البیضة ۱۲ ق ۱۳ قال بالی قتلہ ذکر ابن بطلان ما ذکر علی مالک قولہ علیہ المغفر و ان تغفر و بالی و علیہ عمامۃ سوداء ثم اجاب عن دعوی التغر بانہ وجعلت بحدیث الزہری تصنیف النسائی ہذا الحدیث من رواۃ الاوزاعی عن الزہری مثل ما رواہ مالک و علی الحدیث بالما غرابہ و علی راسہ المغفر کانت العمامۃ فود و ذکر الی فظ ان بضعہ عشر نعلان رعدہ عن الزہری غیر مالک بن قار جہا ۱۳ ق ۱۴ قال بالی و علی قتلہ سعید بن حرث اح قلت و ہذا الحدیث مایاتی فی الحدیث الا فی ۱۲ ق ۱۳ ابن خطل کعبہ قہلہ مفقوحتین کان اسمہ عبد العزی و کنی بجدہ فاسلم نسبی عبد اللہ و کتب لوجی ثم ارتد و العیاذ باللہ قتل مسل و اخذ جاد بنین تغنیان ہما علیہ مصلوۃ و اسلام قار ہر دہ ۱۲

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل مكة عام الفتح وعلى رأسه المغفر قال فلما نزع جاءه رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الكعبة فقال اقتلوه قال ابن شهاب وبلغني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن يومئذ محرما

باب ماجاء في عمامة النبي صلى الله عليه وسلم

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن حماد بن سلمة ح وثناء محمود بن غيلان

اور عام ضرورت بھی اس سے متعلق نہیں اسلئے اختصار ترک کر دیا گیا۔ لیکن ایسے مواقع پر اسلئے تنبیہ کر دی جاتی ہے کہ اگر علم دوست حضرات یا طلبہ میں سے کوئی دیکھے تو وہ اس تنبیہ کے بعد مراجعت مشائخ سے تحقیق کر لے۔ اسی طرح اس حدیث سے مکہ مکرمہ میں غیر احرام کے داخل ہونے کا جو از معلوم ہوتا ہے جس کا بیان دوسری حدیث میں آرہا ہے (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے وقت شہر میں داخل ہوئے تو حضور کے سر مبارک پر خود تھی جب حضور نے سکوا آٹا دیا تو ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! بن خطل کعبہ کے پردہ سے لپٹا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ من الوں میں نہیں اسکو قتل کر ڈالو۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس روز حرم نہیں تھے۔

ف یہ اخیر جملہ امام زہری کا بھی ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ ہو رہا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہونا جائز نہیں اسلئے کہ حدیث شریف میں میقات سے بدون احرام کے تجاوز کرنے کی ممانعت آئی ہے اور شافعیہ کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر جائز ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث اسلئے حجت نہیں بن سکتی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے فتح مکہ کی غرض سے اس دن کی حرمت اٹھائی گئی تھی چنانچہ بخاری وغیرہ کی روایات میں اسکی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے لئے آج کے دن یہ حلال تھا کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ بن خطل کا کعبہ کے پردہ سے لپٹنا ممکن ہے آہ و ناری اور دعا کی غرض سے ہو کہ اسکو چونکہ امن نہیں دیا گیا تھا اور اپنی تمام حرکات بھی یاد تھیں کہ میں نے مرتد ہو کر کیا کچھ نہیں کیا اسلئے دعا کی غرض سے ایسا کرنا ہو۔ کہ کعبہ کی تعظیم و تکریم تو یہ لوگ کرتے ہی تھے اور اقرب یہ ہے کہ سابقہ دستور کے موافق اسوجہ سے امن کی امید ہو کہ کعبہ کی تعظیم کی وجہ سے مجرموں کو اس حال میں قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا ذکر

ف۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کی مقدار مشہور روایات میں نہیں ہے۔ طبرانی کی ایک روایت میں سات ذراع آتی ہے۔

لہذا من قال الى قلم اقف على تسمية وزعم الفاكهي في شرح العمدة ان فضيلة بن ميسرة بوبرة الاسمي قال المناوي قال الى قلم وكا سلا من حج عنده انه هو الذي قل رأي انه هو الذي جاء خبر البصرة بوسط الاختلاف في قائله حرم بل العيني اذ قال هو بوبرة الاسمي بفتح الهمزة وسكون الراء وفتح الزاي امر فضيلة بن ميسرة وحرم به اكثر الى هو الفاكهي احد هذا الخبر لما تقدم في الحديث السابق عن المناوي ۱۲ لہ قال عصام وسمو المناوي ان تعلق بها متمسك بقوله تعالى لن يذوقن كان آسنا وتعبق القاري بان التمسك غير صحيح فانه لم يكن موصوفاً ما تعلق ما هو من عادة الجاهلية انهم كانوا يعطون من التمسك بذيلها في كل جريئة ۱۳ لہ وختلف في قلمه الى قول بسطها الى قلمه في الفتح ۱۴ لہ لم يكن موصوفاً لاختلاف العلماء في جواز دخول مكة غير احرام ولا يصح من قول ان ناسي المشهور عندهم حرامه مطلقاً ومن الائمة الثلاثة على المشهور عندهم وجوب لا حرام قل ان عبد الله بن عمر بن الخطاب قال لا يجوز الا على من دخل مكة عليه الصلوة والسلام

۱۲۔ من خصائصه قوله عليه السلام لا يجوز الا على من دخل مكة عليه الصلوة والسلام ۱۳۔ من خصائصه قوله عليه السلام لا يجوز الا على من دخل مكة عليه الصلوة والسلام ۱۴۔ من خصائصه قوله عليه السلام لا يجوز الا على من دخل مكة عليه الصلوة والسلام

النبي صلى الله عليه وسلم خطب للناس وعليه عمامة سوداء حمل ثنا هرون بن اسحاق الهمداني ثنا يحيى بن محمد
 المديني عن عبد العزيز بن محمد عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال كان النبي صلى الله عليه
 وسلم اذا اعتوس سدل عمامته بين كفيه قال نافع وكان ابن عمر يفعل ذلك قال عبيد الله ورأيت
 القاسم بن محمد وسالما يفعلان ذلك حمل ثنا يوسف بن عيسى ثنا وكيع ثنا ابو سليمان وهو عبد الرحمن بن
 الغسيل عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب الناس عليه عصابة سوداء
 سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ **ف** مشہور قول کے موافق یہ خطبہ فتح مکہ کا خطبہ ہے جو کعبہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا تھا جس کا ذکر پہلی حدیثوں میں حضرت جابر کی روایت سے گزر چکا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے اسے جبرکہ
 اس قصہ میں بعض جگہ منبر کا لفظ آیا ہے اور فتح مکہ کا وہ خطبہ منبر پر نہیں تھا۔ اسلئے مدینہ منورہ کا کوئی اور خطبہ جمعہ کا مراد لیا ہو کہ
 بعض حدیثوں میں اس قصہ میں جمعہ کا لفظ بھی موجود ہے۔ طاعلی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں میرک شاہ سے نقل کیا ہے کہ یہ خطبہ حضور
 کے مرض وصال کا ہے۔ واللہ اعلم (۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کے
 شلہ کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان یعنی پچھلی جانب ڈال لیتے تھے۔ نافع یہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کو
 ہی کرتے دیکھا۔ عبيد الله بن نافع کے شاگرد ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم
 بن محمد کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم بن عبد اللہ کو ایسے ہی کرتے دیکھا۔ **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت
 شریفہ شلہ کے بارہ میں مختلف رہی ہو۔ شلہ چھوڑنے کا معمول اکثر تھا حتیٰ کہ بعض علماء نے یہاں تک لکھ دیا کہ بغیر شلہ کے باندھنا امام
 ہی نہیں لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ گاہے بغیر شلہ چھوڑے بھی عمامہ باندھ لیتے تھے اور شلہ چھوڑنے میں بھی مختلف معمول رہا ہو اور
 کبھی آگے دائیں جانب کبھی پیچھے دونوں مونڈھوں کے درمیان شلہ چھوڑتے تھے۔ کبھی عمامہ کے دونوں سرے شلہ کے طریقہ پر چھوڑ
 تھے۔ علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ ثابت اگرچہ سب صورتیں ہیں لیکن ان میں افضل اور زیادہ صحیح دونوں مونڈھوں کے درمیان
 یعنی پچھلی جانب ہے۔ (۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ پڑھا اور
 آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا یا پکنی پٹی تھی **ف** یہ قصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفا کا ہو اور آخری

و السواد في رواية مسلم وهذا يندفع ما قال بعضهم من ان السواد كان في فتح مكة فانه فان خطبة صلى الله عليه وسلم بكة لم يكن على النبي صلى الله عليه وسلم
 على باب الكعبة ولذا ذكره صاحب الصواعق في باب فلبطة الجملة او قلت ولفظ المشكوة ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب عليه عمامة سوداء قد ادرى طريفها بين كفيه
 يوم الجمعة رواه مسلم اه قلت لكن للمام سدا اخر جري في باب خول مكة غير احرام ولفظ كاني النظر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم على النبي صلى الله عليه وسلم عمامة سوداء وكنت
 ليس فيه لفظ الجملة ۱۲ ۱۳ قال المناوي في نسخة عصابة قلت وحمل ذلك الباعث لمرک شاه اذ قال هذه الخطبة وقعت في مرض النبي صلى الله عليه وسلم الذي توفي
 فيه اه كذا على منه القاري في المرقاة ۱۲ ۱۳ كذا في اخر فتح كذا على حواشي الهندية بطريق الفسوخ وفي متونها الذي قال القاري والمناوي وغيرهما نسبة الى مدينة
 السلام على الاصح زاد المناوي احتراز عن يحيى بن محمد المدني وهو الشان اخوان اه قلت ولفظ المديني ذكره المصنف في الهاميه بهذا الاسناد ۱۲ ۱۳ قال القاري اي
 ارني طريقا الذي يسمى العطاة وقال المناوي بل المراد يسدل الطرف الاسفل حتى يكون مذبة او يسدل الطرف الاعلى كل فحس ۱۲ ۱۳ قال برك قد شبه في اسير
 بروايات يسمون ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يرفي عطاة احيانا بين كتفيه و احيانا ليس العمامة من غير عطاة ۱۲ ۱۳ ابن الغسيل يسمو بکے جدا بيه لان عبد الرحمن هذا هو
 ابن سليمان بن عبد الله بن حنظلة الغسيل المعروف بابن اسيل والغسيل لقب لجدا بيه بن حنظلة ۱۲ ۱۳ عصابة وفي رواية عمامة والعصابة هي العمامة كما في القاموس

باب ماجاء في صفة ازاره رسول الله صلى الله عليه وسلم

حد ثنا احمد بن منيع ثنا اسمعيل بن ابراهيم ثنا ايوب عن حميد بن هلال

و غلط ہے کہ اسکے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ منبر پر تشریف لے گئے نہ کوئی خطبہ پڑھا۔ اس میں انصار کی مراعات کا خاص طور پر حضور نے ذکر فرمایا۔ ان کے محاسن اور احسانات گنوائے اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ جو تم میں سے کسی چیز کا بھی امیر بنایا جائے وہ ان کی خاص طور سے رعایت کرے۔ اس وقت حضور کے سر میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے پٹی کا باندھنا بھی موجب ہے اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تیل کی زیادہ مالش ہوتی تھی، جیسا کہ آئندہ آنے والا ہے۔ اسلئے اس پٹی کا چکنا پڑنا بھی قرینہ قیاس ہے اور سیاہ عامہ تو ظاہر ہے اس میں کسی قسم کا بُعد نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی ہی غرض علماء اس کے مطلب میں دونوں طرف گئے ہیں کہ بعض علماء نے سیاہ عامہ کا ترجمہ فرمایا ہے اور بعض نے مکنی پٹی کا اور دونوں صحیح ہیں کہ لفظ بھی دونوں کو محتمل ہے اور معمول بھی دونوں کے موافق ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن الغیل ہیں جو حضرت حنظلہ غنسل الملک کی اولاد ہیں۔ حضرت حنظلہ کا لقب غنسل الملک پڑ گیا تھا جس کا ترجمہ فرشتوں کا غسل دیا ہوا ہے، ان کا عجیب واقعہ گذرا ہے کہ جو وقت اُحد کی لڑائی کے لئے کوچ ہوا ہے اور روانگی کا اعلان ہوا تو یہ اپنی اہلیہ کے ساتھ مشغول تھے اس حالت میں شوہر نا معلوم ہوا کہ قافلہ روانہ ہو رہا ہے یہ بھی خبر سنتے ہی ساتھ ہوئے اور اتنی جہالت نہ ہوئی کہ غسل سے فراغت پاتے وہاں پہنچ کر شہید ہو گئے۔ چونکہ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اسلئے ان کو بھی غسل نہیں دیا گیا مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں اسلئے تحقیق فرمایا اور واپسی پر انکی اہلیہ سے یہ سارا حال معلوم ہوا۔ درحقیقت ان حضرات کے نزدیک دین پر مرنے اسکے لڑکھانے دیدینا اتنا ہی اہل تھا جتنا ہم لوگوں کو اپنی خواہشات دنیوی میں مشغول و منہمک ہو جانا آسان ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کا ذکر

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی۔ پاجامہ پہننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف فیہ، ملائمہ عبوری کی تحقیق کے موافق رائج قول پہننے کا عدم ثبوت ہے البتہ یہ محتجج کہ حضور کے پاس موجود تھا۔ حتیٰ کہ کہا گیا ہو کہ وصال کے بعد ترک میں بھی تھا۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ حضور نے خرید اتوبہ ہی اور نظا ہرے کہ پہننے ہی کے لئے خرید لیے اسکے علاوہ متعدد احادیث میں حضور کا پہننا بھی وارد ہے اور صحابہ کرام تو حضور کی اجازت سے پہنتے ہی تھے (زاد الماد) ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ اہل کتاب لنگی نہیں باندھتے پاجامہ پہنتے ہیں۔ حضور نے فرمایا تم لوگ ان کا خلاف کرو پاجامہ بھی پہنو لنگی بھی باندھو۔ ابوامامہؓ ایک طویل حدیث کے سلسلہ میں کہتے ہیں میں نے حضور سے پوچھا آپ کبھی پاجامہ پہنتے ہیں حضور نے فرمایا پہنتا ہوں مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔ لیکن یحییٰ بن نے اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے (نیل الاوطار) حضور کا معمول لنگی باندھنے کا اور چادر اوٹھنے کا اکثر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر چار ہاتھ لانی اور اڑھائی ہاتھ۔ اور ایک قول کے موافق چھ ہاتھ لانی اور تین ہاتھ اور ایک باشت چوڑی بتائی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی چار ہاتھ

ازارك فانه اتقى وابقى فالتفت فاذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انما هي
بردة ملحاء قال امالك في اسوة فنظرت فاذا ازاره الى نصف ساقيه حل ثنا سويد بن نصر ثنا
عبد الله بن المبارك عن موسى بن عبيدة عن اياس بن سلمة بن الاكوع عن ابيه قال كان
عثمان ياتز الى انصاف ساقيه وقال هكذا كانت ازاره صاحبى يعنى النبى صلى الله عليه وسلم
حل ثنا قتيبة انا ابو الاحوص عن ابى امحاق عن مسلم بن نذر عن ابي حذيفة بن
اليمان قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بعضلة ساقى او ساقه فقال هذا موضع
الازار فان ابيت فاسفل فان ابيت فلاحق للازار في الكعبين

ف۔ لنگی پا جامہ وغیرہ کے ٹخنوں سے نیچے ٹھکانے کی بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر کپڑا لٹکا ہے
وہ آگ میں جلایا جائیگا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لنگی کے بارہ میں استفسار کیا وہ فرمانے
لگے کہ تم نے بڑے واقع سے سوال کیا حضور نے یہ فرمایا ہے کہ مسلمان کی لنگی آدھی پٹنی تک ہونا چاہئے اور اس کے نیچے ٹخنوں
تک بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی ٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائیگا
قیامت میں حق تعالیٰ شاء اس کی طرف تظہیر کریں گے (ابوداؤد) اس قسم کی وعیدیں امداد حدیث میں بھی آئی ہیں اسلئے
اسکی طرف خاص طور سے توجہ چاہئے اسکے بالعکس ہمارے اس زمانہ میں خاص طور سے کپڑا نیچے لٹکا جائے۔ فانی اللہ تعالیٰ
(۳) سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لنگی نصف ساق تک رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی بہت نیچے
میرے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی کی۔ (۴) حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پٹنی
کے یا اپنی پٹنی کے گوشت کا حصہ پکڑ کر یہ فرمایا کہ یہ حد ہے لنگی کی اگر تجھے اسپر قناعت نہ ہو تو اس سے کچھ نیچے بھی، اگر اسپر بھی
قناعت نہ ہو تو لنگی کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں لہذا ٹخنوں تک نہیں پہنچا جائے۔ ف۔ ٹخنوں سے نیچے لنگی یا پا جامہ وغیرہ کا لٹکا
حرام ہے۔ لیکن علمائے ضرورت کو اس سے مستثنیٰ کیا کہ اگر کسی شخص کے ٹخنے میں پھنسی ہو جس سے نکھی وغیرہ بیٹھتی ہے تو ایسے
شخص کو اسکی حفاظت کیلئے لنگی یا پا جامہ لٹکا لینا جائز ہے جب تک کہ زخم اچھا ہو۔

لہ اى اقرب الى سلوك التقوى او اوفى للتقوى للبعد عن الكبر والقبلا او للتقوى عن القاذورات ويؤيد الاخر في بعض النسخ اتقى بالنون اى انظف قول
النفى اى اكثر نقاء ۱۲ م لہ طما ريفع اليم والى واليه وسكون اللام المراد برة سودا فيها خطوط بيض ليلبسها الاواب ليست من الشيا بل لها خمره وكذا اولا
ان هنا ثوب منته لا ثوب زينة فلا فيلاد فيه ۱۲ لہ اياس بكسر الحزة وتلفيت الياء ابن سلمة بن عمرو بن الاكوع قلتم منسوب الى صده صحابي معروف شجاع ۱۲
لہ وقال فاعلم عثمان سم قال العاري والمناوى القائل عثمان وتكمل على بعد سلمة وتكرار قال يرمح الاول اء ووقع الغلط في النقل في الطبع الاول ۱۲
ان كذا كان فعول الله عليه وسلم وكذا فعل عثمان مع هذه سنة مستمرة ولم يجد الحديث في السنن ولا المسانيد الا ذكره صاحب كنز العمال عن الشائل هذه والى
الى شبيه بهذا اللفظ بعينه فلم تحقق عندى احد من الاسماعيلين بعد ۱۲ لہ ازاره بكسر او لدسكون لہ لم يبيد الا ازار ۱۲ لہ بدير بنون وذا ل آخره را عن
وقل كبروفى نون بدير بنون تحتية وكسر زاي آخره دلل هو فنى التقرب سلم بن بدير بنون عن ابي قال ابن زيد كوني ۱۲ لہ بعضلة كظوة او مكررة كل عصب ل
لم يكررة والمراد بهنا اللحم لحيته اسفل من الركبة من مؤخر الساق ونظا و ساق كذا بالشك عند المصنف وابن ماجه والظاهر ان ذلك من فعل حذيفة كيف وهو قنصا

النفى عن النون اى اتقى بالنون اى انظف قول
النفى اى اكثر نقاء ۱۲ م لہ طما ريفع اليم والى واليه وسكون اللام المراد برة سودا فيها خطوط بيض ليلبسها الاواب ليست من الشيا بل لها خمره وكذا اولا
ان هنا ثوب منته لا ثوب زينة فلا فيلاد فيه ۱۲ لہ اياس بكسر الحزة وتلفيت الياء ابن سلمة بن عمرو بن الاكوع قلتم منسوب الى صده صحابي معروف شجاع ۱۲
لہ وقال فاعلم عثمان سم قال العاري والمناوى القائل عثمان وتكمل على بعد سلمة وتكرار قال يرمح الاول اء ووقع الغلط في النقل في الطبع الاول ۱۲
ان كذا كان فعول الله عليه وسلم وكذا فعل عثمان مع هذه سنة مستمرة ولم يجد الحديث في السنن ولا المسانيد الا ذكره صاحب كنز العمال عن الشائل هذه والى
الى شبيه بهذا اللفظ بعينه فلم تحقق عندى احد من الاسماعيلين بعد ۱۲ لہ ازاره بكسر او لدسكون لہ لم يبيد الا ازار ۱۲ لہ بدير بنون وذا ل آخره را عن
وقل كبروفى نون بدير بنون تحتية وكسر زاي آخره دلل هو فنى التقرب سلم بن بدير بنون عن ابي قال ابن زيد كوني ۱۲ لہ بعضلة كظوة او مكررة كل عصب ل
لم يكررة والمراد بهنا اللحم لحيته اسفل من الركبة من مؤخر الساق ونظا و ساق كذا بالشك عند المصنف وابن ماجه والظاهر ان ذلك من فعل حذيفة كيف وهو قنصا

باب ماجاء فی مشیة رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثنا قتيبة بن سعيد أنا ابن لهيعة عن أبي يونس عن أبي هريرة قال ما رأيت شيئا أحسن من رسول الله صلی الله علیه وسلم كان الشمس تجري في وجهه وما رأيت أحدا أسرع في مشیة من رسول الله صلی الله علیه وسلم كانا في الأرض نطو له أنا لنجهد أنفسنا وأنه لغير مكترث حدثنا علي بن حجر وغيره واحد قالوا ثنا عيسى بن يونس عن عمر بن عبد الله مولى غفرة ثني إبراهيم بن محمد من ولد علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال كان علي إذا وصف النبي صلی الله علیه وسلم قال إذا مشى تقلع كأنما ينحط في صلب حدثنا سفيان بن وكيع قال أنا أبو عزم المسعودي عن عثمان بن مسلم بن هريرة عن نافع بن جبير بن مطعم عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال كان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا مشى تقلع كأنما ينحط من صلب

باب حضور اقدس صلی الله علیه وسلم کی رفتار کا ذکر

فصل شریف کی روایات میں بھی حضور کی رفتار کا ذکر ہے اس باب میں صرف رفتار کی کیفیت کو مستقلاً بیان کرنا مقصود ہے اس باب میں تین روایتیں مصنف نے ذکر کی ہیں۔ (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا چمک اور روشنی گویا کہ آفتاب آپ ہی کے چہرہ میں چمک رہا ہے میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا زمین گویا پلٹی جاتی تھی کہ ابھی چند منٹ ہوئے یہاں تھے اور ابھی وہاں ہم لوگ آپ کے ساتھ چلنے میں مشقت سے ساتھ ہوتے تھے اور آپ گویا اپنی مہولی رفتار سے چلتے تھے۔ یعنی آپ کی معمولی رفتار کے ساتھ بھی ہم لوگ اہتمام سے ساتھ رہ سکتے تھے۔ (۲) ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آپ کا ذکر فرماتے تو یہ فرماتے کہ جب آپ چلتے تھے تو بہت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے عورتوں کی طرح سے پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ چلنے میں تیزی اور قوت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ اونچائی سے اتر رہے ہیں۔ یہ حدیث پہلے حدیث شریف میں مفصل گزر چکی ہے۔ (۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لیجئے تو کچھ جھک کر چلتے تھے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ یہ مضمون بھی گذشتہ احادیث میں چند جگہ آچکا ہے۔

۱۔ مشیة بالکسر کسر دہ ما یعادہ الانسان من المشی قبل ہئیتہ المشی قال المناوی ۱۳۵۵ ابو یونس العلم ان الکنی ہئوۃ الکنیۃ فی الرجال خمسۃ نفرد المراد ہناک سلیم بن جبیر مولى ابي هريرة ۱۳۵۵ مشیہ جبریان الشمس فی قلبہا جبریان اُس دنورہ فی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم وکس التشبیہ بالانوار وخص الوجہ بالک لانه الذی یظهر الماس لان حسن البدن تلوح لحسنه قال الباقی ۱۳۵۵ بالکسر للبیۃ و فی نسو بلغة المصدر و هو فتح الیم بلانار ای فی کیفیۃ مشیہ قال القاری ۱۳۵۵ اکثر ان الباقیۃ والعمی انہ علیہ السلام غیر سرع بحیث تلوح مشقۃ ۱۳۵۵ غیر واحد منهم احمد بن عبدہ ومحمد بن حسین کما تقدم ذکرہما فی اول الکتاب ہذا الحدیث جزء من فترۃ المصنف فی الوضعین للناسب الترجمة ۱۳۵۵ غفرۃ بضم المجر فسكون فاد تقدم فی اول الکتاب ۱۳۵۵ تقلع بفتح اللام الشدود من قلع أشجاراً فانزعها من صلبها ای شئ بقوة لان تقلع رفع الرجل من الارض بقوة ۱۳۵۵ المسعودی هو عبد الرحمن بن عبد الله بن عقیقۃ بن عبد الله بن مسعود والحدیث تقدم فی الباب الاول من الشمائل بروایۃ ابی نعیم عن المسعودی و ہذا مختصر منہ ۱۳۵۵ بضم الہاء و الیم غیر منصرف ۱۳۵۵

باب ماجاء فی تقیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا یوسف بن عیسیٰ انا وکیع انا الربیع بن صیبر عن یزید بن ابان عن انس ابن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر القناع کان ثوبہ ثوب ذریات

باب ماجاء فی جلستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا عبد بن حمید انا نافع بن مسلم انا عبد اللہ بن حسان عن جدتیہ عن اقلہ بن جحوف

باب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قناع کا ذکر

ف۔ قناع وہ کپڑا کہلاتا ہے جسکو آنحضرت سر مبارک پر عامہ سے نیچے رکھ لیتے تھے تاکہ تیل کی وجہ سے عامہ خراب نہ ہو۔ اسکے سلاخیے اور بھی چند منافع علماء نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس باب میں ایک ہی حدیث ذکر کی گئی۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کپڑا اکثر رکھا کرتے تھے اور حضور کا یہ کپڑا چکنائٹ کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ یعنی جیسا اوس کا کپڑا چکنار ہوتا ہے ایسا ہی یہ کپڑا بھی تیل کی کثرت استعمال سے چکنار ہوتا تھا۔ لیکن اسکے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضور کا یہ کپڑا میلانہ ہوتا تھا نہ حضور کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی نہ کھنسل خون کو چوس سکتا تھا (قاری) علامہ رازی سے مناوی نے نقل کیا ہے کہ مکھی بھی آپ کے کپڑے پر کبھی نہیں بیٹھی۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا ذکر

ف۔ یعنی حضور کے بیٹھنے کی کیا ہیئتیں وارد ہوئی ہیں۔ اس باب میں تین احادیث روایت فرمائی ہیں۔ (۱) قیلہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد (میں کچھ ایسی عاجزانہ صورت) میں گوٹ ماسے بیٹھے دیکھا کہ میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی۔ ف۔ قرصاء کی تصویر میں علماء نے اختلاف کیلئے مشہور قول یہ ہے کہ دونوں رانیں کھڑی کر کے دونوں ہاتھوں ان کا احاطہ کرے اور سر میں پر بیٹھے۔ اسی کو گوٹ مار کر بیٹھنا بھی کہتے ہیں۔ رعب کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ یہ حالت فکر و غم کی تھی۔ اور حضور کو فکر کسی معمولی بات سے ہو نہیں سکتا تھا۔ اسلئے ان کو یہ خوف ہوا کہ مبادا امت پر کوئی عذاب تو نہیں آ رہا اسلئے کہ

لہ التفتیہ معروف و معروفہ الراس بطرف العمامۃ اور مدار العلم من انیکون فوق العمامۃ او تحت الروایۃ البخاری فی الحجۃ انہ علی بیت الی بکرم تقیۃ بشوہ الظاہ انہ کان متخشیاً بہ فوق العمامۃ مستقیماً من الی مکر و المردبہ مہنا ہو القناع القناع علی الراس و ہو بکسر القاف خرقۃ تعلق علی الراس بعدہ جہینہ للامیس اثر الدہن الی القنصۃ فالعمامۃ ثم خطہ بابا مع ان حدیثہ سبق فی باب الترحیل لعلہ للتمہید علیہ خاصۃ لا لعمامۃ صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ قال القاری وقال المناوی کثر کلام الناس فی الطلیسان الی اصل ان قسبان محکم و ہو ثوب طویل و یغنی قریب من الدوام مع کجھل فوق العمامۃ ثم یار طرفہ من تحت الحکم الی ان یحیط بالرقبۃ جسیما ثم یطی طرفاہ علی التکبیر و متورہ ہو ماعد ذلک فیشمل المدور و المثلث و المربع و السدول و ہو ما یرئی طرفاہ من غیر منہا او احدہما و الادلی مندوب اتفاقا و یتا کر صلوۃ و حضور جموع و عید و جمع و الثانی مکروہ بانواع لانہ شعار الی الذمہ و وقع فی اکثر الامادیث التبعیہ بالتطیلس بالتفتیہ عن الطلیسان بالقناع و من ثم قال الی لفظ ابن جریر فی عجیب المصطفیٰ لبیت الصدیق متفقاً ای مطلیسا راسہ ہذا اصل لبس الطلیسان فی علی الراس مع التفتیک الطلیسان و یسی ردایہما ز او علی الاکتاف ہو الرداء الخقیق و یسی طلیسا تا مجازاً اھلہ الریح بن صیبر بالتکبیر فیہا و ہذا الحدیث مکرر تقدم بہذا السید عبیدہ و ہذا المتن شئی من الزیادۃ فی باب الترحیل و حکموا علی الحدیث بالنکارۃ ۱۲ اھلہ قال القاری ای علی ثوب او قناعا لہذا یسر بہ و قال المناوی کان طرق قیصر طرق قیصر بالریح الزبد فانہ وان اقلی القناع

۱۲۔ کہ جس طرح کہ ایک کپڑا کہلاتا ہے جسکو آنحضرت سر مبارک پر عامہ سے نیچے رکھ لیتے تھے تاکہ تیل کی وجہ سے عامہ خراب نہ ہو۔ اسکے سلاخیے اور بھی چند منافع علماء نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس باب میں ایک ہی حدیث ذکر کی گئی۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کپڑا اکثر رکھا کرتے تھے اور حضور کا یہ کپڑا چکنائٹ کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ یعنی جیسا اوس کا کپڑا چکنار ہوتا ہے ایسا ہی یہ کپڑا بھی تیل کی کثرت استعمال سے چکنار ہوتا تھا۔ لیکن اسکے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضور کا یہ کپڑا میلانہ ہوتا تھا نہ حضور کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی نہ کھنسل خون کو چوس سکتا تھا (قاری) علامہ رازی سے مناوی نے نقل کیا ہے کہ مکھی بھی آپ کے کپڑے پر کبھی نہیں بیٹھی۔

مقابلہ القناع و یسی طلیسا تا مجازاً اھلہ الریح بن صیبر بالتکبیر فیہا و ہذا الحدیث مکرر تقدم بہذا السید عبیدہ و ہذا المتن شئی من الزیادۃ فی باب الترحیل و حکموا علی الحدیث بالنکارۃ ۱۲ اھلہ قال القاری ای علی ثوب او قناعا لہذا یسر بہ و قال المناوی کان طرق قیصر طرق قیصر بالریح الزبد فانہ وان اقلی القناع

انہارأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد وهو قاعدٌ اقر فضاء ^{لمن} قالت فلما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتخشح فی الجلسة اعدت من الفرق ^{بفتح فاء وفتح ہاء} حل ثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیر احد ^{بالقار و الرار الفتر من انون ۱۲} قالوا اناسفین عن الزہری عن عباد بن تمیم عن ^{عہ} عہ انہ رأى النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ علی الآخری حل ثنا سلمة بن شبيب ابن انا عبد اللہ بن ابراهیم المدنی انا اسحاق بن محمد الانصاری عن یحیی بن عبد الرحمن بن ابی سعید عن ^{عہ} عہ جد ابی سعید الخدلی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اجلس فی المسجد احتبى بیدیه صلوات اللہ علیہ۔

حضور کو امت کا فکر زیادہ رہتا تھا۔ یہ بظاہر بھی حدیث ہے جو حضور کے لباس کے بارہویں نمبر پر تھوڑی سی گڈر چکی ہو وہاں بھی اسکی طرف تھوڑا سا اشارہ کر دیا تھا اس حدیث میں کچھ حصہ اور بھی ہے جسکو مصنف نے مختصر کر دیا ہے وہ یہ کہ قیلہ کی یہ دہشت کی حالت دیکھ کر حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیسے تو خوف زدہ ہو گئی۔ قیلہ کہتی ہیں کہ میں حضور کی پشت کی طرف تھی حضور نے اوپر توجہ بھی نہیں فرمائی۔ زبان مبارک سے صرف اتنا ارشاد فرمایا کہ اے مسکینہ سکن اختیار کر حضور کا یہ فرمانا تھا کہ جب قدر خوف و دہشت مجھ پر ساری جاتی رہی۔ بعض روایات میں یہ قصہ کسی مرد کے متعلق مذکور ہے جیسا کہ حضور کے لباس کے بیان میں گذر چکا ہے۔ (۲) عباد کے چچا عبد اللہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چپ لیٹے ہوئے دیکھا اسوقت حضور اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ و مسلم شریف کی روایت میں سطح لیٹنے کی مانعت وارد ہوئی ہے۔ علمائے دونوں کے درمیان میں مختلف طریقوں سے جمع فرمایا ہے۔ واضح توجیہ یہ ہے کہ سطح لیٹنے کی دو صورتیں ہیں جو دونوں حدیثوں کا علیحدہ علیحدہ مصداق ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ دونوں پاؤں پھیلا کر ایک قدم دوسرے قدم پر رکھ لے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہ صورت اس حدیث کا مصداق ہے جو شمائل میں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قدم کو دوسرے پاؤں کا گھٹنا کھڑا کر کے اسپر رکھے یہ مسلم شریف کی روایت کا مصداق ہے۔ اس صورت میں مانعت کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں عام طور سے لنگی باندھنے کا دستور تھا لنگی باندھ کر سطح لیٹنے سے شرکھل جانیکا احتمال قوی ہے اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اس جگہ یہ بھی اشکال کرتے ہیں کہ اس حدیث کو بہیئت نشست سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ علمائے اسکی مختلف وجوہ بتلائی ہیں پہل یہ ہے کہ باب میں بیٹھنے سے مراد عام لیا جائے بیٹھنے اور لیٹنے کو۔ اگرچہ لیٹنے کی بعض روایات سونے کے بیان میں لنگی یہ بھی ممکن ہے جو ابن حجر نے لکھی ہے کہ جب اس قسم کا لیٹنا (باوجودیکہ روایت میں اسکی مانعت آئی ہے) مسجد میں جائز ہے تو بیٹھا ہر قسم سے جائز ہوا۔ (۳) ابو سعید خدری

لہ القرضا بضم قات و سکون ہاء و ضم فاء و ضم ہاء و یقصر جلسۃ لم یحبی یقال قرع الہل ما فاشدیر یحت رجلیہ والمراد بہنا ان یقعہ الرجل علی الیتیہ فیلصق فی ذریہ بطنہ ویضع یدہ علی ساقیہ کما یفعل بالشوب و یل ان یجلس علی ركبۃ منکبیا ویلصق بطنہ و یتا بطرفیہ قال القاری ۱۳۱۵ ای من الخوف والفرغ الناشئ من صلاة صلی اللہ علیہ وسلم من عظم الباہتہ والجلالۃ اوسن تو ہم نزول عذاب علی الامۃ اوسن غضب منہ علیہم اولتاسی بلا نذاذ کان من کمال قریرہ من رب غشیہ من جلالہ ما یصیرہ کذلک لغیرہ یحب ان یرعد فرقا قال الدوی ۱۳۱۵ عباد بفتح الموحدة کشاد و عمر ہو عبد اللہ بن زید بن مہم اخو تمیم لایہ اولاد یقال ہو الذی قتل میلہ۔ الکذا ابی عہ قال القاری ای مع نسبہ لآخری ۱۰ ہا و ہا الحدیث فی الصحیحین ہو بظاہر ہمنانی ما وہ سلم من جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یستلقین احدکم ثم یضع احدی رجلیہ علی

تشریح شمائل ترمذی

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَكَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدثنا عباس بن محمد الدوري البغدادي انا اسحاق بن منصور عن اسراييل عن سمالك بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم متكئاً على وسادة على يساره حدثنا حميد بن مسعدة

رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف رکھتے تھے تو گوٹ مار کر تشریف رکھتے تھے و گوٹ مار کر بیٹھنا یہ کہلاتا ہے کہ دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے سر زمین کے بل بیٹھنے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ کر لے بسا اوقات بجائے ہاتھوں کے کپڑا لنگی عمامہ وغیرہ اس طرح پھیلا جاتا ہے کہ کمر اور پنڈلیوں پر لیٹ جائے۔ یہ ہیئت تواضع اور مسکنت کی نشست ہے اسلئے حضور بھی اکثر ایسے ہی تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی لیکن مقصود نہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسلئے اب ابوداؤد کی اس روایت سے کچھ خلاف نہیں رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں چارزانو تشریف رکھتے تھے۔ ایسے ہی اور ان مختلف احادیث سے بھی خلاف نہیں رہا جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اس طرح بیٹھنے میں علاوہ تواضع اور انکسار کے راحت بھی ہے اس لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ گوٹ مار کر بیٹھنا عرب کی دیواریں ہیں یعنی جنگل میں چونکہ دیواریں نہیں ہوتیں جس سے سہارا ہو سکے اسلئے یہ قائم مقام دیوار کے برابر اوقات بجائے ہاتھوں کے کپڑا لیٹ لیا جاتا ہے جو مزید راحت کا سبب ہوتا ہے۔

بَابُ حُضُورِ أَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمِيَةٍ كَاذِرٍ

ف مصنف نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) جابر بن سمرة فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔ ف تکیہ دائیں اور بائیں دونوں جانب میں جائز ہے حدیث میں بائیں جانب کا لفظ کسی تخصیص کی وجہ سے نہیں اتفاقی امر ہے لیکن قواعد محدثین کے لحاظ سے بائیں کا لفظ یہاں مشہور روایات میں نہیں ہے اس لئے امام ترمذی نے باب کے ختم پر اس لفظ پر کلام کیلئے۔

لے تکاة بنم اول كلمة ما تكاء عليه من وسادة وغيره اصلها وكاة بدلت الواو ماؤ والمراد هنا ما اعد لذلك فخرج الانسان منه فاذا انكى عليه لاسي كاة ولا ترجم المصنف لها بباين فرقا بينها وقدم هذا لانه من في النكار او اما النكار على الانسان فعارض وقيل والاوجه عندى ان هذه الترجمة تعم التكاة والاعمال عليها وعرض الترجمة الاية حراز النكار على الانسان فاصفة فلا يشككل بل روایات الواردة فيها ۱۲ لے الدورى بنعم الملهة قال شرح الشامل مجلة ببخدا و اقرت من قرا وقال صاحب المعنى قرية بجراق ۱۲ لے اى حال كونها موضوعة على جانب الاليسر وهو بيان الواقع لا للتقييد فحوز النكار على الوسادة بينا و سارا وسيشرح المصنف بان زيادة على يساره انفردها استحق قال القارى والمناوى كذا مع ذلك مجمع به ۱۳ بقیة حاشیہ

ولباس بذلك لعدم الاكتشاف حيث ان ان يعصب احدها ويضع الاخرى على الكتبة النعمية وهو محمل انہی قال السقلاى والى اولى من ادعاء النسخ لانه لا يعار الى الاحتمال وكذا العقول بان الجواز من الخاص لانه لا يثبت بالاحتمال ولان بعض الصحابة كانوا يفعلون ذلك بعدة صلى الله عليه وسلم ولم يكره عليهم اده مخمراً

قال النادى وجمع بان الجواز من الاكتشاف كالمقتول والنهى لمن لم يامن كالمتردد وانما اطلق النہی لان الغالب منهم الاترار وبذا الجمع اولى كما للمحافظة بن جبر من ادعاء النسخ واما قول العصام ان كان لمرض النائم ان عرف ذلك ولم يرداه ۱۲ لے شبيب بفتح المعج وكسر المودة الاولى كطبيب ۱۲ لے ربيع برأه مجلة فموضوعة خارجة مصنف به ۱۲ لے احتج لايمان العصام وروى النہی عن الاعتبار يوم الجمعة والامام يخطب لان النہی يوجب النوم والافاض الى انتفاض الوضوء او على احدث الاحتياط كمال اليه اطلق وى فهذا محمول على غير انتظار الصلوة بل محمول على بعض الاوقات لما فى ابى برواية جابر انه كان اذا صلى الفجر جلس مترجعا وكذا في روايات اخرى فهذا محمول على اختلاف الاوقات والتوسع ۱۲ لے كذا فى بعض النسخ

ابو بکر بن الفضل انا الجری انا عبد الرحمن بن ابی بکر عن ابيہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا احد تکلم بالکبر الا کبار قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الاشرار باللہ وعقوب الوالدین قال وجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا قال وشهادة الزور اقول الزور قال فما زال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لها حتی قلنا لیتہ سکت حل ثنا قتیبہ بن سعید ثنا شریک عن علی بن ارقم

(۲) ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ بتاؤں صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں حضور نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور اللہ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ راوی کو شک ہو کہ ان دونوں میں سے کون سی بات فرمائی تھی۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز پر نیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ اور جھوٹ کا ذکر فرماتے وقت اہتمام کی وجہ سے بیٹھ گئے اور بار بار فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم لوگ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش اب حضور سکوت فرماویں بار بار ارشاد فرمائیں حضور کے بار بار ارشاد فرمانے پر سکوت کی تمنا یا تو اس عشق و محبت کی وجہ سے ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین کو حضور کے ساتھ تھی کہ حضور کو بار بار فرمانے پر تعب ہوگا اور ہم لوگوں کیلئے ایک بار فرمانا بھی کافی ہے اور ممکن ہو اس خوف سے ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ناراضی اور غصہ کے آثار ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس خطرہ سے ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لفظ ایسا ارشاد فرمائیں کہ جو امت کیلئے باعث خسران بن جائے جن لوگوں کو کسی دینی یا دنیاوی دربار کی حاضری میسر ہوتی ہے وہ اس حالت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اور حضور کا بار بار ارشاد فرمانا شدت اہتمام کی وجہ سے تھا کہ جھوٹ کی وجہ سے آدمی زینا، قتل وغیرہ بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے حضور کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کے منہ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں حضور کا ارشاد ہے کہ مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کہ جھوٹ ایمان سے دور رہتا ہے۔ (اعتماد) اس حدیث شریف میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے۔ شریعت میں گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک صغیرہ کہلاتے ہیں جو وضو نماز روزہ حج وغیرہ سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ دوسرے کبیرہ گناہ یعنی بڑے سخت گناہ کہلاتے ہیں جن کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہیں ہوتے البتہ حق تعالیٰ شائے کسی کی رعایت فرما کر اپنے فضل سے معاف فرمادیں تو یہ امر آخر ہے مگر ایکنی چیز یہی ہے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کبیرہ گناہ کتنے ہیں علمائے مستقل تصانیف ان میں تخریر فرمائی ہیں۔ علامہ ذہبی کی ایک کتاب میں مضمون مستقل ہے

الاجری فیہ المجمع وفتح الراد الاو لی فتحیہ ساکنہ ہو سعید بن ایاس الجری ۱۲۵ ھ ۱۳۵ ھ ابو بکر یفیع ابن الحارث صحابی مشہور ۱۳۵ ھ اکبر الکبار

الاجری فیہ المجمع وفتح الراد الاو لی فتحیہ ساکنہ ہو سعید بن ایاس الجری ۱۲۵ ھ ۱۳۵ ھ ابو بکر یفیع ابن الحارث صحابی مشہور ۱۳۵ ھ اکبر الکبار است شکل بان اکبر الکبار لایکون الا واحدا فکیف عدد ہینا بضعوا وجیب باجوبہ شتی منها ان المراد من حصیہ ہی اکبر الکبار وقل ان الموصوف اذا کان متعدد اکان المعنی متعددا من الکبار کل منہ اکبر من جیس ماعد ذلک المتعدد وقل یقصد بالاکبر الزیادۃ علی ما ضیفت الیہ لا الزیادۃ المطلقۃ کما بین فی مضمون قالہ الصدوق واخلطوا ایضاً فی معنی الکبیرۃ علی اقوال کثیرۃ محالہا المطولات سیما شرح البخاری ۱۲۵ ھ ای قبل المجلس والجد علی وہو یشر بانہ اہتم بذلک حتی جلس وبسبب الایہام کون الزور اسهل وقوما علی الناس والتباون بہ اکثر فان الاشرار کثیرۃ عنہ الطبع لیسیم والحوال علی الزور کثیرۃ کالعدادۃ والمسدۃ غیر ہما فاصح الی الایہام بہ وہو شکل علی الحدیث بان الوارد فیہ الاحکام لا النکاح فکان المناسب للباب فی وقعی ما قبل فی دفعہ اد یستلزم النکاح وہو ما فیہ کما قالہ الشرح ولا یجمل علی عموم الترمذی کی تقدم ۱۲۵ ھ او قول الزور شک من الراوی وروایۃ البخاری بدون الشک بلفظ ..

جس میں چار سو کبیرہ گناہ گنوائے ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی نے بھی دو جلدوں میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جو مصر میں چھپ گئی اوس میں نماز روزہ حج زکوٰۃ معاملات وغیرہ ہر باب کے کبیرہ گناہ مستقل گنوائے ہیں اور کل مجموعہ چار سو ستر گناہ مفصل شمار کرائے ہیں۔ ملا علی قاری نے شرح شمائل میں مشہور کبار کو گنوائے جو حسب ذیل ہیں:-

آدمی کا قتل کرنا۔ زنا کرنا۔ افلام بازی۔ شراب پینا۔ چوری کرنا۔ کسی کو تہمت لگانا۔ سچی گواہی کا چھپانا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ کسی کا مال چھین لینا۔ بلا عذر کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ سودی معاملہ کرنا۔ یتیم کا مال کھانا۔ رشوت لینا۔ اصول یعنی والدین وغیرہ کی نافرمانی کرنا۔ قطع رحمی کرنا۔ جھوٹی حدیث بیان کرنا۔ رمضان کا روزہ توڑ دینا۔ تاپ تول میں کمی کرنا۔ فرض نماز کو وقت سے آگے پیچھے پڑھنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ مسلمان کو یا کسی کافر کو جس سے معاہدہ ہونا حق مارنا۔ کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرنا۔ غیبت کرنا۔ بالخصوص کسی عالم کی یا حافظ قرآن کی۔ کسی ظالم سے چغلی کھانا۔ دیوث پن کرنا یعنی اپنی بیوی بیٹی وغیرہ کے ساتھ کسی کے فحش تعلق کو گوارا کرنا۔ قرم سازی یعنی بھڑوا پن کرنا کہ اجنبی مرد و عورت یا اس قسم کے دوسری ناجائز تعلقات میں سہمی کرنا۔ آمر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینا یعنی نیک کا حکم اور بری باتوں سے روکنے کو باوجود قدرت کے چھوڑ دینا۔ جادو کا سیکھنا یا سکھانا۔ کسی پر جادو کرنا۔ قرآن پاک پڑھ کر بھلا دینا۔ بلا مجبوری کسی جاندار کو جھلانا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہونا۔ اور اس کے عذاب سے نہ ڈرنا۔ عورت کا خاوند کی نافرمانی کرنا اس کی خواہش پر بلا وجہ انکار کرنا۔ چغلی کھانا۔ ملا علی قاری نے مثال کے طور پر ان کو نقل کیا ہے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے شروع میں کبار کا مستقل باب ہے اس میں بھی ان کو اور اس قسم کے اور چند گناہوں کو گنوائے اس میں لکھا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک خواہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کہے یا عبادت میں یا اس سے استعانت حاصل کرنے میں یا علم میں یا قدرت میں یا تصرف میں یا پیدا کرنے میں یا پھارنے میں یا کہنے میں یا نام رکھنے میں یا ذبح کرنے میں یا نذر ماننے میں یا لوگوں کے اسکی طرف امور موپنر میں یعنی جیسے اللہ جل شانہ کے سب کام سپرد ہیں اسی طرح اور کو بھی جانے۔ نیز امور ذیل بھی اس میں ذکر کئے ہیں:-

گناہ پراہر کی نیت رکھنا۔ شہ کی چیز پینا۔ اپنے محرموں سے نکاح کرنا جو اکیلنا۔ کفار سے دوستی کرنا۔ باوجود قدرت کے جہاد نہ کرنا۔ مردار کا گوشت کھانا۔ بخمی اور کافران کی تصدیق کرنا۔ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کو برا کہنا یا ان کا انکار کرنا۔ صحابہ کرام کو برا کہنا۔ بیوی اور خاوند میں لڑائی ڈلوانا۔ اسراف کرنا۔ فساد کرنا۔ کسی کے سامنے ننگا ہونا (یعنی بیوی کے علاوہ) نخل کرنا۔ پیشاب اور منی سے پاک نہ کرنا یعنی اگر لگ جائے تو نہ دھونا۔ تقدیر کو جھٹلانا۔ تکبر کی وجہ سے پانچ ٹخنوں سے نیچے کرنا۔ نوحہ کرنا۔ برا طریقہ ایجاد کرنا۔ محسن کی ناشکری کرنا۔ کسی مسلمان کو کافر کہنا۔ حائفہ سے صحبت کرنا۔ غلہ کی گرانی سے خوش ہونا۔ جانور سے بدغلی کرنا۔ امرو کو شہوت سے دیکھنا۔ کسی کے گھر میں جھانکنا۔ عالموں اور عاقلوں کی حقارت کرنا۔ اگر ایک سے زیادہ بیبیاں ہوں تو ان کے درمیان مساوات نہ کرنا۔ امیر سے عہد شکنی کرنا وغیرہ بتائے ہیں۔ ان کبار میں بھی درجات ہیں اسی وجہ سے حدیث بالا میں کبار کے بڑے گناہ فرمایا گیا ہے اور مختلف احادیث میں موقع کے مناسب مختلف قسم کے گناہوں کا ذکر فرمایا ہے علماء نے لکھا ہے کہ اصرار کرنے سے صغیر گناہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے اور توبہ سے عفو

عن ابى جحيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ان افلا اكل متكئا حل ثنا محمد بن بشار حدثنا
عبد الرحمن بن مهدي اناسقا عن علي بن الاقمر قال سمعت ابا جحيفة يقول قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا اكل متكئا حل ثنا يوسف بن عيسى ثنا وكيع عن سفيان بن عيينة عن جابر بن سمرة قال رايت
النبي صلى الله عليه وسلم متكئا على وسادة قال ابو عيسى لم يذكر وكيع على يساره هكذا روى غير واحد عن
اسرائيل مخور رواية وكيع ولا نعلم احدا روى فيه على يساره الا ما روى اسحاق بن منصور عن اسرائيل -

بَابُ مَا جَاءَ فِي اتِّكَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن بن عاصم بن عاصم بن حميد عن أنس رضي الله عنه

کرنے سے کبیرہ گناہ بھی باقی نہیں رہتا معاف ہو جاتا ہے۔ اور تو بسکی حقیقت یہ ہو کہ دل سے اس فعل پر واقعی ندامت ہو اور
آئندہ کو اس گناہ کے نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو کہ اب کبھی نہ کروں گا چاہے اسکے بعد کسی دوسرے وقت وہ پھر سرزد ہی ہو جائے۔
اس سے وہ پہلی توبہ زائل نہیں ہوتی۔ توبہ کے وقت یہ پختہ ارادہ ہونا چاہیے کہ پھر کبھی نہیں کروں گا۔ (۴۹۳) ابو حنیفہؒ
کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں تو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ **ف** اسلئے کہ یہ صورت تواضع کے خلاف ہونے کے علاوہ
بہت کھانا کھانے کی طرف منجر ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ بھی بڑھ جاتا ہے اور سرعت مفہم بھی حاصل نہیں ہوتا
اپنا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے ارشاد فرمایا تاکہ اس کا اتباع کیا جاوے۔ علمائے لکھا ہے کہ ٹیک لگانے کی چار صورتیں
ہیں اور چاروں اس میں داخل ہیں اول یہ کہ دائیں یا بائیں پہلو کو دیوار یا تکیہ وغیرہ پر سہارا لگائے۔ دوسرے یہ کہ تحصیل سے
زمین پر سہارا لگائے۔ تیسرے یہ کہ چوڑا نو یعنی چوکڑی مار کر کسی گدے وغیرہ پر بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ کمر گاؤ تکیہ یا دیوار سے لگائے کہ
یہ سب ہی صورتیں بفرق مراتب ٹیک میں داخل ہیں۔ (۵۰) جابر بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیہ
ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ **ف** یہ وہی حدیث ہے جو باب کے شروع میں گزری تھی مصنف کو اس پر کلام کرنی مقصود تھی اسلئے مکرر ذکر فرمایا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ کے علاوہ کسی اور چیز پر ٹیک لگانے کا ذکر

ف تکمیکہ کا ذکر پہلے باب میں گزر چکا ہے۔ اسکے علاوہ حضور کا آدمیوں پر بیماری کی حالت میں سہارا اور ٹیک لگانا بھی ثابت ہے، بظاہر اسی لئے مصنف نے اس باب کو مستقل ذکر کیا۔ اس باب میں دو روایتیں ہیں۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

له إلى حفيظ بضم الحيم ونفع الحاء المهملة اسمه وسمي بن عبد الله صبا في صغيره توفي النبي صلى الله عليه وسلم وهو لم يبلغ ١٢ م ٥٥ ما اناخ اما بهنا لمجد التاكيد قال القاري
 بسبب هذا الحديث قصته الاخرى المذكور في حديث عبد الله بن بسر عن ابن ماجة قال اهدت للنبي صلى الله عليه وسلم شاة فبقي على ركبتيه باكل فقال الاخرى ما به فجلس
 قال صلى الله عليه وسلم ان الله جلاني عبدا كريهولم يحلني جبارا عنيد ٥٥٥٥ بفتح يميم وسكون هاء آخره ياء مشددة ٥٥٥٥ سفين هو الثوري ولعل المصنف ذكر هذا
 السند لتقوية الرواية فلان شريكاً سيئ الحفظ عندهم ١٢ ٥٥ قال ابو يعلى المنهض المصان زيادة لفظ عن يساره غريب تفرد به اسحاق بن منصور المتقدم رواية
 في اول الباب كذا تكلم المصنف على هذه الزيادة في جامة ٢ ٥٥٥٥ اكاء وقال بعض الشراح ان الغرض من الباب لسابق بيان كتمته عليه السلام وفي هذا بيان الامكان
 المصدرة الفرق بينهما بالمعنى المصدري وبيان ما انتهى إليه لذا قالوا البعض الروايات المتقدمة في الترجمة السابقة الاولى ذكره في الباب الثاني والاول عنده
 في بيان الفرق في الماتر جتين لان في الاول كان ذكر الوسادة الحروف المسم من بيانها وبيان الامكان عليها وفي هذه الترجمة بيان الاستناد على غير الوسادة من
 الانسان وغيره بل يظهر من ملاحظة الروايات ان الغرض بهنا الامكان على الانسان فامته فكراته الانسان يومهم عدم جواز الامكان عليه ولذا افرده في الباب فاقابل

ثم رأيت القاري وغيره مالوا الى قريب من ذاك التوجيه فلما لم يجدوا التمسك ١٢ شكوا واختلفوا في الحديث على حماد بن سلمة فخرجوا حماد بن سلمة برواية عبد الله بن محمد

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان شاکلاً فخرج یتوکأ علی اسامۃ وعلیہ ثوب قطری قد توشیح بہ فصلی بہم

ای جلد کا لٹل ۱۲

حد ثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن انا محمد بن المبارک ثنا عطاء بن مسلم الخفاف الحلبی انا جعفر بن

برقان عن عطاء بن ابی رباح عن الفضل بن عباس قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرض

کشتان ۳

الذی توفی فیہ علی راسہ عصا بة صفراء فسلمت فقال یا فضل قلت لیک یا رسول اللہ قال انشد بہم ذہ

العصا بة راسی قال ففعلت ثم قعد فوضع کفہ علی منکبہ ثم قام ودخل فی المسجد و فی الحدیث قصۃ

اور ہم اس پر ہاتھ رکھا اور ہم اس پر ہاتھ رکھا اور ہم اس پر ہاتھ رکھا

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت نامساوی تھی اسلئے حجرہ شریفہ سے حضرت اسامہ پر ہمارے گئے ہوئے تشریف لائے اور صحابہ کرام کو نماز

پڑھائی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک مینی منتش چادر میں پٹے ہوئے تھے۔ یہ حدیث حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے لباس کے بیان میں نمبر ۱ پر گزر چکی ہے۔ (۲) فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں آپ کے مرض الوفا کی حالت میں حاضر ہوا حضور اقدس کے سر مبارک پر اس وقت زرد پٹی بندھ رہی تھی میں نے سلام

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے فضل اس پٹی سے میرے سر کو خوب زور سے بائدھ دو پس میں نے

تعمیل ارشاد کی پھر حضور بیٹھے اور میرے ہونٹے پر ٹیک لگا کر کہتے ہوئے اور مسجد کو تشریف لگے۔ اس حدیث میں مفصل قصہ ہے۔

ف حضور نے سر مبارک کو درد کی وجہ سے پٹی باندھ رکھی تھی بعض علمائے بجا نے پٹی کے عمامہ کا ترجمہ کیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کا مختلف رنگ کے عمامے باندھنا ثابت کیا ہے بخلاف ان کے زرد عمامہ کا اس حدیث سے کیا ہے۔ امام ترمذی نے جس قصہ

کی طرف اشارہ کیا ہے مجمع الزوائد میں یہ مفصل مذکور ہے حضرت فضل فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضور کو

بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے میں نے حضور کا ہاتھ پکڑا حضور مسجد میں تشریف لگے

اور نمبر ۱ پر پٹے کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دیکر جمع کر لو۔ میں لوگوں کو اکٹھا کر لایا حضور نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا

یرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جائے گا زمانہ قریب آگیا ہے اسلئے جس کی کمر میں نے مارا ہو میری کمزور ہے بدلے لے لے اور جس کی

آبرو پر میں نے کوئی حملہ کیا ہو میری آبرو سے بدلے لے جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو وہ مال سے بدلے لے۔ کوئی شخص یہ شبہ

نہ کرے کہ مجھے (بدلے لینے سے) رسول اللہ کے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا میری طبیعت پر نہ میرے کمزوروں سے

خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہ کے یہاں بشارت نفس کے

ساتھ جاؤں گا۔ اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دیتے پر کفایت کرنا نہیں چاہتا پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ اسکے بعد

نمبر ۱ آئے۔ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر نمبر ۲ پر تشریف لگے اور وہی اعلان فرمایا نیز بغض کے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا۔

لہ شاکہ ای رضی اللہ عنہما کان مرض وفاته علیہ الصلوۃ والسلام والحدیث تقدم فی اللباس بروایۃ محمد بن الفضل عن حماد عن حبیب بن الشہید عن الحسن بن الحسن

بن الحسن ۲۱۱۱ الخفاف بتشدید الفاء الاولی صانع الخفاف وابیہ قال القاری وجزیر السعائی فی انسابہ بالاول کان ربطا صاعا لہ فوفی کتبہ فکان یحدث بالخط فیتوحم کثیرا ۱۲۱۱۱ بکسر العین الہملا ای خرقہ و ثمانۃ قال القاری لکن قولہ الانی انشد لہا راسی یوید الاول بل یعید قال النواوی وہو غیر ضعیف اذا التہمتہ بنیۃ

الراس کما لا یکنی احد قلت ویوید الاول مافی النواہب بروایۃ الدارمی عن ابی سعید قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن فی المسجد وہو مصوب لراس

خرقۃ الحدیث قال الزرقانی ری عن اصل المصدر ۱۲۱۱۱ ذکر ہا فی مجمع الزوائد عن الفضل بن عباس قال جاء فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمررت الیہ فوجدتہ علی

عمر عو کا قد عصب راسہ فمد یدہ ۱۲۱۱۱ فافدت یدہ حتی اتتہ الی النبر الحدیث رواہ الطبرانی فی الکبیر والاصططہ ابوالحلی بنحوہ وقال فی آخرہ فقام علی

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَكْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ ابْنِ لُكَيْبٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ
 أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبِقُ أَصَابِعَهُ ثَلَاثًا ^{بِثَمِينَةٍ} قَالَ أَبُو عِيْسَى وَرَوَى غَيْرُ مُحَمَّدَ بْنَ بَشَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ
 كَانَ يَلْبِقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلَالُ ثنا عَفَّانُ ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ
 قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَبِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ زَيْدٍ لَصَدَّقَ
 الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ يَعْنِي الْحَضْرَمِيُّ أَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْصَرِ

بَابُ حُضُورِ أَقْدَسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَأْتَا نَوَلِ فَرَمَانِيكَ طَرِيقِهِ

وَفِي عَيْنِ كَمَا نَأْتَا نَوَلِ فَرَمَانِيكَ كَيْفَ بَعْضُ آدَابِ كَابِيَانِ. اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں (۱) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے کھانے کے بعد تھوٹے پھل انگلیاں چاٹ لینا مستحب ہے البتہ
 اس آیت کی بنا پر بعض کچھ دیکھتے ہیں کہ تین مرتبہ نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مردہ ہے جیسا کہ دوسری روایت میں آتا ہے چنانچہ
 اسی باب میں خود کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہی کی روایت آگے آ رہی ہے لیکن بعض شراح حدیث نے فرمایا ہے کہ یہ مستقل آداب ہے کہ تین
 مرتبہ چٹنے سے بالکل صفائی ہو جاتی ہے اور تین انگلیاں جو دوسری روایت میں کہ رہا ہے وہ مستقل آداب ہے (۲) حضرت انس رضی اللہ
 عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے حضور
 کی عادت شریفہ تین ہی انگلیوں سے کھانا نوش فرمانے کی تھی۔ اگرچہ بعض روایات سے پانچوں انگلیوں سے کھانا بھی معلوم ہوتا
 ہے لیکن تین انگلیاں جن میں انگوٹھ مسجد اور وسطی ہے اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ تین انگلیوں سے کھانے کی مصلحت لقمہ
 کا چھوٹا ہونا ہے تاکہ زیادہ مقدار میں نہ کھایا جائے۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ ان احادیث سے تین انگلیوں سے کھانے کا احتیاج
 معلوم ہوتا ہے لہذا چوتھی یا پانچویں انگلی بلا ضرورت نہ شامل کرے البتہ اگر ضرورت ہو یعنی کوئی ایسی چیز ہو جسکو تین انگلیوں سے
 کھانے میں دقت ہو تو مضائقہ نہیں ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ پانچوں انگلیوں سے کھانا حریصوں کی علامت ہے اور
 نغمہ کے بڑا ہونے کی وجہ سے بسا اوقات فم معدہ پر بوجھ اور حلق میں اٹک جانے کا سبب بھی ہو جاتا ہے۔

لَمْ يَكُنْ يَلْبِقُ أَصَابِعَهُ إِلَّا بِثَمِينَةٍ وَفِي الْمَنَاحِ وَقِيلَ الْأَصْلُ إِذْ خَالَ شَيْءٌ مِنَ الْغَلْمِ إِلَى الْبَطْنِ وَفِي الْقَصْدِ الْأَمْتِدَارُ وَالْأَوَّلُ ۱۳۵ هـ
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَوَّابِ فِي بَعْضِ نَسَخِ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَبُوسَ الْكَاتِبِ قَالَ الْقَارِي قُلْتُ وَلَيْسَ فِي الرَّوَاةِ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ فَبُيِّنَ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ
 الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْتٍ الرَّزَمِيُّ ۱۳۵ هـ ابْنُ لُكَيْبٍ اخْتَلَفَ فِي اسْمِ فَقِيلَ عَبْدُ اللَّهِ وَقِيلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ الْقَارِي جَاءَ فِي رَوَايَةٍ بِالشَّكِّ فِيهَا قَالَ مِيرُكَ وَالصَّوَابُ عَبْدُ اللَّهِ
 قُلْتُ وَجَزَمَ شَيْخُنَا فِي الْبَيْدَلِ بَأَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَرَوَايَةُ الشَّكِّ أَخْرَجَهَا مُسْلِمٌ بِطَرِيقَيْنِ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَفِرُّ الشَّكُّ فِي الرَّوَايَةِ إِذَا كَانَ بَيْنَ الثَّقَاتَيْنِ فَإِنَّ ابْنَ لُكَيْبٍ هَذَا ثَقَاتٌ
 أَهْلُ قُلْتُ وَأَخْرَجَهَا مُسْلِمٌ بِطَرِيقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ۱۳۵ هـ قَالَ أَبُو عِيْسَى الْفَعْلُ غَرَضُ الصَّنْعِ بَيَانُ أَنَّ لَفْظَ يَلْبِقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ مَحْفُوظٌ دُونَ أَصَابِعِهِ ثَلَاثًا وَلِذَا أُيِّدَ بِرَوَايَةِ
 أَنَسٍ الْأَيْمَةِ وَسَيَّاقِي رَوَايَةِ نُسْرَانَ بْنِ بَشَّارٍ قَرِيبًا قَالَ الْقَارِي الظَّاهِرُ مَا قَالَ مِيرُكَ مِنْ أَنَّ التَّقْدِيرَ ثَلَاثًا مِنَ الْأَصَابِعِ لِيُؤْتِيَ رَوَايَةَ أَصَابِعِهِ الثَّلَاثَ وَمِنْ جَعْلِ قِيْدَا
 يَلْبِقُ وَزَعَمَ أَنَّ مَعَاهِدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْ أَصَابِعِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ أَبْعَدَ مِنَ الْمَرَامِ فَإِنَّ لَمْ يَأْتِ التَّصَرُّحُ فِي رَوَايَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِقَ أَصَابِعَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَدَفَعَ
 التَّصَرُّحَ بِثَلَاثٍ أَصَابِعِهِ الثَّلَاثَ فِي كَثَرِ الْمَرَّاتِ ۱۳۵ هـ يَزِيدُ بِالْيَاوَنِيِّ لَوْلَا فِي بَعْضِ نَسَخِ بَدُونِ الْيَاوَنِيِّ لَمْ يَزِدْ سَبُوسَ النَّاسِخَ وَالْقَارِي وَالْعَدَاوِيُّ بَعْضُ

الْعَادَةِ الْمَعْلُومَةِ نَسَبًا إِلَى عَدَاوٍ بِالْمَدَامِ قَبِيلَةٍ ۱۳۵ هـ نَسَبًا إِلَى حَضْرَمَوْتٍ قَبِيلَةٍ بِالْمِنْ وَبَعْضُ بَدُونِ الْقَارِي وَالْمَعْرُوفَةُ ۱۳۵ هـ

عن ابی جحیفہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما ان افلا اکل متکئا حدثننا محمد بن بشیر ثنا عبد الرحمن بن مہدی
 ثنا سفین عن علی بن الاقرح وہ حدثننا ہرق بن اسحاق الهمدانی ثنا عبد بن سلیمان عن ہشام بن
 عروہ عن ابن کعب بن مالک عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کل با صابعہ الثلاث یلعقہن
 حدثننا احمد بن منیع ثنا الفضل بن کین ثنا مصعب بن سلیم قال سمعت انس بن مالک
 یقول انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتمر فرأیتہ یا کل وهو مقع من الجوع

(۳۳) ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ یہ حدیث ایک
 باب پہلے گزر چکی ہے۔ (۳۴) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تشریف تین انگلیوں
 کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو پاٹ بھی لیا کرتے تھے بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے
 بعد شہادت کی انگلی اسکے بعد انگوٹھا یہی تین انگلیاں تھیں جن سے کھانا تناول فرمانے کا معمول میرے آقا کا تھا۔ اس ترتیب میں
 بھی طہرانے متعدد مصالیح بیان فرمائے ہیں ایک یہ کہ انگلیاں چلنے کا دور اس طرح دائیں کو چلتا ہے کہ شہادت کی انگلی درمیانی
 انگلی کے دائیں جانب واقع ہوگی دوسرے یہ کہ بیچ کی انگلی لائیں ہونے کی وجہ سے زیادہ ملوث ہوتی ہے اسلئے بھی اس سے ابتدا کرنا
 خطاب کیلئے ہیں کہ بعض بیوقوف انگلیاں چلنے کو ناپسند اور قبیح سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو اتنی عقل نہیں کہ انگلیوں پر جو کھانا لگا ہوا ہے
 وہی تو جو جانی دیر سے کھایا جا رہا تھا اسی میں کیا نئی چیز ہوگی۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے فضل کو قبیح سمجھے تو اسکے متعلق کلام کجا
 ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کو قباحت کی طرف منسوب کر نیسے اندیشہ کفر ہے (جامع الوسائل) درحقیقت ایسے امور میں
 کو بڑا دخل ہوتا ہے جو حکومادت ہوتی ہے ان کو اتفات بھی نہیں ہوتا اسلئے اگر کسی کو کراہت طبعی اپنے اس فعل سے ہو بھی تب بھی عادت کی
 کوشش کرنا چاہئے۔ بندہ جب حجاز گیا تھا تو وہاں کے بعض جبابغ جو ہندوستان بھی نہیں آئے تھے مجھ سے نہایت ہی تعجب اور بڑی حرکت
 یہ پوچھا تھا ہم نے سنا ہے کہ ہندوستان میں کوئی پھل آم کہلاتا ہے اسکے متعلق ایسی گندی بات سنی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اسکو منہ میں لیکر چوسا
 جاتا ہے پھر باہر نکالا جاتا ہے پھر اسکو منہ میں لیکر چوسا جاتا ہے پھر اسکو نکال کر دیکھتے ہیں پھر منہ میں لے لیتے ہیں، عرض اس انداز سے وہ
 گھناوت سے تعبیر کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو اس تذکرے سے ہو جائیگی۔ لیکن کسی ہندی کو کراہت کا خیال بھی
 نہیں آتا۔ ایک ایسی پر کیا موقوف ہو فیہرینی کا چھو سا لائنہ میں لیلیا جاتا ہے پھر اسی لحاظ کے بھرے ہوئے کور کالی میں ڈال دیا جاتا ہے پھر دوبارہ
 اور سے بارہ ای طرح اور سیکڑوں مناظر ہیں کہ ان کے عادی ہونے کی وجہ سے کراہت کا وہ ہمہ بھی نہیں ہوتا۔ (۵) انس بن مالک رضی اللہ

ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ یہ حدیث ایک باب پہلے گزر چکی ہے۔ (۳۴) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تشریف تین انگلیوں کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو پاٹ بھی لیا کرتے تھے بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی اسکے بعد انگوٹھا یہی تین انگلیاں تھیں جن سے کھانا تناول فرمانے کا معمول میرے آقا کا تھا۔ اس ترتیب میں بھی طہرانے متعدد مصالیح بیان فرمائے ہیں ایک یہ کہ انگلیاں چلنے کا دور اس طرح دائیں کو چلتا ہے کہ شہادت کی انگلی درمیانی انگلی کے دائیں جانب واقع ہوگی دوسرے یہ کہ بیچ کی انگلی لائیں ہونے کی وجہ سے زیادہ ملوث ہوتی ہے اسلئے بھی اس سے ابتدا کرنا خطاب کیلئے ہیں کہ بعض بیوقوف انگلیاں چلنے کو ناپسند اور قبیح سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو اتنی عقل نہیں کہ انگلیوں پر جو کھانا لگا ہوا ہے وہی تو جو جانی دیر سے کھایا جا رہا تھا اسی میں کیا نئی چیز ہوگی۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے فضل کو قبیح سمجھے تو اسکے متعلق کلام کجا ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل کو قباحت کی طرف منسوب کر نیسے اندیشہ کفر ہے (جامع الوسائل) درحقیقت ایسے امور میں کو بڑا دخل ہوتا ہے جو حکومادت ہوتی ہے ان کو اتفات بھی نہیں ہوتا اسلئے اگر کسی کو کراہت طبعی اپنے اس فعل سے ہو بھی تب بھی عادت کی کوشش کرنا چاہئے۔ بندہ جب حجاز گیا تھا تو وہاں کے بعض جبابغ جو ہندوستان بھی نہیں آئے تھے مجھ سے نہایت ہی تعجب اور بڑی حرکت یہ پوچھا تھا ہم نے سنا ہے کہ ہندوستان میں کوئی پھل آم کہلاتا ہے اسکے متعلق ایسی گندی بات سنی ہے کہ حیرت ہوتی ہے اسکو منہ میں لیکر چوسا جاتا ہے پھر باہر نکالا جاتا ہے پھر اسکو منہ میں لیکر چوسا جاتا ہے پھر اسکو نکال کر دیکھتے ہیں پھر منہ میں لے لیتے ہیں، عرض اس انداز سے وہ گھناوت سے تعبیر کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو اس تذکرے سے ہو جائیگی۔ لیکن کسی ہندی کو کراہت کا خیال بھی نہیں آتا۔ ایک ایسی پر کیا موقوف ہو فیہرینی کا چھو سا لائنہ میں لیلیا جاتا ہے پھر اسی لحاظ کے بھرے ہوئے کور کالی میں ڈال دیا جاتا ہے پھر دوبارہ اور سے بارہ ای طرح اور سیکڑوں مناظر ہیں کہ ان کے عادی ہونے کی وجہ سے کراہت کا وہ ہمہ بھی نہیں ہوتا۔ (۵) انس بن مالک رضی اللہ

لہ قال البیہقی بحوالہ فی الفرق بین ذہ الروایۃ وروایۃ الحسن والصلی التذکرۃ ان الحدیث مرسل فی ہذا الاسناد و قال القاری ظاہر انہ موقوف علیہ و یحتمل انہ
 ولیت شعری کیف حکم علیہ بالارسال او الوقت وقد تقدم بهذا السند من فوائد متعلاتی باب حکاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما کہہ ہینا لاختلاف ترمذی بالانسان علی
 ہذا الحدیث الذی اشار الیہ العسقلانی فی غریبہ بشار رواہ طبع اصحابہ اثلث ولم یظہر فی وجہ فی نفسہ بالابن منی بن رواہ ابی ابن کعب کان حدان ذکرہ و مش
 ہذا منسب فی الفساح و التوجیہ ص ۱۲ لہ قال التلوی ای متسانی مادرائہ من الضعف الی اصل بسبب الجمع فی القاموس انہ فی جملہ متسانی مادرائہ و کلمہ
 مال من فاعل یا کل و لیس لارسال من آداب الاکل لانه فعلہ للضرورة و با تقرر عرفنا انہ لیس المراد ہینا الاقواء المستنون فی الصلوۃ و ہوان کثیر من انہ و لیس المراد
 فی الصلوۃ و ہوان کثیر من انہ لیس المراد ہینا الاقواء المستنون فی الصلوۃ و ہوان کثیر من انہ و لیس المراد ہینا الاقواء المستنون فی الصلوۃ و ہوان کثیر من انہ و لیس المراد
 صلی اللہ علیہ وسلم علی ما ثبت من بطور عند اکثر و قد ثبت انما استانتہ من جملة علیہ و لیس المراد ہینا الاقواء المستنون فی الصلوۃ و ہوان کثیر من انہ و لیس المراد

باب ماجاء فی صفة خیر رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثننا محمد بن المثنیٰ ومحمد بن بشار قال ثنا محمد بن جعفر ثنا هبة عن ابی اسحاق قال سمعت عبد الرحمن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشة رضی الله عنها انها قالت ما شیع آل محمد صلی الله علیه وسلم من خیر الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم حدثننا عباس بن محمد الدوری ثنا یحییٰ بن ابی بکر ثنا حریز بن عثمان عن سلیمان بن عمرو قال سمعت ابی امامة الباهلی یقول ما کان فیصل عن اهل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر الشعیر حدثننا عبد الله بن معاویة الجمعی ثنا ثابت بن

تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی گئیں تو حضور ان کو نوش فرما رہے تھے اور اس وقت بھوک کی وجہ سے اپنے سہارے سے تشریف فرما نہیں تھے بلکہ اگر وہ بیٹھ کر کسی چیز پر سہارا لگائے ہوتے تھے۔ یعنی کمر کو دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک رکھا تھا کسی چیز پر ٹیک لگا کر کھانے کی احادیث میں مانعت آئی ہے لیکن اس جگہ پر چونکہ ضعف کے عذر سے تھا اسلئے اس روایت پر ان احادیث کے خلاف کا اشکال ہو سکتا ہے جن میں مانعت آئی ہے اور نہ اس روایت سے بلا عذر ٹیک لگا کر کھانے کا استحباب ثابت ہو سکتا ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کا ذکر

و یعنی کس قسم کی روٹی کھانے کا آپ کا معمول تھا۔ اس باب میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضور کے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جوئی روٹی سے پیٹ کر کھانا نہیں کھایا۔ یعنی کھجوروں کے اگرچہ اسکی نوبت آگئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی، کہ مسلسل دو دن ٹپی ہو لیکن اسپر ایک کمال وارد ہوتا ہر وہ یہ کہ روایات ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کا ایک سال کا نفقہ مرحمت فرمادیا کرتے تھے۔ اب ان دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض ہے۔ علمائے اسکی مختلف توجہیں فرمائی ہیں۔ منہلہ ان کے یہ بھی ہے کہ احادیث میں اہل کا لفظ ناکہ عیال اور مراد خود سر و کانات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور انہی لئے ذخیرہ ثبات نہیں چنانچہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بات کے اخیر میں اسی مضمون کی آ رہی ہے۔ بعض نے یہ بھی توجہ فرمائی ہے کہ ذخیرہ تو حضور جو ال فرمادیا کرتے تھے لیکن ازواج مطہرات بھی شوق ثواب میں سبب و فرمادیتی تھیں۔ بندہ ناچیز کے نزدیک ان کے علاوہ دو توجہیں اور ممکن ہیں لیکن چونکہ کسی بڑے کی کلام سے منقول نہیں اسلئے حجت نہیں تاہم محتمل ضرور ہیں۔ اول یہ کہ سال بھر کا نفقہ اسی حساب سے ہو کہ مسلسل دو دن کی روٹی کا حساب نہ بیٹھا ہو بلکہ کبھی روٹی کبھی کھجوریں کبھی فاترہ دوسری توجہ یہ کہ وہ نفقہ کیا بجھے کہ کھجوریں ہوں، اس حدیث میں اسکی نفی نہیں بلکہ روٹی کی نفی ہے۔ (۲) ابوامامہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم لما وکل هذا الفیض معہ یعنی اصفاہ و المراد الاول وقال ابن جوزی ان فی الترمذی حذف ای خیر آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیطابق الحدیث باطل لان ما کلاک ہو خبرہ و یكون منسوباً الیہ علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل لیم ۱۳ ھ یعنی عیال الذین کانوا فی مؤنذہ و لیس المراد بہم من حرمت علیہم الصدقة قال لیرک و یحتمل ان لفظ الآل قوم و یؤیدہ ان الخرج فی آخر اباب من طرق ثبوتہ لفظ ما شیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیصل الطائفة بینہ و بین الترمذی ۱۴ ھ قال النواوی و ما یأکل عیالہ بسی خبرہ فالخبر مطابق لظہر ج۱ ۱۲ ھ اشارۃ الی استمرار تکلیف لاطول مدة اقامتہ بالمدينة و ہی عشر سنین ۱۳ ھ المدوری یلم الذال لعلہ و سکون الواو بعد ہاء و ہاء لعلہ نسبة الی مواضع و المدور لعلہ و قریرۃ ایضا بعد ۱۵ ھ بلخ ما ہلک و کسر را، و تحتہ ساکنۃ آخرہ رای کان یبتا نا صبیحا و غلط من قال لرویہ قال النواوی ۱۲ ھ الحجج بضم الیم و فتح الیم فستخرج حمل یعنی خیر

یزید عن ہلال بن خباب عن عکرمۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبیت الیاء المتابعۃ طأویاً ہووا ہلہ لا یجدون عشاء وکان اکثر خبزہم خبز الشعیر حل ثناء عبد اللہ بن عبد الرحمن ثناء عبد اللہ بن عبد الحمید الحنفی ثناء عبد الرحمن ہو ابن عبد اللہ بن دینار ثناء ابو حازم عن سہل بن سعد انہ قبل لہ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی یعنی الخواری فقال سہل ما راى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی حتى لقی اللہ تعالیٰ فقیل لہ هل کانت لکم مناخل علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کانت لنا مناخل صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جو کی روٹی کبھی نہیں پختی تھی۔ یعنی جو کی روٹی اگر کبھی پختی تھی تو وہ مقدار میں اتنی ہوتی ہی نہیں تھی کہ پختی اسے کہ پیٹ بھرنے کو بھی کافی نہیں ہوتی تھی اور اسپر حضور کے ہمانوں کی کثرت اور اہل صفۃ تو مستقل طور سے حضور کے ہمان تھے (۳۳) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات پے در پے بھوکے گزار دیتے تھے کہ رات کو کھانے کیلئے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا۔ اور اکثری غذا آپ کی جو کی روٹی ہوتی تھی (گو کبھی کبھی گہوں کی روٹی بھی مل جاتی تھی) حضرت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ بعض لوگ ایسے تھے جو اہل ثروت تھے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے غایت اخفا کیوجہ سے ان کو علم ہی نہیں ہوتا تھا، ایسے ہی اہل و عیال بھی اخفا کرتے تھے۔ (۳۴) سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ حضور کے سامنے اخیر عمر تک کبھی میدہ آبا بھی نہیں ہوگا پھر سائل نے پوچھا کہ حضور کے زمانہ میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیاں تھیں، انھوں نے فرمایا کہ نہیں تھیں۔ سائل نے پوچھا پھر جو کی روٹی کو کیسے پکاتے تھے (چونکہ اس میں تگے وغیرہ زیادہ ہوتے ہیں) سہل نے فرمایا کہ اسکے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو موٹے موٹے تگے ہوتے تھے وہ اڑ جاتے تھے باقی گوندھ لیتے تھے۔ اللہ الصمد آج کل گہوں کی روٹی بھی بغیر چھنے کھانا مشکل سمجھا جاتا ہے حالانکہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم بھی ہوتی ہے اور میدہ کی روٹی نہایت ثقیل لیکن پھر بھی تنعم کے زور میں بہت سے گھرانوں میں یہ فضول و اوج جاری ہو گیا ہے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ سب سے پہلی بدعت جو اسلام میں آئی ہے وہ چھلیوں کا رواج ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ وہ بدعت ہے جو شرمناک سنت کے مقابل شمار کی جاتی ہے بلکہ جدید رواج کے اعتبار سے بدعت کہہ دیا ہے ورنہ اس کے جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۱۔ فتح الی الہدیۃ و تشدید الموعودۃ الاوی ۱۲۱ و الحدیث اخرجہ المصنف فی جامعہ بہذا السند و قال سن صحیح ۳۲۵ ای قال ابیہن جامعاً قال یرک طوی بالکسر بطوی اذا جاع و طوی بالفتح بطوی اذا جوع نفسه قصد ۱۲۱ ق ۳۲۵ عشاء بالفتح هو طعام العشاء بالکسر و هو آخر النهار والمعنی لا یجدون یا اکلوا فی البیوت قال النادوی قال الشایخ فیہ عدم اللاتم فی عدم الطعام الجاع حیث رمنی اغنیاء اصحابہ بکونہم جائعون و ہوزل استغفر اللہ لقائلہ و کیف یظن عاقل بکان الصویب کاوا علیہ من بذلہم النفوس و ذل صلی اللہ علیہ وسلم ان یبلغہم ذلک و سکتوا عنہ بل کان صلی اللہ علیہ وسلم شرف نفسه بیاغ فی ستر ذلک منہم ۱۲۱ سنہ الحنفی نسبتہ لابی حنیفۃ قبلہ من ربوۃ سکنوا الیامۃ فی عہدہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۱ م ۳۵ اکل استغیام بحدث حرف و ہی ثابتہ فی نسخۃ قالہ النادوی ۱۲۱ سنہ بفتح نون و کسرات و تشدید تحمیتہ یقال لہ بالفارسیۃ سیدہ ۱۲۱ ق ۳۵ الخواری مدرج من الراوی فی تفسیر اللفظ و ہو بضم الخاء الہدیۃ و تشدید الواو و فتح الراء فی آخرہ الف مقصورہ ماحولاً یعنی من الدقیق بخلاف ما خود من التورید ہو التنبیض و اخطاس زعم تشدید الیاء ۱۲۱ ق م ۳۵ سہل بالسین الہملۃ ای ابن سعد المذکور فی فی بعض نسخ بخطہ ۱۲۱ م ۳۵ جمیع منقول بضم المیم و الیاء و فتح الیاء اسم آلہ علی خلاف القیاس و المعنی ما کانت لنا المناخل فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لا قبلہ من اول بدوہ فی الامام و قد ردی عن سہل فی بعض طرق الحدیث ما راى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مناخل منین بعث الی منین بعض قائل الخافط ابن جبر و حرز و بر عن قبل البعث لانه تو جوب قبلہ الشام مرتین و الخمر یعنی فیہ کثیر و کذا المناخل ۱۲۱ م

من خبر شعیر یومین متتابعین حتی قبض حل ثنا عبد الله بن عبد الرحمن ثنا عبد الله بن عمرو وابو معمر ثنا عبد الوارث

عن سید بن ابی عروبة عن قتادة عن انس قال ما اكل رسول الله صلى الله عليه وسلم على خازن ولا اكل خبزا مرققا حتى مات

الرقاق بالضم الخبز الرقيق
والرقيق نقيض الغليظ

باب ما جاء في صفة ادم رسول الله صلى الله عليه وسلم

کتاب ما یؤتد به ۱۲ مغرب

حد ثنا محمد بن سهل بن عسكر وعبد الله بن عبد الرحمن قال ثنا يحيى بن حسان ثنا سليمان بن بلال عن هشام

ابن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم ادم الخلق قال عبد الله

بن عبد الرحمن في حديثه نعم ادم او ادم الخلق حل ثنا قتيبة ثنا ابو الاحوص عن سمار بن

سليم ۱۲

(۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے کبھی اخیر تک میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور نہ کبھی چپاتی نوش فرمائی۔

یہ حدیث بھی اسی باب کے نمبر ۵ پر گزر چکی ہے۔ روایات حدیث سے یہ بات تو تصریحاً ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کی حالت خود پسند

فرمائی تھی اور جب حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے کسی فرشتے کی ربانی حضور سے فقر و فاقہ اور ثروت و ریاست کے درمیان ترجیح پوچھی جاتی تو

حضور پہلی ہی قسم کو پسند فرماتے۔ چنانچہ متعدد احادیث میں مضمون کی وارد ہیں لیکن اس میں علماء کے دو قول ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے پسند فرمانے کی وجہ سے میسر ہی آنا ہوتا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا۔ یا باوجود میسر ہونیکے حضور تو اضاعتا تناول نہیں فرماتے تھے اور قسم فرماتے تھے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

ف اس باب میں بیست سے زائد حدیثیں ہیں بعض نسخوں میں اس باب میں ایک مضمون اور بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ سالن اور مختلف شایا کا

ذکر جو حضور نے تناول فرمائی ہیں۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سرکہ

بھی کیسا اچھا سالن ہے۔ اس لحاظ سے کہ اس میں دقت و محنت زیادہ نہیں ہوتی اور روٹی بے تکلف کھائی جاتی ہے۔ ہر وقت میسر آ جاتا

ہے نیز تکلفات سے بیحد اور دنیوی گذران میں اختصار ہی مقصود ہے۔ اس کے علاوہ سرکہ میں خصوص فوائد بھی بہت ہیں سمیات کیلئے مفید ہے

بلغم اور صفراء کا قاطع ہے کھانے کے مفہم میں معین ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کا قاتل ہے بھوک چھی لگاتا ہے۔ البتہ سرد مزاج ہونے کی وجہ سے

بعض لوگوں کو مضر ہوتا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ بہترین سالن ہر وقت میسر آ سکتا ہے جتنی بھی مدح ہو قرین قیاس ہے۔ اسی لئے ایک حدیث

میں آیا ہے کہ حضور نوش فرماتے تھے اور یہ فرماتے تھے کیا ہی اچھا سالن ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے اس برکت کی دعا فرمائی اور اپنے

فرمایا کہ پہلے انبیاء کا بھی یہ سالن رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہیں یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی جمع الرجال

۱۲ ابو معمر عطف بیان لعبد الله بن عمرو في واقع في بعض النسخ وادى الى انهما روايان ولفظ قال بالثنية سهو من الكاتب قال القاري وهو عبد الله بن عمرو

ابن ابى الحجاج المنقري المقعد البصري ۱۲ استه هو عبد الوارث بن سعيد بن ذكوان خرج له الجماعة فقصر نظرن قال لم توجد ترجمته قال المنادي ۱۲ استه باب الخ بكذا في

النسخ الموجودة وزيد في الترجمة في بعض النسخ وما اكل من الاوان كما حكاه القاري عن بعض النسخ المصححة ۱۲ نعم اللام الخ قال في الدر المنثور والادام ما يصطليح به الخ

اذا اختلط به كمن وزيت الخ فالحدیث موافق لمسک الفقہاء قال ابن القيم هذا ثناء عليه حسب الوقت لا التفصيل على غيره لان سببه ان المحدثين والخبر افعال الامم

ادم قالوا ما عندنا الا صل فقال ذلك جبر العلویم لا تفصيلا على غيره كذا في المنادي قلت وفيه انه وقع مدرج في بعض الروايات بدون هذا السبب ايضا ۱۲

جابر عن ابيه قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم فرأيت عند دباء يقطع فقلت ما هذا قال نكثيه طعاما
 قال ابو عبيد جابر هذا هو جابر بن طارق ويقال ابن ابي طارق وهو رجل من اصحاب رسول الله صلى الله
 عليه وسلم ولا يعرف له الا هذا الحديث الواحد و ابو خالد اسمه سعد حدثنا قتيبة بن سعيد عن روت
 ابن انس عن اسحاق بن عبد الله بن ابي طلحة انه سمع انس بن مالك يقول ان خياطاً دع رسول الله صلى الله
 عليه وسلم لطعام صنعته فقال انس فذهبت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ذلك الطعام ففرق الى
 رسول الله صلى الله عليه وسلم خبزاً من شعيرة وقافيه دباء وقد يد قال انس فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم
 يتتبع الدباء حوالى الصفحة فلم ازل احب الدباء من يومئذ حدثنا احمد بن ابراهيم الدرقى وسلمة بن
 شبيب محمدين غيلان قالوا انا ابو اسامة عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان النبي صلى الله

(۱۰) جابر بن طارق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کدو کے چھوٹے ٹکڑے کو
 جارہے تھے میں نے عرض کیا کہ اس کا کیا بیگنا فرمایا کہ اس سے سالن میں اضافہ کیا جائیگا۔ **ف** کدو کے فوائد بھی علماء حدیث نے
 بہت سے لکھے ہیں اور طب کی کتابوں میں بھی بہت سے نافع لکھے ہیں بھلا ان کے یہ بھی ہے کہ عقل کو تیز کرتا ہوا دماغ کو قوت
 دیتا ہو۔ (۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مرتبہ دعوت کی میں بھی
 حضور کے ساتھ حاضر ہوا۔ اس نے حضور کی خدمت میں جوگی روٹی اور کدو گوشت کا شور با پیش کیا، میں نے حضور کو دیکھا کہ پیار کے
 سب جانوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرما رہے ہیں۔ اس وقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہو گیا۔ **ف** حضرت انس
 کی خود بھی دعوت ہوگی یا حضور کے ساتھ خادمیت میں چلے گئے ہونگے اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ دائی کو گراں نہ ہو حضرت
 انس کا یہ ارشاد کہ مجھے اس وقت سے کدو سے رغبت ہو گئی اس محبت کا فرہ ہر جوین حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی اور محبت کا مقصد یہی ہے کہ محبوب کی ہر بات دل میں جگہ کرنے والی ہو جس جگہ
 محبت ہوگی اسی مرتبہ میں محبوب کے اثرات کی ساتھ شغف ہوگا لیکن اللہ کی شان ہے کہ آج حضور کے ساتھ محبت کے دعویٰ اور نحو
 حضور جیسی صورت بنانا بھی پسند نہیں۔ ہیں تفاوت رہا کہ کیا است تا کجا۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹیٹھا اور شہد پسند تھا **ف** بظاہر حدیث میں علو سے مراد ہر بھی چیز ہے لیکن بعض لوگوں نے اس سے
 متعارف علو امراد لیا ہے جو ٹھکانی اور بھی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ سب سے علو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنا کر

لہ من تصنع وجعل من ثقیف قطعاً و باب التکثیر ۱۲۱ قال ابو عیسیٰ لما کان جابر بن عبد اللہ جو المشہور من العصابة والمطلق یبصر الى الشہور والیہ
 علی ان ہذا رجل آخر یسمی غیر ذاک المشہور ۱۲۲ و یقال لہ جابر بن طارق بن ابی ہرقی قد مر فی سبیل اید وقد فی سبیل جابر بن ابی ہرقی کہ فی الامامة قالوا وی
 یسمی لا یعرف بنی الجہول علی العاصب و بنی العلم علی التکرم و ابان قلت و فیہ ان الحافظ ذکر مدنی آخر فی الامامة ۱۲۳ فیہ خیاط قال العسقلانی لم اقف علی
 تسمیہ کسی فی روایت از مولی المصنف سے اللہ علیہ وسلم قال القاری والمناوی قلت و لفظ القاری بروایت شامہ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی یوئے لہ
 فی فی الحبث ۱۲۴ قال القاری فی الطلب منسوس او بحال لکن فیہ ما لا اصل اللہ علیہ وسلم ۱۲۵ حوالی بفتح اللام و سکون الهمزة مشرقی بصری و لیس فی الجواب قالہ

علیہ وسلم یحب الحلواء والعسل حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی انما حاج بن محمد قال قال ابن جریر اخبرني
 محمد بن یوسف ان عطاء بن یسار اخبرنا ان ام سلمة اخبرته انها قربت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
 جنباً مشروباً فاكل منه ثم قام الى الصلوة وناقضه حدثنا قتيبة ثنا ابن لهيعة عن سليمان بن زياد عن
 عبد الله بن الحارث قال اكلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شواء في المسجد حدثنا محمود بن غيلان
 انبانا وكيع حدثنا مسعر عن ابی صخره جامع بن شداد عن المغيرة بن عبد الله عن المغيرة بن شعبه

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پسند فرمایا۔ یہ حلوائے اور شہد اور گھی سے بنایا گیا تھا۔
 فکر کا اس زمانہ میں کچھ ایسا دستور نہ تھا اسلئے میٹھی چیز عموماً شہد یا کھجور سے بنائی جاتی تھی۔ (۱۳۳) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 فرماتی ہیں کہ انھوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کئے
 نماز پڑھی بعض روایات سے آگے سے پکی ہوئی چیز کا ناقض وضو ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہی مذہب بعض علماء متقدمین کا ہے
 لیکن خلفائے اربعہ اولائے اربعہ اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جو احادیث وجوب وضو پر دلالت کرتی ہیں وہ سموخ ہیں یا مؤول ہیں۔
 حضرت ام سلمہ کی یہ حدیث بھی جمہور کی تائید کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نئی وضو کئے بغیر نماز پڑھی۔ (۱۳۴) عبد اللہ بن حارث
 کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا۔ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کھانا
 پینا جائز ہے بشرطیکہ ریزہ وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ یہ حالت اعتکاف کا ذکر ہو کہ حضور کا معمول ہر سال
 اعتکاف کرنے کا تھا اور اس صورت میں مسجد میں کھانا پینا ظاہر ہے۔ (۱۳۵) مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہاں ہوا۔ کھانے میں ایک پہلو بھنا ہوا لایا گیا حضور چاقو لیکر اس میں سے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرمایا
 تھے، اسی دوران میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی تیاری کی اطلاع دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاک لودہ ہو
 اسکے دونوں ہاتھ، کیا ہوا اسکو کہ ایسے موقع پر خبر کی۔ اور پھر چھری رکھ کر نماز کے لئے تشریف لیگئے۔ مغیرہ کہتے ہیں کہ دوسری بات میرے
 ساتھ یہ پیش آئی کہ میری اونچھ بہت بڑھ رہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ مسواک پر رکھ کر ان کو کتر دوں، یا یہ فرمایا کہ مسواک
 پر رکھ کر ان کو کتر دو۔ کسی راوی کو الفاظ میں شک ہے کہ کیا لفظ فرمائے۔ اس حدیث میں چند مضمون قابل تنبیہ ہیں اول یہ کہ حضور
 کے ساتھ وہاں ہوا، اسکے مطلب میں علماء کے دو قول ہیں اور روایات مختلفہ سے دونوں کی تائید ہوتی ہے ایک یہ کہ ساتھ کا لفظ
 زائد ہے اور مقصود یہ ہے کہ میں حضور کا مہمان بنا اور حضور نے میز بانی کے میں پہلو کا گوشت بھنوا یا اور کاٹ کاٹ کر کھلایا جامع
 ترمذی شریف کی روایت اس مضمون کے کچھ زیادہ مناسب ہے، اور ابوداؤد کی روایت تو گویا اس مضمون میں صریح ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ
 میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان بنا۔ دوسرے یہ کہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کسی تیسرے شخص کے مہمان ہوئے، ساتھ
 کا لفظ روایات میں اسکی تائید کرتا ہے، اس صورت میں حضور کا کاٹ کر کھانا تالیف قلوب کیلئے تھا۔ تیسرا مطلب بعض لوگوں نے بھی

لہ بالمد و بجز قمرہ جمعہ الحلاوی قبل ہو کل شی فی ملاوة فقوله حسن شخص بعد تعمی قبل المراد بها الجمع وهو من جن بالین قبل ما من من انعام بملو و قد یطلق علی انعام
 وقال الخطابی یخص بما دخلت الصنعة ۱۲۵ فیخرج الفاء مضویاً لی قریة یقال بها الزعفرانیة ۱۲۶ ای شواء بکسر اللام و مد الای شواء و المراد بالروح الخیر کما فی روایة قال القاری ۱۲۷

قال صفت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فأتى بجانب مشوى ثم اخذ الشفرة فجعل يحزني بهامنه قال فجاء بلال يؤذنه بالصلوة فالقى الشفرة فقال صاله تربت يداه قال وكان

لکھا ہے کہ میں نے حضور کو اپنا مہان کیا، مگر یہ صحیح نہیں۔ بندہ کے نزدیک اقرب یہ ہے کہ میں حضور کا مہان تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مع مہانوں کے کسی جگہ دعوت تھی جیسا عام دستور ہے کہ اکابر کی دعوت بمع خدام و مہانان ہوتی ہے اس صورت میں ابو داؤد و ترمذی دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ صل میں حضور کے مہان تھے اور حضور کی اس وقت مع مہانوں کے دعوت کی وجہ سے یہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دوسرے کے مہان تھے۔ دوسرا مضمون چاقو سے کاٹنے کے متعلق ابو داؤد شریف اور بیہقی کی روایات میں چاقو سے کاٹنے کی مانعت بھی آئی ہے۔ علماء حدیث نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان مختلف طریقوں سے جمع اور تطبیق فرمائی ہے۔ سہل یہ ہے کہ وہ مانعت چاقو سے کھانے کی ہے۔ اور یہ واقعہ چاقو سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے کا ہے۔ اگر گوشت اچھی طرح نہ کھا ہو تو چاقو سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ضابطہ کی بات یہ ہے کہ جس چیز میں اجازت اور مانعت دونوں پائی جاتی ہوں اور وجہ ترجیح میں سے کوئی وجہ نہ ہو تو قاعدہ کے موافق مانعت کو ترجیح دیا کرتی ہے۔ یہ ضابطہ مستقل ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جس حدیث میں مانعت وارد ہوئی ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ چاقو سے گوشت نہ کا کر و عجبیہ (یعنی کفار کا) طریقہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مانعت اس طریق میں ہے جس میں کھانا سے تشبہ ہوتا ہو مطلقاً چاقو سے کاٹنے کی مانعت نہیں ہوا و کفار کے ساتھ تشبہ سے بچنے کی تاکید تو سیکڑوں احادیث میں ہے۔ تیسری بات حضرت بلالؓ کو جو حضور نے ارشاد فرمایا یہ الفاظ تنبیہ سے ہوا ایسے الفاظ کے معنی مقصود نہیں ہوتے طاعت اور تنبیہ مقصود ہوتی ہے ہر زبان میں اس قسم کے الفاظ ڈانٹنے کے موقع میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس جگہ پر بعض علماء نے حضور کے الفاظ ہونے کی وجہ سے اس کے نفس نفس معنی بھی بتلائے ہیں لیکن ظاہر صرف تنبیہ ہے اور تنبیہ اس امر پر تھی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہان کی وجہ سے اس کے اہتمام میں مشغول تھے تو اس کے درمیان میں اطلاع نہ کرنی چاہئے تھی بلکہ فراغت کا انتظار مناسب تھا جبکہ ناز کے وقت میں گنجائش بھی تھی۔ چوتھی بات لبوں کے کاٹنے کے متعلق ظاہر بھی مطلب ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا کہ مغیرہ کی بیس بڑی بیوی تھیں اور حضور نے کنگھے کے بجائے مسواک رکھ کر کاٹنے کے متعلق ارشاد فرمایا بعض شرح حدیث اسطرن گئے ہیں کہ حضور کی اپنی بیس مراد ہیں لیکن ابو داؤد و شریف کی روایت میں تصریح ہے کہ میری بیس بڑی بیوی تھیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ دیا متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے جس میں ارشاد بڑھانیکا حکم ہے اور موخیوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنیکی تاکید ہے اسوجہ سے ایک جماعت علماء سلف کی اسطرن گئی ہے کہ موخیوں کا مٹانا سنت ہے۔ لیکن اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ کتر وانا سنت ہے لیکن کتر وانا میں ایسا مبالغہ ہو کہ موٹے کے قریب ہو جائے۔

لہ صفت الخ معناه نزلت انا و رسول الله صلى الله عليه وسلم فيخلين على السل بن لفظ الى داود و صفت النبي صلى الله عليه وسلم في النهاية صفت الرجل اذا نزلت في منيا و صفة اذا نزلت في القاموس صفة من نزلت عليه صيغة فظاير لفظ الى داود بن النيرة كان صيفاً له عليه السلام قال القاري الظاهر ان لفظ مع في رواية الترمذی تمة وقال الشيخ في البذل تحت رواية الى داود لفظ صفت النبي صلى الله عليه وسلم اي نزلت عليه صيغة لانهم كانوا في المدينة ولا يلوي الى اهل ولا مال اهل قلت ولكن الجمع بينهما عندى بان النيرة كان صفة صلى الله عليه وسلم كما هو نفس لفظ الى داود كان النبي صلى الله عليه وسلم مع صفة هو عند امد قال القاري وقد وقعت هذه الفيا في بيت ضياء ثبت الزهير بن عبد المطلب صلى الله عليه وسلم كذا في الاما القامى اصيل وقال العسقلان عيسى انها كانت في بيت ميمونة واما قال بعضهم من بن المراد جملة صيغة في حال كوني في غير موضع ليدل على معنى صفت لفظ الله تعالى بفتح الهمزة وسكون الفاء هي السكينة العرض الذي اتيهين بالفعل قال المنادي هي السكينة العرض بضم العين وفتح الهمزة كلف كتاب شغرات كسود و سورات

وشرح شمائل ترمذی میں ہے کہ میں نے حضور کو اپنا مہان کیا، مگر یہ صحیح نہیں۔ بندہ کے نزدیک اقرب یہ ہے کہ میں حضور کا مہان تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مع مہانوں کے کسی جگہ دعوت تھی جیسا عام دستور ہے کہ اکابر کی دعوت بمع خدام و مہانان ہوتی ہے اس صورت میں ابو داؤد و ترمذی دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ صل میں حضور کے مہان تھے اور حضور کی اس وقت مع مہانوں کے دعوت کی وجہ سے یہ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں دوسرے کے مہان تھے۔ دوسرا مضمون چاقو سے کاٹنے کے متعلق ابو داؤد شریف اور بیہقی کی روایات میں چاقو سے کاٹنے کی مانعت بھی آئی ہے۔ علماء حدیث نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان مختلف طریقوں سے جمع اور تطبیق فرمائی ہے۔ سہل یہ ہے کہ وہ مانعت چاقو سے کھانے کی ہے۔ اور یہ واقعہ چاقو سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے کا ہے۔ اگر گوشت اچھی طرح نہ کھا ہو تو چاقو سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ضابطہ کی بات یہ ہے کہ جس چیز میں اجازت اور مانعت دونوں پائی جاتی ہوں اور وجہ ترجیح میں سے کوئی وجہ نہ ہو تو قاعدہ کے موافق مانعت کو ترجیح دیا کرتی ہے۔ یہ ضابطہ مستقل ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جس حدیث میں مانعت وارد ہوئی ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ چاقو سے گوشت نہ کا کر و عجبیہ (یعنی کفار کا) طریقہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مانعت اس طریق میں ہے جس میں کھانا سے تشبہ ہوتا ہو مطلقاً چاقو سے کاٹنے کی مانعت نہیں ہوا و کفار کے ساتھ تشبہ سے بچنے کی تاکید تو سیکڑوں احادیث میں ہے۔ تیسری بات حضرت بلالؓ کو جو حضور نے ارشاد فرمایا یہ الفاظ تنبیہ سے ہوا ایسے الفاظ کے معنی مقصود نہیں ہوتے طاعت اور تنبیہ مقصود ہوتی ہے ہر زبان میں اس قسم کے الفاظ ڈانٹنے کے موقع میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس جگہ پر بعض علماء نے حضور کے الفاظ ہونے کی وجہ سے اس کے نفس نفس معنی بھی بتلائے ہیں لیکن ظاہر صرف تنبیہ ہے اور تنبیہ اس امر پر تھی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہان کی وجہ سے اس کے اہتمام میں مشغول تھے تو اس کے درمیان میں اطلاع نہ کرنی چاہئے تھی بلکہ فراغت کا انتظار مناسب تھا جبکہ ناز کے وقت میں گنجائش بھی تھی۔ چوتھی بات لبوں کے کاٹنے کے متعلق ظاہر بھی مطلب ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا کہ مغیرہ کی بیس بڑی بیوی تھیں اور حضور نے کنگھے کے بجائے مسواک رکھ کر کاٹنے کے متعلق ارشاد فرمایا بعض شرح حدیث اسطرن گئے ہیں کہ حضور کی اپنی بیس مراد ہیں لیکن ابو داؤد و شریف کی روایت میں تصریح ہے کہ میری بیس بڑی بیوی تھیں جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹ دیا متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے جس میں ارشاد بڑھانیکا حکم ہے اور موخیوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنیکی تاکید ہے اسوجہ سے ایک جماعت علماء سلف کی اسطرن گئی ہے کہ موخیوں کا مٹانا سنت ہے۔ لیکن اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ کتر وانا سنت ہے لیکن کتر وانا میں ایسا مبالغہ ہو کہ موٹے کے قریب ہو جائے۔

شاربته قد وفي فقال له اقضه لك على سوالك او قضيه على سوالك حل ثنا واصل بن عبد الله ثنا محمد بن
 فضيل عن ابي حنيفة التيمي عن ابي زرعة ^{عن} ^{١٦} ابي هريرة قال اتى النبي صلى الله عليه وسلم بلحم فرفع اليه اللحم
 وكانت تعجبه فنهش منها حل ثنا محمد بن بشار ثنا ابو داود عن زهير بن يحيى عن ابن محمد عن ابي اسحاق عن
 سعد بن عياض عن ابن مسعود قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يعجبه الذراع قال وشم في الذراع
 وكان يرى ان اليهو سموه حل ثنا محمد بن بشار ثنا مسلم بن ابراهيم ثنا ابان بن يزيد عن قتادة

(۱۶) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کی خدمت میں کہیں سے گوشت لایا اس میں سے دست (یعنی بونگ) حضور صلی علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست یعنی بونگ کا گوشت پسند بھی تھا۔ حضور نے اسکو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا)۔ دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور نے فرمائی۔ چنانچہ حدیث میں آیا کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ (۱۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ذراع یعنی دست کا گوشت مرغوب تھا اور اسی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا، مگر یہ ہے کہ یہود نے زہر دیا تھا۔ دفعِ خیر میں ایک یہودی عورت کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کو دست کا گوشت یعنی بونگ مرغوب ہے تو ایک بکری کا گوشت بھونا اور اس میں بہت زیادہ زہر ملا دیا، اور دست میں خصوصیت بہت زیادہ زہر تھا۔ بھر کر حضور کی دعوت کی اور سامنے پیش کیا۔ حضور نے رقمہ میں رکھا لیکن نیگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی یا کچھ نکل بھی لیا تھا کہ اسکو تھوک دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اس میں زہر ہے۔ لیکن کچھ نہ کچھ افروہنچ گیا تھا چنانچہ اس کا بھی اثر کبھی زور کرتا تھا اور آخر میں یہی کمی اثر حضور کے وصال کے وقت عود کر کے حضور کی شہادت کا سبب بنا۔ اس حدیث میں گوشت کے خود اطلاع دینے کا ذکر ہے اور بعض روایات میں حضرت جبریلؑ کے اطلاع دینے کا ذکر ہے۔ اس میں کوئی تعارض نہیں کہ اول گوشت نے معجز کے طور پر خود کہا ہو کہ مجھ میں زہر ہے۔ اسکے بعد حضرت جبریلؑ نے اسکی تصدیق فرمائی ہو۔ اس اطلاع کے بعد حضور نے خود بھی ترک فرمادیا اور یہاں تک کہ کو بھی کھانے سے منع فرمادیا۔ اسکے بعد اس عورت کو بلایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ اس میں زہر ملا یا ہو، اس نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے زہر ملا یا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے انتقام نہیں لیا اسلئے اس عورت کو اسوقت معاف فرمادیا گیا۔ لیکن چونکہ بشر بن براہ صحابی رضی اللہ عنہ اس زہر سے شہید ہوئے اسلئے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی شہادت پر اس عورت کو قصا دیا یا تعزیراً قتل فرمایا۔ اسکے بارہ میں مختلف روایتیں آتی ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاص لیا بعض سے معلوم ہوتا ہے

[illegible]

قلیلتہ مختلف فیہ بین الامم کی بسط فی البذل

عن شهر بن حوشب عن ابی عبید قال طمعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدراً وکان یحبہ الذراع فناولته الذراع
ثم قال ناولنی الذراع فناولته ثم قال ناولنی الذراع فقلت یلا رسول اللہ وکمر للشاة من ذراع فقال والذي نفسی
بیذ لو سکت لنا ولتئی الذراع ما دعوت حل ثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ثنا یحییٰ بن عیسیٰ عن فیکر بن سلیمان

کہ نہیں لیا اور دونوں صحیح ہیں جیسا کہ اصل واقعہ سے معلوم ہو گیا۔ اسی صورت میں شرفا قصاص واجب ہوتا ہے یا دیت وغیرہ یہ
فقہی مسئلہ جو ائمہ میں مختلف ہے اور علی بحث ہے اسلئے ترک کر دی گئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ گمان یہ ہے کہ یہود نے
زہر ملا یا تھا یہ ان کے خیال کی بنا پر ہے بظاہر ان کو محقق نہیں ہوا۔ ورنہ اصل واقعہ محقق ہو چکا اور یہود نے خود اقرار کیا کہ ہم نے ایسا کیا
جیسا کہ دوسری احادیث میں مفصل مذکور ہے۔ (۱۸) ابو عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہانڈی پکائی چونکہ
آقائے نامدار کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے ایک بونگ پیش کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طلب فرمائی۔
میں نے دوسری پیش کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی بونگیں ہوتی ہیں۔
حضور نے فرمایا اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر توجپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دیکھی سے
بونگیں نکلتی رہتیں۔ ۱۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا بسند احمد میں اس روایت کے ہم معنی ابو رافع سے منقول ہے ظاہر ہے
کہ یہ قصہ دونوں کے ساتھ پیش آیا۔ اس میں کچھ مستحباب نہیں۔ اس قسم کے واقعات حضور کی سوانح حیات میں بکثرت ملتے ہیں چند وقعات
قاضی عیاض نے شفا میں ذکر کئے ہیں حضرت ابوالیوب انصاری نے ایک مرتبہ حضور کی اور حضرت ابو بکر مذکی دعوت کی اور انا کھا مانتا کیا
جو دو آدمیوں کو کافی ہو جائے حضور نے اُن سے فرمایا کہ شرفاً انصار میں سے تین آدمیوں کو بلا لاؤ۔ وہ بلا کر لے آئے اور اُن کے کھانے
کے بعد حضور نے فرمایا اب ساٹھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ اور ان کے فارغ ہونے کے بعد اوروں کو بلایا غرض ایک سو انسی نفر کو یہ کھانا کافی
ہو گیا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور صبح سے لیکرات تک مجمع آتا رہا اور کہیں
کھاتا رہا حضرت ابو ہریرہ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس دانوں سے کچھ زیادہ تھیں۔ حضور نے اُن سے دریافت فرمایا کچھ کھانیکو
ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں، حضور نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سی نکالیں اور انکو بھیلایا
اور دعا پڑھی اور فرمایا کہ دس دس نفر کو بلاتے رہو اور کھلاتے رہو۔ ۲۰ طرح پرے لشکر کو کافی ہو گئیں اور جو بچیں وہ حضرت ابو ہریرہ کو دے
کر دی گئیں اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے کھا لکر کھاتے رہنا اسکو آٹ کر خالی نہ کرنا چنانچہ یہ اس میں سے نکال کھا لکر کھاتے رہتے تھے
ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کے زمانہ میں حضرت اشجین کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمان غنی کے زمانہ خلافت میں کھا لکر کھائی۔
اور متفرق اوقات میں اس سے کھا لکر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا جس کی مقدار کئی من ہو گئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمان غنی کی شہادت کے حادثہ کے
وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی اور مجھ سے جاتی رہی حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور کو ایک ولیمہ میں میری والدہ نے ملیدہ تیار کیا اور ایک
پیالہ میں سیر با تھ حضور کینچہ دست میں بھیجا حضور نے فرمایا کہ اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو تھیں ملے اسکو بھی بلا لینا میں
ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملے رہا اسکو بھی بھیجا رہا حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پُر ہو گئی حضور ارشاد
فرمایا کہ دس دس آدمی ملو بنا کر بیٹھے رہیں اور کھاتے رہیں۔ جب سب کم سیر ہو گئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا لو حضرت

۱۸ ابی عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہانڈی پکائی چونکہ آقائے نامدار کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے ایک بونگ پیش کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طلب فرمائی۔ میں نے دوسری پیش کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی بونگیں ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر توجپ رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دیکھی سے بونگیں نکلتی رہتیں۔ ۱۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا بسند احمد میں اس روایت کے ہم معنی ابو رافع سے منقول ہے ظاہر ہے کہ یہ قصہ دونوں کے ساتھ پیش آیا۔ اس میں کچھ مستحباب نہیں۔ اس قسم کے واقعات حضور کی سوانح حیات میں بکثرت ملتے ہیں چند وقعات قاضی عیاض نے شفا میں ذکر کئے ہیں حضرت ابوالیوب انصاری نے ایک مرتبہ حضور کی اور حضرت ابو بکر مذکی دعوت کی اور انا کھا مانتا کیا جو دو آدمیوں کو کافی ہو جائے حضور نے اُن سے فرمایا کہ شرفاً انصار میں سے تین آدمیوں کو بلا لاؤ۔ وہ بلا کر لے آئے اور اُن کے کھانے کے بعد حضور نے فرمایا اب ساٹھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ اور ان کے فارغ ہونے کے بعد اوروں کو بلایا غرض ایک سو انسی نفر کو یہ کھانا کافی ہو گیا۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور صبح سے لیکرات تک مجمع آتا رہا اور کہیں کھاتا رہا حضرت ابو ہریرہ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس دانوں سے کچھ زیادہ تھیں۔ حضور نے اُن سے دریافت فرمایا کچھ کھانیکو ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں، حضور نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سی نکالیں اور انکو بھیلایا اور دعا پڑھی اور فرمایا کہ دس دس نفر کو بلاتے رہو اور کھلاتے رہو۔ ۲۰ طرح پرے لشکر کو کافی ہو گئیں اور جو بچیں وہ حضرت ابو ہریرہ کو دے کر دی گئیں اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے کھا لکر کھاتے رہنا اسکو آٹ کر خالی نہ کرنا چنانچہ یہ اس میں سے نکال کھا لکر کھاتے رہتے تھے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کے زمانہ میں حضرت اشجین کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمان غنی کے زمانہ خلافت میں کھا لکر کھائی۔ اور متفرق اوقات میں اس سے کھا لکر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا جس کی مقدار کئی من ہو گئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمان غنی کی شہادت کے حادثہ کے وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی اور مجھ سے جاتی رہی حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور کو ایک ولیمہ میں میری والدہ نے ملیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں سیر با تھ حضور کینچہ دست میں بھیجا حضور نے فرمایا کہ اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا لاؤ اور جو تھیں ملے اسکو بھی بلا لینا میں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملے رہا اسکو بھی بھیجا رہا حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پُر ہو گئی حضور ارشاد فرمایا کہ دس دس آدمی ملو بنا کر بیٹھے رہیں اور کھاتے رہیں۔ جب سب کم سیر ہو گئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا لو حضرت

ابوبکر بن عیاش عن ثابت ابی حمزۃ الثمالی عن الشعبي عن أم هانی قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عندک شیء فقلت لا الاخذ بلبس خل فقال هانی ما افسر بیت من آدم فیہ خل حل محمد بن ثناء المثنی قال حدثننا محمد بن جعفر ثناء شعبۃ عن عمرو بن مۇرة عن مرة الهمدانی عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شروع باب میں متعدد روایات سے گزر چکے ہیں۔ (۲۲) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا (حضور کی چچا زاد بہن) فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔ یہ قصہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جسکو بہت سی نے تخریج کیا ہے زیادہ مفصل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو بھی رکھا ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضور سوکھی روٹی ہے جسکو پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں لے آؤ، وہ لے آئیں حضور نے ان کے ٹکڑے کئے اور پانی میں بھگو کر ننگ بلایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فرمایا کہ کچھ سالن بھی ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ آپ نے منگایا اور سپرڈا لکر نوش فرمایا اور اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ام ہانی جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ گھر سالن سے خالی نہیں۔ اللہ اکبر کیا سادہ زندگی تھی حضور کی۔ کاش حق تعالیٰ شاہ اپنے لطف اور اپنے نبی کے طفیل سے ہم لوگوں کو بھی اس سادگی کا اتباع نصیب فرماتا جن یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کھا اپنا صرف اضطرار اور مجبوری ہی کا درجہ رکھتا تھا ضرورت کے وقت جو میسر ہوا جیسا موجود ہوا نوش فرمایا کہ کھانا زندگی کی ضرورت تھانہ یہ کہ ہم لوگوں کی طرح سے زندگی کھانے پینے کی ضرورت ہے جس میں اصل مقصد پیٹ کا پالنا بجائے اور دینی مشاغل مدراء میں شمار ہو جائیں۔ وہاں تھیں زندگی دین کی اشاعت اور اسکو سرسبز کرنا تھا اور یہ ضروریات بشریہ مجبوری کے درجہ میں پوری کرنی جاتی تھیں۔ نیز حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاں بے تکلفی ہو تعلقات و مسیح ہوں سوال میں بھی مضائقہ نہیں۔ (۲۳) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے کریمہ کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر بھی ثابت ہوتی ہے اور کریمہ کی فضیلت تمام کھانوں پر بھی نکلتی ہے کریمہ خوبے میں بھگوئے ہوئے ٹکڑوں کو کہتے ہیں جن میں علاوہ لذت و قوت کے سہولت و سرعت مفہم جلد ملتا ہو جائے وغیرہ وغیرہ منافع ہیں عرب میں سکاد دستور تھا اور کھانوں میں اصل شمار ہوتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بہت سی روایات آئی ہیں اس روایت میں مدار کا اختلاف ہے عورتوں سے مراد سب عورتیں ہیں یا کچھ مشائخ ہیں اسی بنا پر ہمیں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فدیجہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بھی ہے یا نہیں کسی نے حضرت عائشہ کی فضیلت بتائی ہے اور کوئی حضرت فاطمہ کی فضیلت کا قائل ہے کوئی حضرت خدیجہ کی فضیلت عن اکل کی طرف مائل ہے لیکن بندہ کے نزدیک ان میں کوہر ایک کسی خاص فضیلت کے لحاظ سے سب سے افضل ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقہا بہت اور محبوبہ کے ساتھ اس میں بھی بڑھی ہوئی ہیں کہ وحی انکے لباس میں نازل ہو جاتی تھی حضرت یحییٰ پہلی پہلی مومنہ وغیرہ بہت امور کی بنا پر اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر گوشہ و رشتہ کی سردار وغیرہ امور میں سب سے افضل ہیں

لہ ابو حمزہ وثاب بن ابی حمزۃ قال القاری قلت والظاهر الاول وهو ثابت بن ابی صبیۃ الثمالی ۱۲۵۵ التمالی بضم التاء وخلف الیم منسوب الی خالد لقب عوف ابن اسلم اجد اجد او ابی حمزۃ لقب بلالہ کان سقیمہ للہ بن مالہ ای روضۃ قال القاری ۱۲۵۵ ہانی باثبات البیاض صیغۃ امر و ما اجد من قال اسلم فعل ۱۲

۱۲۵۵ التمالی بضم التاء وخلف الیم منسوب الی خالد لقب عوف ابن اسلم اجد اجد او ابی حمزۃ لقب بلالہ کان سقیمہ للہ بن مالہ ای روضۃ قال القاری ۱۲۵۵ ہانی باثبات البیاض صیغۃ امر و ما اجد من قال اسلم فعل ۱۲

قال فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام حل ثنا علي بن حجر ثنا اسمعيل بن جعفر ثنا عبد الله بن عبد الرحمن بن معمر الانصاري ابو طوالة انه سمح انس بن مالك يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام حل ثنا قتيبة بن سعيد انا عبد العزيز بن محمد عن سهيل ابن أبي صالح عن ابيه عن ابي هريرة ان ابا هريرة ان صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبا من ثور اقط ثم رآه اكل من كفت شاة ثم صلى ولم يتوضأ حل ثنا ابن ابي عمير ثنا سفين بن عيينة عن وائل بن اذينة عن ابيه وهو بكر بن ابي عن الزهري عن انس

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے قرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔ امام ترمذی کا مقصد ان روایات کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ حضور کو ثریہ پسند تھا چنانچہ مختلف روایات سے اس کے نوش فرمانے کا معمول معلوم ہوتا ہے۔ (۲۵) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ پنیر کا ٹکڑا نوش فرما کر وضو فرماتے دیکھا۔ اور پھر ایک دفعہ دیکھا کہ بکری کا شانہ نوش فرمایا اور وضو نہیں فرمائی۔ **ف** ابتداءً اسلام میں آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا تھا بعد میں یہ حکم ملبس ہو گیا لیکن یہ کہ حضور نے پنیر کے ٹکڑے سے جس زمانہ میں وضو فرمایا ہو وہ زمانہ آگ سے پکی ہوئی چیزوں سے وضو ٹوٹ جانے کا زمانہ ہو یا کسی اور وجہ سے وضو فرمایا ہو مثلاً وضو بر وضو کا ارادہ فرمایا ہو یا پہلا وضو کسی اور وجہ سے جا کر ہا ہو لیکن حضرت ابو ہریرہ کے طرز بیان سے یہی مقصد معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً میں حضور آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے اسی لئے پنیر کے نوش فرمانے سے حضور اقدس نے وضو کیا بعد میں یہ حکم باقی نہیں رہا اسی لئے بکری کا گوشت نوش فرما کر وضو نہیں کیا۔ (۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو سے فرمایا تھا۔ **ف** حضرت صفیہ حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد ہیں محرم مکہ ہجری میں جنگ خیبر میں باندی بنکر آئی تھیں حضور نے ان کو آداف فرما کر نکاح کر لیا اور سفر ہی میں ان کا ولیمہ ہوا۔ ولیمہ میں کیا چیز تھی ایسے مختلف روایات وارد ہوئی ہیں بعض میں عیس جو ایک قسم کا حلوا ہے اسکا ولیمہ وارد ہوا ہے بعض میں نیز بھی آیا، ظاہر ہے کہ چونکہ سفر کا موقع تھا اسلئے ناشتہ وغیرہ میں جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے او خاص مخلصین کے پاس موجود تھا سب ولیمہ میں شریک کر دیا۔

لم یطلقوا نساء انسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زمانہا قال القاری وقال النواوی من اطلق النساء وور علیہ خدیجہ فانہا افضل من عائشہ علی الصراۃ تفسر علی اللہ علیہ وسلم بانہ لم یزق خیراً من خدیجہ قال القاری فی الحدیث اشارۃ الی ان الفضائل الی جمعت فی عائشہ ما توجہ فی جمیع النساء من کونہا امراۃ افضل الانبیاء و احب النساء الیہ و اطہر و احسن و اجہل و انما کانت خدیجہ و فاطمہ وجوہ اخری الفضائل لیکن البیئۃ الباطنیۃ فی الغفیلۃ المشبہۃ بالشریم لم یجد فی غیرہا و سبط القاری الکلام علی روایات التفضیل بن خدیجہ و فاطمہ و مریم و ام سیتہ فارجح الیہ و شئت التفضیل ۱۲۷ الشریح یعنی کما ان جامع لغواشی من الغذائۃ واللذۃ والقوۃ حتی قبل ازیمید الشیخ الی صباہ کذلک ہی نہ جمیع بن فضائل شتی من الفضل والفقره و الفصاحت و الفطانہ و غیرہ ۱۲۸ ابوطوالۃ بضم الطاء المہذوبۃ کثرت قاضی الدین زین عمر بن عبد الغفرۃ رحمہ ثور قبل الثور قطعت من الاقط فالأضافۃ علی سبیل التجرید و بیانہ و قبل الثور القطع مطلقاً ۱۲۹ قاری ۱۳۰ ظاہر سیاق ان ابا ہریرۃ اراد ان یمین ان الحكم السابق وهو انو من ثور اقط قد نسخ بفعله صلی اللہ علیہ وسلم باخره من اكل كفت الشاة و عدم توضئه و كانت سلسلۃ الوضوء مما مست النار خلاقیۃ فی السلف ثم اجمع العمل علی ان لا یجب الوضوء منہ و الظاہر من ایراد ہذا الحدیث فی ہذا الباب ان المصنف اراد ان یمین انہ صلی اللہ علیہ وسلم اكل ثور اقط و کفت الشاة بطریق الاستدام و لیس لفظ التجرد بديل علیہ رجا الا ان يقال انہا من جملة الادام مادیۃ فاعتبر العرف و حمل علیہ الحدیث ۱۳۱ ابن ابی عمیر علی حدیث بن ابی عمر فہو منسوب الی عبدہ و قبل ابو عمر کفیتہ ابیہ یعنی ۱۳۲ اق ۱۳۳ کذا فی اکثر النسخ و فی بعضها ابیہ و ہر صواب ہندی و المراد بـ ابیہ بکرم دال فہو من رداۃ الاکا بر علی الاصاغر و لفظ ابیہ یصح لان والد اول و ہو اول لیس من اۃ الصواح و الحدیث أخرجه ابو داود فی الاطعمہ بلفظ ابنہ و ابن ماجہ بلفظ ابیہ العجب من اكل لقمۃ فی جامع المصنف بلفظ ابنہ و ابن زوف بلفظ ابنہ صحیح لیکن فی الرواۃ اھلک لفظ

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعه علی ولنا ذوال مصلقة قالت فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کل وعلی

معه یا کل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ما علی فانک ناقة قالت فجعل علی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم

یا کل قالت فجعلت لہم سلقا وشعیرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی من هذا فاصب فانه اوفی

لک حل ثنا محمود بن غیلان ثنا بشیر بن السری عن سفین عن طلحة بن یحیی عن عائشة بنت طلحة عن عائشة

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتبني فیقول عندک غدا فاقول لا قالت فیقول انی

صائم قالت فانا نایوما فقلت یا رسول اللہ انہ اهدیت لنا ہدیة قال وما ہی قلت حیث قال اما انی اصبح

(۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لاکر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانے

کو رکھا ہے جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ ایک مرتبہ حضور تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ ایک

ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے میں نے عرض کیا کہ گھجور کا ملیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو روزہ کا

ارادہ کر رکھا تھا پھر حضور نے اس میں سے تناول فرمایا۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک تو یہ کہ نفل روزہ کی نیت

صبح کے وقت بھی آدھے دن تک ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس سے پہلے کوئی عمل روزہ کے منافی نہ کیا ہو چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ

سے دریافت فرماتے پر نیت فرمائی یہ مذہب حنفیہ شافعیہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ نفل روزہ کی نیت

رات سے کرنا ضروری ہے اس مسئلہ میں یہ حدیث ہمارے موافق ہے لیکن جب ایک معتبر امام کا خلاف ہو تو زیادہ بہتر یہ ہے کہ نفل روزہ کی نیت بھی

راستہ ہی کو کر لی جائے البتہ کوئی عارض پیش آجائے تو دو پہر سے پہلے پہلے دن میں بھی نیت کر لیا مضاف نہیں ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی

نفل روزہ رکھے تو اسکے توڑ دینے کا اختیار ہے یہ مذہب شافعیہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ کے نزدیک قرآن شریف کی آیت ولا تبطلوا اعمالکم

(اپنے اعمال کو باطل مت کرو) کی بنا پر روزہ نماز کوئی عمل توڑنا ناجائز نہیں لیکن اس حدیث سے چونکہ روزہ کا توڑنا معلوم ہوتا ہے اسلئے

دونوں چیزوں پر عمل سطح کیا جاویگا کہ اگر کوئی ضرورت اور مجبوری درپیش ہو تو اس حدیث کی وجہ سے اس میں گنجائش سمجھنی چاہی اور بلا ضرورت

توڑنا ناجائز نہیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بھی یہی ظاہر ہے بعض علماء نے حدیث کے اس جملہ کا کہ روزہ رکھنے کا ارادہ

کر رکھا تھا۔ اسکا مطلب یہ فرمایا ہے کہ بچہ نیت نہیں فرمائی تھی البتہ ارادہ تھا کہ آج روزہ رکھ لوں گا لیکن بندہ کے نزدیک پہلی توجیہ چھی ہے مسئلہ

اگر کسی ضرورت سے نفل روزہ توڑ دینے کی نوبت آئے تو حنفیہ کے نزدیک کسی دوسرے وقت قضا کرنا واجب ہے اسلئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اسکی

تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا تھا کہ کسی دوسرے دن قضا کر لیجیو۔

لہ دیوال لفتح الدال الہمزة تنوین اللام المكسورة جمع والیتھی العذق من الخلد یقطع ذابسر ثم تعلق فاذا رطب یوکل وداؤہ مغلبة عن العن اذا هو جیح والیتھی ۱۲ قاری
لہ لہم لاضیانی وئی بعض النسخ رفعل یغیر علی ہد مرتب علی قول ترک علی ای لہم یا کل الرطب جعلت لہذا والواجب ان ضمیر الواحد الیہ صلی اللہ علیہ وسلم لاند الامل المتبع وواجب
تبع وہذا مرتب علی ما تقدم من اكل الرطب وغيره ۱۲ لہ اولی قال میرک الظاہران صیغۃ التفضیل ورزہا ک المجزأ الموافقة لان تحقق المزية تیوقعت علی وجود بنفس
فی اطراف المقابل الہم الان یقال بطریق الامکان او بحسب محکمۃ قالہ القاری ثم لا تانی بنہیم علی اللہ علیہ وسلم علیا وبن رواہ ابن ماجہ ۱۲ مادرجا فقال شہی
فقال کونکافی رواہ غیرہ فقال من عنده خبرہ فلیبعث الی غیرہ فحدث لان الرطب اذا اشتدت شہوتہ شئ فتناول یفعل منہ لایفقد صدق الشہوة تدفع مغرۃ قالہ لانیو
وغير قلت وقد جرت ذلک علی نفسی فوجدتہ کذا هو الا وجہ مندی وفیہ توجیہات اخری ۱۲ لہ غدا یفتح الخیر والادل الہمزة والمد هو الطعام الذی یوکل اولی لہما قالہ القاری
۱۲ لہ جیس لکما ہذا مغرۃ ومغیرۃ ساکنہ بعد ہامین مملۃ ہو الخیر الحسن ذال لفظ وقد یجوز عوض اللفظ الذوق او الفحیت ثم یدرک حتی یخلط وعلی الیس لفظ ۱۲ قاری

صائحا قالت ثم اكل كل حد ثنا عبد الله بن عبد الرحمن حد ثنا عمر بن حفص بن غياث ثنا ابی عن محمد بن

ابی یحییٰ الاسلامی عن یزید بن ابی امیة الاحور عن یوسف بن عبد الله بن سلام عن عبد الله بن سلام قال دایت
النبی صلی الله علیه وسلم اخذ کسرة من خبز الشعیر فوضع علیها ثمرة ثم قال هذه ادام هذه فاکل حد عبد الله
ابن عبد الرحمن ثنا سعید بن سلیمان عن عباد بن العوام عن حمید عن انس بن مالك ان رسول الله

صلی الله علیه وسلم کان یحبہ الثفل قال عبد الله یعنی ما بقی من الطعام

باب ماجاء فی صفة وضوء رسول الله صلی الله علیه وسلم

عند الطعام حد ثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن ایوب عن ابن ابی ملیک

(۳۲) یوسف کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ دیکھا کہ حضور نے ایک روٹی کا ٹکڑا لیکر اس پر ایک کھجور رکھی
اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہو اور نوش فرمالیا۔ چونکہ کھجور کا سالن کے موقع پر کھانا متعارف نہیں تھا اسلئے حضور نے تنبیہ فرمادی کہ
اس سے سالن کا کام بھی لیا جاسکتا ہے اور زندگی کے چند ایام کو اس طرح بھی گزارا جاسکتا ہے اسلئے آدمی کو اپنے زندگی کے اوقات کو اس سے
مشاغل میں خرچ کرنا جو ابدی اور سرمدی زندگی میں کارآمد ہوں۔ سمجھ کی بات ہے اور تمام اوقات کو محض پیٹ پالنے میں ضائع کر دینا انتہائی
ناکامی ہے کہ یہ چند ایام زندگی بہر حال گذر ہی جائیں گے اور موت تبرکلیف کا خاتمہ ہو لیکن جن تکلیف کیلئے موت بھی نہیں ہے وہ نہایت اہتمام
کے قابل ہے۔ (۳۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔ وہ یہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تواضع کی بنا پر تھا کہ اوپر کا کھانا دوسروں کو اول کھلاتے ہو رہا باقی اپنے لئے پسند فرماتے چنانچہ متعدد صحابہ
حدیث کی کتابوں میں اس کے شاہد ہیں بعض اہل علم نے اسکی وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ بچے کے کھانے میں وہ نہایت کم ہونیکی وجہ سے ہضم میں سہولت ہوتی ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے وقت وضو کا ذکر

ف کھانے کے وقت سے مراد عام ہے کہ کھانے کے بعد ہو یا پہلے۔ وضو اصطلاحی تو وہی ہے جو نماز کیلئے شرط ہے اور نماز کے اوقات میں
یکجائی پر سب کو جانتے ہیں لیکن لغت عرب میں صرف ہاتھ منہ دھونے کو بھی وضو کہا جاتا ہے اور یہ وضو لغوی کے نام سے مشہور اس باب

لہ ثم اكل فیه جواز الفطر لمن اوجع صائما ویر قال الخفیف لمن عرض له عذرا ووجو القضاء ایضا الروایة عائشة بن عبد المصنف فی الجامع وابی داؤد وغیرہما ولفظ ابی داؤد قال
ابی لی ولفظ طعام وکن صائمتین فافطرنا فذل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا لا یارسول الله انما ادریت لنا ہدیة فاشتبہنا بافاطرنا فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا علیکم من
سکارت بوما اخرجوا الحدیث سکت علیہ بوداؤد ولفظ الترمذی اقضیا یوما آخر مکنا ذونحج ارسالہ والمرسل حمیر لایما اذا تویح وقد تابعہ حدیث الباب لافیس زیادة قوله صلی اللہ علیہ وسلم
کلن صوم یوما مکنا ذو صحیح عبد الرحمن ہذہ الزیادة کما فی ہاشم النسائی وفي الباب یضانی حدیث ابی عبد الرحمن حدیث عبد الطیاسی کما فی ہاشم النسائی قال یوسف الخزاز حدیث رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ وسماء یوسف رزی عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کما فی حدیث ابی یوسف فی بعض النسخ کا تعلیہ وغیرہ زیادة عن عبد الله بن سلام نیکون الحدیث
من مقول یوسف وهو الاوجه عندی لان الحدیث اخرجہ بوداؤد فی منہ براویة یوسف وکذا الحافظ ذکرہ فی تہذیبہ فی الاصابہ فی ترجمہ یوسف ۱۲۸۵ کہذا فی نسخ الطیبة الہندیہ
وبعض المعریہ ولست ہذہ الزیادة فی العلیہ ولما اکثر المعریہ ولانی نسخ الشرح و ذکر ہا القاری نسخہ اذ قال ذی نسخہ مجوز زیادة عن عبد الله بن سلام ۲۸۵۵ ادام الادیل فیه للشافعیہ
رحمہم اللہ فی من طرف لایا کل را ما بحث بہ لان ہذا باب المجاز والشمیہ کما ہوا ظاہر بانما فیہ مع ان منی الایمان مل التعارف ۱۲۵۵ عباد بشرہ الموعودہ وعوام قشیدہ الوادع وحمید
الصفیر ۱۲۵۵ فضل یغم لثنتہ وکیر فی الاصل یا یوسف من کما شی قد یطلق علی ما بقی بعد الطعام والمراد من کما بقی فی القدر اذ فی قصہ ۱۲۵۵ وضوء المراد بالوضوء لغوی کما ہذا

میں دو طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں بعض روایات سے وضو کرنا معلوم ہوتا ہے، یہ دوسری وضو ہی جو وضو لغوی کہلاتی ہے۔ اور بعض روایات سے وضو نہ کرنا معلوم ہوتا ہے یہ پہلی وضو ہے جو وضو اصطلاحی کہلاتی ہے۔ (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وضو اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ بیت الخلا سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کیلئے پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اُس وقت حکم ہے جب نیاز کا ارادہ کروں۔ یعنی وضو اصطلاحی کا وجوب نماز ہی کیلئے ہو کھانے کیلئے یا جب استنجے وغیرہ سے فراغت ہو فوراً وضو کرنا ضروری نہیں ہے حضور نے اسی لئے ابکار فرما دیا کہ یہ ضروری نہ سمجھ لیا جاوے کہ جب استنجے سے فراغت ہو تو وضو کیا جاوے۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور ایک مرتبہ استنجے سے فالغ ہو کر تشریف لائے حضور کئی مدت میں کھانا پیش کیا گیا صحابہ نے پوچھا کیا وضو نہیں فرمایا گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا اس وقت مجھے نماز پڑھنی ہے کہ وضو کروں؟ پہلی حدیث میں بھی یہ مضمون گزر چکا ہے کھانے کیلئے وضو کرنا مستحب نہیں ہے البتہ ویسے ہی ہر وقت با وضو نماز لوائے اور بہتر ہے کہ ظاہری طہارت کا اثر باطن پر پڑتا ہے اسلئے اگر استنجے وغیرہ سے فراغت پر وضو کر لیا جائے تو اولے ہی (۳) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد وضو یعنی ہاتھ دھونا، برکت کا سبب ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون عرض کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو یعنی ہاتھ دھونا، برکت کا سبب ہے۔ ممکن ہے کہ تورات میں ایک ہی وقت کا ذکر ہو۔ اس صورت میں دوسرے وقت کا اضافہ شریعت محمدیہ کی زیادتی ہوگی کہ اس شریعت میں بہتے احکام پہلی شریعتوں سے زیادہ ہیں اور ممکن ہے کہ تورات میں بھی دونوں ہوں لیکن چونکہ اس میں تحریف ہوئی ہے اسلئے ایک حکم یعنی کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا مسئلہ اس میں غلطی نے نکل گیا ہو۔ علمائے لکھا ہے کہ کھانے سے قبل ہاتھ دھونے میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ کھانے میں زیادتی ہوتی ہے کھانیوں کا حکم سیر ہو جاتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے برکت کا مفہوم یہ ہے کہ جن فوائد اور مقاصد کیلئے کھانا کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں بدن کا جز بنتا ہے، نشاط پیدا کرتا ہے، عبادات اور عمدہ اخلاق پر تقویت کا سبب بنتا ہے۔

له لا فائيك بمذنب الهمة الاستغفارية وفي نسخة باثباتها ١٢ هـ امرت استدل برعل انه كان يجب لوضوح عليه بكل صلوة مستظهر او غير مستظهر وعندنا في داود انه كان في تركه
على شئ عليه امر بالسوكت قل القاري المراد بالصلوة بي وما في معناها سجدة السلاوة ومس المصعق وادارة الطواف وكان في الكلام على اللامع الا طلب قلل ميركاه وليس
في الحديث دلالة على مثل اليمين فيمثل انه غسلها ويحتل عدم غسل ريانا الجواز ١٢ هـ مخوف همة الاستغفار بالانكار وفي نسخة باثباتها انكار لما هو همة من اي باب لوضوح ذلك
اي لا يسل ١٢ هـ فاقوا بان نصب يكون بعد الحنفى وقصد السببية وبالرفع لعددها ١٢ هـ الجرحاني بغلظ نجم الاولى قاضي جرجان روى عن ابن خنيفة عنه وغيره وردى عنه
الشافعى وغيره هرب من القضاء في ورثة ١٢ هـ انما ١٢ هـ الى ما شتم على وزن فاعل هو ابو باشم الرمانى فخلصنى الله وولع في بعض الاخ ابو هشام وهو غلط من السامع ١٢ هـ ناذان
١٢ هـ

قدح خشب غلیظاً مضطرباً محمداً یقال یا ثابت هذا قدح رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن ثنا عمرو بن عاصم ثنا حماد بن سلمة ثنا حمید وثابت عن أنس قال لقد سقیت رسول الله صلى الله عليه وسلم بهذا القدح الشراب كله الماء والنبید والعسل واللبن

باب ما جاء في صفة فاكهة رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا اسمعيل بن موسى الفزاري ثنا ابراهيم بن سعد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يأكل القثاء بالوطب حدثنا عبد بن عبد الله الخزازي البصري ثنا معاوية بن هشام عن سفيان عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يأكل البطيخ بالوطب حدثنا ابراهيم بن يعقوب ثنا وهب بن جرير ثنا ابی قال سمعت حميداً يقول او قال حدثنا حميد قال وهب وثابت

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالہ سے پینے کی سب انواع پانی۔ نمیز۔ شہد۔ دودھ سب چیزیں پلائی ہیں۔ ف نمیز یہ کہلاتی ہے کہ کھجور کشمش وغیرہ پانی میں بھگو دی جائے اور جب اس کا اثر اچھی طرح آجائے تو وہ پانی نمیز کہلاتا ہے۔ مقوی اور مفرح ہوتا ہے۔ حضور کے لئے شب کو کھجوریں وغیرہ بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو حضور نوش فرمایتے۔ اور بھی دوسکران تک بھی جیتا کہ اس میں شکر نشہ کا اندیشہ نہ ہوتا تھا کام میں لایا جاتا تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھلوں کا ذکر

ف۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا پھل تناول فرمائے ہیں اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔
 (۱) عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔ ف۔ ککڑی چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم۔ اس طرح سے دونوں کی صلاح ہو کر اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی چیزوں میں ان کے مزاج کی رعایت رکھنا مناسب ہے، نیز ککڑی پھکی ہوتی ہے اور کھجور میٹھی جس کی وجہ سے ککڑی میں بھی مٹھا اس آجاتا ہے۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تر بوز کو، رہ تر بوزوں کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔ ف ترمذی وغیرہ کی روایت میں اس قصہ میں تصریح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس کی ٹھنڈک اس کی گرمی کو اور اس کی گرمی اس کی ٹھنڈک کو زائل کر دیگی۔

لہ مضطرباً بالنصب علیہ ارضہ قدح والحبیب لشدوب الغبات جمع فبیرہ وہی حدیث العریفۃ الی یضرب بہا قال التناوی الضبیۃ ما یضرب بہ الاناء من مدیرہ وغیرہ قال میرک وقد ثبت فی الصحیح ان قدحاً لنبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی کان عند انس جو قدح جید و بیض طویلاً اقصر من عرضہ و فی الصحیح ایضاً ان قدحاً لشدوب فسلل بعبقہ بعض نفقۃ قال القاری ۱۲۷۱ کلائی انواء کلبا وابدل الاربۃ الذکوة بل بعض ما تہما ابشائنا لکوننا افضل المشروبات او لکوننا اظہر لواء ۱۲۷۲ م شہ الفزازی شیخ الفاروق الرزی الخلفہ منو الذی فی زمرۃ قبیلۃ من غلکان ۱۲۷۳ القثاء بکسر القاف وضمیم و تشدید الشذہ محو و اقالہ القاری وقال التناوی الکثیر من ثم من الخیار اخف منہ ۱۲۷۴ البطیخ قال النکح الخلفۃ الی الزاد من فقیل ہو الاصغر المعبر عنہ فی الروایۃ الاتیۃ بالقرین و فی ما لا یخبر و هو الاظہر ۱۲۷۵ او قال مدنی الخرقا ہرہ (طہ) والشک فی لفظہ شیخ باہ قال بلطبع سمعت

صدیقہ عن انس بن مالک قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الخبز والربط حل ثنا محمد بن یحییٰ

ثنا محمد بن عبد العزیز الرطبی ثنا عبد اللہ بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحاق عن یزید بن ہرمان عن عروۃ

عن عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل البطیخ بالربط حل ثنا قتیبة بن سعید عن مالک بن

انس ح وثنا اسحق بن موسیٰ ثنا معمر ثنا مالک عن سہیل بن ابی صالح عن امیہ عن ابی ہریرۃ قال کان الناس

اذا راوا اول التمر جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم بارک لنا فی

(۳۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خربوزہ اور کھجور کھتے کھاتے ہوئے دیکھا وہ بعض

علمائے اس جگہ بھی بجائے خربوزہ کے تربوز کا ترجمہ کیا ہے۔ اور فشا پہلی روایت کی بنا پر اس کا ٹھنڈا ہونا ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں

خربوزہ متعارف ہی مراد ہے۔ اور کھجور سے کھانے کی وجہ بظاہر اس کا پھیکا پن ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی مصلحت سب جگہ جاری کی جائے۔

ممکن ہے کہ کسی جگہ کوئی اور مصلحت ہو اسلئے بندہ ناچیز کے نزدیک تربوز کو کھجور سے کھانے کا قصہ مستقل ہے اور اسکی مصلحت دونوں کے

مزاج میں اعتدال پیدا کرنا ہے کہ تربوز ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور خربوزہ کو کھجور سے کھانے کا قصہ مستقل ہے اور اسکی مصلحت خربوزہ کا پھیکا ہونا

ہے کہ سب اوقات اسکے پھیکے ہونے کی وجہ سے شکر ڈال کر اسکو کھایا جاتا ہے اسلئے دونوں حدیثوں کو ایک پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تربوزوں کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ (۳۵) ابو ہریرۃ

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اسکو حضور کی خدمت میں لاکر پیش کرتے تو حضور یہ دعا پڑھتے۔ اللہم بارک لنا

فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا و فی مدنا اللہم ان ابراہیم عبدک وخیلیک ونبیک وافی عبدک

ونبیک وانہ دعاک لہکۃ وافی ادعواک للہدینۃ بمثل ما دعاک بہ لہکۃ ومثلہ معہ۔ اس کے بعد جس چھوٹے بچہ کو دیکھتے

اسکو مرحمت فرمادیتے۔ (ترجمہ دعا) اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما۔ اور ہماری اس چیز میں صواع

اور مد سے ناپی جاتی ہوں (یہ دو پیمانہ میں مدینہ منورہ میں کھجوریں وغیرہ سب چیزیں ان سے ناپ کر فروخت کی جاتی تھیں) انہیں برکت

فرمائے اللہ واقعی حضرت ابراہیم تیرے بندے اور تیرے نبی تھے۔ اور بیشک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں (چونکہ وہ

تواضع کا تھا اسلئے اپنے حبیب ہونیکا ذکر اس جگہ نہیں فرمایا) انھوں نے (جن چیزوں کی) دعا (اپنے آباد کردہ) شہر مکہ مکرمہ کیلئے کی ہے (جس کا

بیان آیت فاجعل افسدکم من الناس تہونی الیہم وازدقہم من الشمس ات میں ہے کہ لوگوں کے قلوب مکہ کی طرف

مائل فرمائے اور پھلوں کی روزی ان لوگوں کو میسر فرما) وہی دعا اس سے (وچند مقدار میں میں مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں۔

۱۔ مد بقالہ وجوب تخفیف بمعنی الجسب لصادق فی الصافۃ و فی شذوۃ بکسر الصاد و تشدید الدال بمعنی کثیر الصدق لکن لا یلائم اذا الغلط لان یقین ان المعنی کان حمید صدوقا

لوسب قالہ اناری قلت و فی مزج الضمیرین نظر کا تقدم والصواب کان جریر صدق حمید ۲۔ قالہ قل القادی بکسر القی المجر و سکون الراء و کسر الموحدة فی آخر ہا زای ہوا لظن

بالفارسیۃ علی مافی النہایۃ والظاہرۃ معرب الخبزۃ وہی یضغ الخار و ابی انی آخر ہا و ہوا الاصغر فحل علی نوع منہ لم یم نفعونان فیہ بروۃ بعد ہما الرطب فاندفع قولہ

رغم انہ الاخضر معہا بان الاصفر فیہ جرایۃ علی ان للاصفر بالنسبۃ للرطب بروۃ وقال الشاکر المراد الاصفر والقول بانہ الاخضر لان الاصفر فیہ حرارۃ لیس یلین سب لان القصد

التعذیل او بان الاصفر غیر یضغ غیر مار الحار ماتی فیضج و قال زین النہایۃ العرائی المراد ہنہا الاصفر لا الاخضر کہ یومہم لان الخبز اسم بلا صغیر یرض الحی زاہد فی شذوۃ فی الوالدین

شذوۃ لان الشذوۃ فی الکوکب لدری ان المراد بحرارۃ والبرودۃ حرارۃ لیس لیس لحرارۃ المزاج وقال ما جہا صغیر ہا نہ کا نہ یاعز یضغ فابی عنہ انہ لا یوکل عادۃ اللہ ۳۔

۱۔ ہم من رفق ربہم ونفی عنہم غلظہ من العلل والاولیاء کہ تک قالہ القاری وقیل النادی فیہ ان الباکورۃ ینذب الاتیان ہا لاکبر القوم علیہا و علیہ ۱۲۔

شمارنا و بارک لنا فی مدینتنا و بارک لنا فی صاعنا و فی مدنا اللهم ان ابراهیم عبدک و خلیک و نبیک
 و انی عبدک و نبیک و انه دعاک لمکة و انی ادعوک للمدینة بمثل ما دعاک به لمکة و مثله معه
 قال ثمید عواصغر لیدیرا فیعطیه ذلک الثمر حل ثنا محمد بن حمید الرازی ثنا ابراهیم بن
 المختار عن محمد بن اسحاق عن ابی عیسیٰ بن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیع بنت معوذ بن عفراء
 قالت بعثنی معاذ بن عفراء بقیح من رطب و علیہ اجر من قثاء زغب^{۱۲} و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب
 القثاء فاتیته به و عندہ حلیة قد قدمت علیہ من البحرین فملأ یدہ منها فاعطانیہ حل ثنا علی بن
 حجرنا شریک عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت اتیت النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم بقیح من رطب اجر زغب فاعطانی ملاکفه حلیا او قال ذہبا

(۶) ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جن پر چھوٹی چھوٹی روئیں دار کھڑیاں
 بھی تھیں لیکر حضور کی خدمت میں بھیجا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدوی مرغوب تھی۔ میں جس وقت گڑیاں لیکر حاضر خدمت ہوئی
 ہوں حضور والا کے پاس بھرن کے کچھ زیورات آئے ہوئے رکھے تھے حضور نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔
 ف کدوی کھجور کے ساتھ طلا وہ مذکورہ فوائد کے بدن کو فریب بھی کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری مرضی
 کے وقت میری والدہ کو خیال ہوا کہ اس کا بدن کچھ فریب ہو جاوے تاکہ اٹھان کچھا چھا ہو جائے تو مجھے کدوی تازہ کھجور کے ساتھ
 کھلائی جس سے میرے بدن میں اچھی فربہی آگئی۔ ایک ضعیف حدیث میں حضرت عائشہ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کدوی نکسے نوش فرمایا کرتے تھے۔ اس میں کوئی مانع نہیں کہ کبھی نکسے تناول فرماتے ہوں کبھی کھجور کے ساتھ کہ رغبت کسی وقت
 میٹھے کی ہوتی ہے کیسوت نکسین کی۔ (۷) ربیع ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک طبق
 کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار کھڑیوں کا لیکر گئی۔ تو حضور نے مجھ کو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا لہو مرحمت فرمایا۔ ف یہ وہی پہلا
 قصہ اس حدیث میں مختصر کر دیا۔ سونے اور زیور میں کسی راوی کو شک ہوا لہذا وہ اسے ہٹا دیا۔ یہ حدیث صحیحہ ہے۔

۱۲ المراد به الطعام الذي يكال بالصبيان والامداد فيكون دعاء لهم بالبركة في اتواهم في عموم اوقا ثم قال القاري وقال النوا في ما عناه وما عني الكيل فيها
 من لا يكفيهم اضاعة في غير ما تم قال لا وكتل انكون البركة المذكورة في الحديث دينية وهي ما يخلق بهذه المقادير من حقوق الله تعالى في الزكاة والكفارات ۱۲ الله توسل
 بعبودية ونجوة وقدم الاولي لانه لا شرف على منها ولم يقل خليك وان كان خليك كما ورد في عدة الاخبار بل نص بقاء الحجة الارفع من مقام الخلة لانه في مقام التواضع والادب
 اللائق بمقام الدعاء وادب مع ابية الخليل كذا في التناويع ۱۲ الله ومثله معني اذ هو كضعف ما دعاك خليك ابراهيم عليه الصلوة والسلام ولا حجة في الحديث على المسئلة الى ان
 في تحريم المدينة كما ترى ۱۲ الله يراه في رواية صخر من يصفرون في اخرى فيدعونهم ليدخلهم معيهم الروايتين المتحدتين على هذه الرواية ونهم من قول قوله اي المؤمنين وليس
 المراد من اهل بيته والخاير عندي في الجمع بينهما ان ذلك بحسب ما اتفق له من حضور صغير او ما اراد من اهل قرابة ووجرت ترجع الصغير للباكورة شدة حرهم وكثرة طلبهم ۱۲
 ۱۲ ابی عیسیٰ بن محمد بن اسحاق عن ابی عیسیٰ بن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیع بنت معوذ بن عفراء عن معاذ بن عفراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و جزم الوثقی از باکسر ۱۲ الله اجر نفع الهمة وسكون لیم و رامنون مكنوز مع جرو بكر الجهم و هو الصغير من كل شيء حتى النخل والبطيخ والمراد هنا كالتناويع كما هو مبين من البداية
 في هذه الرواية قال القاري ۱۲ الله رطب بضم الزاي وسكون الغين المجرى جمع ازغب من الزغب بالفتح هو صنار الریش اول ما طلع فيه بيا على القثاء من الزغب ۱۲

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ شَرَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حل ثنا ابن أبي عمير ثنا سفيان عن معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت كان أحب الشرب

الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الحلو الباشرحل ثنا احمد بن منيع ثنا اسمعيل بن ابراهيم انا علي بن يزيد عن عمرو
هو المالك بن عمار

ابن أبي حرملة عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال دخلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا وخالد بن الوليد

على ميمونة فجاءتنا باناء من ابن فشرى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا على يمينه وخالد على شماله فقال للثنية

لَوْ أَن شِئْتَ أَتَرْتَهُ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتَ مَا كُنْتُ لِأَوْثَرِ عَلَى سَوْرِكَ أَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ سَلَامٌ مَنْ

اطعمه الله طعماً فليقل اللهم بارك لنا فيه واطمئننا خير امنه ومن سقاه الله لبناً فليقل اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کی چیزوں کے احوال

ف۔ اس باب میں مصنف نے حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

پینے کی سب چیزوں میں شیشی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی۔ ف بظاہر تو اس حدیث سے ٹھنڈا اور ٹیٹھا پانی مراد ہے۔ چنانچہ ابوداؤد وغیرہ

لی روایت میں بالحدیث وار دہے اور یہی سب سے کم ہے کہ اس سے ہند کا سریت یا مجددوں کا مجید مراد ہو جس کا یہاں لکھا ہے باب میں کہ درجہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا، جو حاضر ہوتا وہی تناول فرما لیتے لیکن میٹھے اور ٹھنڈے پانی کا

خاص اہتمام تھا۔ ستیا جو مدینہ طیبہ سے کئی میل پر ہے وہاں سے میٹھا پانی حضور کے لئے لایا جاتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے الفاظ میں یہ بھی نقل فرمایا کہ اے اللہ اپنی ایسی محبت مجھے عطا فرما جو میرے لئے بہترین

جان و مال اور اہل و عیال سے اور غنیمت سے پانی کی جست سے بی ریزہ ہو۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور محمد بن ابی بکر

وہ ایک برتن میں دودھ لیکر آئیں حضور نے اس میں سے تناول فرمایا میں دائیں جانب تھا اور خالد بن الولید بائیں جانب۔ محمد سے یہ ارشاد

فرمایا کہ اب پیئے کا حق تیرا ہے (کہ تو دایں جانے)، اگر تو اپنی خوشی سے چاہے تو خالد کو تزیین دیدے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھ پر
مہر کسے رکھیں؟ جہنم ہو سکتا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رازِ ظہور فرمایا کہ جس کس شخص کو حق تعالیٰ ارشاد کو فرما رہا ہے

۱۷ ابن ابی عمر یوسف بن ابی عمر السدوسی ابو عبد اللہ فی فہرست فی جلد ۱۲ ۱۷۷ الشرح لک لائیک صاحب السین ومن علی السین اقدم لمورد ملک

ابن ابي اكرم على ملك الشمال ولذا ورد الالين فالالين رواء مالك واحمد ومحاب السنن عن انس قال احرقوا ويل تقديما لالين في الشرب فامته او يحرق كل مطحوم كفاكهة ولحم فليس من مالك التخصيص وانكره بعضهم قالوا انك وقل ايضا في ان السنة البداهة في الشرب فهو بن عيسى الكبير والصغير مفعولان بالنسبة لمن على يسهاره وهذا اتفاق لكنه على الاستحباب عند

المجهر وزينب بن حزم الى وجوب بقاء لاجور من ادلة غير الامين الا باذنه فالقول يعارض هذا الحديث ما رواه ابو يعلى باسناد صحيح كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سقى قائل ابدا بوالا كالكبر
او قال بالاكابر قلنا ذلك محمول على ما اذا لم يكن عن يمينه احد بل كانوا امامه او دماؤه اهلقت وقال الحافظ في التلخيص لم يرد في ابى يعلى اسناده قوسى ومجيب عنها ابو جعفر ١٢٥٤ أخرت بها خالدا

كونه شرف منك مراعاة للكبر وفي نسبة النسيب الى تعذيب الخ طره وتبنيه نبي على ان الايتار اولى لم الحديث مستدل الحنفية في جواز الايتار بالقرش كانت الشافعية الايتار بالقرب كروه لما في من الاعراض بالقرية وقيد الشامي جوازه باذا عارض تلك القرية ما هو فحصل منها كاحترام اهل نعم والاشياخ كما في هذا الحديث وتيفرغ على هذا الحكم مسائل منها ما لو

سبق احد الى الصف الاول فدخل رجل اكبر منه سنا واول علم يتيقن له ان يتاخر ويقدمه ليعطيه الامرا ثم لا يشكك على الحديث بانهم استاذون ابن عباس فيه ولم يستاذن الا عرابي كما جاز

فی التتبع علیہ من مودیتہ انس ابن مکرطہ قال اہبط بیاکرم یارسول اللہ فاطمۃ الاعرابی ثم قال الامین فالامین لان بین المفضتین من الفضل انی لا کفۃ ۱۲ کذا فی موطأ مسلمین اوجاعۃ الکلبین وغلظا ہرانی بآیہ السرا اللغظا واککان وودود حارۃ لثقتہ الوارود و ملا حظہ لعموم الاموال

س، م، ن، و، هـ، ز، ح، ط

ابن عيينة هذا الحديث عن معمر بن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها ورواه عبد الله بن المبارك وعبد
وهو الحديث الاول ١٢

وغير واحد عن محمد بن الزهري عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسل ولم يذكر فيه عن عروة عن عائشة وهكذا رو

یوسف وغیر احد عن الزہری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل قال ابو عیسیٰ وانما اسندہ اس عینہ من یزید النابی

قال ابو عيسى وميمونة بنت الحارث زوج النبي صلى الله عليه وسلم هي خالة خالد بن الوليد وخالة ابن عباس رضي الله

عنهم خاله يزيد بن الأصم واختلف الناس في رواية هذا الحديث عن علي بن زيد بن جدعان فروى بعضهم عن

علي بن زيد عن عمر ابن أبي حرملة وروى شعبة عن علي بن زيد فقال عن عمرو بن حرملة والصحيح عمرو بن أبي حرملة.

بِأَمْرٍ فِي صِفَةِ شَرِيبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدثنا أحمد بن منيع ثنا هشيم بن عاصم^{١٣} الأحمول ومغيرة عن الشعبي^{١٤} عن ابن عباس^{١٥} أن النبي صلى الله عليه وسلم

تو یہ دعا پڑھنی چاہئے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرَ اَمْنَةٍ (اے اللہ تو اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر چیز عطا فرما)

اور جب کسی کو حق تعالیٰ شانہ دودھ عطا فرمائیں تو یہ دعا پڑھنا چاہیے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْ نَاصِنَهُ رَاے اللہ اس میں برکت عطا فرما اور اس میں باریک بینی سے دیکھ کر اس میں اضافہ فرما۔

فرما اور یاد لی نصیب فرما) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ہر چیز کے بعد اس سے بہتر لی دعا اور دودھ کے بعد انیس یاد لی کی دعا اسے تعلیم فرمائی کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ کے علاوہ اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کھانے اور پانی دونوں کا کام دے۔

فحضور نے دودھ مرحمت فرماتے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حق اسلئے فرمایا کہ وہ دائیں جانب تشریف فرماتھے اور خالد بایں جانب اور

پہلے کا دور حبیبیہ کہ متعدد روایات میں یاد آہنی جانب چلنا چاہئے۔ اور خالد کی ترجیح کو اسلئے ارشاد فرمایا کہ وہ عمر میں بڑے تھو نیز ابن عباس کی

تعلیم مقصود تھی کہ حق اگرچہ ان کا ہو مگر خود ان کو یہ چاہیے کہ بڑے کی ترجیح کی رعایت کریں لیکن حضرت ابن عباسؓ کیلئے حضور کے جھوٹے کی

باب۔ اُن احادیث کا ذکر جنہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کا طرز وارد ہوا ہے۔

باب: اس کا ریکارڈ کریں اور اس کی اسناد یہ دوسرے کا طرہ دار ہے اور

۱۳۔ ثم قال ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس شيء أجزأكم من الجزاء بمنزلة التعليل لما تقدم من دعاء عليه الصلوة والسلام في اللبن بالهزير وفي غير اللبن باستدعاء الجزاء منه ۱۳۔

فان عبد الله بن المهدي وعبد الرزاق وغير واحد من تلامذة معمر جعلوه ممن التزموا برسالة ابي يوسف وغير واحد من تلامذة الزهري جعلوه انصارا لمسلكه فالحق ارساله وقال المصنف

فی جامع بعد فخریج الحدیث کہندارواہ غیر واحد عن ابن عیینہ و الشیخ مامون الزہری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرسل و ہذا الصحیح من حدیث ابن عیینہ انہی مطلقا ۳۲ ۵۳ قال ابو یوسف

[illegible]

عمر بن ابی حمزہ: دونوں ابو ابو عبد اللہ علی اسی قال الحارثی کہ فی التوہین لما ذکرہ ابی یحییٰ الخوافی عمر بن ابی قحطافہ و الخوافی ابی سہیل اللہیہ اصقل المصنف فی ہامو و قد روی بعضہم فی التوہین

عن الزال بن سبرة قال أتى علي بكوز من ماء وهو في الرحبة فآخذ منه كفا فغسل يديه ومضمض

بلغم فسكر

استنشق ومضمض وجهه وذراعيه ورأسه ثم شرب منه وهو قائم ثم قال هل اوضوء من لم يجد هكذا

رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل حدثنا قتيبة بن سعيد ويوسف بن حماد قال حدثنا عبد الوارث

ابن سعيد عن أبي عصام عن ابن عباس عن ابن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يتنفس في الأمانه ثلاثا اذا شرب

ويقول هو امرؤ واري حدثنا علي بن خشرم انا عيسى بن يونس عن رشدين بن سريث ابيه عن ابن عباس

بكتفك بحجر كسكبر

(۴) نزال بن سبرة کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جبکہ وہ مسجد کوفہ کے میدان میں (جوان کا دار القضا تھا) تشریف

فرماتے ایک کوزہ پانی لایا گیا۔ انہوں نے ایک چلو پانی لیکر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور پھر اپنے منہ پر اور ہاتھوں پر سر مسح کیا

پھر کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ یہ اس شخص کی وضو ہے جو پہلے سے با وضو ہو۔ ایسے ہی میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے

ہوئے دیکھا۔ یہ حدیث مختصر ہے مفصل مشکوٰۃ شریف میں روایت بخاری منقول ہے اس حدیث میں یہ بھی احتمال ہے کہ منہ ہاتھ

وغیرہ پر حقیقت مسح کیا ہو۔ اس صورت میں اس کو وضو کہنا مجاز ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے اسکو وضو کہنا یا چنانچہ پاؤں کا ذکر اس میں

ہے ہی نہیں یہ قرینہ اسی احتمال کا ہے۔ دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث میں ہلکے سے دھونے کو مجازاً مسح سے تعبیر لیا

اور پاؤں کا ذکر اس قصہ میں بعض روایات میں آتا ہے اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مسح کی جگہ بعض روایات میں منہ

ہاتھ دھونے کا ذکر ہے اس صورت میں اس حدیث سے تجدید وضو مراد ہے اور یہی توجیہ بندہ ناچیز کے نزدیک اولیٰ ہے اس حدیث سے

معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔ کتب فقہ میں اسکے اور آپ نے کھڑے ہو کر پینے کے جواز کی تصریح ہے بلکہ

علامہ شامی نے تو وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینے کو بعض بزرگوں سے شناسا مراض کیلئے علاج مجرب نقل کیا ہے اور ملا علی قاری نے شرح

شمائل میں اس کا استحباب نقل کیا ہے۔ (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ

سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طریقہ سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور نوب سیراب کرنے والا ہے۔ پانی ایک سانس میں

پینے کی مانعت بھی آتی ہے علامہ نے ایک دفعہ ہی پینے کی بہت سی مضرتیں بھی لکھی ہیں بالخصوص ضعف اعصاب کا سبب بتایا ہے نیز معذرت

اور ہلکے لئے بھی مضرت کا سبب ہے، (۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی نوش فرماتے دو دفعہ

لے اے الی الخ ولفظ النساء فی سننہ قال رأیت علیاً صلی اللہ علیہ وسلم بعد الخ الناس فلما حضرت العسری بن یزید ما الحدیث ۱۲۱۵ الرحبة بفتح الراء والحاء المهملتین المكان المتسع

قال فی المغرب لمانی حدیث علی فانه کان وسط مسجد الکوفہ وكان علی یقعده فیه ویحطاه قلت وقد تقدم من ان ان النسانی ما وافقه ۱۲۱۶ قال القلی ای غسلا غسلا غسلا

فالمراة لوضوء الشری یؤیدہ ما وقع فی بعض الروایات یصحوا غسلا۔ ویمکن ان لم یغسلها فاما الوضوء العری یؤیدہ ترک ذکر الغسل فی الاصل فی ثلاث الروایاتین علی تعدد

الواقعة فی الرحبة ۱۲۱۷ قال القاری شری صلی اللہ علیہ وسلم قائما یحتمل ان ینکون بیان الجواز ان ینکون للاستحباب بخصوص هذا الماء وهو مختار شری عن ائویدہ علی علی بعد صلی اللہ

علیہ وسلم لانه لو کان فعلاً صلی اللہ علیہ وسلم بیان الجواز لکان ترک نفس ۱۲۱۸ ابی عصام بکسر الراء فی سننہ ابی امام وهو ضعیف قال القاری قلت اختلف الرواة فی ذکر هذا

الروای فذكره الجهر بلقط ابی عصام وقال بعضهم ابو امام وبسط الکلام علیہ لما فظ فی تہذیبہ فی ترتیب ابی عصام فی قبل لم توجد ترجمہ لیس بوجہ ۱۲۱۹ فی الاما فی الصمیمین

من ابی قاده ان علیہ السلام ہی ان یتنفس فی الاما فافضی ان کان یشرب ثلث مرات فی کل ذکات بین الاما عن فیه یتنفس ثم یعود والنہی عنہ ہو یتنفس فی الاما

بدون الاما بانه ویل علیہ قولہ ہا ہا وقال القری ابی امام ثم بعضهم جرد الحدیث علی ظاہرہ وان فعلہ بیان الجواز لکونه للاستفاد منہ شی غیر صحیح لیس بقیۃ الحدیث وهو قولہ ۱۲۲۰

عہ ہو بالہر فعل من مرۃ الطعام مثلاً نرا اذا ذاق العمدہ قال النساوی مرۃ الطعام او الشراب فی جسمہ اذا لم یثقل علی العمدہ وحمد علیہا لیس بلزۃ ونفع ومنہ قولہ تعالیٰ

تقوۃ بنیائہ مرۃ وکان شری امر ابی اسود انہم ذکر قولہ اردو ای اکثر بالار المع لثلاث ۱۲۲۱ خشرم بفتح خاء وسكون شین تحتین لیرت ذرا لیرت ۱۲۲۲

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا شرب تنفس مرتين حل ثنا ابن عمر ثنا سفيان عن يزيد بن يزيد بن جابر
عن عبد الرحمن بن ابى عمرة عن جدته كبشة قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فشربت في قربة
معلقة قائما فمقت الى فيها فقطعته حل ثنا احمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدى ثنا عذرة بن ثابت ان
عن ثمانية بن عبد الله قال كان انس بن مالك يتنفس في الاثلاثا وروى عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم كان
يتنفس في الاثلاثا حل ثنا عبد الله بن عبد الرحمن انا ابو عاصم عن ابن جريج عن عبد الكريم عن البراء

سائس لیتے تھے۔ اس حدیث میں یا تو پانی دو سائس میں پیامراد ہے اور یہی بظاہر قریب ہے اسلئے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنه کی قولی حدیث میں ہے کہ پانی ایک دفعہ ہی نہ پیا کرو بلکہ دو یا تین سائس میں پیا کرو۔ اس صورت میں یہ حدیث بعض اوقات پر
محمول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اقل درجہ کے بیان فرمانے کے لئے دو سائس میں بھی پیتے تھے۔ دوسرا
مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث میں پانی کے درمیان میں دو مرتبہ سائس لینا مراد ہے اور جب پانی کے درمیان میں دو مرتبہ سائس
لیا تو تمام پانی تین سائس میں ہو گیا۔ اس صورت میں اور روایات سے کچھ تعارض ہی نہیں رہا۔ (۷) کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے وہاں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا حضور نے گھر سے ہوئے اس مشکیزہ
کے منہ سے پانی نوش فرمایا میں نے اٹھ کر مشکیزہ کے منہ کو کتر لیا۔ (۸) امام نووی نے امام ترمذی سے اس کترنے کی وجہ
نقل کی ہیں ایک تو تبرکاً کہ اس حصہ کو جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگاتھا تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھنے کیلئے
کتر لیا۔ دوسرے یہ کہ جس جگہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے دوسرا کوئی اسکو استعمال نہ کرے یعنی مقصود
یہ کہ ادباً اس جگہ کو کتر لیا کہ کسی دوسرے کا منہ اس جگہ لگنا بے ادبی تھی۔ اس حدیث میں دو گفتگو ہیں ایک گھر سے ہو کر پانی پینے
کی وہ پہلے گزر چکی۔ دوسری یہ کہ بخاری شریف وغیرہ میں حضرت انس سے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت وارد ہوئی ہے
اسلئے اس حدیث کو بیان جواز پر حمل کرینگے یا اس ممانعت کی روایت کو خلاف ادنیٰ پر حمل کرینگے نیز حضور کے اس پینے کو اس نہی
کی وجہ سے ضرورت پر بھی حمل کیا جاسکتا ہے۔ ایک حدیث میں ایک قصہ آیا ہے کہ ایک شخص مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی پی رہے تھے
کہ اس میں سے ایک سانپ نکل آیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پانی پینے کی ممانعت فرمادی۔ اس حدیث کی بنا پر
اس طرح پانی پینے کے واقعات بظاہر ابتدائی ہیں ایک خصوصی بات اور بھی ہے کہ اس طرح پانی پینے میں بخجلہ دوسری وجہ کے ایک وجہ ممانعت
یہ بھی ہے کہ ہر شخص کا منہ ایسا نہیں ہوتا جس کے گھرے یا مشک وغیرہ کے لگنے سے دوسروں کو گھن نہ آئے لیکن بعض منہ ایسے ضرورتاً ہیں
جن کا لعاب بیماریوں کی شفا اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ لذیذ اور ہر فرحت کی چیز سے زیادہ سرور پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

عنا بلب لعابہ بن شربت وصال یزید بن جابر تری بیمار کیلئے۔ اس لئے حضور اقدس محبوب دو عالم کے مشکیزے سے پانی کو دیکھ کر
کے پینے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ (۸) تمام کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی تین سائس میں پیتے تھے اور کہتے تھے

لے قال النادی في الحديث وان كان ضعيفا لكن يشاهد عند العنت في جامع وغيره واما حديث الثنية اتمى ما سمع وقال الشافعي لا ياتي ما سبق لانه في بعض الاحيان بيان
اجاز او اراد انفس اثنا الشرب اسقط الثالثة لانها بعد الشرب ۱۴۱۵ كبتة بنت ثابت بن النضر لانها بعد الشرب ۱۴۱۵ حسان قال القاري والسيوري وجرم النادی ۳
لے قال النادی في الحديث رواد البصري ايضا زيادة فقال كان منفس في الاثلاثا انفاً لم يمس من غير كل نفس شكر عند اخر من ۱۲

ابن زید ابن ابیہ انس بن مالک عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ام سلیم وقریہ معلقة فشرب من فم القریہ وهو قائم فقامت ام سلیم الی راس القریہ فقطعہا حل ثنا احمد بن نصر النیسابوری حد ثنا اسحق بن محمد الفری حد ثنا عبیدہ بنت نائل عن عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص عن ایہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یشرب قائما وقال ابو عبیدہ وقال بعضهم عبیدہ بنت نائل بالمرصۃ ۱۲

باب جاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حد ثنا احمد بن رافع و غیر واحد قالوا انا ابو احمد الزبیری ثنا شیبان عن عبد اللہ بن المختار عن معمر بن مفرغ ۱۳

کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے (۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ ام سلیم کے گھر تشریف لگے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا حضور نے کھڑے ہی ہوئے اس میں سے پانی نوش فرمایا ام سلیم کھڑی ہوئیں اور اس مشکیزہ کے منہ کو کتر کر رکھ لیا۔ حضرت کبشہ کی حدیث بھی اسی نوع کی ابھی گزری ہے نکلے ہوئے مشکیزہ سے پھر پانی پینا ویسے بھی مشکل ہوا اسلئے ضرورت کے وجہ میں بھی یہ واقعات داخل ہیں۔ ام سلیم کے قصہ میں بعض حدیثوں میں اس کی تصریح ہے کہ انہوں نے مشکیزہ کترتے ہوئے یہ کہا کہ حضور کے بعد اب کوئی اسکو منہ لگا کر نہیں پی سکتا جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے ادا کتر لیا۔ (۱۰) سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پانی نوش فرما لیتے تھے۔ یہ عادت شریفہ نہیں بلکہ گاہے گاہے کسی ضرورت سے ایسا کرتے تھے۔ چنانچہ پہلے مفصل گزر چکا ہے۔

باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگانے کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف سے خود خوشبو ہکتی تھی۔ گو حضور خوشبو کا استعمال نہ فرماویں چنانچہ حضرت انس کی روایت ہے کہ میں نے کوئی خوشبو وغیرہ مشک نہ کوئی اور خوشبو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عمدہ نہیں سونگھی۔ ایسے ہی اہمیت سی روایات اس مضمون پر درال ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ خوشبو کے بجائے استعمال کرنے کے بارہ میں متعدد واقعات حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ ام سلیم کی روایت سلم شریف وغیرہ میں وارد ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ سونے کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم بن ابیہ انس بن مالک عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ام سلیم وقریہ معلقة فشرب من فم القریہ وهو قائم فقامت ام سلیم الی راس القریہ فقطعہا حل ثنا احمد بن نصر النیسابوری حد ثنا اسحق بن محمد الفری حد ثنا عبیدہ بنت نائل عن عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص عن ایہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یشرب قائما وقال ابو عبیدہ وقال بعضهم عبیدہ بنت نائل بالمرصۃ ۱۲

ابن انس بن مالک عن ابيه قال كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم سكة يطيب منها حل ثلثها حل ثلثها بشار
 ثلثها الحلث بن مهند ثلثها حلث بن ثابت عن ثمامة بن عبد الله قال كان انس بن مالك لا يرد الا للطيب
 وقال انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يرد الا للطيب حل ثلثها حل ثلثها بن سعيد ثلثها بن ابي فلان
 عن عبد الله بن مسلم بن جندب عن ابيه عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثها حل ثلثها الوسا
 عليه وسلم کے جدا ہر سے پسینہ گل رہا تھا انھوں نے سکو ایک شیشی میں جمع کرنا شروع کر دیا حضور کی آنکھ کھل گئی حضور نے صیافت فرمایا
 یہ کیا کر رہی ہو کہنے لگیں کہ اسکو ہم اپنی خوشبو میں ملائینگے یہ سب سے زیادہ معطر ہے۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست
 مبارک پر دم فرما کر حضرت عقبہ کی کمر اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا جس سے اسقدر خوشبو ہو گئی تھی کہ ان کے چار بیٹیاں تھیں ہر ایک بوجہ خوشبو
 لگاتی کہ ان کی برابر خوشبو ہو جائے مگر ان کی خوشبو غالب رہتی تھی۔ نگہت گل راجہ کھم لے نیم بڑ بولے اکیس ہر ہنم آرزو است۔
 ابوعلی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جس کو چہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گذرتے تھے۔ بعد کے گذرنے والے اس کو چہ کو خوشبو سے ہکتا
 پا کر سمجھ لیتے تھے کہ حضور کا ابھی اس راہ سے گذر ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ روایات کثیرہ اس مضمون پر مال میں لیکن باوجود اسکے بھی حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا استعمال اکثر فرماتے تھے۔ اس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (۱) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکہ تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (۲) سکہ کے معنی میں علماء کے دو قول ہیں بعض تو اس کا
 ترجمہ عطر دان اور اس ڈبہ کا بتلاتے ہیں جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی۔ تب تو معنی کہ اس عطر دان میں سے نکال کر استعمال فرماتے تھے میرے
 استاد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ترجمہ ارشاد فرمایا تھا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایک مرکب خوشبو ہے چنانچہ قاموس وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے
 اور صاحب قاموس نے اسکے بنانے کی ترکیب بھی مفصل لکھی ہے۔ (۳) ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشبو کو رد نہیں کرتے
 تھے۔ اور یہ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوشبو کو رد نہ فرمایا کرتے تھے۔ (۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں نہیں لو مانی چاہئے۔ تکیہ اور تیل خوشبو، اور دودھ (۵) ان چیزوں کو اسلئے ذکر فرمایا کہ ہر
 دینے والے پر بار نہیں ہوتا اور لو مانے سے اس کو بعض اوقات رنج ہوتا ہے۔ انھیں چیزوں کے حکم میں وہ سب چیزیں داخل ہیں
 جو نہایت مختصر ہوں کہ جن سے ہر دینے والے پر بار نہ ہو۔ تکیہ سے مراد بعض علماء نے ہدیہ کے طور پر تکیہ کا دینا بتایا ہے کہ اس میں بھی
 کچھ ایسا بار نہیں ہے اور بعض علماء نے ویسے ہی استعمال کے لئے کسی یٹنے یا بیٹنے والے کے پاس عارضی طور پر تکیہ رکھ دینا اور اس پر
 سر رکھنا یا ٹیک لگا لینا مراد بتایا ہے۔

سکہ بنیمین ہلہ و تشدید کاف ضرب من الطیب تجز من مسک وغیرہ و تیل عصارۃ الارجح قال القاری الظاہر ان المراد منہ ظرف فیہا طیب قال میرکان
 کان المراد بہا نفس الطیب قال الظاہر ان کلمۃ من للتبعیض لیشعر بانہ یستعمل برفعات بخلاف لو قال بہا فانہ یوہم ان یستعمل بہ فوہدۃ و امکان المراد بہا الوسا
 للابتداء و قال صاحب قاموس السک طیب تجز من الرامک موقوفاً نحو لا یجوز بالبناء و یترک شدیداً و یترک بہین الخیر لئلا یلتصق بالاناء و یرک لیلہ ثم یترک السک
 و یترک و یرک شدیداً و یرک و یرک یوہم ان یترک بہین ثم یترک بمسک و یترک فی خبط و یرک سکہ و کل ما یترک طابرت راجحۃ ۱۲ ان سکہ لایرد و قد ورد انہی من ردہ مقبولاً بیان الکرۃ فی
 نہایت رواہ ابوداؤد و النسائی و غیر جامع ابی ہریرۃ مرثیہ فاسم کون علیہ طیب فلایرد فافہ خفیف المحل طیب الرامک و المراد بالمحل المحل ای لیس شقیل ۱۲ سکہ بالظاہر
 و انزل الہلۃ اسمہ محمد بن اسمعیل بن سلم بن ابی ہند کیانی سکہ ثلث الخ اختلاف نسخ فی تفصیل ہذا خلافتہ ففی بعضها الوسا و فی بعضها اللبس و فی بعضها الوسا و
 الدہن و الطیب فیتل ان ذکر اولاً الثلث و زاد الرابع تفضلاً و الا وجہ ان یقال ان لفظ الطیب علی سلم صحیح و اسنہ من تعرف النسخ تفسیر لقولہ و الدہن فلان سکہ

والدهن والطيب اللبان حل ثنا حمويه بن غيلان ثنا ابو داود الحفري عن سفیان بن الجری عن ابن نضر

عن جل عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه وطيب

ما ظهر لونه وخفي ريحه حل ثنا علي بن حجر ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن الجری عن ابن نضر عن الطفاوي

عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله بمعناه حل ثنا محمد بن خليفة وعمر بن علي قال ثنا يزيد بن

زيح ثنا حجاج الصواف عن عثمان النهدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اعطى

احدكم الوضوء فلا يرداه فانه خرج من الجنة قال ابو عيسى لا يعرف لحنان غير هذا الحديث وقال عبد الرحمن

ابن ابي حاتم في كتاب الجرح والتعديل حنان الاسدي من بني اسد بن شريك وهو ضا الرقيق عمه والد مسد

وروى عن ابي عثمان النهدي وروى عنه الحجاج بن ابي عثمان الصواف سمعت ابي يقول ذلك حل ثنا

(۴) ابو هريرة رضي الله عنه كته ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جسکا خوشبو پھلتی

ہوئی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو (جیسے گلاب کیوڑہ وغیرہ) اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب

(جیسے خازعفران وغیرہ) مطلب یہ ہے کہ مردوں کو مردانہ خوشبو استعمال کرنا چاہئے کہ رنگ ان کی شان کے مناسب

ہے اور عورتوں کو زنانہ خوشبو استعمال کرنا چاہئے کہ وہ راجنبیوں تک اس کی خوشبو نہ پہنچے۔ (۵) ابو عثمان نہدی تابعی

کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو ریحان دیا جائے اسکو چاہئے کہ لوٹائے نہیں اس لئے کہ

(اسکی اصل) جنت سے نکلی ہے۔ ریحان سے خاص یہی قسم مراد ہے یا ہر خوشبو ریحان کہلاتی ہے اہل لغت کے دونوں قول

ہیں اور دونوں یہاں مراد ہو سکتے ہیں حتیٰ تعالیٰ اہل شان نے جنت کی خوشبوؤں کی نقل دُنیا میں اسلئے پیدا فرمائی ہے کہ یہ جنت کی

طرف ترغیب کا سبب بنے اور زیادتی شوق کا ذریعہ ہو کہ خوشبو کی طرف طبعاً رغبت پیدا ہوتی ہے اور طبیعت کو ادھر کش ہوتی

ہے لیکن دُنیا کی خوشبوؤں کو جنت کی خوشبوؤں سے کیا نسبت کہ ان کی مہک اتنی دور پہنچتی ہے کہ پانسو برس میں وہ راستہ طے ہو۔

الحفري بما رواه ثم قال قلت لعلنا لا نعلم ما كان ابو داود وذا الجلالا اذ رواه قال عثمان بن ابي شيبة كان عنده في مرفقة وهو ي

فما فرغ قلت لا ارب الكتاب قال لا العرفه باكثر ۱۲۰۰۰ الى نفرة بفتح النون وسكون الضاد المعجمة اسم المذنب ما لك ۱۲۰۰۰ رطل ذاك هو الطفاوي الاتي في الرواية

الاتية وفي نسخة هناك ايضا الطفاوي ولم يدركه في كل حال والحدیث حسن المؤلف في ما سلفه لا تايبى والراوى عنه ثقة فخرنا تفتقر من هذا الوجه قال القاري ۱۱

اسم الطفاوي بضم الطاء المهملة منسوب بفتح النون وسكون الضاد المعجمة اسم المذنب ما لك ۱۲۰۰۰ رطل ذاك هو الطفاوي الاتي في الرواية المتقدمة لم يدركه في كل حال والحدیث حسن المؤلف في ما سلفه لا تايبى والراوى عنه ثقة فخرنا تفتقر من هذا الوجه قال القاري ۱۱

بفتح النون وسكون الضاد المعجمة اسم المذنب ما لك ۱۲۰۰۰ رطل ذاك هو الطفاوي الاتي في الرواية المتقدمة لم يدركه في كل حال والحدیث حسن المؤلف في ما سلفه لا تايبى والراوى عنه ثقة فخرنا تفتقر من هذا الوجه قال القاري ۱۱

رضی اللہ عنہا قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسرد کمرہ ذلک لکن کان یتکلم بکلام بین فصل
 یحفظہ من جلس الیہ حل ثلثا محمد بن یحیی ثلثا البوقیبة سلم بن قتیبة عن عبد اللہ بن المثنی عن ثمامة
 عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یباعد الکلمة ثلثا لتعقل عنہ حل ثلثا سفین بن
 وکیع ابن اناجمیع بن عمر بن عبد الرحمن الجعفی ثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالة زوج خدیجة
 یکنی ابا عبد اللہ عن ابن ابی ہالة عن الحسن بن علی قال سالت خالی ہند بن ابی ہالة وکان وصافا
 قلت صف لی منطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الاخران
 دائم الفکر لیس لہ سراحة طویل السکت لا یتکلم فی غیر حاجة یفتتح الکلام ویختمہ باشدقہ ویتکلم
 فی شہد لعل اللہ تعالیٰ وکبر لہ ۱۲

ذہن نشین کر لیتے تھے۔ **ف** یعنی حضور کی گفتگو محفل یا جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی کہ کچھ کچھ میں آئے کچھ نہ آئے بلکہ ایسی اطمینان کی وضع
 گفتگو ہوتی تھی کہ محافل میں اچھی طرح سمجھ جاتے تھے۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ)
 کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔ **ف** یعنی یہ کہ اگر مضمون مشکل ہوتا تو غور
 و تدبر کے لئے یا جمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ تین مرتبہ کلام
 اکثر یہ دو مرتبہ کافی ہو جاتا تو دو مرتبہ فرماتے۔ (۳) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند
 ابی ہالہ سے جو حضور کے اوصاف اکثر بیان فرماتے تھے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان فرمائیے
 انھوں نے فرمایا کہ حضور (آخر کے) متواتر غموم میں مشغول رہتے تھے (ذات و صفات باری یا اُمت کی بہبود کے) ہر وقت سوچ میں رہتے
 تھے ان امور کی وجہ سے کسی وقت آپ کو بغیر اور راحت نہیں ہوتی تھی (یا یہ کہ امور دنیویہ کے ساتھ آپ کو راحت نہ ملتی تھی
 بلکہ دینی امور سے آپ کو راحت اور چین ملتا تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے) اکثر اوقات خاموش رہتا
 تھے بلحاظ ضرورت گفتگو نہ فرماتے تھے۔ آپ کی تمام گفتگو ابتدا سے انتہا تک منہ بھر کر ہوتی تھی (یہ نہیں کہ نوک زبان سے کٹتے ہوئے
 حروف کے ساتھ آدمی بات زبان سے کہی اور آدمی متکلم کے ذہن میں رہی جیسا کہ موجودہ زمانہ کے متکلمین کا دستور ہے) جاہ
 الفاظ کے ساتھ (جن کے الفاظ تھوڑے ہوں اور معانی بہت ہوں) کلام فرماتے تھے (چنانچہ ملا علی قاری نے اسی چالیس شہیر
 اپنی شرح میں جمع کی ہیں جو نہایت مختصر ہیں عربی مائشہ پر نقل کر دیں یا یاد کرنا چاہیے اسکو دیکھ کر یاد کر لے) آپ کی کلام ایک دو سہ
 لہ یسرد بضم الراء من السرد و هو الاتیان بالكلام علی الولا منصوب علی انہ مفعول مطلق او بنزع الحافض لما فی بعض النسخ کسر د کم والمعنی لم یصل بعضہ بعض
 لا تبین بعض حروفہ سامع ۱۲ لعل لعلی للامادة تبینا علی ان الامادة کانت فی مقام الحاجۃ ۱۳ م لعل جمع بن عمرو تقدم اول الحدیث ہذا السند فی ہذا
 و تقدم ہذا بنک ابن الصواب فیہ میر بالتعزیر کما اختارہ الی لفظی القرب و کذا اوردہ المزنی وغیرہ ۱۴ لعل بالجر علی انہ بل من ابی ہالہ و کان زوجہ قبل ابی ہالہ
 علیہ سلم ۱۵ ای افادی من الام ۱۶ ای لعل بیان سأل و صفت امر من الوصف و السؤال عن کیفیت الخلق و ہیئۃ السکوت القابل لکمال طبع الجواب لعل ہذا
 جمع شدق و هو ظرف النعم و المراد بالجمع ما فوق الواحد و ذلک لان البیان المتاحصل برجب شدقین سکونات مندرہ فانہ لا یفہم منہ المقصود و فی بعض النسخ بدل باسم اللہ
 و علی ہذا اعتماد القاری و المناوی و البیجوری فی شروہم و لیس المراد البسیلۃ فانتہی بل المراد مطلق ذکر اللہ عزوجل و یحتمل ان یکون احد ہما محررا من الاخر و الحدیث
 اخر جافا منی عیاض فی الشفا بطولہ و فیہ و یختمہ باشدقہ و علیہ بنی القاری ثلثہ شرحہ ولم یدکر باسم اللہ ۱۲

بجوامع الکلم کلامہ فصل لا فضول ولا تقصیر لیس بالجافی ولا المہین یعظم النعمۃ وان دقت
لا یدم منها شیئا غیر انہ لم یکن ید مذوقا ولا یمدحہ ولا تغضبہ الدنیا ولا ما کان لہا فاذا انعکس
الحق لم یقم لغضبه شیء حتی ینتصر لہ لا یغضب لنفسہ ولا ینتصر لہا اذا اشار اشار بکفہ کلہا واذا تجب
قلہا واذا تحدث اتصل بہا وضرب براحۃ الیمین بطن ابراہیم الیسری واذا غضب اعرض ^{الاعتماد علیہ} وانشاح واذا
فرح غص طرفہ جل ^{اعرض بہا} ضحکہ التبسہ فیرعن مثل حب الغمام ^{۱۲}

متاثر ہوتی تھی نہ اس میں فضولیات ہوتی تھیں نہ کوتاہیاں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو۔ آپ نہ سخت مزاج تھے نہ کمی کی
تذلیل فرماتے تھے اللہ کی نعمت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے اس کی مذمت نہ فرماتے تھے۔ البتہ کھانے کی
اشیا کی مذمت فرماتے نہ زیادہ تعریف (مذمت نہ فرمانا تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی نعمت پر زیادہ تعریف نہ فرمانا اسلئے تھا کہ
اس سے حرص کا شبہ ہوتا ہے البتہ اظہار رغبت یا کسی کی دلدادگی کی وجہ سے کبھی کبھی خاص خاص چیزوں کی تعریف بھی فرمائی ہو
دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے آپ کو کبھی غصہ نہ آتا تھا نہ چونکہ آپ کو ان کی پرواہ بھی نہ ہوتی تھی اسلئے کبھی دنیوی نقصان کہ
آپ کو غصہ نہ آتا تھا البتہ اگر کسی دینی امر اور حق بات سے کوئی شخص تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی شخص تائب نہ ہوتا
اور کوئی اس کو روک بھی نہ سکتا تھا یہاں تک کہ آپ اس کا انتقام نہ لیں۔ اپنی ذات کیلئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے نہ اس کا انتقام
لیتے تھے جب کسی وجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے (اس کی وجہ بعض علما نے یہ بتلائی ہے کہ انگلیوں سے
اشارہ تو واضح کے خلاف ہوا اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، اور بعض علماء نے یہ تحریر فرمائی کہ حضور کی
عادت شریفہ انگلی سے توحید کی طرف اشارہ فرمانے کی تھی اسلئے غیر اللہ کی طرف انگلی سے اشارہ نہ فرماتے تھے) جب کسی بات پر
تعب فرماتے تو ہاتھ پٹ لیتے تھے اور جب بات کرتے تو کبھی گفتگو کے ساتھ ہاتھوں کو بھی حرکت فرماتے، اور کبھی دہنی تھیلی کو

۱۱۵ ای بھلا تلیلۃ الحروف جامعۃ لسان کثیرۃ قیل المراد القواعد الکلیۃ المحتویۃ علی الفروع الکثیرۃ قیل المراد بہ القرآن فمال آیۃ وما یطعن من الہوی قال الانادی قال
النادی وقد جمع جمع من الائمۃ من کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم المفرد الموحز الہدیج اعداد کثیرۃ فاستخرج اللہ فی جمع اربعین من ہذا الباب سو ہی ہرہ (۱) الالین اللین
الایمان بان انہ یقلد اربعہا کم اشفعوا تو جہا املوا الشکاح اکثروا الخیر الرثم منک مثلاً او اجماعاً بو الحرف خذہ الخی شہادۃ الدین انفسہ سدا و او قار بوا
شراکم عزاکم الصبر رضا الصوم جنبہ النظیر شکر العار ید مودۃ العدة دین بعض من انعم ربک علیہ مودر قتلہ کفرۃ قیلہ توکل الکبر الکبر النیامنا التوسن کفر
التشکر لم یحیی الفشتار موتن الشعل راکب فعبہ ولا تعاقب انار جبار اجسی لا یورث النعمۃ توبہ الوحر بیل لا تموت الموت لا تغضب لا تفر ولا تضر لا تضر
مورث ید اللہ علی الجہادۃ و ذکر القاری سانیہا و مخیرہا ۱۲۵۵ الہین نعم الہیم من الایمان ای لایس ولا یختر احداً فالہیم رائدۃ دیروی بالغنج من الہیادۃ و ہوا لہ
قالیم صلیہ ای کم مین حیر ذی مال کان کبیراً علیہا یفشہ من النوار الوقار و الہیادۃ ما ترعد منہ فرائض الکفار و الاسبب الاول ۱۲۵۵ غیر انہ ربح و ہم نشا من
یعظم النعمۃ ۱۲۵۵ ذواقا فعل بمعنی مفعول ای مذوقا ما کولوا و مشربا ۱۵۵۵ تعدی بمعنی الجہول من التعدی ای اذ تجا و زاد من الحق ۱۲۵۵ ای سالیق غلبہ غضب
و عدل عنہ الی العلم و الکرم و عفا عنہ ظاہر او باطن او شاع بشین معجزہ و عفا عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الامراض و باغ فیہ کذا قالہ القاری و النادی و قال القاضی فی اشفا الشلح مال و
انقص ۱۲۵۵ بغیر الہیم و تشد ید اللام ای منظر و اکثرہ و مل کل شیء معطر و جوز شایع ہنسا کسر الہیم ایضا کما فی حدیث الہیم اغفر لی ذنبی کلہ و قد و یسم بشارۃ
فی الوجہ من غیر تاثیر تام فی ہیئۃ النعم و انما قل بل لا یدر ہا تکم حتی بدت فوجہ ۱۲۵۵ بسکون الفار و تشد ید الارض من افر فلان منک ضحک ضحک حاسی بدت
استانہ من غیر قیقتہ فقولہ عن حب النعم شعل بہ و النعم السحاب جبالہ فیستحیی الذی یشبہ اللؤلؤ شبہ بالظہر من ہسناہ صلی اللہ علیہ وسلم من التسم نہ کف الہیم
والصفاء و اللعان و البریق و من قلل کالدلی حیرۃ الما شبہ ما یطفو علی الشایا من الریق نقد و ہم لان الشایا یس علیہ مادۃ الاسبیل و لو اجمع فلا من فزقل
حب النعم اللؤلؤ لانه یحیی من ما لہ لطر النازل من النعم قال القاری ہوا نسب فی باب التشبیہ لما فیہ من زیادۃ تشبیہ النعم بالصدف و الریق ہا الرحمۃ و ردہ النسا

باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منيع ثنا عبد بن العوام انا الحجاج وهو ابن اوطاة عن سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال كان في ساق رسول الله صلى الله عليه وسلم حموشة وكان لا يضحك الا تبسما فقلت اذا نظرت اليه قلت اكل العينين وليس باكل حد ثنا عتبة بن سعيد نا ا بن لهيعة عن عبيد الله بن المغيرة عن عبد الله بن الحارث بن جزء قال ما ريت احدا اكثر تبسما من رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا احمد بن خالد الخلال ثنا يحيى بن اسحاق السيلكي انا حد ثنا ليث بن سعد عن يزيد بن ابي حبيب عن عبد الله بن الحارث قال ما كان ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم الا تبسما

بائیں انگوٹھی کے اندر دنی حصر پرارتے۔ اور جب کسی پر ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے یا درگزر فرماتے اور جب شہ ہوتے تو حیا کی وجہ سے آنکھیں گویا بند فرماتے۔ ابی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی اس وقت آپ کے دندان مبارک اٹنے کی طرح چمکدار سفید ظاہر ہوتے تھے (صلی اللہ علیہ وآلہ) بحسب جمالہ و کمالہ (ف)۔ یہ حدیث اسی حدیث کا بقیہ جو سب سے پہلے باب میں ساتویں نمبر پر گذری ہے اس کا ہر ٹکڑا نہایت غور سے پڑھنے اور اپنے اندر پیدا کر نیکی کو شش کے قابل ہے کہ ہر او تو واضح ہو ر اخلاق کا کمال کو پہنچے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا ذکر

ف۔ اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں (۱) حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسیاں کسی قدر باریک تھیں اور آپ کا ہنسنہ صرف تبسم ہوتا تھا میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا تو دل میں سوچتا کہ آپ سر نہ لگائے ہوئے میں حالانکہ اس وقت سر نہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے ف بلکہ طبعاً آپ کی آنکھیں سرگمیں تھیں (۲) عبد اللہ بن مرث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کر نیوالا نہیں دیکھا ف۔ اس حدیث میں یہ شکل ہے کہ اس سے پہلے باب کی اخیر حدیث میں گذر چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکر اور بے دلی غوم میں مبتلا ہوتے تھے یہ بظاہر اس کے منافی ہو سکتے اس حدیث کی رو تو یہ ہیں کی گئیں ایک تو یہ کہ حدیث کا مطلب ہے کہ آپ کا تبسم آپ کے ہنسنے سے زیادہ ہوتا تھا ایسا کوئی اور شخص نہیں دیکھا جس کا تبسم آپ کے ہنسنے سے زیادہ ہو۔ چنانچہ آئندہ حدیث جو انہی صحابی سے روایت کی جا رہی ہے اس میں یہی مطلب متعین ہے۔ دوسری توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود طبعی غوم کے صحابہ کی ہولداری اور انبساط کے خیال سے خنداں پیشاں اور تبسم فرماتے ہوئے پیش آتے تھے۔ اور یہ کمال درجہ اخلاق و تواضع ہے۔ اسی باب کے مدد و مدد پر حضرت جبر فرماتے ہیں کہ جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تبسم فرماتے یعنی خندہ پیشانی سے سکراتے ہوئے ملتے تھے۔ اب پہلی حدیث کوئی تعارض نہیں ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی رنج و فکر میں مبتلا ہوتا ہے لیکن دوسری ہولداری یا ضرورت اس کو خندہ پیشانی سے ملنے کی نوبت آتی ہے جو لوگ دل میں عشق کی چوٹ کھاتے ہوئے ہیں ان کو اس کا تجربہ بہت ہوتا ہے (۳) عبد اللہ

ابن عیسیٰ التمیمی نے اکثر النسخ الموجودة وفي بعضها بالافراد وضبط القاري اذ قال بالافراد للتعميم في نسخة مسجوة بعين التثنية كما في الشكوة برواية الترمذي ۱۲۵۱
 عن حمزة قال القاري بعض الحار المبهمة والمبهمة في وقت وقتها ما يمدح به وقد اكثر اهل القياس من ذكرها من ذلك وضبط النادى وابن جرير والمعاصم بضم اول المعجم وقال النادى
 اي وقت اصل الخش الاثر ورد في القاري بانه نوال الف لا حصل في مواضع اللغة على ما يشهد به القاموس من التثنية في المعنى فان الخش بالهمزة هو غمض الوجه بطرفه اذ قدت
 بالهمزة في الشكوة برواية الترمذي ۱۲۵۲ قال النادى جعل من الضمك مجازا اذ هو مبدوء فلو لم يزل التثنية من النون قال القاري ومن قوله تعالى فبسم ضاحكا اي شارعا
 في الضحك بانه الضحك على غالب الاصل صلي الله عليه وسلم لا سبق من ان جعل الضحك التثنية ولما ساقى من ان صلي الله عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه وقيل ان الضحك لان
 امر لا يفرق ولا في امر الدنيا فاعلم ان على التثنية وهو تفصيل صلي الله عليه وسلم بفتح الجيم وسكون الزاي بعد ما همزة ۱۲۵۳ الخلال بفتح خاء حمزة فتشديد لام تحملا ان يكون ۱۲۵۴

قال ابو عیسیٰ هذا حدیث غریب من حدیث لیث بن سعد حدثنا ابو عمار الحسین بن
 حریت انہما ذکیر ثنا الامش عن المعروف بن سوید عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم انی لا علم اول رجل یدخل الجنة واخر رجل یمخرج من النار یوتی بالرجل
 يوم القيمة فیقال اعرضوا علیہ صفار ذنوبہ ونخبأ عنہ کبارہا فیقال له عملت يوم کذا کذا
 وکذا وھو مقربا ینکرو ھو مشفق من کبارہا فیقال اعطوہ مکان کل سیئة عملھا
 حسنة فیقول ان لی ذنوبا ما اراھا ھنا قال ابو ذر فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ حدثنا احمد بن منیع ثنا معاویہ بن عمرو ثنا ذائدہ عن بیان عن

ابن حدیث ہی کی یہ بھی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تبسم سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ ف یعنی اکثر اوقات
 تبسم اور مسکرا نا ہی ہوتا تھا ہنسنے کی نوبت بہت کم آتی تھی (۴) ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے اول جنت میں داخل ہوگا۔ اور اس سے بھی واقف ہوں جو سب سے آخر جہنم سے
 نکالا جائے گا قیامت کے دن ایک آدمی دربار الہی میں حاضر کیا جائے گا اس کے لئے یہ حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ
 اس پر پیش کئے جائیں اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں جب اس پر چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تو نے
 فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے ہیں تو وہ اقرار کرے گا اس لئے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوگی اور اپنے دل میں نہایت خوف نہ
 ہوگا کہ ابھی تو صفائے کبرا ہو کر دیکھیں کیا گندے کہ اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس شخص کو ہر گناہ کے بدلے
 ایک ایک نیکی دی جائے تو وہ شخص یہ حکم سننے ہی خود لرزے گا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر نہیں
 آتے ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کا قول نقل فرما کر ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر
 ہو گئے۔ ہنسی اس بات پر تھی کہ جن گناہوں کے اظہار سے ڈر رہا تھا ان کے اظہار کا خود طالب بن گیا۔ ف یہ شخص جس کا
 مفصل حال بیان فرمایا وہی شخص ہے جس کو اول مجلہ جنت میں آخری داخل ہونے والا ارشاد فرمایا تھا یا کوئی اور شخص ہے شرح
 کی تحقیق یہ ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور جنت میں آخری داخل ہونے والا شخص وہ ہے جس کا قصہ اسی باب کے عہد سارا ہے

قال ابو عیسیٰ قال قال المستنیر علی غایتہ ثانیۃ من تقرر الیہ و یومع علی امامہ و جلالہ فی غایتہ فی السنۃ الثانیۃ صحۃ الحدیث ۱۲۵ بفتح یاء و سکون عین ہمزہ
 و نم راہ الوایتہ الکوئی عاش ماتہ و عشرین سنۃ ۱۲۵ اول رجل قال القاری فی بعض النسخ المصححۃ المکتوب علیہ صوابا آخر رجل اھ ففی روایۃ الترمذی ہذا ہم والہو اب
 آخر رجل فافہ کذا رواہ مسلم وغیرہ من حدیث ابی ذر قال القاری فی بعض النسخ المصححۃ المکتوب علیہ صوابا آخر رجل اھ ففی روایۃ الترمذی ہذا ہم والہو اب
 اہل اللہ خروجا منہا الحدیث و علی ہذا فالرجلان متحدان یعنی مصداقہما واحد و اما علی النسخۃ الیٰ بایدینا فہما متحدان و مصداق اول رجل یدخل الجنة علی الاطلاق ہما علی
 صلی اللہ علیہ وسلم و یحتمل ان یراد اول رجل یدخل الجنة من عصاة المؤمنین فہو رجل آخر منہم یخرج من النار و لم یسم و المقصود ذکر العلم بہو لا بالرجل حال زیادۃ الوثوق
 فیما اخبرہ و علی ہذا قولہ یوتی بالرجل الیٰ استینان لا تعلق لہ بما سبق کما جزم بہ المناوی و ذکرہ القاری احتمالا و اما علی روایۃ مسلم و غیرہ فیمکن ان یکون استینافا ایضا و یحتمل
 ان یکون بیاناً لہذا الرجل الذی ہو آخر ہم فروجا من النار و خلا الجنتہ ۱۲۵ یوتی بالرجل قال القاری بیان للرجل الاول فیخص بالمدنہن ازہول و احسن
 علی الاطلاق ہما ابی صلی اللہ علیہ وسلم و یحتمل ان یکون بیاناً للرجل الثانی لکن اللاح ان آخر رجل یمخرج من النار ہو الذی ذکر فی حدیث بن مسعود الای و ہذا استینان
 و بیان الحال رجل ثالث غیر المذكورین اھ قال البیہقی فی تائیدہ و فی بعض الروایات ہو ابو الاسود سنان فیمکن ان یراد ہذا فیما بالاسنین
 جزم المناوی اذ قال لیس قولہ یوتی بالرجل تفصیل لاول رجل یدخل الجنة کما ہم بل ہوا استینان لا تعلق لہ بما قبلہ ازہول و داخل ہوا الصطفی صلی اللہ علیہ وسلم و لا ذلک الا
 ھ فیقال ی یقول اللہ عزوجل لعلک ہوا منہم اھمزہ و صل و کسر را امر من العرض ۱۲۵ فی بعض النسخ الواحد الموت فی المتون و المذکر فی الشرح و علی کل
 نہ ہما را لہرجل من الخیل اھمزہ قال المناوی عطف علی اعرضوا اذ ہو خبر معنی الامر بالقتال فیہ کما قرعہا لھما و وقع بہما قیل فیہ عطف علی خبر علی اللہ و لہذا اختارہم

شرح شمائل ترمذی
 ابو عیسیٰ
 المستنیر
 غایتہ
 ثانیۃ
 تقرر
 الیہ
 یومع
 علی
 امامہ
 جلالہ
 غایتہ
 السنۃ
 الثانیۃ
 صحۃ
 الحدیث
 ۱۲۵
 بفتح
 یاء
 و سکون
 عین
 ہمزہ
 و نم
 راہ
 الوایتہ
 الکوئی
 عاش
 ماتہ
 و عشرین
 سنۃ
 ۱۲۵
 اول
 رجل
 قال
 القاری
 فی بعض
 النسخ
 المصححۃ
 المکتوب
 علیہ
 صوابا
 آخر
 رجل
 اھ
 ففی
 روایۃ
 الترمذی
 ہذا
 ہم
 والہو
 اب
 آخر
 رجل
 فافہ
 کذا
 رواہ
 مسلم
 وغیرہ
 من
 حدیث
 ابی
 ذر
 قال
 القاری
 فی بعض
 النسخ
 المصححۃ
 المکتوب
 علیہ
 صوابا
 آخر
 رجل
 اھ
 ففی
 روایۃ
 الترمذی
 ہذا
 ہم
 والہو
 اب
 اہل
 اللہ
 خروجا
 منہا
 الحدیث
 و علی
 ہذا
 فالرجلان
 متحدان
 یعنی
 مصداقہما
 واحد
 و اما
 علی
 النسخۃ
 الیٰ
 بایدینا
 فہما
 متحدان
 و مصداق
 اول
 رجل
 یدخل
 الجنة
 علی
 الاطلاق
 ہما
 علی
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 و یحتمل
 ان
 یراد
 اول
 رجل
 یدخل
 الجنة
 من
 عصاة
 المؤمنین
 فہو
 رجل
 آخر
 منہم
 یخرج
 من
 النار
 و لم
 یسم
 و المقصود
 ذکر
 العلم
 بہو
 لا
 بالرجل
 حال
 زیادۃ
 الوثوق
 فیما
 اخبرہ
 و علی
 ہذا
 قولہ
 یوتی
 بالرجل
 الیٰ
 استینان
 لا
 تعلق
 لہ
 بما
 سبق
 کما
 جزم
 بہ
 المناوی
 و ذکرہ
 القاری
 احتمالا
 و اما
 علی
 روایۃ
 مسلم
 و غیرہ
 فیمکن
 ان
 یکون
 استینافا
 ایضا
 و یحتمل
 ان
 یکون
 بیاناً
 لہذا
 الرجل
 الذی
 ہو
 آخر
 ہم
 فروجا
 من
 النار
 و خلا
 الجنتہ
 ۱۲۵
 یوتی
 بالرجل
 قال
 القاری
 بیان
 للرجل
 الاول
 فیخص
 بالمدنہن
 ازہول
 و احسن
 علی
 الاطلاق
 ہما
 ابی
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 و یحتمل
 ان
 یکون
 بیاناً
 للرجل
 الثانی
 لکن
 اللاح
 ان
 آخر
 رجل
 یمخرج
 من
 النار
 ہو
 الذی
 ذکر
 فی
 حدیث
 بن
 مسعود
 الای
 و ہذا
 استینان
 و بیان
 الحال
 رجل
 ثالث
 غیر
 المذكورین
 اھ
 قال
 البیہقی
 فی
 تائیدہ
 و فی
 بعض
 الروایات
 ہو
 ابو
 الاسود
 سنان
 فیمکن
 ان
 یراد
 ہذا
 فیما
 بالاسنین
 جزم
 المناوی
 اذ
 قال
 لیس
 قولہ
 یوتی
 بالرجل
 تفصیل
 لاول
 رجل
 یدخل
 الجنة
 کما
 ہم
 بل
 ہوا
 استینان
 لا
 تعلق
 لہ
 بما
 قبلہ
 ازہول
 و داخل
 ہوا
 الصطفی
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 و لا
 ذلک
 الا
 ھ
 فیقال
 ی یقول
 اللہ
 عزوجل
 لعلک
 ہوا
 منہم
 اھمزہ
 و صل
 و کسر
 را
 امر
 من
 العرض
 ۱۲۵
 فی
 بعض
 النسخ
 الواحد
 الموت
 فی
 المتون
 و المذکر
 فی
 الشرح
 و علی
 کل
 نہ
 ہما
 را
 لہرجل
 من
 الخیل
 اھمزہ
 قال
 المناوی
 عطف
 علی
 خبر
 علی
 اللہ
 و لہذا
 اختارہم

قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبد اللہ قال ما حجبني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ سلمت
ولا راني الا ضحك حدثنا احمد بن منيع ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن اسمعيل بن ابی خالد
عن قيس عن جرير قال ما حجبني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ سلمت ولا راني الا تبسم
حدثنا هناد بن السري ثنا ابو معاوية عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيدة السلمي عن عبد الله
ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لا اعرف اخرا هلا لنا
خروج رجل يخرج منها زحفا فيقال له انطلق فادخل الجنة قال فيذهب ليدخل الجنة

(۵ و ۶)۔ جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مسلمان ہونے کے بعد سے کسی وقت مجھ کا صریح
سے نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ تبسم فرماتے تھے یہ دوسری روایت
اسی نے ذکر کی گئی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ پہلی حدیث میں تبسم سے تبسم فرمانا ہی مراد ہے۔ اور یہ تبسم اظہار مسرت کیلئے ہوتا تھا کہ خندہ
پیشانی سے ملنا دوسرے کیلئے انبساط کا سبب ہوتا ہے میں نے اپنے اکابر کو دیکھا ہے کہ بسا اوقات آنیوالوں کے ساتھ ایسی
بشاشت اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے جس پر ان کو محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے آنے کی بڑی خوشی ہوئی (۷) عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو سب کے اخیر آگ سے نکلے گا وہ
ایک بسا آدمی ہوگا کہ زمین پر گھسٹتا ہو اور رخ سے نکلے گا کہ جہنم کے عذاب کی سختی کی وجہ سے سیدھے جہنم پر بھی قادر نہ ہوگا۔
اُس کو حکم ہوگا کہ جا جنت میں داخل ہو جاوہ وہاں جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے سب جگہیں پر ہو چکی ہیں
لوٹ کر بارگاہِ آپ میں اس کی اطلاع کرے گا۔ وہاں سے ارشاد ہوگا کیا دنیوی مسائل کی حالت بھی یاد ہے کہ جب جگہ پر ہو جاو
تو آنیوالوں کی گنجائش نہ ہو اور پہلے جانے والے جتنی جگہ پر جا ہی قبضہ کر لیں اور بعد میں آنے والوں کیلئے جگہ نہ رہے۔ اس عبارت
کا ترجمہ اکابر علماء نے یہ ہی تحریر فرمایا کہ بندہ ناچیز کے نزدیک اگر اس کا مطلب یہ کہا جاوے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کیا
دنیا کی دست اور فراخی بھی یاد ہے کہ تمام دنیا کتنی بڑی تھی اور یہ اسلئے یاد دلایا کہ آئندہ تمام دنیا سے دس گنا زاد اس کو

۱۔ منذ سلمت وكان اسلامه في السنة التي توفي فيها عليه الصلوة والسلام قبل وفاة باربعين يوماً هذا هو المشهور وتعبه لما فلق في الفتح وقال الصيراني
في سنة هجرته وسبع وستم من قال انه اسلم قبل وفاته صلى الله عليه وسلم باربعين يوماً وجبرير هذا هو الذي قال فيه عمر بن الخطاب رحمه الله يوسف هذا لانه ۱۲
هذا اختلاف بين السندين فزائدة يروي عن بيان في السند المتقدم ومن اسمعيل في هذا السند وقد اخرج البخاري في الجهاد برواية ابن ابي اسير في
التاريخ برواية خالد بن بيان ففعل زائدة عن عثمان ۱۲ مبيدة. فتح مبيدة وكسر موحدة السلمي بفتح السين وسكون اللام وفتح منسوب الی بنی
سلمان قبله من مراد ۱۲ رجل قبل اسم جبهة او بن داود الجهمي قال الشراح ۱۲ مفعول مطلق بغير فاعله او حال اسه راحف والرحف الشئ على
الاست مع اشتراك المصدر وفي رواية جوا بفتح الجاء وسكون الواو وسكون اللام وفتح منسوب الی بنی سلمان بن ابي اسير في الجهاد برواية ابن ابي اسير في
ولاست في بن الراشدين ان احدهما قد يراو به الاخر او انه يزحف تارة ويكبو اخرى قيل مبيدة بفتح الميم وكذا الضمة بعد اب النار او لتواريه من
لمكة العذاب ۱۲ ق م +

قال سبحانه الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا المنقلبون ثم قال الحمد لله ثلاثا

والله اكبر ثلاثا سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فان لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت

له من اي شئ ضحكت يا امير المؤمنين قال رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم صنع كما

صنعت ثم ضحك فقلت من اي شئ ضحكت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان ربك يعجب

من عبده اذا قال رب اغفر لي ذنوبي يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيري حدثنا

محمد بن بشار ابنا محمد بن عبد الله الانصاري ثنا ابن عون عن محمد بن محمد بن الاسود

عن عامر بن سعد قال قال سعد لقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك يوم الخندق

حتى بدت نواحيه قال قلت كيف كان ضحكه قال كان رجلا معترسا كان سعد لم يبادر ان يقول كذا وكذا

اور اوامر کی اطاعت نہ کرنے میں اپنی نفس پر ظلم کیا پس یا اللہ آپ میری مغفرت فرمائیں کیونکہ مغفرت تو آپ کے سوا اور کوئی کر ہی

نہیں سکتا اس دعا کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کی وجہ پوچھی تو حضرت علی نے فرمایا کہ حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح دعائیں پڑھی تھیں اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قسم فرمایا تھا میں نے بھی

حضور کو قسم کی وجہ پوچھی تھی جیسا کہ تم نے مجھ کو پوچھی تو حضور اہم و اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ جل شانہ

بندہ کو اس کہنے پر کہ میرے گناہ تیرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا خوش ہو کر فرماتے ہیں کہ میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی شخص

گناہ معاف نہیں کر سکتا لا اله الا انت لا یعفو الذنوب الا انت لا اله الا انت لا یعفو الذنوب الا انت لا اله الا انت لا یعفو الذنوب الا انت لا اله الا انت

لک الکبریا والعظمة (۹) عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میرے والد سعد نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق کے

دن سن رہے تھے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ کس بات پر ہنسے تھے انھوں نے کہا کہ ایک کافر

ڈھال لے رہا تھا اور سعد گوبرے تیرا نہ اڑھتی لیکن وہ اپنی ڈھال کو اُدھر اُدھر کر لیتا تھا جس کی وجہ سے اپنی پیشانی کا بجا و گرد ہا

تھا (گویا مقابلہ میں سعد کا تیر لگنے نہ دیتا تھا حالانکہ یہ مشہور تیرا نہ اڑھتی) سعد نے ایک مرتبہ تیر نکالا (اور اس کو کمان میں کھینچ کر اٹھا لیا)

لے یہ حال میں منیر قال ای قال ذلك حال كونه يعلم و هذا على نسخة غير بالنايب و اما على نسخة اخرى بايا را المثل فمبطل متولا لقول محمد بن ابي قحافة

من فاعل يعجب ان يعجب الرب عز وجل قال لا يعلم انه لا يغفر الذنوب غيري ۱۲ ۱۳ الخندق قال النواوي حرب ان الحار والبال والعات لا تجتمع في كلمة عربية

یا لترس یغلی جبہمتہ فترعلہ سعد بسهم فلما رفع راسہ رماہ فلم یخطی ہذہ

منہ یعنی جبہمتہ وانقلب ویشال برجلہ فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بیت

ای من الرجل او الحمد و ۱۲

فاجذہ قال قلت من ای شیء ضحك قال من فعلہ بالرجل

باب ماجاء فی صفة مزاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بالضم والكسر مزاج کردن ۱۲

حدثنا محمود بن غیلان انبانا ابواسافہ عن شریک عن عاصم الاحول

جس وقت اُس نے ڈھال پوسر اٹھایا فوراً ایسا لگا یا کہ پیشانی سے چوکا نہیں اور فوراً گر گیا ٹانگ بھی اوپر کواٹھ گئی پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ پر ہنسے میں نے پوچھا کہ اس میں کوئی بات پرانہوں نے فرمایا کہ سعد کے اس فعل پر ف چونکہ اس قصہ میں اسکا شبہ ہو گیا تھا کہ اُسکے پاؤں اٹھنے اور ستر کھل جانے پر تبسم فرمایا ہو اس لئے مکرر دریافت کر نیکی ضرورت ہوئی انہوں نے فرمادیا کہ یہ نہیں بلکہ میرے حسن نشانہ اور اُسکے باوجود اتنی احتیاط کی تیر لگ جانے پر کہ وہ تو ہوشیاری کر رہا تھا کہ ڈھال کو فوراً ادھر ادھر کر لیتا تھا مگر سعد نے بھی تدبیر کی ایسا جڑا کہ فوراً ہی گرا اور مہلت بھی نہ ملی۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اور دل لگی کے بیان میں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج ثلاث ہے اول ممانعت بھی وار دہوئی چنانچہ ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اسکی ممانعت وار دہوئی ہے۔ امام نووی نے دونوں میں اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ کثرت مزاج جو باعث قساوت قلب کا بنناوے یا اللہ جل شانہ ذکر و فکر سے روک دے یا ایذا و مسلم کا سبب بنجاوے یا وقار و ہیبت گراوے یہ سب ممانعت میں داخل ہے اور جو ان سے خالی ہو محض دوسرے کی دلداری اور اسکی انبساط کا سبب ہو وہ تحب ہے چنانچہ عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ خوش طبعی کرنیوالا کسی کو نہیں دیکھا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی طبعی بجا کی گرائی کہ مایہ ناز و نازحتی مگر طمع خواہد زدن سلطان دیں خاک بر فرق قناعت بعد ازیں نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج کی ایک خاص ضرورت بھی تھی وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی مقابلتا بڑھا ہوا تھا کہ ایک مہینہ کو سفر کی دوری تک آپ کا رعب پہنچتا تھا اس لئے اگر حضور تبسم اور مزاج کا اہتمام نہ فرماتے تو حاضرین کو رعب کی وجہ سے پاس رہنا مشکل بنجاتا اور انتفاع کے اسباب مسدود ہو جاتے نیز قیامت تک آنے والا مشائخ و اکابر جو حضور کے اتباع میں جہان توڑ کوشش کرتے ہیں یہ قصد تبسم و مزاج سے گریز کرنے اور انکی جملہ خدمات کی

لیہ سعلق بقولہ یقول علی راۃ القادی دلی ہذا قولہ یغلی جبہمتہ استیناف بیان اشارۃ و سعلق یغلی علی راۃ القادی کما تقدم ۱۲ قال میرک ای ضحک من قلمہ صرہ لا من الانکشاف کذا قبل دنیہ تامل قال القادی من الواضع الجلی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یضحک من کشف عورتہ فانہ لیس من سکارم اخلاق بل انما ضحک فرحاً بما فعلہ سعد بعد وہ صلی اللہ علیہ وسلم اھ قبل المنادی ای ضحک من مدیۃ سعد و ذمۃ اصابتہ فرحاً بذلک و سروراً لاسن و فہدہ جملہ حتی بدت عورتہ دنیہ انہ یضحک لسخوۃ و النہز بالکفار و لوجہ بیا کشف سورۃ النان قیاس مذہب الشافعی الجواز زیادۃ فی النکال و اغاظہ لامل الضلال ۱۳ المزاج یعنی المیم علی انہ اہم و کبر ہا علی انہ مصدر مازعہ و منہا الانبساط مع الغیر من غیر ایزادہ و فارق الہز و السخریۃ و شکل علی احادیث الباب بدوی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تاتوا خفاک و لا تاتوا خربہ المصنف فی الجامع من حلیۃ ابن عباس و قال ہذا غریب لا یقرئہ الا من ہذا الوجہ و قال الشیخ الجزری اسنادہ جید فقد رواہ زیاد بن الوب عن عبدالرحمن بن محمد عن یحییٰ بن ابی سلم

محمداً المکدونی ابی بشر عن یحییٰ بن عمار و ہذا اسناد مستقیم و لیت وان کان فیہ ضعیف من اجل حفظ کس دی کہ کلمہ منہ و تاتوا خربہ و تاتوا خفاک ۱۲

عن انس بن مالك قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يا االا الذين قال محمود قال ابو مسامة يعني
 يمانر حبل ثنا هناد بن السري ثنا وكيع عن شعبة عن ابي التياح عن انس بن مالك قال ان كان
 النبي صلى الله عليه وسلم ليخا لطنا حتى يقول لاخري صغيرا با عمير ما فعل النغير قال ابو عيسى وفقه
 هذا الحديث ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يمانر وفيه انه كنى غلاما صغيرا فقال له يا
 با عمير وفيه ان لا بائس ان يعطى الصبي لطير ليسب به وانما قال له النبي صلى الله عليه وسلم
 اصبر ۱۲ الطائر

بھی مثل کایہ طرز شکلات کا سبب بتا ہی تو اسی شانہ بے نہایت درود و سلام اُس پاک ہستی پر نازل فرمے جو امت کی ہر سہولت کا
 دروازہ کھول گئے سنیان بن عیینہ جو بڑے محدث ہیں کسی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت ہر اٹھوں نے کہا بلکہ سنت و مکر اس شخص کی حق میں جو
 اسکے موقع جانتا ہو اور اچھا مذاق کر سکتا ہو۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو ایک مرتبہ
 مراعا یا ذالاذنین فرمایا (ادو کا فیل ملے)۔ (۲) کان تو سب ہی کو کہہ رہے ہیں انکو جو دوکانوں والا فرمایا تو کوئی مقامی خصوصیت ہو گی
 مثلاً ان کے کان بڑے ہو گئے یا تیر ہو گئے کہ بات دہری سن لیتے ہو گئے ہی اترے۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ساتھ میل جول مریض فرماتے تھے چنانچہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا حضور اُس کی فرماتے یا با عمیر ما فعل النغير اسے
 ابو عمیر وہ نغیر کہاں جاتی رہی۔ (۴) نغیر ایک جانور ہے جسکا ترجمہ علماء لال کرکے ہیں۔ صاحب حیوة المیوان نے بکمل لکھا ہمارا امام
 ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا اصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس بچے کو کنیت و تعبیر فرمایا۔ اُس نے ایک جانور پال رکھا تھا
 وہ مر گیا تھا جسکی وجہ سے یہ بچہ بیدار بیٹھا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو چھیرنے کیلئے پوچھا کہ وہ نغیر کیا ہوا۔ حالانکہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ مر گیا۔ یہ حدیث ایک مسئلہ مختلف فیہا میں حنفیہ کی تائید بھی ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ حرم مدینہ کا شکار شافعیہ کے
 نزدیک حرم مکہ کا شکار کہ حکم ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک دونوں میں فرق ہے حرم مکہ میں شکار جائز نہیں بخلاف حرم مدینہ کہ وہاں جائز
 ہے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر انکار نہ فرمانا بخلاف لائل کے ایک دلیل ہے اور تفصیل کتب فقہ و حدیث میں موجود ہے۔ اس میں
 اختلاف ہے کہ ابو عمیر انکی پہلے ہی کنیت تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابتداً کنیت و تعبیر فرمایا۔ بعض علماء نے اس حدیث
 میں شوش و زائد مسائل اور فوائد بتائے ہیں۔ اُس ذات کو زبان جسکی ایک ذاتی فقرہ میں سو سو مسائل حل ہوتے ہوں اور ان کی ملکی
 قبروں کو حق تعالیٰ شانہ سر با نور بنائے جنہوں نے ایذ رسول کے کلام کی اس قدر خدمت کی کہ ایک ایک حدیث کے کتنے کتنے مسائل استنباط کیے
 انکو محفوظ رکھا اور پھیلا یا اس حدیث میں ایک اشکال یہ بھی کیا گیا کہ اس میں جانور کا بنجرہ وغیرہ میں بند کرنا اور بچہ کا اُس کی کھیلنا و کھانا

۱۱ قال القاری ویر المزاج انه ساء بغیر اسمہ ما قد یومہم انہ لیس من الحواس الا اذ کان ان ہو مختص بہا لا غیر مع احتمال کون الایہ طوطین اذ صیرتین اوصیو بتین و قد علم
 قال محمود ونقل المصنف عن شیخہ ان تور علیہ السلام ہذا کان محمولاً علی المزاج ہذا بمنزلہ تفسیر الحدیث عن شیخہ ۱۱ ابی التیاح۔ بفتح المثناة العنقانیة وشدیداً لیا
 و بالیاء المہملۃ اسمہ یزید بن حمید ۱۲ ۱۱ حتی قال النووی۔ غایۃ لقولہ لیخا لطنا ای انتہی مخالطتہ بالہنا کلہا حتی الصبی ۱۲ قاری ۱۱ ہذا اذا کان ابتداءً لکنیۃ علی
 لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصبی عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن الناس خلقاً وکان لی اخ یقال لہ ابو عمیر وکان لہ نغیر طبع بہ الحدیث طائر
 انہ کان یکنی بہ من اول الامر الا ان فی خطابہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ بالکنیۃ تقریراً لہ وجہ لجزاؤانہ لا یدخل فی الکذب لان التعمد من التکنیۃ التعلیم والتقاء ل لا حقیقۃ
 من اثبت الابوة وابنوة ۱۲ ق ۱۱ لا یاس الخ قال القاری علیہ انما علم انہ لا یعذب یعنی فلا یستعمل علیہ لہ تعذیب للعیوان وقد مر فی النبی منہ۔ قال للنادی ان کانت قریۃ

تو یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

یا بایعیر ما فعل لنفیر لانه کان له نفیر فیلعب به فمات فحزن الغلام علیه فمات رحمہ اللہ علیہ فقال یایا عیدین
ما فعل لنفیر حد ثنا عباس بن محمد الدری قال نا علی بن الحسن بن شقیق انا عبد اللہ بن المبارک عن اساقفہ بن زید
عن سعید مقبری عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تدعنا قال انی لا اقول لاحفنا
تدعنا یعنی تارحننا حد ثنا قتیبۃ بن سعید ثنا خالد بن عبد اللہ عن حمید عن انس بن مالک از رجلا استعمل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی حاملک علی الدنۃ فقال یا رسول اللہ ما اصنع بولک الدنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہل تلد الابن الا النوق حد ثنا اسحاق بن منصور ثنا عبد الرزاق ثنا معمر عن ثابت عن انس بن مالک
ان رجلا من اهل البادیۃ کان اسمہ زاهرا وکان یتھدی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھدیۃ من البادیۃ
فیجھدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اراد ان یمخرجہ فقال للنبی صلی اللہ علیہ ان زاهرا بادیۃ و نحن جاضرہ

یہ جانور کو عذاب دینا اور ستانا ہے اور جانور کو عذاب دینے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اسکا جواب یہ کہ محض بند کرنا یا اس پر دل
بھلانا اور کھیلنا عذاب دینا نہیں ہے۔ ستانا اور عذاب دینا دوسری چیز ہے اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جانور کا رکھنا اسی کو جائز ہے
جو اسکو ستا دینے میں اسکی خیر خبر رکھے اور جو بوجہ نا بوجھ ہو یا سخت دل ہو کہ جانور کو تکلیف پہنچاتا ہو اسکی جائز نہیں ہے۔ (۳۳) ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے مذاق بھی فرمائیے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہاں ہاں۔ مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔ ف صحابہؓ کو سوال کا منشاء یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق سے
منع بھی فرما رکھا ہے اور ویسے بھی بڑی الی کے شان کے خلاف ہے کہ یہ وقار کو گرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ میری خوش
طبعی اس میں داخل نہیں ہے چنانچہ شروع باب میں اسکی کچھ تفصیل گزر چکی ہے ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور قدس
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی سواری کا جانور مجھے عطا فرمادیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اونٹنی کا بچہ تم کو
دینگے سائل نے عرض کیا کہ حضور میں بچہ کو کیا کرونگا (مجھ تو سواری کیلئے چاہئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اونٹ کسی اونٹنی
کا بچہ ہوتا ہے۔ ف سائل کا گمان یہ ہوا کہ وہ چھوٹا ناقابل سواری ہوگا اس حدیث میں علاوہ مزاج کی اس طرف بھی اشارہ
ہو کہ آدمی کو گفتگو میں دوسرے کی بات کمال غور و فکر سے سننی اور سمجھنی چاہئے (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص
جنگل کے رہنے والے جبکہ نام زاہر بن حرام تھا وہ جب حاضر خدمت ہوتے جنگل کے ہدایا سنری ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور وہ جب مدینہ منورہ سے واپس جانیگا ارادہ کرتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
شہری سامان سے نوش کا انکو عطا فرماتے تھے اکیس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اسکی شہر میں

۱۰ علی بن الحسن کذا سوبہ النادی والقاری قال فی نسوۃ ضعیفۃ الحسن بن علی بن الحسن بن شقیق
۱۱ تدعنا۔ درج من کلام المصنف او احد مشائخہ ذکرہ لیسفرہ وہو بالادال والعین المصلتین والبا والموضۃ قال الزمشری الدعاء کا لکھا ہے والمراۃ
مصدر فی المعصاج وطب یدفب کفرخ یمنہ زناوسی ۱۲ ام ۱۳ ای سالہ ان یکمل علی دایۃ والمراد ان یعلیہ حمولۃ یرکبہا ۱۴ اق ۱۵ تو ہم ان المراد بولد ہا ہو
الصغیرین اولاد ہا کہا ہوا المتبادر الی العلم ۱۶ اق ۱۷ ای صغرت او کبرت والمعنی ما تلد ہا جمیعاً ۱۸ اق ۱۹ النوق یعنی النون جمع الناقۃ وہی النی لابل دعاء
ان جمیع الاول ولداۃ قد صغیر کان اکبیر ۲۰ اق ۲۱ ہوا بن حرام الاشمی شہد بدر ۲۲ اق ۲۳ ای حاصلہ منہا مایا وجد فیہا من الاربار والامثار والنبات ۲۴
۲۵ بادیۃ۔ ای مستفید منہ ما یستفید الرعل من بادیۃ من انواع النبات فصارت بادیۃ وقیل من الخلاق اسم الحمل علی المال او علی حذوف المضافات اسی مگر
بادیتنا کما حق فی واسئل القریۃ وقیل تارہ للغالبۃ دیو یہ مانی بعض النسخ بادیۃ والبادی ہوا المقیم بالبادیۃ ۱۲ اق ۱۳

وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب وكان رجلا دميما فاناه النبي صلى الله عليه وسلم يوما وهو يبيع متاعا واحتضنه من خلفه ولا يبصره فقال من هذا ارسلى فالتفت فعرف النبي صلى الله عليه وسلم فجعل لا يالوما الصق ظهره بصدر النبي صلى الله عليه وسلم حين عرفه فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقول من يشتري هذا العبد فقال لرجل يا رسول الله اذا والله تجددت كاسدا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن عند الله لست بكاسدا وقال انت عند الله غال حدثنا عبد بن حميد حدثنا مصعب بن المقدام ثنا المبارك بن فضال عن الحسن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خصوصی تعلق تھا زاہر کچھ بد شکل بھی تھی ایک مرتبہ کسی جگہ کھڑے ہوئے وہ اپنا کوئی سامان فروخت کر رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پچھوئی کوئی ایسی طرح بھری کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکیں انھوں نے کہا ارے کون ہے مجھے چھوڑے لیکن جب کن انکھیوں وغیرہ دیکھ کر حضور کو پہچان لیا تو اپنی کمر کو بہت اہتمام سے پیچھے کو کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ملنے لگے کہ جتنی دیر بھی تلبس ہی ہزار نعمتوں اور لذتوں سے بڑھ کر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس غلام کو خریدے۔ زاہر نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ مجھے فروخت فرمادیں تو کھوٹا اور کم قیمت پاؤں گی حضور نے فرمایا کہ نہیں اللہ کے نزدیک تو تم کھوٹے نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے سے تشریف لاکر کوئی بھر لینا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینا تو مزاح تھا ہی یہ ارشاد بھی مزاح ہی تھا کہ اس غلام کا کوئی خریدار ہی اس کی ہمت نہ کرے گا۔ زاہر غلام نہ تھے آزاد تھے مگر حضور کا یہ ارشاد بطور فرض اور تشبیہ کا تھا بعض شرح نے لکھا کہ یہ حدیث صورت میں مزاح ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے بڑی حکمتیں اور اسرار اس میں ہیں اس لیے کہ جب حضور نے انکو اپنی سامان کی فروختی میں نہایت مشغول پایا تو حضور کو اس میں اہٹاک اور انکی توجہ الی اللہ کی کمی کا بظاہر خوف ہوا اس لیے اول کوئی بھری کہ حضور کیساتھ تلبس رجوع الی اللہ کا ذریعہ ظاہر ہے اور پھر تشبیہ کے طور پر ارشاد فرمایا کہ اس غلام کا کوئی خریدار ہی اس کے جو شخص غیر اللہ میں استدر مشغول ہو وہ گویا اپنی خواہشات کا بند ہے لیکن حضور کے ساتھ اس تلبس سے انابت الی اللہ یعنی اللہ کی طرف توجہ تام حاصل ہو چکی تھی اس لیے حضور نے پھر انکو مشورہ سنایا کہ اللہ کا نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا فرمادیجئے کہ حق تعالیٰ جل شانہ مجھ جنت میں داخل فرمادے حضور نے ارشاد

لے بالماں المہلہ ای بیچ الوبہ کر یہ المنظر ۱۲ ۱۳ احتضنه عطف علی آماہ فی المشکوة بالعار کما فی بعض النسخ ہینا ایضا وہو الانسب ای ادخلہ فی حفۃ قال القاری والحسن ما دون الابطال الی الکشف والمعنی ادخل یدہ تحت ابط زاہرنا غنفا ولا یبصرہ جملۃ مائتہ ۱۲ ۱۳ ما الصق لغفا مصدر یت ای لا یتصر فی لزق ظہرہ بصدرہ وصد الغرض تبرکاً ولعند ذلک ۱۲ ۱۳ قیل منہ من یشتري مثل هذا العبد فی اللہ مائتہ ادمین یستبدلہ منی بان یا بثلثہ ادمین یقابل هذا العبد الذی ہو عبد اللہ بالاکرام والتعظیم داخل مشکف قال المناوی قال القاری فالوجه ان الاشترا علی حقیقۃ وان العبد فیہ توریۃ ولا یلزم من هذا القول لایسا والمقام مقام المزاح ارادة کتفیک بعد بیکش علی الفقیہ بات بیع المر غیر جائز احد ۱۲ ۱۳ ای اذا عرضت علی البیع اذا تجددت متاعا خفیفا او غیر مرغوب فیہ و فی بعض النسخ تجدد فی بطنہ البیع لتغلبہ صلی اللہ علیہ وسلم او لیسیرہ ولا صحابہ قال المناوی والادنی بقرآن العربیۃ الافراد ۱۲ ۱۳ بعینہ المنقول من الاصواب بالصاۃ المہلۃ فی نسختہ بد کہ منقول قال میرک وہو خطأ والمقام کبیر المہم سکون الثقت وفضالہ بیع العار والحسن البصری التامی المعروف قالہ یشترسل ۱۲ +

عجوز النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یدخلنی الجنة
فقال یا ام فلان ان الجنة لاتدخلها عجوز قال فقلت تبکی فقال اخبروها انھا
لاتدخلها وهی عجوز ان اللہ تعالیٰ یقول اِنَّا اَنْشَأْنَا هُنَّ اِنْشَاءً
فَجَعَلْنَا هُنَّ اَبْكَارًا

باب ما جاء فی صفة کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الشعر
حدثنا علی بن حجر ثنا شریک عن المقدم بن شریح

فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورت داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ عورت روتی ہوئی لوٹنے لگی۔ حضور نے فرمایا اُس سے کہہ دو کہ جنت
میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہوگی بلکہ حق تعالیٰ اجل شانہ سب اہل جنت عورتوں کو نو عمر کنواریاں بنا دیں گے
اور حق تعالیٰ اجل شانہ کے اس قول انا انشاءناھن انشاءً فجعلناھن ابکاراً۔ الایمیں اس کا بیان ہے جس کا ترجمہ اور مطلب
یہ ہے کہ ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے انکو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں۔ بیان القرآن یہی ہمیشہ کنواریاں
ہی رہتی ہیں صحبت کے بعد پھر کنواریاں بن جاتی ہیں

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشادات و رباب اشعار

ف۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جن اشار کو پڑھنا یا سننا روایات میں آیا ہے ان کا ذکر شعر اُس کلام کو کہتے ہیں جو
قصداً مقفی و موزوں بنایا گیا ہو یعنی ارادہ سے شعر کی طرز پر بنایا گیا ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا قطعی ہے
کلام اللہ شریف میں صاف طور سے مذکور ہے بلکہ کفار کے ان مقولوں کو جو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جاو گریا
شاعر یا مخنون ہونا بیان کرتے تھے نہایت تعجب سے ذکر کیا گیا اور آپ کی شاعری کے متعلق صاف ارشاد فرمادیا دعا علمنا کہ اشعار
و ما ینبی لہ ہم نے انکو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعری کا علم نہیں دیا اور یہ علم شاعری انکی شان کے مناسب بھی نہیں ہے
پھر جو حضور کے کلام میں کہیں کہیں کلام موزوں پایا جاتا ہو وہ بلا قصد پر معمول ہے اور کلام میں بلا قصد موزونیت اگر آجائے تو
وہ شعر نہیں کہلاتا۔ بندہ ناچیز کے نزدیک و حقیقت یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا عجز کی وجہ سے
نہیں ہوا سوائے کہ جس شخص کے کلام میں بلا ارادہ موزونیت آجاتی ہو وہ اگر قصداً موزوں بناوے تو کس قدر بے تکلف اور بہتر

عجوز۔ ای امرأة کبيرة السن ولا تقبل عجوزة اذ ہی لہ ردیۃ علی ما فی القاموس قیل اسمہا صفیۃ بنت عبد المطلب ام الزبیر بن العوام و عمة النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قالہ الشرح ۱۲ ؎ فلان قال ہرادی نسی الام الذی جری علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقام بقا فلان مقابہ قادر القاری قلت و لعلہ متسال
یا ام الزبیر ان صفیۃ ہذہ امر کما تقدم ۱۳ ؎ اختلفوا فی تفسیر الآية کما بسط فی محلہ و ما یناسب المقام ما فی جمیع الوسائل اذ قال فی الحدیث ہن
النوا فی قبض فی دار الدنیا عجائز فخلقن اللہ بعد الکبر فخلقن عذاری متشقات الی آخر ما بسط ۱۴ ؎ قیل اصلہ الشعر یفتن و فی الشاعر شاعر
لغظتہ و قد معرفتہ فالشعر فی الاصل علم للعلم الدقیق و صار فی المقارنات اسماً لموزون المقفی من الکلام و اشعار و المختص بصناعۃ کما قالہ الراغب قیل الشعر
ہو کلام موزون مقفی قصداً فخرج ہذا القید ماصدر منہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکلام الموزون اما ما وقع فی الکتاب المکنون فلا شک انہ مقرون بالارادۃ و المشیۃ

مراد من المقعد لا یقع فی المکنون فی دوزخ المشیۃ و اصل المقعد لا یقع فی المکنون فی دوزخ المشیۃ و اصل المقعد لا یقع فی المکنون فی دوزخ المشیۃ

عن ابیہ عن عائشۃ قالت قیل لہا ہل کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمثّل بشئ من الشعر
 قالت کان یتمثّل بشعر ابن ربیعۃ و یتمثّل ویقول ویأتیک بالانخبار من لحدیز و حدثننا
 محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی قال ثنا سفین عن عبد الملک بن عمیر ثنا
 ابوسلمۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اصدق کلمۃ
 قالہا الشاعر کلمۃ یبید الاکل شئ ما خلا اللہ باطل

بنا سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی شان کو اس سے بہت ارفع بنایا تھا اس پر کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اشار کی تائید
 اور مذمت کے بارے میں روایات مختلف آئی ہیں۔ بعض روایات معلوم ہوتا ہے کہ شعرا بھی چیز ہے اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر
 اور براب ہے لیکن قول فیصل بھی ایک حدیث میں خود ہی وارد ہو گیا ہے کہ نفس شعر میں کچھ بھلائی یا بُرائی نہیں ہے، مضمون صحیح اور مفید
 ہے تو شعر اچھی چیز ہے اور مضمون جھوٹ یا غیر مفید ہے تو جو حکم اُس مضمون کا ہے وہی حکم شعر کا بھی ہے یعنی جس درجہ میں وہ مضمون
 ناجائز ہو یا مکرہ ہو یا خلافِ حق ہے اُسی درجہ میں شعر بھی ہے لیکن بہتر ہو سکتی صورت میں بھی اس میں اہٹاک اور کثرت و مشغولی
 منوع ہے۔ اس باب میں مصنف نے نو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی نے پوچھا کیا حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شعر بھی پڑھتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ ہاں مثال کے طور پر کبھی عبد اللہ بن رواحہ کا کوئی شعر بھی پڑھ لیتے تھے
 (اور کبھی کبھی کسی اور شاعر کا بھی) چنانچہ کبھی طرہ کا یہ مصرعہ بھی پڑھ دیا کرتے تھے۔ ویاتیک بالانخبار من لحدیز۔ یعنی تیرے
 پاس خبریں کبھی وہ شخص بھی آتا ہے جسکو تو نے کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا۔ یعنی واقعات کی تحقیق کیلئے کسی جگہ کے حالات معلوم کرنے
 کیلئے تنخواہ دینا پڑتی ہے سفر خرچ دیکر آدمی کو حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا پڑتا ہے مگر کبھی گھر بیٹھے بٹھائے کوئی اگر خود ہی سارے
 حالات سنا جاتا ہے کسی قسم کا خرچ بھی اُس کیلئے کرنا نہیں پڑتا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال ارشاد
 فرمائی کہ بلا کسی اجرت اور معاوضہ کے گھر بیٹھے جنت و دوزخ آخرت قیامت پچھلے انبیاء کے حالات اور آئندہ آنیوالے واقعات
 سنا تا ہوں پھر بھی یہ کافر قدر نہیں کرتے اس حدیث میں دو شاعروں کا ذکر ہے حضرت عبد اللہ بن رواحہ تو مشہور صحابی ہیں حضور
 کی ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے اور حضور کے سامنے ہی غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تھے طرفہ عرب کا مشہور شاعر ہے ادب کی مشہور
 کتاب سب سے متعلقہ میں دوسرا معلقہ اسی کا ہے اس کو ملازم کا رازہ نہیں پڑا (۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

لہ قالت ای عائشۃ دنی عدۃ النسخ قال فالنسخ لشریح ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱

و کادامیہ بن ابی الصلت السلام بن محمد بن المنذر قال ابنا محمد بن جعفر ثاشعہ عن الامیر بن قیس عن جندب بن سفیان
البحلی قال صابحہ اصبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدمیت فقال ہل الا اصیبتہ فی سبیل اللہ قال نعم فقلت حل ابن ابی عمر ثاشعہ

نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ بچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا وہ لبید بن ربیعہ کا یہ کلمہ ہے الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔ آگاہ ہو جاؤ

اللہ جل شانہ کو سوادینا کی ہر چیز فانی ہے۔ اور امیہ بن ابی الصلت قریب تھا کہ اسلام لے آئے ف۔ لبید ایک مشہور
شاعر تھے لیکن مسلمان ہو گئے بعد سے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا یہ کہتے تھے کہ مجھے حق تعالیٰ جل شانہ نے اشعار کا نعم البدل عطا فرما دیا یہ
مکرم صحابہ میں ہیں ایک سو چالیس یا اس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی اس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے وکل نعیم لا محالہ زائل۔ جس کا ترجمہ یہ ہے
کہ دنیا کی ہر نعمت کبھی کسی وقت میں زائل ہوئی ہے۔ امیہ بن ابی الصلت بھی ایک مشہور شاعر تھا جو اپنے اشعار میں حقائق باندھتا
تھا قیامت کا قائل تھا لیکن توفیق بزدی حال ہوئی اسلیٰ مسلمان نہیں ہو سکا۔ آٹھویں حدیث کے ذیل میں اس کی کسی قدر تفصیل بھی آ رہی ہے
(۳۴)۔ جندب بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک تھوڑے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں لگ گیا تھا جسکی وجہ سے وہ خون
آلودہ ہو گئی تھی تو حضور نے یہ شعر پڑھا جسکا حاصل ترجمہ یہ ہے۔ تو ایک انگلی ہے جسکو اسکے سوا کوئی مضرت نہیں پہنچی کہ خون آلودہ
ہو گئی۔ اور یہ بھی رائیگاں نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی راہ میں یہ تکلیف پہنچی جسکا ثواب ہو گا ف۔ اس حدیث میں بھی وہ اشکال
کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کیسے فرمایا اسکا مختصر جواب گندب بھی چکا ہے اس خاص جگہ پر یہ بھی ایک جواب دیا جاتا
ہے کہ یہ رجز کہلاتا ہے شعر نہیں ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ایک آدھ شعر کہنے سے آدمی شاعر نہیں ہوتا لہذا یہ آیت وما علمناک الشعر
کخلاف نہیں بعض نے کہا ہے کہ دمیت اور لقییت کی تے ساکنہ ہے مکسورہ نہیں اس صورت میں موزونیت سے بھی نکل گیا۔ بندہ
نا چیز کے نزدیک اگر اسکی توجیہ یہ کی جائے کہ یہ شعر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ منقول تھا کسی دوسرے شاعر کے کلام سے
تو اس صورت میں کسی اور توجیہ کی ضرورت نہیں رہی چنانچہ واقدی نے اس شعر کو ولید بن ولید کا بتایا ہے اور ابن ابی الدنیاء نے
اپنی کتاب محاسبۃ النفس میں ابن رواحہ کی طرف نسبت کیا ہے۔ دو شاعروں سے کسی ایک شعر کا ورد و ممنوع نہیں اسلیٰ ممکن ہے
کہ دونوں نے یہ شعر کہا ہو۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ قصہ کب کا ہے جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ جنگ احد کا ہے۔ اور بعض لوگ
اسکو ہجرت سے قبل بتاتے ہیں۔

۱۔ امیہ بالتصغیر ابن ابی الصلت یعنی فکون الی ابن ربیعہ الثقفی کان یطلق بالمخالف و قد کان متعباً فی الجاہلیۃ و یتدین و یومن بالبعث لکن اذکرہ
الاسلام ولم یسلم قالہ القاری رثامن تکل لبید بن الکناز ثم مات ایام حصار الخائف کافر اسنتہ ثشان و قیل لتع ۱۲ ۱۔ سفیان۔ ہر جندب
بضم ہیم و دال و یفتح ابن عبد اللہ فہو منسوب الی جدہ و البلی لغتین نسبتہ الی بحلیۃ ۱۶ ۱۔ اصاب۔ اختلاف فی انہ کان فی بعض غزوات کہا ہوا مشہور
او کان قبل ہجرة و قیل کان عیشی الی الصلوۃ و قیل کان فی الغار لما فی روایۃ مسلم کان مسلم اللہ علیہ وسلم فی غار فدمیت اصبعہ قال الباجی
صلی اللہ علیہ وسلم غازیاً فتصفت لما فی الروایۃ الاخری فی بعض الشاہد و تعقب بان القول بالتطییف لا یصح لفظاً و لا معنی و مثل هذا الطعن لا یجوز فی حدیث مسلم
قال القاری فالتحقق انہ کان فی غار من جبل احد و لا مانع من الحمل علی تعدد الواقعتہ ۱۲ ۱۔ بفتح الدال و کسر المیم یقال دمیۃ اصبعہ و ادیمیۃ
و دمیۃ ۱۲ ۱۔ ہا موصولہ مستداً فی سبیل اللہ خبرہ یعنی فلما تبالی بل افرجی و فقیۃ کسر لیل قدح البیون شہیرۃ و امثالہا فی سیر العرب
و المحبوب کثیرۃ ۱۲ ۱۔ عن سفیان اعاد الحدیث بسند آخر لیسدل علی ان جندب بن سفیان المذكور فی السند السابق ہوا ابن
عبد اللہ ہذا ۱۲

ابن عيينة عن الاسود بن قيس عن جندب بن عبد الله الجعفي نحوه حدثنا محمد بن بشار حدثنا يحيى بن سعيد ثنا سفيان الثوري ثنا ابو اسحاق عن البراء بن عازب قال قال رجل افرتم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يا باعمره فقال لا والله ما ولي رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن سئ عان الناس تلقى هم هو اذن بالنبي رسول الله صلى الله عليه وسلم على بغلة يوسف بن الحارث بن عبد المطلب اخذ بلجامها ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انا النبي لا كذب انا ابن عبد المطلب

(۴۴) ہزار بن عازب رضی اللہ عنہ کسی نے پوچھا کیا تم سب لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جنگِ حنین میں بھاگ گئے تھے انھوں نے فرمایا کہ نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت نہیں پھیری بلکہ فوج میں ہی بعض جلد بازوں نے (جن میں اکثر قبیلہ بنی سلیم اور مکہ کے نو مسلم نوجوان تھے) قبیلہ ہوازن کو سامنے کے تیروں کی وجہ سے ٹھٹھہ بھیر لیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (جنگی ساتھ اکابر صحابہ کا ہونا ظاہر ہے اپنی) فخر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن الحارث اُسکے لگام کو پکڑے ہوئے تھے حضور اس وقت یہ فرما رہے تھے انا النبی کذاب انا ابن عبد المطلب۔ میں بلا شک و شبہ بنی ہوں اور عبد المطلب کی اولاد (پوتہ) ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آپکو بجائے باپ کے اپنی داد سے عبد المطلب کی طرف اسلئے نسبت کیا کہ انھوں نے حضور کو غلبہ کی اطلاع کفار قریش کو دی تھی اور یہ وقت گویا اسکی تصدیق کا تھا۔ بعض نے یہ وجہ بتائی ہے کہ چونکہ آپ کے والد کا انتقال زمانہ حمل ہی میں ہو گیا تھا اسلئے آپ ابن عبد المطلب ہی کیساتھ مشہور تھے۔ نیز یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ عبد المطلب مشہور سردار تھے اسلئے شہرت کی وجہ سے اُس طرف نسبت فرمائی۔ حافظ ابن حجر نے ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ کفار میں یہ بات مشہور تھی کہ عبد المطلب کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہو گا جس لوگوں کو ہدایت ہوگی وہ خاتم النبیین ہوگا اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نسبت کی ساتھ ان لوگوں کو یہ مشہور چیز یاد دلائی۔

عز و حنین میں ہوا یہ قبائل عرب ایک زمانہ سوا ہی اسلام لانے میں فتح مکہ کی منتظر تھے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذی اس
پر قبضہ کر لیا تب تو سمجھو کہ آپ غالب ہیں اور بے چون و چرا اطاعت کرو۔ اور اگر مکہ مکرمہ فتح نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ لوگ غالب نہیں ہو سکتے
بالآخر جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو قبیلہ ہوازن وغیرہ نے بھی جو مواضع حنین وغیرہ کی ہڈیاں تھیں اپنی قسمت آزمائی کا فیصلہ چاہا
اور چند قبائل نے ملکر کجائی لڑائی کی خیال سے حنین پر جو مکہ مکرمہ سوطائف و عرفات کی جانب میں تقریباً دس میل کی فاصلہ پر
واقع ہوا وہاں مجتمع ہوئے ہر حید کہ بعض تجربہ کار بوڑھوں نے انکو اس ارادہ سے روکا مگر بعض جوشیلے نوجوانوں نے نہ مانا اور یہ کہ
کہ مسلمانوں کو اب تک تجربہ کار لڑنے والوں سے سابقہ نہیں پڑا تھا اسکو غالب ہوتے جارہی ہیں مبادا ہم پر بھی حملہ کریں اس کو خود
ہی ابتدا کرنا چاہی بیس ہزار سے زیادہ مجمع لڑائی کیلئے جمع کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اسکا علم ہوا تو دس بارہ ہزار کا

١٥ جاز في رواية انه من قيس لكن لا يعرف اسمه ١٢ ق ١٥ متعلق بمحدث اي معرضين عنه وقا ركين له او كشفتين عنه بوضوح ان فرارهم كان عن الكفار
 لا عنه صلى الله عليه وسلم ١٢ ق ١٥ ابا عمارة يعقبن العين الهمة وتنفيت اليم كنية بالبراء ١٥ رسول الله سئل عن فرارهم فاجاب بعدم فراره عليه السلام اما لانه
 يلزم من ثبات الرسول عدم فرار الكابر الصحابة واما لان فرارهم يوم تولية الرسول صلى الله عليه وسلم بعد ثباته منفردا ولم يتقل انه اعانهم في موطن قط ومن
 ثم اجمعا على انه لا يجوز الا نهزام عليه فقد من دعم انه نهزم وقصد التفتيش كفر وان لم يقصد ادب تاديبا عظميا عن الشافعي وقيل عندك قاله المتأدي
 قلت والادبه عندي في الجواب ان مدار فرار الخبيث على القلب النبي صلى الله عليه وسلم كان في القلب وعلى هذا يطابق الجواب السؤال ويصح الاستدراك
 ايضا والحسن ان القلب يعني النبي صلى الله عليه وسلم ومن معه لم يتولوا ابل تولي سرعان الناس الذين كانوا في المقدمة ١٢ ق ١٥ سرعان بفتح السين فالمراد ويمكن
 ادائهم واطال الكلام في ضبط المتأدي ١٢ ق ١٥ قال الحافظ ابن حجر حبيب عن مقاتله صلى الله عليه وسلم هذه باجوبة منها انه نكح غير وانه كان فيه امت النبي لا كذب

مجمع جس میں مہاجرین و انصار اور فتح مکہ کے نو مسلم شریک تھے نیز ایک جماعت کفار مکہ کی بھی شریک تھی جو اٹھی تک مسلمان نہیں ہوئی تھی۔ ان میں سے بعض لوگ غنیمت کے لالچ سے شریک ہوئے تھے اور بعض لوگ محض لڑائی کا نظارہ دیکھنے گئے تھے حضور اس لشکر کی ساتھ ہر سوال شدہ کو حنین کی جانب روانہ ہوئے مسلمانوں کو حنین تک پہنچنے کیلئے ایک نہایت تنگ جگہ پر گزرنا پڑتا تھا۔ دشمنوں نے اپنی لشکر کو ان پہاڑوں میں چھپا رکھا تھا یہی مسلمان وہاں کو گذرے انھوں نے دفعۃً تیروں کا نشانہ بنایا۔ مسلمان اس بے خبری کے حملہ سے سخت گھبرائے اور پریشان ہو کر ادھر ادھر متفرق ہو گئے بخاری کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں کی ابتدائی حملہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ پیچھے بھاگے یہ لوگ غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے کہ دفعۃً ان لوگوں نے جو پہاڑیوں کے درمیان چھپی ہوئے تھے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ یہ مجمع نہایت پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بجز چند اکابر صحابہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ چند حضرات کو کوئی بھی نہیں رہا تھا اس پریشانی کی حالت میں بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا عقیدہ بھی متزلزل ہوا۔ اور بعض نے آوازے اور فقرے کنا شروع کر دیے۔ بعض لوگ بھاگ کر مکہ واپس آ گئے اور مسلمانوں کی مغلوب ہو جانیکا مژدہ ان لوگوں کو سنایا جو مسلمان نہ ہوئے تھے یا ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور کا ہاشمی خون اس وقت جوش پر تھا آپ نے اس خون ناک منظر میں اپنی سواری سے اتر کر پیادہ انا البنی لا کذب کہتے ہوئے دشمنوں کی فوج کا رخ کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مہاجرین انصار اور اصحاب شجرہ کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک آواز دی کہ کہاں جا رہے ہو ادھر آؤ آواز کا سننا تھا کہ پریشان حال لشکر جماعت لبیک کہتی ہوئی ایسی جوش محبت میں لوٹی جیسے اونٹنی اپنے بچہ کی طرف لوٹی ہے۔ مسلمانوں کا لوٹنا تھا کہ طرفین میں ایک گھمسان کی لڑائی ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے کچھ مٹی لٹکریاں وغیرہ اٹھا کر شاہرت الوجہ کہتے ہوئے مقابل پر پھینکی۔ تھوڑی دیر لڑائی کا یہ منظر ہا اسکے بعد لڑائی کا رخ ایسا پھرا کہ جس میدان میں مسلمان پریشان نظر آ رہے تھے۔ اگلے بعد اس بھاگتی ہوئے نظر آنے لگے۔ اور اپنا مال و متاع اپنی حیاں مسلمانوں کیلئے مال غنیمت بنا کر ایسی بھاگے کہ ادھر کا رخ بھی گیا قصہ حسب ضرورت مختصر طور سے لکھا گیا جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں کسی اردو اسلامی تاریخ میں دیکھ لیں۔

یہاں پر ایک امر پر تنبیہ اشد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی واقعہ کے متعلق صرف ایک دور وایت دیکھنے سے کسی قسم کا استکاں پیدا کر لینا یہ علم کی کوتاہی ہے کسی ایک دو حدیث میں اکثر واقعہ کی پوری تفصیل نہ آ سکتی ہے نہ مقصود ہوتی ہے ہر واقعہ کے متعلق اگر کوئی رائے قائم کرنا ہو تو جب تک اس واقعہ کے پورے حالات سامنے نہ ہوں رائے زنی بے محل ہے اسی جنگ حنین کے متعلق کسی مختصر تاریخ کو دیکھ کر یا ایک دو حدیثوں کا ترجمہ دیکھ کر یہ خیال کرنا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ساری جماعت یا یہ پورا لشکر دس ہزار کا بھاگ گیا تھا اور بجز دو چار نفر کے حضور کے ساتھ کوئی بھی نہیں رہا تھا واقعہ کے خلاف ہو کر علاوہ عقل سے بھی دور ہے۔ کفار کی جماعت جو بیس ہزار سے زیادہ تھی اسکو کیا شکل تھا کہ دو چار نفر کا محاصرہ کر لیتے جبکہ سب بھاگ چکے تھے چہ جائیکہ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضور تنہا تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے جو لڑائی کے حالات و واقف ہوتے ہیں لشکروں کی ترتیب اور حملہ کے حالات پر بصیرت رکھتے ہیں وہ کسی ایسی روایت سے تعجب یا متاثر ہوں۔ لشکر کی عام ترتیب کے موافق پانچوں حصوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کی بھی ترتیب فرمائی تھی

مقدمۃ الجیش (لشکر کا اگلا حصہ) مینہ میسرہ (دایاں بایاں حصہ) قلب یعنی درمیانی حصہ جس میں امیر لشکر کی حیثیت سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اور پانچواں حصہ لشکر کا پچھلا حصہ اس کے علاوہ ہر ہر جماعت کا مستقل حصہ تھا جس کا ایک امیر مستقل جھنڈہ لے ہوئے تھا اُس کی جماعت اُس کے ساتھ تھی۔ مہاجرین کا جھنڈہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سعد بن ابی وقاصؓ سید بن خضیرؓ بن منذرؓ وغیرہ حضرات ایک ایک جماعت کے امیر بنے ہوئے اپنی اپنی مقررہ جگہ پر مامور تھے مقدمۃ الجیش میں تبیلہ بنی سلیم کی جماعت تھی جس کا جھنڈہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھا یہ جماعت لشکر کا اگلا حصہ تھا اسی جماعت کے ساتھ یہ قعقہ پیش آیا کہ جب یہ گھاٹیوں کے درمیان سے نکلے تو دشمنوں نے اول سپاہی اختیار کی جسکی وجہ سے ان کو آگ بڑھنے اور اپنے کو غالب سمجھ کر مال غنیمت کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا اور بھیڑ ہوئے دشمنوں نے چاروں طرف تیر بھانا شروع کر دیا ایسی صورت میں اس جماعت کی سپاہی بھی فطری جیز تھی اور ان کی سپاہی سے تمام لشکر میں تشویش انتشار اُدھر اُدھر دوڑنا ضروری تھا لیکن اس کا مطلب یہ لیسنا کہ سارا ہی لشکر بھاگ گیا تھا پورے حالات پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے چنانچہ عبدالرحمنؓ ایک شخص کا بیان نقل کرتے ہیں جو اُس وقت کافر تھا۔ کہ ہم نے جب مسلمانوں پر حنین میں حملہ کیا اور ان کو پیچھے ہٹانا شروع کیا تو وہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹتے رہے ہم لوگ ان کا تعاقب کرتے رہے اور آگے بڑھتے رہتے بڑھتے بڑھتے ہم ایک ایسے شخص تک پہنچے جو سفید خچر پر سوار تھے اور نہایت حسین چہرہ والے۔ لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ انھوں نے ہم کو دیکھ کر شاہت الوجود ارجوا کہا یہ کہنا تھا کہ ہم مغلوب ہونا شروع ہو گئے اور وہ جماعت ہم پر چڑھ گئی۔ اسی بنا پر حضرت ہرآنؓ نے شامل کی روایت میں جواب پر گزری یہ کہنا کہ حضورؐ نے ٹھہ نہیں پھیرا بلکہ کچھ تیز رو لوگ جو تیروں کی برداشت نہ کر سکے بھاگے تھے اس کے ساتھ ہی یہ قعقہ بھی پیش آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس راستے سے بڑھ رہے تھے اُس کو ترک کر دائیں جانب کو بڑھنا شروع کیا۔ غور کی بات ہے کہ اس انتشار کی حالت میں لشکر کے اکثر حصہ کو کیسے یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ حضورؐ نے اس وقت کس جانب کو بڑھنے کا ارادہ کیا ایسی حالت میں حضورؐ کے قریب ایک وقت میں سو آدمیوں کا رہ جانا جیسا کہ ایک روایت میں وارد ہے اور ایک موقع پر اسی کارہ جانا جیسا کہ دوسری روایت میں وارد ہے حتیٰ کہ جب حضورؐ نے خچر کو تیزی سے بڑھایا تو سلسلے سے لوگ ٹھوڑے اور صرف بارہ آدمی رہ گئے اور اس کے بعد صرف وہ چار شخص رہ گئے جو خچر کی باگ اور رکاب تھامے ہوئے تھے یا رکاب وغیرہ پکڑے ہوئے تھے حتیٰ کہ جب خچر بھی حضورؐ کی منشار کے موافق نہ بڑھ سکا تو حضورؐ اُس پر سے اتر کر تنہا کنکریوں کی ایک ٹھنی لیکر انکی طرف بڑھ گئے یہی وقت ہے جس کو بخاری شریف کی روایت میں اس سے تعبیر کیا کہ حضورؐ تنہا تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا اس کی ساتھ ایک اجمالی مضمون اپنے ذہن میں یہ ہونے سے کہ اس جنگ میں لوگ بھاگ گئے تھے یہ تجویز کر لینا کہ سارے ہی صحابہ حضورؐ کے علاوہ بھاگ گئے تھے۔ پورے واقعات پر نظر نہ ہونے کا ثمرہ ہے۔ چونکہ پورے لشکر میں انتشار تھا اور یقیناً بہت سے لوگ بھاگ بھی رہے تھے بلکہ بعض لوگ اس ہزیمت سے خوش بھی ہو رہے تھے جیسا کہ مفصل واقعات میں مذکور ہے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی جیسا کہ انتشار کے وقت کا لازمی نتیجہ ہے اس لئے حضورؐ نے حضرت عباسؓ رضی اللہ عنہ سے جو نہایت بلند آواز تھے لوگوں کو آوازیں لوائیں اور مہاجرین انصار اصحاب شجرہ وغیرہ جماعتوں کو علیحدہ علیحدہ آواز دلائی جس کے سننے پر وہ سب پھر حضورؐ کے گرد جمع ہو گئے

حدثنا اسحاق بن منصور ثنا عبد الرزاق ثنا جعفر بن سليمان انبانا ثابت عن انس ان النبي

صلى الله عليه وسلم دخل مكة في عمرة القضاء وابن رواحة يمشي بين يديه وهو يقول خلوا بيني

والكفار عن سبيله + اليوم نضربكم على تنزيله + ضرباً يزيل الهم عن مقيله + ويذهل الخليل عن خليله +

فقال له عمر يا ابن رواحة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حرم الله تعالى تقول شعراً فقال النبي

اور دوسرے جگہ میں میدان مسلمانوں کے ہاتھ تھکا۔ بہر حال اس مضمون میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس وقت

کتنے آدمی تھے مختلف روایتیں ہیں اور ہر روایت اپنے اپنے موقع پر چسپاں ہے۔ حتیٰ کہ صحیح بخاری کی روایت کہ حضور تنہا

تھے کوئی ساتھ نہ تھا بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے کہ جب حضور نے حجر سے اتر کر آگے بڑھ کر ان پر کنگریاں یا مٹی پھینکی سب ہی اُس وقت

پیچھے رہ گئے اور حضور تنہا بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن کسی روایت میں بھی یہ نہیں ہے کہ جتنے کسی وقت حضور کے قریب تھے ان کے

علاوہ باقی سب ہی بھاگ گئے تھے (۵) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ القضاء کیلئے مکہ مکرمہ

تشریف لے گئے تو عبداللہ بن رواحہ اپنی گردن میں تلوار ڈالے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے

آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے خلوا بیني الكفار الخ لے کا فرزند ہو آپ کا راستہ چھوڑ و آج حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ آنے سے دو گھنٹے پہلے کہ تم گزشتہ سال کرچکے ہو ہم تم کو گونگی ایسی خبر لیں گے کہ کھوپڑیوں کو تن سے جدا

کر دیں گے اور دوست کو دوست سے بھلا دیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن رواحہ کو روکا کہ اللہ کو حرم میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے شعر پڑھتے جا رہے ہو حضور نے ارشاد فرمایا کہ عمر روکو مت یہ اشعار ان پر اثر کرنے میں تیر بربسانے کی زیادہ نکتہ ہیں۔

و ان سے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا تھا لیکن کفار مکہ نے حضور کو موضع حدیبیہ میں روک دیا تھا اُس وقت

جو شرائط فریقین میں ٹھہرے تھے اُن میں یہ بھی تھا کہ سال آئندہ آکر اپنا عمرہ پورا کر لیں اس معاہدہ کی بنا پر ذیقعدہ ۱۰

میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا یہ عمرہ حنفیہ کے نزدیک پہلے عمرہ کی قضاء ہے اور اس عمرہ کا نام عمرہ القضاء

ہونا بھی حنفیہ ہی کی تائید کرتا ہے۔ بعض ائمہ شافعیہ وغیرہ کا اس میں خلاف ہے اس کی بحث شروع حدیث میں مفصل مذکور ہے اسی

سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کیا اور باعزت و شوکت عمرہ سے فراغت نہر مگر

حسب قرار دو تین دن مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ منورہ کو واپسی ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے حضور کے ادب اور حرم کے

۱۵ القضاء۔ ای قضاء عمرہ البدیہ وہو صریح لما قاله طلائع ان المصريح عليه القضاء سوار كان حجة فزادوا فقالوا كان احرامه لعمره قال انقارى قلت

يعني ان تسميته بعمره القضاء مؤيد لنا واوله الشافعية من ان المراد به الغضية بمعنى المقاضاة لا يساهده اللفظ ۱۲ ۱۳ ابن رواحة اي عبد اللہ بن رواحة دكا

من اعد شعراء عليه السلام والحدیث اخره المصنف في جامعہ ثم قال وروی فی غیر هذا الحدیث ان بالنبي صلی اللہ علیہ وسلم دخل مكة في عمرة القضاء وكعب بن مالك بن

يذيه ولم اصح عند بعض اهل الحديث ان ابن رواحة قتل يوم موتته وانما كانت عمرة القضاء بعد ذلك وتعلبه الحافظ في التلخيص كما ذكرني هاشم الكوكبي

الدری اذ قال ما حكى قول الترمذی هذا قول مشيد دخلت مردود و ما دري كيف وقع الترمذی في ذلك مع دفور مرفقة الى آخر ما ذكره وحاصله ان عمره القضاء

قبل سريه موتته التي استشهد فيها ابن رواحة ۱۴ ۱۵ اختلفت الروايات في الفاظ هذه الابيات وترتيب مصاريحها كما بسط الى فظني في التلخيص ۱۶ ۱۷ تكه تنزيله

قال انقارى اي بناء على كونه صلي اللہ علیہ وسلم رسولا منزلا عليه الوحي او بناء على تنزيله اليه واعطاء العبد والامان واطل كل التفسير في كتاب المصراعين لابي رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم وهو الفاسر والبدن حجر حيث جعل التفسير الى القرآن ۱۸ قلت وهذا هو المعروف عند شراح الحديث وقال المناوي ذكره على تنزيله اي على تنزيل النبي

صلی اللہ علیہ وسلم في مكة ولا نزح كمن رجعا في عام الكعبة او على تنزيل القرآن وان لم يتقدم له ذكر ۱۹ +

صلی اللہ علیہ وسلم خلیٰ ہذا یا عمر فہی اسرۃ فیہم من نفع النبی ^{ای رمی السہم} حد ثنا علی بن حجر ابنا شریک عن سماک
ابو حرب عن جابر بن عمر قال جالست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من مائة مرة وكان اصحابہ یتناسلون^{۱۲}
الشعر یتذاکرون الشیاء من امر الجاہلیۃ وهو ساکت وبما یسمیہم حد ثنا علی بن حجر ابنا شریک عن
عبد الملاک بن عمیر عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شعر کلمۃ نکلت بها اللز کلمۃ
لبدی لا کل شیء ما خلا اللہ باطل حد ^{صفر ۱۳} ثنا احمد بن منیع ثنا مروان بن معویۃ عن عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی

احترام کی رعایت سے ابن رواحہ کو منع فرمایا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامی اور وقتی مصلحت سے کہ
اشعار بھی لسانی جہاد ہے اس کو باقی رکھا ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت کعب بن جریج نے حضور سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن
پاک میں شعر کی مذمت نازل فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی اور یہ زبانی
جہاد بھی ایسا ہی ہے گویا کہ تم تیرے سارے ہو۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اشعار بھی جہاد کے حکم میں ہیں مگر شرائط اور قواعد
کی رعایت جیسا کہ اس جہاد میں ضروری ہے اس میں بھی ہے (۶) جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ستر مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیہ کے زمانہ
کے قصص و قصائل نقل فرماتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (ان کو روکتے نہیں تھے) خاموشی سے سنتے تھے، بلکہ کبھی کبھی
ان کے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔ یعنی ان تذکروں میں کوئی ہنس کی بات ہوتی تو حضور بھی ہنس فرماتے جس سے
معلوم ہوا کہ وہ سکوت اور خاموشی ناراضی یا گرائی سے نہ تھی بلکہ توجہ باطنی کی وجہ سے ہوتی تھی اس لئے کوئی بات ایسی
ہوتی تو حضور بھی ہنس فرماتے حضرت زید بن ثابت کا تب وحی فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پڑوس میں رہتا تھا جب وحی نازل
ہوتی تو مجھے طلب فرما کر اس کو لکھوادیا کرتے تھے ہم لوگ جب دنیا کے تذکرہ کرتے تو حضور بھی دنیا کا تذکرہ فرماتے
تھے اور جب ہم آخرت کے متعلق تذکرہ کرتے تو حضور بھی آخرت کا تذکرہ فرماتے جب ہم کھانے کا کوئی تذکرہ کرتے
تو حضور اسی نوع کا تذکرہ فرماتے مطلب یہ ہے کہ جس نوع کا تذکرہ صحابہ کرام کرتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کمال شفقت و رأفت کی وجہ سے اسی نوع کے تذکرے ان کی دلداری کے لئے فرماتے یہ نہ تھا کہ حضور کی مجلس میں صرف
دین ہی دین کا تذکرہ ہوا اور کوئی تذکرہ حضور کی مجلس میں نہ آئی کہ ان مختلف انواع کے تذکروں سے حضور کیساتھ محبت
اور موانست بڑھتی تھی اور جب ایک ہی نوع کا ذکر ہر وقت رہے تو بسا اوقات توحش کا سبب بن جاتا ہے بالخصوص اجنبی
کے لئے کہ اجانب عموماً دنیاوی اغراض لیکر آتے ہیں اور یہی تذکرے ان کے تعلقات اور موانست کا سبب بنتے ہیں۔

(۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ شاعران عرب کلام میں بہترین کلمہ لبید کا یہ
لم یکر السین وخصیف الیم ۱۲ ای یطلب بعضهم بعضا ان فشد الشعر لعمود الانشاء ہوان یقرأ شعر غیر ذی بعض الشیء یا شد دن من باب الغاملة
قالہ القاری وقال المناوی التناشد والتناشد قرأۃ البعض علی بعض شعر ۱۲ ای علی مادۃ الشعر لئلا یقدم فی باب کلامہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حدیث ابن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان طویل السکت لا یتکلم فی غیر ما جازہ لوالی المعنی ساکت عنہم لایسمی من الشار الشر ۱۲ ای اسناد او قیادہ و جودہ

عن عمر بن الخطاب عن أبيه قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنشدت ما أنا قافية
من قول مية بن أبي اصيلت كلما أنشدته بيتا قال يا نبي الله صلى الله عليه وسلم هيب حتى أنشدته

مائة يعني بيتا فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان كاد ليسلم حلتنا اسنعليل بن موسى الفزاري
بالبحر ١٣ و
مخفف من الشيعة ١٢

وعلى بن حجر والمعنى ولحد قالا ابنا عبد الرحمن بن ابى النضار عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة

رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع الحشآن بن ثابت منذراً فی المسجد یقوم

عليه قائما يفتخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم او قال يفتخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ويقول رسول الله

مقولہ ہے الاکل شئی ما خلا اللہ باطل ف۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اسی باب نمبر ۲ پر گذر چکی ہے (۸) حضرت شمر بن

لے رہی تھیں ایک مرتبہ حضور کی ساتھ سواری پر آپ نے مجھے بیٹھا ہوا تھا اس وقت میں نے حضور کو امتیہ کے ستو سے سناٹا۔ ہر عمر حضور

سے گزر چکا ہے کہ اُس کے اشعار میں تو حمدِ اعظم، قیامت وغیرہ امورِ حقہ و فصلِ کم زیادہ ہوتے تھے ہی، وہ حضورِ اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کی تھی اور یہی وجہ اس کے قریب عن الاسلام ہونے کی تھی بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضور کا یہ ارشاد

اس شکر پر تھا ۵ لك الحمد والنعماء والفضل ربنا + فلا شئ اعلی منك حمداً ولا مجدلاً۔ اے ہمارے رب آپ ہی

کے لئے سب لعریں ہیں اور آپ ہی لئے مکمل تمام تمیں ہیں۔ اور آپ ہی لئے سب تھیلین ہیں۔ نہ آپ کو زیادہ کوئی لعریں
 کر سکتا ہے۔ آج سے زیادہ کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور! یہ صلہ اللہ علیہ وسلم

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھا جا کرتے تھے۔ تاکہ اُس پر کھڑے ہو کر حضور کی طرف سے مفاخرۃ کر سکیں یعنی حضور کی طرف

میں فخر یہ اشتہار پڑھیں یا حضور کی طرف سے مدافعت کریں معنی کفار کے الزامات کا جواب ہیں۔ یہ شک راوی ہے۔ اور حضور یہ بھی

فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔ **ف**۔ جہاد

بہر وقت اور ہر زمانہ میں مختلف انواع سے ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جہاد کھڑی تھا کہ تلوار سے باہم

عمر و بالواد علی العتوب و فی السنته بدون الواو دلا یصح اذ لیس فی الرواۃ احد اسمہ عمر بن الشریہ و هو عمر بن سعید القشیری قال اصام لما ہد رجلاً و تعقیبہ

هیه نالشدہ بیتا فعال ہیم تم انشدہ بیتا فعال ہیم حی انشدہ ماتہ بیت نالشدہ ماتہ قافیۃ الحدیث والظاہر ان ہدہ لیست جسنم بل وقع التخلیط فی المتن والشرح

والأولى مبدلة من المفعول به، أي للاستزادة من الحديث اليهودي، لا استزادة من غير معهود، اسم فعل بمعنى حدث، وهي يكون الهاء كلمة زجر بمعنى حسبك، فإني بعض الحاصل

سن ضبط ہم سب بالکون شکل تیار کیا گیا ہے ۱۲۵۵ لکھنا مندرجہ ذیل پر عمل کرنا اور انسانی سبب الاغیر قابل القاری و قابل ایضا ہو سکتا ہے

والاشاد في المسجد الخضرة ١٢ اي آله النسر وهو الارتفاع وكل شيء رافع فقد نبر ١٣ ان م ١٤ اي يذكر مفاز رسول الله صلى الله عليه وسلم ١٥ اي يخاتم
وبدا رافع من نهجت الدابة فمريت رحلها ١٢



صلى الله عليه وسلم ان الله يؤيد حشاك بروح القدس ما ينافح اويضا خرو عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم حدثنا اسعيل بن موسى وعلى بن حجر قال ثنا ابن ابي الزناد عن ابيه عن عروة
 عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله

باب ما جاء في كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم في

حل ثلثا الحسن بن صباح البزاز ثلثا أبو النضر ثلثا أبو عقيل الثقفي عبد الله ابن عقيل عن علي بن الحسن

عن مسروق عن عائشة قالت حدث رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة نساء حداثا فقالت امرأة منهن

ذکر کے جاتے تھے جیسا کہ آجکل مناظروں کا طرز ہے۔ ایک مرتبہ بنو تمیم کا وفد آیا انکی ساتھ ان کا شاعر اقرع بھی تھا انھوں نے آکر حضور کو مناجات
و دعوت اشعار اور مخزیمہ منہا میں بیان کرنے کی دی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میری بعثت نہ تو اشعار کے لئے ہو نہ فز کیلئے تاہم یہ
مناظرہ جی کر لیا۔ ان کا مقرر کھڑا ہوا تو حضور نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو حکم فرمایا کہ مقابلہ پر تقریر کریں اُس کے بعد ان کا شاعر کھڑا ہوا
جس کے جواب کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو حکم فرمایا دونوں مناظروں میں مسلمانوں کو غلبہ رہا اور سب سے اول
ان کا شاعر مسلمان ہوا۔ غرض اشعار کا مقابلہ اُس وقت کا عام دستور تھا اور یہ اشعار کثرت سے نقل کئے جاتے تھے۔ اور یہ اشعار
اُن پر مؤثر بھی ہوتے تھے چنانچہ اسی باب کی پانچویں حدیث میں یہ مفعول گذر چکا ہے سلم شریف میں بروایت حضرت عائشہؓ حضور کا ارشاد
وارد ہے کہ جو قریش کیلئے تیز بے سامنے کر زیادہ نفع ہے مشکوٰۃ شریف میں استیعاب نقل کیا ہے کہ حضرت کعب بن جریجؓ سے اشعار کی
بارہ میں استمراج کیا تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی۔ اسی قصہ کی ایک روایت
میں ہے کہ اللہ یہ اشعار ان پر ایسے جا کر لگتے ہیں جیسے تیز

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام رات کو قصہ گوئی میں

و۔ یعنی حضور نے جو قصہ کہانی نقل فرمائی ہے اُنکا نمونہ وحدشیں مصنف نے اس میں ذکر فرمائی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو ایک قصہ سنایا ایک عورت نے کہا یہ قصہ حیرت اور تعجب میں بالکل خرافہ کے قصوں جیسا ہے (عرب میں خرافہ کے قصے ضرب المثل تھے) حضور نے دریافت فرمایا کہ جانتی ہو گی یہ خرافہ کا اصل قصہ کیا تھا۔ خرافہ بنو نذرہ کا ایک شخص تھا جس کو جنات پکڑ کر لے گئے تھے ایک عرصہ تک اُنھوں نے اُس کو اپنے

له روح القدس اى جبرئيل وقد جازى في حديث مخرجنا وسمى به لانه ياتى الانبياء بنافية الموت الابدية واهافته الى القدس وهو الطهارة لانه خلق منها والمراد بتأنيده اداؤه بالغ جواب او انه يحفظه عن الاعداء ١٢ ١٣ شك من الراوى على طيق الشك السابق الا انه نشره على طريق اللات ١٢ ام ١٣ مثله ١٤ است مثل الحديث المتقدم والفرق بين الاسنادين ان فى الاول رداية عبد الرحمن عن هشام عن عروة وبنار داية عبد الرحمن عن ابيه عن عروة بدل هشام عروة والسندان متصلان وذكرهما للتحوية قاله الراوى ١٢ ١٣ فتح السنين المهمة وسكون النسيم حديث الليل من المسامرة وهى الحادثة فى النهاية الرداية بنسخ ايم ورواه بعضهم بكون الميم وصل السمة فهو لكون القمر سى به لانهم كانوا يتحدثون فيه قاله التارخى وقان البيجورى هو بنسخ الميم اى حديث الليل وجوز بعضهم نسكته فى انه معدر معنى المسامرة وهى الحادثة ١٤ وقال السارخى السمر بنع الميم بنع الليل من حديثه وظل التمسك فى المقاول من تصدود الباب انه على التمسك

دسّم جزو سمر دسّم و فصله ۱۲۱ البزّار۔ قبشہ بیان از ای آخر و در مہملہ قال المناوی ابیہ از کلمہ بمحمتین المائتہ۔ ہذا و تلف بن ہشام دایوبکر بن عمر

صاحب السندھ ۱۲۷۵ھ میں بیع النون و سکون انشاء العبد سید المہربان ابی امیر الدیوب محمد بن قاسم شمسین قاداٹناری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

كان الحديث حديث خرافة فقال اندرون ما خرافة ان خرافة كان رجلاً من عذرة امرة

الجن في الجاهلية فمكث فيهم دهر اشمر دوة الى الانس فوجان يحدث الناس

بما راى فيهم من الاعاجيب فقال الناس حديث خرافة **حكاية ام زرعة** ثنا

علي بن حجر قال انا عيسى بن يونس عن هشام بن عروة عن اخيه عبد الله بن عروة عن عروة

باس رکھا پھر لوگوں میں چھوڑ گئے۔ وہاں کے زمانہ قیام کے عجائبات وہ لوگوں سے نقل کرتا تھا تو وہ تحیر ہوتے تھے اُسکی بد

سے لوگ ہر حیرت انگیز قصہ کو حدیث خرافہ کہنے لگے **ف**۔ ممکن ہے کہ اس شخص کا نام کچھ اور ہو اُسکے قصوں کو لوگ جھوٹ اور

من گھڑت سمجھتے تھے اس لئے وہ شخص خرافہ سے مشہور ہو گیا۔ زمانہ جاہلیت میں جنات کا نہایت غلبہ اور زور تھا وہ نہایت کثرت سے

لوگوں کو ستاتے تھے لے جاتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے عورتوں سے صحبت کرتے تھے جن کے واقعات مشہور ہیں۔ اسلام

کے بعد ان کا زور گھٹ گیا حتیٰ کہ بعض لوگ تو اس کے قائل ہو گئے کہ جنات کا وجود پہلے تھا اب ہی نہیں لیکن یہ صحیح نہیں البتہ صحیح

ہے کہ ان کا وہ زور نہیں رہا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشریف آوری کے وقت کے واقعات اور جنات

کی حیرانی پریشانی اور گریہ و لہجہ کے واقعات اس کے شاہد ہیں بخاری شریف میں حضرت عمرؓ نے ایک کاہن کی محبوبہ حبیبہ کے

حسرت بھرے اشعار اور جنات کی ذلت و کبریت کا حال ذکر کیا ہے سیوطی نے خصائص کبریٰ میں بہت سے واقعات

اس کے ذکر کئے ہیں (۲) حدیث ام زرعة۔ یہ باب مذکور کی دوسری حدیث ہے لیکن چونکہ اس کا قصہ طویل ہے اور نیز

مشہور ہے چنانچہ اس پر مستقل تصانیف بھی کی گئی ہیں اسلئے امام ترمذی نے بھی اسکو ذرا متنازع کر دیا۔ اس حدیث کا نام

بھی مختلف ہیں مگر مشہور نام یہ ہے چونکہ قصہ طویل ہے اس لئے ہر ہر عورت کا قصہ علیحدہ علیحدہ مع اُسکے فائدے کے

بیان کیا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ کر کے بیٹھیں کہ اپنا اپنے

خاوند کا پورا پورا حال سچا بیان کر دیں کچھ چھپائیں نہیں۔ **ف**۔ ان گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں

اگرچہ بعض روایات میں بعض کا نام آتا ہے عورتیں یعنی یا مجازی تھیں انکے ناموں میں بہت اختلاف ہے اس لئے نام حذف

۱۔ بعض اہل العلم و تحقیق الزار المسئلة و لا تظن انی الکافی الصحاح لا تعرفه الا ان تریه الخرافات الموضوعه من حدیث لعل قال ابن جریر و تبعه المناوی

لم ترد امرأة ما ردم من هذا اللفظ و هو الکناية عن ذلك الحديث بان کذب ستم لانها عالمة بان لا یجوز علی لسانه صلی اللہ علیہ وسلم الا الحق و انما ارادت ان تصدیق

بستم فحسب ذلك لان حدیث خرافة یشتعل علی وصفین الکذب والاستسلام فالتشبیہ فی احدی لانی لیکھا و قال القاری لا ظہر من یقال ان حدیث خرافة

یطلق علی کل ما یکنزونه من الاحادیث و علی کل ما یستعمل و یتعجب منه علی ما فی النہایة فاستعمل ہینا علی المعنی الثانی فلا اشکال ام ۱۲ ۱۔ اندرون مذکور

التعمیر باعتبار کمال عقول و عقل ان یکن ہناک بعض المحارم من الرجال و فی بعض النسخ اندرون ولما کانت العرب یکنزون ما حدیث کلبا حتی ضرب

الثل باحدیث فی الکذب غیر انہی صلی اللہ علیہ وسلم علی حقیقۃ امر ۱۲ ۲۔ عذرة لبعثت من مہملہ و سکون ذال معجمة قبلیہ مشہورہ من الیمین و ہی قبل

بعثت صلی اللہ علیہ وسلم قالہ القاری ۱۲ ۳۔ ہذا فی مفتوح و ما ساکتہ و من مہملہ واحدة من النساء المذكورات فی الحدیث اضعیف الیہا الحدیث لان معظم الکلام

فیہ تعلق بہا و لہذا الحدیث القاب اشہر ہذا و افردہ اللہ بالتالیف منہم القاضی عیاض و الاراضی فی مؤلف جامع و ساقد بتمامہ فی تاریخ قرین و آخر ہم

مولا فیض الحسن الاویس السہارنوری بشرحہ فی مؤلف سماہ التحفة العبدیۃ قال الحافظ ابن جریر دی ہذا الحدیث من مہملہ بعضہا موقوف و بعضہا مفتوح

و یتوہر عنہ ثانی اخرہ کثرت لک کابی زرع ام زرع متفق علی رندہ و ذلك یقتضی انہ علیہ السلام سمع القصصہ و اقرہا فیکون کلمہ مرفوعاً من ہذا حدیث

قال المناوی ۱۲ +

عن عائشة قالت جلست إحدى عشرة امرأة فتعاهدن وتفاقدن الا يمكن من
 اخبار امر واجهن شيئاً فقالت الاولى (۱) زوجي لحم جمل غث علی راس جبل
 وعري سهل فيرتقي ولا سمين فينتقي قالت الثانية (۲) زوجي لا ابيت خبره اني اخاف
 ان لا اذره ان اذكره اذ ذكره وجره قالت الثالثة (۳) زوجي لعشيق

کر دیئے گئے ان کے خاوند دوسری جھول پر اپنی اپنی ضروریات میں گئے ہوئے تھے یہ خالی تھیں دل بہلانے کو باتیں شروع
 ہو گئیں اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ ہر عورت اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کرے۔ (ت ۱) ایک عورت ان میں بولی
 کہ میرا خاوند ناکارہ دبے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے دگو یا بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں ہے
 اور گوشت بھی اونٹ کا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں ہوتا اور گوشت بھی سخت و شوار گزار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ پہاڑ کا
 راستہ سہل ہے جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا ہے کہ اسکی وجہ سے تھو دقت اٹھا کر اس کے اتار نیکی
 کوشش کی ہی جائے اور اسکو اختیار کیا ہی جائے۔ مطلب یہ کہ وہ ایک بیکار رہتی ہے جس کی کسی کو جانی یا مالی نفع
 نہیں ہے اور پھر اس کے باوجود تکبر اور بد خلقی بھی اس درجہ کا ہے کہ اس تک رسائی بھی مشکل ہے۔ نہ ملے بن پڑے نہ چھوڑے بن پڑے
 کسی مصرف کی دوا نہیں ہے بیکار محض ہے اور بد خلقی اور سخت مزاجی کی وجہ سے اس تک رسائی بھی مشکل ہے۔ (ت ۲) دوسری
 بولی کہ میں اپنے خاوند کی بات کہوں تو کیا کہوں اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتی مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اس کے عیوب شروع
 کروں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو ظاہری اورد باطنی عیوب سب ہی کہوں۔ مقصود یہ ہے کہ میں اس کے عیوب کو گنوں گا
 تو کہاں تک گنوں سر اے عیب ہے کسی میں دو چار عیب ہوں تو انکو گنوا بھی لے اور جس میں عیوب ہی عیوب ہوں کہاں تک
 گنوں اسے کس کس کو جتائے اتنی لابی داستان ہے کہ سننے والے اکتا جائیں۔ بعض شراح نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس
 معاہدہ کے خلاف اپنی خاوند کی بات کہنے سے انکار کر دیا مگر صحیح یہ ہے کہ اس نے مختصر الفاظ میں سب ہی کچھ کہہ دیا کہ وہ مجسمہ عیوب ہے
 اس کے عیوب شمار سے باہر ہیں۔ (ت ۳) تیسری بولی کہ میرا خاوند لہ لہھیک ہے یعنی بہت زیادہ لالچہ قد کا آدمی ہے
 اگر میں کبھی کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً اطلاق اگر چپ رہوں تو اُدھر میں تنگی رہوں۔ اس کے زیادہ لالچہ ہونے کو
 یا تو اس نے ذکر کیا کہ مشہور قول کے موافق یہ بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے اور اگلا کلام اس کی بے وقوفی کا بیان ہے یا اس نے
 ذکر کیا کہ بد صورت بھی ہر منار کی طرح لالچہ جو بلا مناسب مٹاپے کے بد نما ہوتا ہے اور بد خلق بھی ہے کہ اگر کوئی بات بھی زبان ہو نکالیں

۱۲۱ نمائش نبوی اردو گیس

۱۱۱ کن جزیات او مینیات قولان ومن قال کن من غم فليس بقول ثالث فان غم من الغم لا حیاة فیہ ثم لم یجمل اعدان الغم ولا یستعمل
 المبالغة فی کلمة نفعه والرغبة عنه ونفاره علی منہ ۱۲۱ غم من غم وشد ید الرمدی بالمر صفة جمل بالرفع صفة جمل بمعنی صفتی
 ای یختار لکمال فی الشیء فینتقل ۱۲۱ لا ابيت۔ اشکل علیہ انہ نقض العهد ورد بانہ لم یکن مسلمات فایفاء العهد لم یکن واجبار علیہن دینا کہ لیس بیٹی بل ہذا
 ہوبیان حال اشارت الیہ باق وجہ دال علی انی لا استطیع ان ابيت خبرہ فہو بیان سوء خلقہ ۱۲۱ اذره۔ الضمیر المنصوب للخبیر خبرہ طویل ان
 نقلتہ لم اتمہ وقیل للزوج وقیل ہو جمید وان کسورة والجملة مستأنفة والجملة مستأنفة وی غفلة فی عروق العنق حتی ترہا فانتہ من الجسد والجملة مستأنفة
 تم استعملت فی العیوب الظاہرة والباطنة ارادت ما ثقی من الادیة وسوء العشرة قال القاری واما قیل ان المراد امرہ کلمہ لا بمعنی عیوب فیمثل المدرج فیہا
 ظاہر السباق قال المنادی ۱۲۱ العشق بملہ لجمعة مفتوحین فہو مشدود مفتوح فان الاول المشکوک وقیل معناه سیر الخلق فان ارادت سوء الخلق فاجده

ان بانطق اطلق فان اسكت اعلق **الرابعة** (۴) زوجی کلیل تھامہ لاحتر
ولا قتر ولا خفافۃ **الخامسة** (۵) زوجی ان دخل فہدو
ان خرج اسید ولا یسال عما عہد **السادسة** (۶) زوجی ان اکل لفت وان شرب

کوئی اپنی ضرورت ظاہر کروں فوراً اطلاق دیدے اور چپ رہوں کوئی ضرورت اپنی اس پر ظاہر نہ کروں تو خود کسی بات کی برواہی
نہیں کہیں یوں ہی ادھر میں لگی رہتی ہوں نہ شوہر والیوں میں شمار کہ شوہروں جیسی کوئی بات ہی نہیں اور نہ بے شوہر والیوں میں
کہ کوئی دوسری جگہ تلاش کروں بعض روایات میں اس عودت کے بیان میں ایک جملہ اور بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں ہر وقت ایسی
رہتی ہوں جیسے کوئی تیز تلواری کی دھار کے نیچے ہو کہ ہر وقت فکر و سوار نہ معلوم کب کام تمام ہو جائے۔ (۴) ہم چوکتی نے کہا کہ میرا
خاوند تھامہ کی رست کی طرح معتدل مزاج ہے نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا نہ اس کی قسم کا خوف نہ ملال۔ (۵) یعنی معتدل مزاج ہے
نہ زیادہ چالوسی کرتا ہے نہ بیزار رہتا ہے۔ نہ اس کے پاس رہنے کی خوف ہوتا ہے نہ طبیعت اگلتی ہے۔ اس عودت کا نام ہم
بنت ابی ہر وہ بتلایا جاتا ہے تھامہ کہ مکرمہ اور اس کے گرد و نواح کو کہتے ہیں وہاں کی رات ہمیشہ معتدل رہتی ہے خواہ دن میں
کتنی ہی گرمی ہو۔ (۵) پانچویں نے کہا کہ میرا خاوند جب گھر میں آتا تو جیتا بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا
ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیقات نہیں کرتا۔ (۶) اس عورت کا نام کبشتہ بتلایا جاتا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے
کہ اس نے اپنے خاوند کی مذمت کی یا تعریف کی۔ اس کے کلام سے دونوں گل سکتی ہیں لیکن ظاہر تعریف ہی معلوم ہوتی ہے بالجملہ
اگر اس کو مذمت قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں آکر چھتری کی طرح سرور بن جاتا ہے نہ بات کا کہنا نہ کام کی عرض باہر جاتا ہے
تو اچھا خاصہ شیر لیا نہ برتاؤ کرتا ہے گھر میں کچھ مصیبت آجائے اس کی کچھ مطلب نہیں نہ پوچھنا نہ خبر لینا۔ اور اگر تعریف ہے تو مطلب یہ ہے کہ
گھر میں کر نہایت بے خبر ہو جاتا ہے کسی بات میں کربیل نہیں نکالتا، خفا نہیں ہوتا۔ ایسا بے خبر رہتا ہے جیسے سونے والا ہوتا ہے ہم جو
چاہے کھادیں پکادیں وہ کسی چیز میں دخل نہیں دیتا نہ ہم پر ہر بات کی تحقیق کرتا ہے نہ فلاں کام کیوں کیا، فلاں بات کیوں ہوئی، باہر
جاتا ہے تو شیر کی طرح سوڈاٹ ڈیٹ خوب دھڑکتا ہے۔ گھر میں جو کھانے پینے وغیرہ کی اشیاں ہوں ان کا مطالبہ اور تحقیقات نہیں کرتا کہ
کہاں خرچ کی اور کیوں خرچ کی جو چیز گھر میں آگئی گھر والے جس طرح چاہے اس کو خرچ کریں۔ (۶) چھٹی بولی کہ میرا خاوند اگر کھاتا ہے
تو سب نٹا دیتا ہے اور جب بیٹا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے جب لیتا ہے تو کیلا ہی کپڑے میں لپیٹا جاتا ہے میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا
جس کی میری پر اگندگی معلوم ہو سکے (۷) اس کے کلام میں بھی تعریف اور مذمت دونوں ہی جاتی ہیں لیکن جیسا کہ پانچویں کے کلام میں
تعریف زیادہ ظاہر ہے اس کے کلام میں مذمت زیادہ ظاہر ہے جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ اگر مروج جیسا کہ بعض شراح

از النسخ فلان ام من النہد علی الصدق فلا یفہد فی ولوہ بل یخرج وکتا فکرم عطا عفا عت
عبدی عمر آہ سابقا اجمالی عمدتہ من فضائلہ ولفظہ صحاح فقیر اخبار علی سجادہ خضرہ وحوہ طیبہ وصال بعضہم کمال انما المکرم والاعمال ۱۲

انطلق۔ ای انکلم بعبودہ ہو للخلق بہ قالہ اختاری قلت انوا انکلم بحضرة مطلقاً ۱۲ قال المناوی ای بصیری سلفہ امرة لا بل لبا یرمی حالہا ولا یأتمن ان
متزوج قال قتالی فتدروا کما لعلہ قال القاری فتدانی روایۃ علی حد السنان الذلق بفتح المعجمة وشد ید اللام ای الحمد والمعنٰی انہما علی مذکر کثیر وہل کثیر ۱۳ تہا
کسر التاء روی کثر واما ہما من الاغوار ذیل کل ما نزل عن نجد من بلاد الحجاز واما المحدثۃ المنورۃ فلا تہامیہ ولا نجدیہ ۱۴ قالہ لا خافۃ الظاہر ان قالہ فی الخس فہو مطلق
والجزم مذون والجن الاثر فی محل النصب علی الیہ من یل تہامیہ واللیل توصف بالمخافۃ کما قول المنذلی حملت بہ لی لیلۃ مزودة بحسب انہما من الغارات توصف باللیل
مطلق الاستدلال وشدۃ الحرا والبرود کما ان کیون محل فی محل الیہ من الجزیرۃ من الریح فیراد باثر الطیش والقرۃ التبلد ۱۵ فہد کسر الباء علی انہ نزل ما فیہ یکن
اداکم خبر مستند اعمد من ای فہد کذا اولہ اسد واکمۃ تحمل الذم ای کا فہد فی ولوہ لیس فی قمرہ وکان فیہ من اورالہ فان الفہد موصوف بکثرة النوم حی یقال ۱۶

اشتفت وان اضطجع التفت ولا یوج الکف لیعلم البت قالت السابعة زوجی عیالہ ادغیا

طباقہ کلہ لہ لہ داء شجک او فلک اوجہ کلک قالت الثامنة زوجی المس مس ارب والرحم

ریوزرب قالت التاسعة زوجی رفیع العماد عظیم الرما طویل الجناد قرب البیت من الناد

نے کہا تو مطلب یہ کہ جب کھانا تو سب کچھ کھاتا ہے یہ وہ بات ہے کہیں پہل میں مختلف انواع کے کھانے ہیں۔ اور جب پیڑ کا
نیر آتا ہے تو کبھی دودھ ہے کبھی شراب، شربت ہے، غرض سب کچھ پیتا ہے ہر قسم کی چیزیں اس کے دسترخوان پر ہوتی ہیں خیر کئی گنا
ہو کہ جس بخیل نہیں ہے کہ دال ہے تو گوشت نہیں دے پانی ہے تو دودھ نہیں جھگڑوں سے علیحدہ رہتا ہے دوسروں کی پھٹن میں ملتا
نہیں ڈالتا یعنی عیوب کی تفتیش نہیں کرتا کو تاہوں کو تلاش کرتا نہیں پھرتا اور اگر مذمت ہے جیسا کہ اکثر کی رائے ہے تو مطلب یہ ہے
کہ جب کھانیکا خبر آئے تو جو کچھ سامنے ہے سب منشاوے گھر والوں کو بچے نہ بچے بھینس کی طرح ساری کو نڈ ختم کر دے پینے کا نیر لے
تو سارا کنواں چڑھا جائے غیر دل اور جبین کی طرح الگ اپنی چادر میں لپیٹ کر سو جائے مجھ سے پیٹنا تو درکنار کبھی بدن کو ہاتھ بھی نہیں
لگاتا کہ میرے دکھ درد کی کوئی خبر لے یا میرے بدن کی گرمی سردی کا کچھ پتہ لے۔ ت (۷) ساتویں کہنے لگی کہ میرا خاوند
صحبت سے عاجز نامزد اور اتنا بے وقوف کہ بات بھی نہیں کر سکتا دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہوگی وہ اس میں موجود ہے اخلاق
ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کرے یا دونوں ہی کر گزرے۔ ت (۸) آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھوٹے میں
خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں زعفران کی طرح ہلکتا ہوا ہے۔ ف۔ اس عورت کا نام ناشرو بنت اس بتلایا جاتا ہے اس کی
تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ نرم مزاج ہے سخت اور بد خو نہیں اس میں لذت جسمانی و روحانی دونوں موجود ہیں کہ نازک بدن ہے پسنے کو دل
چاہے یا نرم مزاج ہے کہ غصہ کا نام ہی نہیں اسکا ساتھ خوشبو میں ہلکتا رہتا ہے بعض روایات میں اسکی بیان میں ایک جملہ اور بھی ہے جسکا ترجمہ
ہے کہ میں اس پر غالب رہتی ہوں اور وہ لوگوں پر غالب رہتا ہے یعنی میرا غالب رہنا اس کے عاجز تاکارہ ہونکی وجہ سے نہیں ہے
اسلئے کہ وہ سب پر غالب رہتا ہے بلکہ میری محبت یا اس کی شرافت کی وجہ سے میں غالب رہتی ہوں۔ ت (۹) نویں نے کہا
کہ میرا خاوند رفیع الشان بڑا ہمان نواز اونچے مکان والا بڑی راکھ والا ہے دراز قد والا ہے اسکا مکان مجلس اور دار المشورہ کے
قریب ہے۔ ف۔ اس عورت نے اپنے اس کلام میں بہت سی تعریفیں کی ہیں۔ اول تو یہ کہ اسکا گھر اونچا ہے اس کی اگر حقیقت میں

۱۱ اشتفت ای شرب اشفاۃ نعم الشین ہی بقیۃ المار فی قمرہ ای لیتقی المار ولا یدعی فی الامار شیناۃ آراۃ المدرج بانہ یا کل کل صنوت الطعام ویشرب مع
المہ کل الشرب ولا یدعی الخشی لہ بعد ۱۲ اسلئے قال فی التاموس البت الحال لہ اسلئے الحزن اذہا المعنی بانہ لا یدخل یدہ فی شیب المرأة لیعلم حرارتہا حالہا
۱۳ عیالہ یبلغ العین المسکۃ العین العاجز من الضراب وعلیما یبلغ العین المعجزہ وغی ہذا الضلالۃ الخبیۃ شک من الرلوی ویکمل التخییر وطباقا ینفع اولہ ممدودا اعز
تخلق علی الامور او مضمین علی الکلام او یطیق بصدرہ علی المرأة وہو مکرمہ عنہ المسار دلہ اقات امرأۃ امری العین تدرہ تقیل الصدر خفیف العجز سرع
الاراقۃ بطنی الافاقۃ وذلک لان الرجل الاطابین بہا لا یصیب الی ما ترید المرأة اسبابہ ۱۴ کل ولہ فی الناس لہ وادای مجمع الادوار انہ موجودۃ ۱۵
۱۵ شک تشدید الیم المقومۃ وکسر لکاف ہای جرجک فی الراس والخطاب لنفسہا او المراد خطاب العام فلک ای ضربک وکسر وکف کسر مکرر باقی الاحصاء
دون ہا اس یجمع کلام من الشج والغل ۱۶ المس ہای مسہ فالام عوض عن ضمیر المضاف الیہ والارنب معروفۃ بن المس وضموتہ الجلد والوبر والارنب
ینفع الراۃ او الذال لغتان فالملہ فالنون نیت طیب الرائحة وقیل ان زعفران وقیل نوع من الطیب زاد فی بعض الروایات کالحکام الی افقا واما غلک ہا اس
غلب ۱۷ ای شریف الذکر ظاہر النصبت اذا العما دنی الاصل عمد تقوم علیہا البیوت کنت بذلک عن علو حشہ بشرن نسہ او علی الحقیقۃ فان بیوت الشرف
اعلی من بیوت الامداد ۱۸ البناد کسر النون حامل السیف وطولہ یدل علی امتداد القامہ فان طولہا طرم لطول بنجاد وہیکل ان یکون کناۃ عن مسہ حکمہ

۱۱ اشتفت ای شرب اشفاۃ نعم الشین ہی بقیۃ المار فی قمرہ ای لیتقی المار ولا یدعی فی الامار شیناۃ آراۃ المدرج بانہ یا کل کل صنوت الطعام ویشرب مع
المہ کل الشرب ولا یدعی الخشی لہ بعد ۱۲ اسلئے قال فی التاموس البت الحال لہ اسلئے الحزن اذہا المعنی بانہ لا یدخل یدہ فی شیب المرأة لیعلم حرارتہا حالہا
۱۳ عیالہ یبلغ العین المسکۃ العین العاجز من الضراب وعلیما یبلغ العین المعجزہ وغی ہذا الضلالۃ الخبیۃ شک من الرلوی ویکمل التخییر وطباقا ینفع اولہ ممدودا اعز
تخلق علی الامور او مضمین علی الکلام او یطیق بصدرہ علی المرأة وہو مکرمہ عنہ المسار دلہ اقات امرأۃ امری العین تدرہ تقیل الصدر خفیف العجز سرع
الاراقۃ بطنی الافاقۃ وذلک لان الرجل الاطابین بہا لا یصیب الی ما ترید المرأة اسبابہ ۱۴ کل ولہ فی الناس لہ وادای مجمع الادوار انہ موجودۃ ۱۵
۱۵ شک تشدید الیم المقومۃ وکسر لکاف ہای جرجک فی الراس والخطاب لنفسہا او المراد خطاب العام فلک ای ضربک وکسر وکف کسر مکرر باقی الاحصاء
دون ہا اس یجمع کلام من الشج والغل ۱۶ المس ہای مسہ فالام عوض عن ضمیر المضاف الیہ والارنب معروفۃ بن المس وضموتہ الجلد والوبر والارنب
ینفع الراۃ او الذال لغتان فالملہ فالنون نیت طیب الرائحة وقیل ان زعفران وقیل نوع من الطیب زاد فی بعض الروایات کالحکام الی افقا واما غلک ہا اس
غلب ۱۷ ای شریف الذکر ظاہر النصبت اذا العما دنی الاصل عمد تقوم علیہا البیوت کنت بذلک عن علو حشہ بشرن نسہ او علی الحقیقۃ فان بیوت الشرف
اعلی من بیوت الامداد ۱۸ البناد کسر النون حامل السیف وطولہ یدل علی امتداد القامہ فان طولہا طرم لطول بنجاد وہیکل ان یکون کناۃ عن مسہ حکمہ

فَعَنْدَةُ اقُولُ فَلَا اِقْبَرُ وَاقْرَدُ فَاصْبِرْ وَاشْرَبْ فَاتَّقِ اُمُّ ابْنِ نَزْرٍ فَمَامُ ابْنِ نَزْرٍ عَكَوْهَارُ اِحْرُ وَبَيْتُهَا فُسَا حُ ابْنِ نَزْرٍ ع
فَامِنْ ابْنِ نَزْرٍ مَضْبَعُ كَسَلٍ شَطْبَةٌ وَتَشْبَعُ ذِرَاعُ الْحَقْرِ بَيْتُ ابْنِ نَزْرٍ فَمَا بَيْتُ ابْنِ نَزْرٍ طَوْعُ ابْنِ نَزْرٍ طَوْعُ ابْنِ نَزْرٍ
وَعِظْ جَارُهَا جَارُ ابْنِ نَزْرٍ فَلَا اَرَى ابْنِ نَزْرٍ لَا تَبْتَ حُدَّ بَيْتُهَا وَلَا تَنْقُشَ بَيْتُهَا تَنْقِشُ وَلَا تَغْلِبُ بَيْتُهَا تَغْلِبُهَا قَالَتْ خُورُجُ
بَرْزَنْدَه ۱۲ قَدَاسَه ۱۳

کہا میرا خاوند ابو زرع تھا۔ ابو زرع کی کیا تعریف کروں زیور دس میرے کان جھکا دیے اور کھٹکا کھٹکا کر (چربی دس میرے بازو پر کر دیے مجھے ایسا خوش و خرم رکھا کہ میں خود پسندی اور عجب میں اپڑا آپکو بھلی لگنے لگی مجھے اُس نے ایک ایسی غریب نظر آنے میں پایا تھا جو بڑی تنگی کیساتھ چند بکریوں پر گزرتے تھے اور وہاں ایسے خوش حال خاندان میں لے آیا تھا جسے یہاں گھوڑی اونٹ کھیتی کے پیل اور کسان دہر شتم کی ثروت موجود تھی) (اس سب کے باوجود اُسکی خوش خلقی کہ میری کسی بات پر بھی بڑبڑا نہ کرتا تھا۔ میں دن چڑھتے تک سوتی رہتی تو کوئی جگا نہیں سکتا تھا کھانے پینے میں ایسی ہی سست کہ میں سیر ہو کر چھوڑ دیتی تھی اور ختم نہ ہوتا تھا) ابو زرع کی ماں (میری خوشدامن) بھلا اُسکی کیا تعریف کروں اُسکے بڑے بڑے برتن ہیشہ بھر پور رہتی تھی اُسکا مکان نہایت وسیع تھا یعنی مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں تھی اسلئے کہ مکان کی وسعت و ہمانوں کی کثرت مراد لی جاتی ہے) ابو زرع کا بیٹا بھلا اُسکا کیا کہنا وہ بھی نور علی نور ایسا پتلا دُبلّا چھریرے بدن کا کہ اُس کے سونیکا حصّہ (یعنی پہلی وغیرہ) سستی ہوئی ٹہنی یا سستی ہوئی تلوار کی طرح سے باریک بکری کے بچہ کا ایک سست اُس کے پیٹ بھرنے کیلئے کافی۔ یعنی بہادر کہ سونیکے ڈبے جوڑے انتظامات کی ضرورت نہ تھی سپاہیانہ زندگی ذرا سی جگہ میں تھوڑا بہت لیٹ لیا اسی طرح کھانے میں بھی مختصر مگر بہادری کے مناسب گوشت کو دو چار ٹکڑے اُسکی غذا تھی ابو زرع کی بیٹی بھلا اُسکی کیا بات۔ ماں کی تابعدار باب کی فرماں بردار موٹی تازی سوکن کی چلن تھی (یعنی سوکن کو اُس کے کمالات سے چلن پیدا ہو عجب میں مرد کے لئے چھریا ہونا اور عورت کیلئے موٹی تازی ہونا ممدوح شمار کیا جاتا ہے) ابو زرع کی باندی کا بھی کمال کیا بتاؤ ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہ کہتی تھی کھانڈ تک کی چیز بھی بے اجازت خرچ نہیں کرتی تھی۔ گھر میں کوڑا کبار ہنہیر ہونے دیتی تھی مکان کو صاف ستھافت رکھتی تھی ہماری یہ حالت تھی لطف دس دن گزر رہے تھے کہ ایک دن صبح کے وقت جبکہ دوڑ کے برتن بلوے جا رہے تھے ابو زرع گھر سے نکلا راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جسکی کمر کے نیچے جیتو جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے (جیتو کیساتھ تشبیہ کھیل کو دیں) اور اناروں کی یا تو حقیقتہً انار مراد ہیں کہ اُنکو رزکا کر کھیل رہے تھے یا دو اناروں سے

٥ علوها بفتح العين وفتح جيم بكسر هاء الجعد اذا كان فيه متلع اوداج بفتح اوله وروى بالكسرى عظام كبيرها بقا مفتوحة دروى بالضم اى واسع كناية عن الشدة وكثرة الخدم والحشم او كناية عن كثرة الاماني لمصفت بها لانها طلائ باخلقت عليه النساء من اللوم والبخل **١٢** **كسل** بفتح السين والهمزة وسين و تشديد الهمزة معدي بنى السلول ويحتمل مكان بنى السلول وشطبة بفتح الشين المعجمة وسكون الطاء المهملة جريدة النخل المجفرا قيل بنى السيف والعنى ان محل اشطبه وهو انجب شطبة مسئولة من الجرير في الدقة فهو خفيف اللحم دقيق المحصر والمجفرة بفتح الجيم وسكون الفار ولد الشاة اى هو قليل الاكل **١٣** **سه** اى سليطة اى غالية الثمن ولذلك بالغت فيها وجعلتها نفس لطوع واعادت اشارته الى ذلك لطوع كل منهما مستقل **١٤** **دما** كسابها كناية عن ضغمتها ومنهيا وكثرة شمها ولحمها وسوطها في التسار او هو كناية عن الباطنة في جنباتها بحيث لا يسحبها غير ثوبها **١٥** **عينا** جاريتها اى مغنية ضرثها وسميت جارة للمجارة بين المهرتين غالباً فخطبت ضرثها لحسنها بصورة وميرة **١٦** **سه** لا تبث لعين الموعدة وتشديد المثناة دروى بالنون بدل الروضة ومعناها واحد اى لا تكسر **١٧** **كه** فلا تقف لعينك اى وكسر القاف او فتح التاء ونم الحان فالنون فى ليها ساكنة او نعم التاء رفع الوزن كسر القاف والمشادة معنا وعلى كل لاختلاف فيه عدة روايات والميرة بكسر الميم الطعام **١٨** **سه** تشيشا بعين مهملة من مثل الطائر اى لا تترك بيتنا مملوءة من القمام الكناسية حتى يصير كأنه عش الطائر دروى بالعين المعجمة من الغش عند النحل اى لا تلوه.

المناسرة والاستعارة الجلية على لغة فرجهما - في فائتج بقاء وكون كما في الصيدين اى اقلع الشرب واطعمكم كثر الماء منده وفي رواية يا سيم بدل الصلح قال البخاري جرح قال المنادي واكم الخطابي رواية المنان ويطعن واهما +

ابوزر ۶ والاوطاب تمحض فلقي امرأة معها ولدان لها كالف دينار يلعبان من تحت خصرها برمانتين فطلق
فكهما ففكت بعد رجلا سرياً ركب شراً واخذ خطياً داراً على نعلها ثوباً واعطاني من كل راحة زوجاً
وقال كل ام زرع وميرثي اهلك فلو جمعت كل شئ اعطانيه ما بلغ اصغر انية ابى زرع قالت عاشت فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت لك كابي زرع لامر زرع ۶

باب ماجاء في صفة نوم رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس عورت کے دونوں بستان مرلو ہیں) پس وہ کچھ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق دیدی اور اُس سے نکاح کر لیا (طلاق اس لئے
دی کہ سوکن ہوئی کی وجہ سے اُس کو بچ نہ ہو اور اُس کی وجہ سے مجھے طلاق دیدینے سے اُس کے دل میں ابوعبید کی وقعت
ہو جائے) ایک روایت میں ہے اُس سے نکاح کر لیا نکاح کی وجہ سے طلاق دیدی پر امر کرتی رہی آخر مجھ پر طلاق دیدی اُس کے بعد میں ایک اور
سروار شریف آدمی سے نکاح کر لیا جو شہسوار ہوا وہ سپہ گری۔ اُس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور لونٹ گائے بکری
وغیرہ وغیرہ ہر چیز میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور یہ بھی کہا کہ ام زرع خود بھی کھا اور اپنے میکے میں جو چاہے بھیجے لیکن بات
یہ ہے کہ اگر میں سکی ساری عطاؤں کو جمع کروں تب بھی ابوعبید کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا کر مجھ پر یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوعبید نے
کیا اس لئے کہ اس کے بعد اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ مگر میں بھی طلاق نہیں دے سکتا۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ نے
اس پر فرمایا کہ صرت ابوعبید کی کیا حقیقت تیرے ماں باپ پر فرمان۔ آپ میرے لئے اُس سے بہت زیادہ بڑھ کر ہیں جیسا
جل شانہ ہر سلم زہدین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اس مضمون میں بھی نصیب فرمادیں کہ عفت کا باعث ہوتا ہے آمین
بعض علماء نے اس قصہ میں اشکال کیا ہے کہ جن عورتوں نے اپنی خاوند کی بُرائی بیان کی ہے وہ غیبت ہے جو حضور کی مجلس میں ہونی اور
اور اگر حضور نے اس قصہ کو ارشاد فرمایا تو اشکال اور بھی قوی ہو جاتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ غیبت کی حدود میں داخل نہیں ہے کسی غیر معروف
شخص کا حال بیان کرنا جسکو لوگ جانتے ہوں غیبت نہیں ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر

۱۱ والاوطاب جمع قلبه لوطب بفتحتين وقيل كفلس وهو اسقية اللبن ۱۲ ۱۱ تمحض بفتحتين وقيل كفلس وهو اسقية اللبن ۱۲ ۱۱
مصابی لباد لا یزیم من ذلک ان یكونا دہا فلذک انت بقولنا صہا ۱۲ ۱۱ کا لغت میں ای صہا بفتح الهمزة والواو اللب وسرعة الحركة والفتحة سہو
یضرب بالمش فی الاطوب ۱۲ ۱۱ تحت خصرها بفتح الخاء المعجمة وسكون الصاد والمهملۃ ای وسطها ۱۲ ۱۱ برمانتین ای ذات کف عظیم اذا سلت بصری تحتها
نحوہ یجری فیہا الرمان یلعب لدا برمی الرمان فی تلك العجوة او ذات ثلعین صغیرین کالرمانتین فیلعبان بہا ۱۲ ۱۱ ذی روایۃ فطعها ابوزرع فترجھا لم تزل
حتی حق ام زرعۃ کذا فی الفتح ۱۲ ۱۱ سریا۔ بسین مہملۃ ای من سرة الناس ۱۲ ۱۱ شریا بالمعجمۃ ای فرساً یشتتری بویع فی سیرہ بلہ خور ولا الکسار وقال ابن
المنکیت فرساً فاعاجیداً ۱۲ ۱۱ خطیا بفتح الخاء المعجمة وبکسر تشدید الطاء المہملۃ الکسورۃ بعد باحتمیۃ مشددة روح منسوب الی الحاق قرۃ بساحل البحر عند مدائن
والبحرین ۱۲ ۱۱ وارباع ای ابی بعد الزوال ۱۲ ۱۱ نعمتا بفتحتین ای اثنا من الابن البقر فی روایۃ نعمتا بکسر النون علی انہ جمع نعمۃ قال الحافظ والاول اشہر
۱۲ ۱۱ ثوباً بفتح الثاء وسر الاربعۃ شربہ التمانیۃ ای کثیرۃ من الشرۃ وهو کثرة المال ۱۲ ۱۱ راحۃ ای کل ما یریح فی المسار الی المراح من الابن البقر واثم
بالاشباہ ولما کان النوم بعد السمر غالباً ما سب ان یدکرہ بعدہ ۱۲ ۱۱

حد ثنا محمد بن المثنیٰ انبانا عبد الرحمن بن مہدی انبانا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عبد اللہ بن
 یزید عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اخذ مضجعه وضع کفه
 الیمنی تحت خدرہ الا یمین قال رب قتی عذابک یوم تبعث عبادک حد ثنا محمد بن المثنیٰ
 انبانا عبد الرحمن انبانا اسرائیل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ عن عبد اللہ مثله قال یجمع عبادک حد ثنا
 محمد بن عقیل حد ثنا عبد الوہاب عن انس بن مالک عن عبد الرحمن بن عوف عن ربیع بن جراح عن حدیث قال کان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشہ قال اللهم باسمک اموت احیی فاذا استقیظ قال الحمد للہ الذی احیاننا بعد الماتہ والیہ نستعین

ف۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سوتے تھے۔ سوتے وقت کیا پڑھتے تھے۔ اس باب میں چھ حدیثیں ذکر فرمائی
 ہیں۔ (۱) ہر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے
 رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے رب قتی عذابک یوم تبعث عبادک اسے اللہ مجھے قیامت کے دن اپنی عذاب سے بچائو۔

ف۔ حصن حصین میں ہے کہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے۔ دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا یہ عام معمول تھا جسکو متعدد حضرات نے سنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا موصوم ہونے کا وجود
 اس قسم کی دعاؤں کو پڑھنا یا اظہار عبدیت کیلئے ہوتا تھا کہ بندگی کا مقتضی مولیٰ سے مانگنا ہی ہے یا امت کی تعلیم کیلئے۔ اس حدیث سے
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دائیں کروٹ پر سونا معلوم ہوتا ہے اور یہی حضور کا دائمی معمول تھا اسی وجہ سے دائیں کروٹ پر سونا
 مستحب بھی ہے اور اس میں ایک خاص مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ آدمی کا دل چونکہ سینے کی بائیں طرف ہوتا ہے اسلئے دائیں کروٹ پر سونے سے
 وہ اوپر رہتا ہے اور گہری نیند نہیں آتی بلکہ آدمی چونکہ سوتا ہے اور اگر بائیں کروٹ پر سوتا ہے تو دل نیچے کی جانب
 ہوتا ہے اور اس صورت میں گہری نیند آتی ہے اس وجہ سے بعض اطباء نے بائیں جانب سونیکو اچھا بتایا ہے کہ گہری نیند آنی سے ہضم
 بہتر ہوتا ہے اور یہ سچ ہے لیکن اس میں ایک مضرت بھی ہے جس طرف ان کا ذہن نہیں گیا۔ وہ یہ کہ جب دل نیچے کی جانب ہوگا تو تمام
 بدن کا زور اس پر پڑے گا اور بدن کا مواد اس پر اثر کرے گا دل اعضائے رئیسہ میں ہم عضو ہے اس پر مواد کا تھوڑا سا اثر ہونا بھی
 بہت سی امراض کا سبب اسلئے بائیں کروٹ پر سونے میں اگر ایک طبی مصلحت ہے تو ایک طبی مضرت بھی ہے اور مضرت بچنا زیادہ
 اہم ہے اسلئے طبی حیثیت سے بھی دائیں کروٹ پر سونا بہتر ہے اس کے علاوہ دائیں کروٹ پر لیٹنا موت کے بعد قبر میں
 لیٹنے کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور موت کو یاد کرنے کا حکم بھی اور دینی دنیوی بہت سی فوائد موت کو یاد رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں آدمی
 کو چاہئے کہ اس لذت کے ختم کر دینے والی چیز کو کثرت سے یاد کیا کرے اور حق تو یہ ہے کہ آدمی ایسی چیز کو کیسے بھوجو بہ حال نیوالی ہے
 نہ معلوم کب آجائی۔ (۲) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹے اللہھ باسمک اموت واحیا۔

۱۔ یعنی الیمیم والیمیم دیکر محل الاضطجاع والراوا باخذ المضجع النوم فیہ فالعنی اذا اراد النوم واستقر فی المضجع لینام ۱۲۔ ربی۔ بکسر الراء وسكون الهمزة
 تا بی ابن حراش بکسر الحاء السبلۃ ۱۲۔ ای یا اللہ فالیمیم عوض من یا ولذا لم یجتمعا الاشد ذوالکما تل ابن الماکل دشد یا اللہ فی فیض ای شمر ۱۲
 ۱۳۔ ای استفرقوا من المعاش کا لا فراق مال المعاد قبل النشر ہوا المیوۃ بعد المات ۱۲ ق +

احمد ثنا قتیبہ بن سعید ثنا الفضل بن فضالہ عن عقیل بن رافع عن الزہری عن عروۃ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیر فنفث فیہما وقرء قل هو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم مسح بہما ما استطاع من جسمہ یبدأ بکمالہما ووجہہ وما اقبل من جسده یصنع ذلک ثلاث مرات حدثننا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن محمد ثنا سفین عن سلمۃ بن کھیل عن کریم

پڑھتے تھے یا اللہ تیرے ہی نام سے مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں گا (یعنی سو کر اٹھوں گا)۔ ف۔ نوم موت کے مشابہ ہوتی ہے اسلئے سو نیکو مرنے سے اور جاگنے کو زندگی سے تعبیر کر دیتے ہیں اور اسلئے بھی سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹنا چاہئے کہ سونا مرنیکا نمونہ ہے اور جب جاگئے تو یہ دعا پڑھتے تھے الحمد للہ الذی احیانا بعد اما تئنا والیہ الشورہ تمام تعریف اس الشرح وعلما کیلئے ہے جس نے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی پاک ذات کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے۔ دیا زندگی کی پریشانیوں میں وہی مرجی ہے (ف۔ جو نیکو زندگی کے مشابہ تھی اسلئے جاگئے کو دوبارہ زندہ ہونے سے تعبیر کیا علماء نے لکھا ہے کہ کو اٹھنے کے بعد یہ بھی سوچنے کی چیز ہے کہ اسی طرح مرنے کے بعد قیامت میں دوبارہ زندہ ہونا ہے درحقیقت حق تعالیٰ شاہد اس دنیا کو آخرت کی مثال بنایا ہے اور عبرت اور غور کیلئے ہر قسم کی چیزیں یہاں پیدا فرمائی۔ دنیا کی ساری زندگی ایک خواب ہے زیادہ نہیں ہے ایک آدمی نہایت خوش حال ہے متول ہے ہر قسم کی راحت و سامان اس کے پاس موجود ہیں کسی قسم کی اُسکو کوئی بھی تکلیف نہیں ہے وہ خواب میں اگر اپنے کو قید میں کوڑے کھاتا ہو دیکھے ہر قسم کی مصیبتوں میں گرفتار دیکھے وہ نہیں سمجھ رہا کہ یہ خواب ہے وہ اُس سے پریشان بھی ہو رہی ہے لیکن دفعۃً آنکھ کھل جاتی ہے وہ سب راحت و آرام طلبا تے ہیں۔ اس خواب کی تکلیف کا ذرا بھی احساس اُسکو نہیں رہتا۔ اسی طرح ایک دیندار کا حال سمجھ لو وہ اس دنیا میں جتنی بھی تکلیف اٹھائے وہ خواب ہے اگر آنکھ کھلے کے بعد اُسکو ساری راحتیں میسر ہیں تو اس خواب کا کیا اثر اُس پر ہو سکتا ہے اس کے بالمقابل حسرت و غور کرو اُس تہمت پر جو اس خواب میں ہر قسم کے آرام پارہا ہو مگر آنکھ کھلنے کے بعد وہ جیلخانہ میں ہے کوڑے اُس پر پڑ رہے ہیں تو اس خواب کی راحت و آرام کو لیکر وہ کیا چاٹ لیگا۔ ایک بامشقت سزا کا قیدی خواب میں اپنی کو سفت اقلیم کا بادشاہ بنا ہو دیکھے لیکن آنکھ کھلنے کے بعد وہ جیل کی اندھیری کوٹھڑی میں ہے تنگڑی لگی ہوئی ہے تو اس خواب کی بادشاہت سے اُسکو کیا ملا اس گتہ کو صحتی نے سمجھا تھا اسلئے وہ دنیا میں ہر مشقت کو لطف لذت سے برداشت کرتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ یہ خواب ہے حق تعالیٰ شاہد ابی لطف کریم کو کو بھی یہ دولت نصیب فرما دے تو اُس کے کرم سے عبید نہیں رہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شیان جب

الفضل بفتح الصاد المجر۔ المشدود ابن فضالہ بفتح الفاء ۱۲۷۱ اراہ بنم الحزرة قال السجوری قال الفضل الضمیر المنسوب لفضل یعنی قال الفضل ما عن عقیل و
عن الزہری یقول قلت والحدیث أخرجه المصنف فی جامعہ ہذا السند والمتن بعینہ ولیس فیہ لفظ اراہ بل قال عقیل عن ابن شہاب الخ فلو لم یقع المسح لاعد من الرواة
۱۲۷۲ فنفت الخ ہرہ تقدیم النفت علی القراءة ووضیع منہ مانی بعض طرق الحدیث من لفظ نفث فقرأ واستبد فلک بعض العلماء بانہ لا فائدۃ فیہ وعلیہ
علی وہم الرواة راجح علیہم انما کان فیہ الخ فلو لم یقع المسح لاعد من الرواة الخ ہرہ تقدیم النفت علی القراءة ووضیع منہ مانی بعض طرق الحدیث من لفظ نفث فقرأ واستبد فلک بعض العلماء بانہ لا فائدۃ فیہ وعلیہ
وقبل القراءة وبعد بالباء الخ ہرہ تقدیم النفت علی القراءة ووضیع منہ مانی بعض طرق الحدیث من لفظ نفث فقرأ واستبد فلک بعض العلماء بانہ لا فائدۃ فیہ وعلیہ
تقدیم النفت علی القراءة ووضیع منہ مانی بعض طرق الحدیث من لفظ نفث فقرأ واستبد فلک بعض العلماء بانہ لا فائدۃ فیہ وعلیہ
انہ کریم فی الخ ہرہ تقدیم النفت علی القراءة ووضیع منہ مانی بعض طرق الحدیث من لفظ نفث فقرأ واستبد فلک بعض العلماء بانہ لا فائدۃ فیہ وعلیہ

اذا دوى الى فراشه قال الحمد لله الذى اطعمنا وسقانا وكفانا واوانا فكم من
لا كافى له ولا مؤوى حل ثنا الحسين بن محمد الجعفي ثنا سليمان بن حرب ثنا
حماد بن سلمة عن حميد عن بكر بن عبد الله المزني عن عبد الله
ابن رباح عن ابي قتادة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا عرس
بليل اضطجع على شقه الايمن واذا عرس قبيل الصبح نصب ذراعاً ووضع راسه على كف

ہوتی ہے متعدد احادیث میں مختلف عنوانات سے یہ مضمون وارد ہے ایک حدیث میں وارد ہے جس شخص کو فاقہ پہنچے اور
وہ لوگوں سے اس کے ازالہ کی درخواست کرے تو اسکی حاجت پوری نہیں کی جاتی اور اگر اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں سکو
پیش کرے تو بہت جلد کسی نہ کسی طرح سے اسکی ضرورت پوری کر دی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے آدمی
کے بچے اگر تیسری عبادت کیلئے فارغ ہو جائے تو میں تیری ضرورتوں کو پورا کروں اور تیرے دل کو غنا سے بھر دوں ورنہ تیرے
دل کو تفکرات سے بھر دوں گا اور ضرورتیں پوری نہ ہونے دوں گا جو لوگ نبی کاموں میں مشغول ہو کر لئے ضروریات سے فراغت کا انتظار
دیکھا کرتے ہیں وہ اس سے سبق حاصل کریں کہ ضروریات سے فراغت کا راستہ ہی اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے کاموں میں مشغول ہونا
ہے۔ حدیث بالا میں جو دعائے نقل کی گئی ہے اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کی طرف متوجہ فرمایا کہ ہر شخص کو اپنی
حالت میں شکر کرنا ضروری ہے کہ زیادتی انعام کا ذریعہ ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے لئن شکرت لآزیدن ثم شکر
کرتے ہو گدگد میں بڑی احسانات میں اضافہ کروں گا اور اس طرف متوجہ فرمایا کہ اپنے سے کمتر کی حالت کی طرف بھی غور کرنا چاہئے تاکہ
شکر دل سے نکلے کثرت آدمی دنیا میں ایسے ہیں جنکو کھانا میسر نہیں فاقہ کرتے ہیں کثرت لوگ ایسے ہیں جنکو ٹھکانا نصیب نہیں ہے ٹھکانہ گذر
کرتے ہیں۔ اسی طرح کوئی حامی بددگار نہیں ہے جو مصائب میں کوئی اعانت کر سکے اللہ تعالیٰ کے کثرت احسانات ہیں جس سے یہ سب
کچھ عطا فرما رکھا ہے۔ (۴) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں رات کو چلنے کے بعد اگر اخیر شب
میں کچھ سویرے کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر آرام فرماتے اور اگر صبح کے قریب ٹھیرنا ہوتا تو اپنا دایاں بازو کھڑا
کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر کچھ آرام فرما لیتے۔ **ف** مقصود یہ ہے کہ اگر وقت وسیع ہوتا تو لیٹ کر سو جاتے تھے اور عادت
شریفہ دائیں کروٹ پر لیٹنے کی تھی ہی۔ لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو پھر ہاتھ پر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر آرام فرما لیتے
ایسے وقت میں بالکل لیٹ کر آرام نہ فرماتے تھے کہ نیند گہری آجائے اور نماز فوت ہو جائے بلکہ کہنی پر ٹیک لگا کر سر
مبارک کو ہاتھ پر رکھ کر تھوڑا سا آرام کر لیتے تھے۔ *

۱۵۰ قبل ذکرہ لان الحیوة لاتتم بدوہما کالنوم فالنوم من وادوا حد فکان ذکرہ مستمداً لذكرہما والیضا النوم فرع الشیخ والری ۱۴۰ ۶
۱۵۱ الجعفری قبل بمسئلة مفتومة مکبراً فی قبل بحکم مضمومة مصغراً متوجہ ابن جریر فی شرح الشمائل ورنج القاری الاول وقال فی نسخة ضعیفة
بالحکم المضمومة انتہی۔ وسکت اهل الرجال عن ضبطه ۱۲ عرس۔ التعلیل نزول القوم فی السفر من اخر اللیل للاستراحة وقول بلیل المسار
بذل من مستد بدلیل قوله فی الشن الثانی قبل السج ۱۲ *

باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث ثقاتی بن سعید بن بشر بن معاذ قالانا ابو عوانہ عن زیاد بن علاقۃ

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت و سکون عبادت ہی ہر کلام و خاموشی ذکر و فکر ہے لیکن مثال کدو پڑھنے کا جز ہونے کی وجہ سے مصنف نے چند عبادات کا ذکر کیا ہے جس سے اندازہ ہو جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کی باوجود مغفرت اور مراتب عالیہ کے حصول کا پروانہ بننے کے باوجود اس مرتبہ پر فائز ہو جائے باوجود جہاں تک نہ کوئی ولی پہنچ سکتا ہے نہ کوئی نبی پہنچا کس قدر نفی عبادات کا اہتمام فرماتے تھے اور ہم لوگ جو امتی کہلاتے ہیں حضور کے اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لکن اہتمام کرتے ہیں حالانکہ ہم گنہگار ہیں سبہ کار ہیں گناہوں کے مقابلہ اور تول کیلئے بھی ہم عبادات کے حضور سے زیادہ محتاج ہیں پھر ہماری عبادتیں بھی ایسی ہیں جن کا پورا مواضعہ و رکنا رانکا کوئی بھی معاوندہ ملجائے تو بسا غنیمت ہی اللہ جل شانہ کے یہاں ہر عبادت کا وزن اور اس کی قیمت اخلاص پر مبنی ہے جس درجہ کا اخلاص ہوگا اسی درجہ کا عبادت میں وزن ہوگا حضور کا ارشاد ہے کہ ایک آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے اور اس کیلئے اس نماز کا دسواں حصہ لکھا جاتا ہے کسی کیلئے تو اس اسی طرح آٹھواں ساواں چھٹا پانچواں چوتھائی تہائی آدھا حصہ لکھا جاتا ہے (ابوداؤد) اور دسواں بھی مثال کے طور پر ارشاد ہے ورنہ اس سے بھی کم ہوتا ہے دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے اول نماز کا حساب ہوگا حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے ارشاد فرمائے گا میرے بندے کی نماز کو دیکھو پوری ہے یا ناقص ہے اگر وہ پوری ہوتی ہے تو جائزہ میں پوری لکھی جائیگی اور اگر ناقص ہوگی تو ارشاد ہوگا کہ دیکھو اس کیلئے کچھ نوافل بھی ہیں یا نہیں اگر نوافل پہنچتی ہیں تو ان سے فرائض کی تکمیل کر دی جاتی ہے اس کے بعد پھر اسی طرح دوسری عبادات زکوٰۃ وغیرہ کا محاسبہ ہوتا ہے (ابوداؤد) ہم لوگوں کے فرائض جیسے ادا ہوتے ہیں وہ ہیں بھی معلوم ہیں ایسی صورت میں کیا ضروری نہیں کہ نفی عبادات نماز کے قبیلہ سے ہوں یا صدقات کے یا اور دوسری عبادات کو نہایت کثرت و اہتمام اور اخلاص سے کی جائیں عدالت میں پیشی کا وقت نہایت سخت ہے اور ہمارے اعمال کے دونوں گراں ہر وقت

۱۵ قال المناوی العبادۃ القصی غایۃ الخشوع وتعارف فی الشرع فیما جعل علامۃ لہایۃ الخشوع من صلوٰۃ وصوم وجہاد وقرآن قال القاری والمراد بہا ہذا الزیادۃ علی الواجبات واختلاف ہل کان صلی اللہ علیہ وسلم قبل النبوة متبداً بشرعاً من قبلہ فقال لجمہور الاولیاء النفل وقال امام الحرمین بالوقف وقال آخرون نعم ثم انعم بعضهم عن التبعین وبعسر علیہ بعضہم علی ہذا فقیل آدم وقلیل نوح وقلیل ابراہیم وقلیل موسی وقلیل عیسی وقلیل جمع الشرائع وقال السراج البلقینی فی شرح البخاری لم یحیی فی الا حادیث الیہ فلفنا علیہا کیفیۃ تبعہ لکن روی ابن اسحق ولفیہ انہ علیہ السلام کان یخرج الی حراب فی کل عام شہراً یتنسک فیہ قال القاری الظاہر انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان متعبداً بالعبادات الباطنیۃ من الازکار القلبیۃ والتفکر فی الصفات الالہیۃ والمصنوعات الالافیۃ علی ما یکون حال کل الاولیاء ولہذا قیل بدایۃ الانبیاء نہایۃ الاولیاء نہایۃ الہدی فاما ہو باعتبار الکالیۃ الشرعیۃ من الادامہ الفرینیۃ والزواجہ النسبیۃ فلم یتصف الساک بما انتہی الیہ امر دینہ لم یدخل فی باب الاولیاء ۱۲ ۱۵ علاقۃ بکسر المعین وتخصیف اللام والفتا دوسم من لمع العین کذا فی الشرع ۱۶

ہماری ساتھ ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آدمی کے بدن کا ہر جز اُس عمل نیک یا بد کی گواہی دینے والا ہے جو اس سے صادر ہوگا
اسی کو حضور کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلہ طیبہ اور بیجا ت کو گناہ کہ قیامت کے دن ان انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال بتایا
اور انکو گویائی عطا کی جائیگی اور حضور پر میرے ماں باپ قربان کہ آپ کا منہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔ اس باب میں جو بحثیں ہیں
(۱) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر لمبی نفیس پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک روم گزرتے
صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے اول و آخر سب گناہ بخشدی
ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب حق جل شانہ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا ہے تو کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں۔ ف۔ سائل کی
عرض بنا ہر پختی کہ کثرت عبادت معاصی کے گناہ کیلئے ہوتی ہے جب تک معصوم ہیں آپ کے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا پھر آپ کو اس
مشقت برداشت کرنیکی کیا ضرورت ہے حضور نے اُس کا جواب فرمادیا کہ عبادت کی ہی ایک غرض نہیں ہوتی بلکہ مختلف وجوہ سے ہوتی
ہے اور جب اللہ جل شانہ نے میرے سارے گناہ معاف فرمادیئے تو اس کا مقضا تو یہی ہے کہ میں اُس کے احسان کے شکر میں
کثرت عبادت کروں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عبادت کبھی جنت وغیرہ کی رغبت کی وجہ سے ہوتی ہے یہ تاجر و تکی
عبادت ہے کہ عبادت سے خریداری مقصود ہے۔ یہاں قیمت ادا کی جا رہی ہے وہاں مال مل جائیگا۔ اور کبھی عبادت خوف کی وجہ
سے ہوتی ہے یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام کرتے ہیں جیسا تو کروں گا عام دستور ہوتا ہے۔ ایک وہ عبادت
ہے جو بلا رغبت و بلا خوف محض اللہ کے انعامات کے شکر میں ہو۔ یہ احرائک عبادت ہے حدیث بالا میں گذرا ہے کہ حق تعالیٰ
جل شانہ نے آپ کے سب گناہ معاف فرمادیئے اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ گناہ تو آپ سے صادر ہوئے لیکن حق تعالیٰ شانہ نے
معاف فرمادیئے حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں اُن سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا اسکے بہت سے جواب
علماء نے مرحمت فرمائے ہیں جو اپنے موقعوں پر درج ہیں بالخصوص سورہ انفحات کی تفسیروں میں مختلف جواب نقل کئے گئے ہیں
بندہ کے نزدیک یہ ہے کہ حسنات الابراہیمیات لمقربین (دنیک لوگوں کی خوبیاں مقربین کیلئے گناہ بناتے ہیں)۔ شرخص کے گناہ کی
درجہ کے مناسب ہوتے ہیں آپ کے درجہ اور رتبہ کے مناسب جو کوتاہیاں شمار کی گئیں وہ ایسے امور ہیں جو ہمارے لئے عین عطا
ہیں۔ مثال کے طور پر دیکھ لیجئے کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کافر سرداروں کے اسلام لائیکے موقع اور امیدیں اُن سے گفتگو
فرما رہے تھے جو عین دین تھا اسوقت ایک نابینا صحابی حضرت بلال مکتوم نے آکر کچھ بات کی جسکی طرف حضور کو ان لوگوں کی اہمیت
کی وجہ سے ان کا درمیان میں دخل دینا گراں ہوا۔ اس پر سورہ عبس میں حضور پر تنبیہ ہوئی اسی طرے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے

له فقيل قالوا فقال عمر رضي الله عنه التكليف اسم لم يستند الانسان بمشقة او تقصير الاكوال محمدا والثاني مذموم ومن البين ان المراد بسبنا انا ولدي ابنا في
والعنى آخر من نفسك بنده والكثرة والاشقة التي لا تخاف من الله عطف على مقدره اي اتركه سنوي ايتها من انفسه فلما اكون عبد اشكرك ولا تكفي
الذكر العبد في هذا المقام ادعى الى الشكر على الامور المنة اذ انما خلقه لخدمة الله عليه سلاوه وحسن القيام لشكره رضي الله عنه ثم خالفه ابا عبد الله فيمنع من سبانه في نفسه

عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی یرثم قداما قال فقیل لا تفعل هذا وقد جاءک اللہ

نحالی قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اكون عبد اشکور احد ثناء عیسی بن عثمان بن عیسی بن

الغفار لطف علی المقدر تقدیر ما ترک فلا اكون الموعظ

عبد الرحمن الرملی شیخ عیسی بن عیسی الرملی عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ

نبیہ الی رتہ کظوہ من یومہ وانشام ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم یقوم یصلی حتی تنفخ قدما فیقال له یا رسول اللہ افعل هذا وقد غفر اللہ لک

میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت اور رحمت کی وجہ سے اس توقع پر کہ یہ لوگ مسلمان ہو جائیں یا انکی نسل پر

مسلمان پیدا ہوں فدیہ لیکر ان کو چھوڑ دیا تو قرآن پاک میں اس پر تنبیہ ہوئی عرض اس نوع کے واقعات ہیں جو حضور کی علو شان

کے لحاظ سے وہ تصحیر شمار کریں گے۔ (۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ نوافل پڑھا کرتے

تھے کہ پاؤں پر ورم ہو جاتا تھا کسی نے عرض کیا کہ آپ پر انگے بچھلے سب گناہوں کی معافی کی بشارت نازل ہو چکی ہے پھر آپ

اس وجہ کیوں مشقت برداشت فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ ف حضرت عائشہ

سے بھی اس شکر یہ کے بارہ میں ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عائشہ رضی

عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات سنائیں انھوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور کی کوئی بات ایسی تھی کہ

جو عجیب ترین نہ تھی اُس کے بعد فرمانے لگیں۔ ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کیسے مکان پر تشریف لائے اور میرے پاس میرے

لحاف میں لیٹ گئے لیٹے ہی تھوڑی سی دیر میں فرمایا کہ چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر کھڑے ہو گئے وضو کیا

اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے اُسکے بعد رکوع کیا اُس میں بھی

روتے رہے پھر سجدہ کیا اُس میں بھی روتے رہے پھر سجدہ سے اُٹھے اور روتے رہے عرض صبح تک یہی کیفیت ہی تھی کہ بلال

صبح کی نماز کی بلاتے کو آگئے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ اس قدر کیوں روتے تھے شام نے تو آپ کے انگے بچھلے سب گناہوں

کو دیئے آپ نے فرمایا کہ تو میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اسکے بعد ارشاد فرمایا میں ایسا کیونکر نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر آیتیں

نازل ہوں اُس کے بعد ان فی خلق السموات سورہ آل عمران کے آخر رکوع کی آیت تلاوت فرمائی۔ (ص) نیز ابو ہریرہ رضی اللہ

عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز اتنی طویل پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر آئے آپ نے عرض کیا گیا

کہ آپ اتنی طویل نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کے سب گناہ اولین و آخرین معاف ہو چکے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گزار

بندہ نہ بنوں ف۔ امام ترمذی نے اہتمام کی وجہ سے تین طریقوں سے اس مضمون کو ذکر کیا ان روایات پر ایک شکل وار

۱۔ ترمذی نے بعض اہل بامناہان بعد حق و ہولیع الشناذ و کسر الاراد و تخفیف المیم علی وزی تقدونی شہدہ حتی تورم بنا علی انفس۔ من و بعض روایت احمدی تائید

۲۔ بعضیہ التائید و بیرونی بالتذکیر من الاستاذ قال اتاری ذکر المصنف احمدیہ بالاسانید المکتبہ لکب و التقریر غلت و شکل علی تہ۔ الروایات اور وین ہا

۳۔ التذہب فی العبادۃ کما یطالع الروایات المتفقہ فی ذلک صاحب اقامۃ الحجۃ لم قال و خدمۃ المرام ان۔ انار من ابی ہدات و الریاضات میں سجدہ و تلاوت میں

فی الشہادین ہوا حسن مرغوب فیہ لکن بشرط ان ذکر ہا عشرۃ سجدات فارج الیہ کوشفتہ التفسیر و قال الی لفظ فی النسخۃ توت نہایت الباب فیہ

اخذ الانسان علی نفسه بالشدة بانعبادہ وان اضر ذلک ببدنہ و کملہ ما دام یفعل الی اللہ و علیہ یعمل توڑ صلی اللہ علیہ وسلم خذہ امت المسلم

ما یسقون فان الشرا یمل حتی تملوا ۱۲

ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبد اشكو را حل ثنا محمد بن بشير انا محمد بن
جعفر ثنا شعبة عن الاسود بن يزيد قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم
بالليل فقالت كان ينام اول الليل ثم يقوم فاذا كان من السحر او تروثم اتى فرائضه فاذا كانت له حاجة
اكثر باهله فاذا سمع الاذان وثب فان كان جنباً فاضطرب من الماء والاقوضاً وخرج الى الصلوة ^{ثنا}
قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس ^{تمام نسبه ۱۲} وثنا اسحاق بن موسى ^{كتاب برحق راجع ۱۲} انصارك ثنا معمر بن مالك عن حمزة بن سليمان عن كريب

ہوتا ہے وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طریقوں سے طاقت و زیادہ مجاہدات اور عبادات کی ممانعت وارد ہوتی
ہے لیکن حق یہ ہے کہ آدمی صرف عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا کہ میں نے جن انس
کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں جب یہی اصل مقصد پیدا نش کا ہے تو اس میں جتنا بھی اضافہ اور اہتمام اور
زیادتی ہوگی وہ مدح اور پسندیدہ ہوگی۔ اس کے بعد زیادتی کی ممانعت جہاں جہاں وارد ہوتی ہے وہ عوارض کی وجہ سے ہے جہاں
کوئی عارض اور ملنے پیش آجائیگا وہاں غیر مستحسن ہو جائیگی۔ منجملہ ان عوارض کے کتاب جانا اور گھبرا کر بالکل ترک کر دینا ہے مثل
مشہور ہے نہ بھاگ کر چلنا نہ اکھڑ کر گرنا۔ احادیث منع میں اس طرف اشارہ ہے چنانچہ حضور کا ارشاد ہے کہ اعمال اسی قدر کو
جتنے کا تحمل ہو سکے۔ اللہ جل شانہ ثواب عطا کرے نہیں دے گا جسکے کہ تم عمل سے نہ کتاب جاؤ اسی لئے علماء مجاہدات
کی زیادتی سے روکتے ہیں کہ مبادا کتا کر بالکل ہی ترک ہو جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بہت بلند تھی۔

وہاں کتاب جانیکا کیا احتمال پیدا ہو سکتا ہے جبکہ حضور کا ارشاد ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نمازیں ہے اور کیوں نہ ہوتی جبکہ نماز
اللہ کی ساتھ را رو نیاز ہے تو حضور جیسے مخلص بندے کیلئے آقا کی ساتھ سرگوشی میں جتنی بھی لذت ہو قرینہ قیاس ہے۔ کتاب سے
وہ جو اس لذت سے محروم ہو۔ اسی طرح دوسرا مانع جو احادیث میں وارد ہوا ہے حقوق لازمہ کی ادا میں کوتاہی ہے کہ مجاہدات
کی کثرت و ضعف پیدا ہو کر حقوق میں کوتاہی ہوگی حضور کے یہاں یہ سوال بھی پیدا نہیں ہوتا اسلئے کہ جو قدسی ذات ان مجاہدات
اور تقیل طعام وغیرہ پر بھی ایک دفعہ میں نو بیوروں سے صحبت کر سکتا ہو وہاں ضعف کا کیا سوال۔ اسی طرح دیگر عوارض کا حال ہے
جو حضور کے یہاں متفق تھے اس لئے ان جیسی روایات پر کوئی اشکال نہیں ہے۔ (م) اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز یعنی تہجد اور وتر کے متعلق استفسار کیا کہ حضور کا کیا معمول تھا۔
انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعشا کی نماز کے بعد شرب نصف اول میں استراحت فرماتے تھے اسکے بعد تہجد پڑھتے
رہتے تھے یہاں تک کہ اخیر شب ہو جاتی تب تر پڑھتے اسکے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے۔ اگر رغبت ہوتی تو اہل کے
پاس تشریف لے جاتے یعنی صحبت کرتے پھر صبح کی افان کے بعد فوراً اٹھ کر اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ حضور
فرما کر نماز کیلئے تشریف لے جاتے ف۔ المہا کے نزدیک بھی صحبت کیلئے بہترین وقت اخیر شب ہے کہ وہ اعتدال کا وقت ہے

۱۵ ای یصلی فان قیام باللیل متعارف فی الصلوة فیہ یستمر یصلی السجد الساجد والتماس ۱۲ م ۱۵ فاذا كانت قال میرک فی اکثر الروایات بلفظ تمویق
فی ظلمة ثم فائزہ دی ازہم یقضی حاجتہ بایضار باللیل بالتہجد فاذا ابر العبادۃ قبل تقار الشہوۃ بعد یرید صلی اللہ علیہ وسلم قبل کمال ان ثم لتراخی الاخباری کان عادیۃ

عن ابن عباس انہ اخبرہ انہ بات عند میمونۃ وہی خالنتہ قال فاضطجعت
اشارۃ لانی انہ لم یوم
 فی عرض الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طولہا فنام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل اوقبلہ بقلیل فاستیقظ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یمسح النوم عن وجہہ ثم قرأ العشر الایات
 الخواتیم من سورۃ آل عمران ثم قام من قرآن فی غلظ السہوات ۱۲ الی شن معلق فتوضأ منه فاحسن الوضوء ثم
 قام یصلی قال عبد اللہ بن عباس فقمت الی جنبہ فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
اس بعد الوضوء کما ہو مخرج فی روایۃ الصحیحین ۱۳
 وسلم ید الی یمنی علی راسی ثم اخذ بذی الیمنی

نیز سوکر اٹھنے کے بعد طرفین کی طبیعت بھی نشاط پر ہوتی ہے۔ اول شب میں بیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے ایسی حالت میں صحبت ہوتی ہے اور بھوک کی حالت میں زیادہ ہضم ہے اخیر شب کا وقت اس لحاظ سے بھی اعتدال کا ہوتا ہے۔ لیکن یہ سب طبی مصلح ہیں شرعاً جواز ہر وقت حاصل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اول شب اور دن کے مختلف اوقات میں صحبت کرنا ثابت ہے۔ البتہ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ عین نماز کے وقت اگر صحبت کی جائے اور اس سے حمل ٹھیر جائے تو وہ اولاد والدین کی نافرمان ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات (طریقہ میں) اپنی خالہ حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے یہاں سویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اہل تکیہ کے طولانی حصہ پر سر رکھے ہوئے تھے اور میں تکیہ کی چوڑان پر سر رکھے ہوئے تھا دقاضی عیاض وغیرہ حضرات نے بجائے تکیہ کے بسترے کا ترجمہ فرمایا ہے لیکن جبکہ لفظ کا اصل ترجمہ تکیہ ہی کا ہے اور تکیہ مراد لینے میں کوئی بعد بھی نہیں تو پھر بستر مراد لینے کی ضرورت نہیں کہ مثلاً تکیہ کی لبانی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سر رکھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹ گئے ہوں اور ابن عباس تکیہ کے چولان پر سر رکھ کر یعنی قبلہ کی طرف سر کر کے لیٹ گئے ہوں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی اہل سے تھوڑی باتیں فرمائیے بعد) سو گئے اور تقریباً نصف رات بہنے پر اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ بھر کر غنڈ کے آثار کو دود فرمانے لگے پھر سورۃ آل عمران کے اخیر رکوع ان فی خلق السموات والارض کو تلاوت فرمایا (علماء کہتے ہیں کہ جاگوں کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لینا چاہیے کہ اس سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور ان آیات کا پڑھنا مستحب ہے) اس کے بعد مشکیزہ کی طرف جو پانی سے بھرا ہوا ٹک رہا تھا تشریف لیگئے اور اس سے دہریں میں پانی لیکر) وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی وضو کر کے حضور کی (بائیں جانب) برابر کھڑا ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو) کہ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے) میرے سر پر ہاتھ رکھ کر میرا کان مروڑا (تنبیہ کیلئے ایسا کیا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے

عرض بفتح العین علی الیوم الا شہر فی روایۃ بعضہا ہو یعنی مفتوح العین ای جانہا قال القاری ۱۲ الوسادۃ بکسر الاء والمخدة للمرونة الموضوعة تحت الرأس ونقل القاضي عیاض وغیرہ ان المراد ہنالك الفراش لقوله اضطلع صلی اللہ علیہ وسلم فی غلظہا الخ فکان نام تحت رطلیہ تا دبا وتبرکالت کان هذا احسن لوساعده اللفظ فالوجه عندی ان المراد بالکفۃ ہو معنہا الحقیقی ولا یعمد رقیہ کما لا یخفی ۱۲ او قبلہ لکما ہر انہ تردید من ابن عباس بنیاء علی تردید علی نامۃ النوم نصف اللیل او اقل منه او اکثر من شلک من الراوی قال القاری ۱۲ الخواتیم دلی ستم الخواتیم جمع فقام بمعنی الخاتمة منسوب الی ان الایات

عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انه خبره انه سأل عائشة کیف کان صلوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی حدی عشرۃ رکعۃ یصل اربعاً لا تسأل عن حسنہن طولہن فیصل اربعاً لا تسأل عن حسنہن طولہن یصل ثلاثاً قالت عائشة قلت یا رسول اللہ انتائم قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان لا ینام قلبی ^{فلا} حلاً اسحاق بن موسیٰ شامعین مالک عن

اُنکے باوجود دس رکعت نوافل ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں لامحالہ دو رکعتیں ہی رکعت ماننا پڑیگا ایک رکعت ماننے کی صورت میں تیرہ رکعت کا عدد پورا نہ ہوگا۔ اس حدیث میں ایک لفظ گزاری کہ آپ کے مکان یا خیمہ کی چوکھٹ پر کسی راوی کو شک ہو کہ استاد نے مکان کی چوکھٹ کہا تھا یا خیمہ کی اور یہ حضرات محدثین ہمہ الشرح کی غایت احتیاط ہوتی ہے کہ جس لفظ میں نگو ذرا بھی تردد ہو اگر تباہ ہو سکے ظاہر فرما دیا کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ خیمہ کی چوکھٹ مراد ہے اور یہ قصہ کسی سفر کا ہے اسلئے کہ مدینہ طیبہ کے قیام میں حضور کا معمول نماز مکان میں آرام فرمائیگا تھا وہاں کوئی سی سیوی پاس ہوتی تھیں اسلئے حضرت خالد کو دیکھنے کا موقع نہ مل سکتا تھا سفر میں یہ صورت کہ خیمہ میں حضور تھا آرام فرما رہی ہوں یہ سب کچھ کوئی ساتھ نہ ہوں قرین قیاس اسلئے ہی اترے، اکثر علمائے اس قصہ کو سفر ہی کا تجویز فرمایا ہے (۱) ابوسلمہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے دگویا آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر چنانچہ خود اسکی تفصیل فرماتی ہیں کہ اول چار رکعت پڑھتے تھے یہ نہ پوچھو کہ وہ کتنی طویل ہوتی تھیں اور کس عمدگی کی ساتھ بہترین حالت یعنی خشوع و خضوع سے پڑھی جاتی تھیں۔ اسی طرح پھر چار رکعت اور پڑھتے تھے انکی بھی لمبائی اور عمدگی کا حال کچھ نہ پوچھو پھر تین رکعات پڑھتے تھے یعنی وتر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور عرض کیا کہ آپ ترے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا رہتا ہے دینا یا علیہم الصلوۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ اُنکے قلوب جاگتی رہتے ہیں۔ اس حدیث میں چند ضروری مباحث ہیں جن میں یہ ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اول تو یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حدیث میں رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی گیارہ رکعت سے زیادہ کی نفی فرماتی ہیں حالانکہ حضرت ابن عباس زید بن خالد وغیرہ وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے تیرہ ثابت ہیں بلکہ بعض

لے قال القاری ای فی لیا لیلہ دقت التہجد فلما ینافیہ مصلوۃ بعد صلوۃ الشارح من صلوۃ التراويح اہ وکتب الشیخ فی البذل الشیخ علیہ ماورد من رواہا ہا ان صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعۃ وایضاً لیشکل علیہ صلوۃ التراويح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاہا بثلث لیل ثم ترکہا بعد فرضہا واکو اب من الاول ان السائل لما سأل عن صلوۃ اللیل وراہ لفظ فی رمضان نظن ان عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عملہ کان یزید فی رمضان علی تہجدہ فی غیر رمضان فردتہ بقولہا ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ ای فی غالب الاعمال والاقوات فخرضہا بحد الرد علی ما لکن انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یزید فی رمضان علی غیرہ فلما ینافیہ ما کان یزیدہ فی بعض الاوقات واما عن الثاني فان ہذا الحدیث لا یعلق کہ لصلوۃ التراويح لا ینفی ولا اثباتاً لہا صلوۃ اخرى والاستدلال بہذا الحدیث علی ان التراويح ثمان رکعات لغویۃ کتاب مولانا محمد کبیری المرحوم من تقریر شیخہ رحمہ اللہ مختصراً ۱۲ ص ۱۲۸ انتہام۔ المشہور عند الشراح فی معنی الحدیث انہا قلنی ان الاحقر ربما یفوت بان لا یستیعظ فی الوقت ثم استعملوا علیہ لیلۃ التفرس فلما لبوا عنہا باجوبہ عذیرۃ والا وجہ عنہ ان الحدیث من باب نقص الوضوء بالنوم ودرن باب الوقت والمعنی انک تنام قبل الوضوء ثم بعد الاستیعظ لا ولا تہجد الوضوء احیاناً ما جاہا علیہ السلام بان قلبہ یقظان فیدرک الحدیث فلما یراد ولا جواب فاعمل ۱۲

روایات میں تیرہ سے زیادہ بھی وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ابو داؤد میں خود حضرت عائشہؓ نے عبداللہ بن ابی قیس کے سوال پر حضور کی شب کی نماز کی رکعات یہ گنوائی ہیں کہ چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین دس اور تین جو تیرہ ہوتی ہیں۔ حتیٰ کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تیرہ رکعتیں نقل کی گئی ہیں چنانچہ ابو داؤد کی ایک روایت میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا کہ حضور سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور مولانا امام مالک کی روایت ہے۔ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ثلاث حشرۃ رکعة ثم یصلی اذا سمع النداء للصبح برکعتین خفیفین یعنی حضور رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے فجر تک بعد صبح کی پانچ رکعت صبح کی سختیوں پڑھتے تھے۔ بعض علماء نے تو اس اختلاف کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ حضرت عائشہؓ کی روایتیں تنہا کی رکعات کے بارے میں مضطرب ہیں یعنی ضعیف ہیں لیکن مضطرب کہنے کی ضرورت نہیں ہر اس میں کیا اشکال ہے کہ گیارہ رکعات اکثر اوقات اور عام معمول کے اعتبار سے ہوں اور کبھی کبھی ان پر کم و بیش بھی حضور نے پڑھی ہوں جیسا کہ دوسری روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ بعض لوگ اس حدیث سے یہ بھی مسئلہ نکالتے ہیں کہ تراویح بھی آٹھ رکعت ہر حال انکہ اس روایت سے تہجد کا صرف آٹھ رکعت ہونا بھی معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے جانیگے تراویح۔ اس حدیث کو تراویح سے کوئی تعلق ہی نہیں صلوۃ اللیل کے لغتی معنی رات کی نماز کے ہیں لیکن اس سے مراد قرینہ سے تہجد کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس سے اگر رات کی ہر نماز مراد لی جاوے تو تراویح کیساتھ مغرب اور عشاء کے فرض اور ان کی سنتیں سب ہی خارج ہو جاوے گی جنکو کوئی بھی نہیں لے سکتا غرض اس حدیث میں صرف تہجد کا ذکر ہے وہی پوچھنا مقصود ہے اسی کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب مرحمت فرمایا اور بظاہر پوچھنے کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ حضور کی عادت شریفہ رمضان المبارک میں زیادتی عبادت کی تھی جیسا کہ متعدد روایات میں آیا ہے۔ اسے ابوسلمہ کو خیال ہوا کہ شاید تہجد کے عدد رکعات میں بھی کچھ اضافہ فرماتے ہوں اس لیے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نفی فرمادی ورنہ خود حضرت عائشہؓ کا بھی مقصود نہیں کہ تراویح تو درکنار تہجد کی رکعات بھی گیارہ سے زیادہ بھی نہیں ہوتی تھیں اس لیے کہ تیرہ رکعات تک خود حضرت عائشہؓ سے ثابت ہو چکا ہے۔ تراویح کے بارے میں حضرت اقدس مفسر الحقین مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا ایک مفصل رسالہ الرای الخبیج اردو میں شائع شدہ ہے جس کا دل چاہے اسے دیکھو مختصر امر یہ ہے کہ احادیث میں تہجد کو صلوۃ اللیل (رات کی نماز) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تراویح کو قیام رمضان (رمضان کی نماز) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ متعدد علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ قیام رمضان سے تراویح مراد ہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام رمضان کا بہت اہتمام تھا متعدد احادیث میں قولاً اور فعلاً اس کی اہمیت وارد ہوئی حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایمان اور ثواب کی امید کیساتھ قیام رمضان کرے اس سے مجھے بھی گناہ کے ہیں تمام معاف ہو جاتے ہیں علماء کے نزدیک منائر مراد ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کا ایجابی حکم تو نہ فرماتے تھے۔ البتہ ترغیب دیا کرتے تھے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بڑی لمبی جماعت کیساتھ اس نماز کو پڑھتے تھے اور ہمیشہ نہ پڑھنے کا یہ عذر فرماتے تھے کہ مجھے اسکے فرض ہو جانیکا اندیشہ ہے اور حضور کے ہمیشہ پڑھنے سے فرض ہو جانا کئی وجوہ ممکن تھا۔ البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین متفرق طور پر کچھ تنہا اور کچھ جماعت میں پڑھتے تھے جو تقریباً نصف رات تک پڑھتے تھے اور کبھی اس سے بھی زیادہ۔ حضرت عمرؓ نے اپنی زمانہ خلافت میں ان متفرق جماعتوں اور علیحدہ پڑھنے والوں کو ایک امام کے

ابن ابی عمیر عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي من الليل حتى عشرين ركعة
منها واحدة فاذا فرغ منها اضطجع على شقه الايمن **حدثنا** ابن ابي عمير عن مالك عن ابن ابي شهاب نحوه وثنائا
قتيبة عن مالك عن ابن شهاب نحوه **حدثنا** ابو الاحوص عن الامام عن ابراهيم عن الاسود

شیخ پڑھنے کا حکم فرمادیا کہ انتشار نہ ہو سائب کہتی ہیں کہ امام کو ہر رکعت میں سو سو آیتوں والی سورتیں پڑھتے تھے ہم لوگ
کھڑے کھڑے تکان کی وجہ سے کسی چیز پر سہارا لگاتے تھے اور سر کے قریب فانی ہوتے تھے بہت سے علمائے کبار نے لکھا ہے کہ تراویح کی
مسنون ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے اور اہل قبلہ میں ہے روانفس کے سوا کوئی فرقہ بھی اسکا انکار نہیں کرتا۔
المہ اربعہ یعنی امام اعظم امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل سب حضرات کے فقہ کی کتابوں میں اسکی تصریح ہے کہ تراویح کی میں کئی
سنت ہو گئے ہیں۔ البتہ امام مالک کے نزدیک مشہور قول کے موافق چھتیس رکعتیں ہیں فقہ حنبلی کی مشہور کتاب مغنی میں لکھا ہے کہ
امام احمد کے نزدیک آج قول بیس رکعات کا ہو اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ امام شافعی کا البتہ امام مالک کے
ز نزدیک چھتیس رکعات ہیں امام مالک سے نقل کیا گیا کہ میرے پاس بادشاہ کا قاصد آیا کہ تراویح کی رکعات میں تخفیف کی اجازت
دیدی جائے میں نے انکار کر دیا امام مالک کے شاگرد کہتے ہیں کہ مدینہ میں اتنا بیس رکعات پڑھی جاتی تھیں یعنی چھتیس تراویح
اور تین وتر۔ اور جن میں یہ بحث مفصل ہے میرے اساتذہ کا ارشاد ہے کہ مدینہ میں چھتیس رکعات جو پڑھی جاتی تھیں ان میں سے تراویح
ہوتی تھیں لیکن ہر ترویجہ میں اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعت پڑھے اسلئے وہ حضرات ہر ترویجہ میں چار رکعت نقل
پڑھ لیتے تھے اس لئے یہ سولہ رکعات چار درمیان ترویجوں کی بڑھ گئیں۔ بہر حال یہ مالکیہ کا مذہب ہے بقیہ تینوں اماموں کے نزدیک
راج قول بیس رکعات ہی کا ہے۔ (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت پڑھا کرتے
تھے جس میں ایک رکعت وتر ہوتی تھی جب آپ اس سے فانی ہوتے تو اپنی دائیں کروٹ پر آرام فرماتے۔ ف۔ یہ حدیث خود
اس پہلی حدیث کے خلاف ہے جس میں آٹھ رکعت کا بیان تھا اسی وجہ سے بعض علمائے علامہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں کلام
کیا ہے جیسا کہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا۔ البتہ توجیہ کے درجہ میں اس اختلاف روایات کو اختلاف اوقات پر محمول کیا جاسکتا
ہے۔ گاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور گاہے کم و بیش۔ دوسرا مسئلہ وتر کی ایک رکعت کا ہو۔ وتر کے
بارے میں چند اختلافات ہیں سب سے اول اسے حکم میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک وہ واجب ہے بعض دیگر ائمہ کے نزدیک مستحب ہے حدیث
چونکہ اس سے ساکت ہوا اسلئے اس بحث کو چھوڑ دیا گیا۔ دوسرا اختلاف اسکی رکعات میں ہے حنفیہ کے نزدیک تین رکعتیں حتیٰ لیکر سلام
سے ہیں۔ دوسرے بعض اماموں کے نزدیک ایک رکعت ہے ان میں بھی اختلاف ہے بعض صرف ایک رکعت فرماتے ہیں اور بعض ائمہ ایک
رکعت کی ساتھ اس سے پہلے دو رکعت علیحدہ سلام کیساتھ واجب بتاتے ہیں احادیث میں مختلف روایات اس بارے میں وارد
ہوئی ہیں جنکی ترجیح میں ائمہ میں اختلاف ہوا اسی وجہ سے اس مسئلہ میں اختلاف ہوا حنفیہ اپنے مسلک پر چند احادیث کا استدلال کرتے ہیں۔

(۱) عبد اللہ بن ابی قیس کی وہ روایت جو اوادود وغیرہ نے ذکر کی ہے گذشتہ حدیث کی بحث اول میں گذر چکی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کی
اختلاف نسخ فی ذکر لفظ تنوہ ولفظ التویل ففی بعضہا احد بآدی بعضہا ذکر ہما معا وادوبہ لذكر ہما معا لاجل الاختصار علی احمد ہما والمقصود بیان الطرف
لعدید الروایۃ المتقدیمۃ قال القاری اجماع النسخ علی تولدہ فثابتہ بالواد والعاظفہ یدل علی ثبوت التویل سوادہم مدلفنا کجملتنا کیدا وندفتم کان حق التویل ان

عن عائشة قالت کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلی من الليل تسعة رکعات **حدثنا** محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن

ادم ثنا سفین الثوری عن الاعمش نحوه **حدثنا** محمد بن المثنیٰ ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن عمرو بن مھزہ عن

ابی حمزہ رجل من الانصار عن رجل من بنی عبس عن **حدثنا** یحییٰ بن الیمان انہ صلی علیہ وسلم رسول الله صلى الله عليه وسلم من

اللیل قال فلما دخل فی الصلوۃ قال الله اکبر ذوالملکوت الجبروت الکبریا والعظمة قال ثم قرأ البقرة ثم رکع فكان کوعه نحو

من قیامہ کان یقول سبحان العظیم سبحان العظیم رفع رأسہ کان قیامہ نحو من کوعه کان یقول لربی

شب کی نماز چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین دس اور تین رکعتیں ذکر فرمائی اس تکلف کی ساتھ ذکر کرنا اور تین رکعت کو ہر گز بلا کم و زیادہ

علیحدہ ذکر کرنا اس پر صاف دلیل ہے کہ یہ کوئی ایسی نماز جس میں کمی زیادتی نہیں ہوتی یہ تین ہی رکعتیں ہوتی تھیں ورنہ حضرت عائشہ فرماتے

نوی گیارہ فرماتیں چار اور تین چھ اور تین وغیرہ کیوں فرماتیں۔ (۲۵) ملا علی قاری نے حنفیہ کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے کہ تین رکعت

وتر جائز و مستحسن ہیں اور اس سے کم میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ایک رکعت بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہی نہیں اور یہ ظاہر ہے

کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع علیہ قول اولیٰ ہے مختلف فیہ ہے حسن بھری جو مشہور محدثین اور اکابر صوفیہ میں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا

اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعت ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز عمر ثانی رضی اللہ عنہ نے علماء مدینہ سے تحقیق کے بعد یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ وتر تین

رکعات پڑھی جائیں حضرت حسن نے کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر وتر کی تین رکعات میں دو پر سلام پھیرتے ہیں اور تیسری رکعت

علیحدہ پڑھتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ انکے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں رکعات ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے اور وہ ابن عمر سے زیادہ عالم و فاضل

(۳) احادیث میں ایک رکعت پڑھنے کی ممانعت آئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کسی نے کہا کہ حضرت سعد وتر کی ایک رکعت پڑھتی

ہیں انھوں نے فرمایا کہ ایک رکعت نماز ہی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اور بہت سی طریقوں کی حنفیہ استدلال فرماتے ہیں علماء نے اس بات

میں مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں۔ اس رسالہ میں فقہی مسائل سے بحث نہیں کی گئی بقدر ضرورت مختصر اشارے کر دیے گئے۔

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نو رکعات پڑھتے تھے **حدثنا** محمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ بن

چھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر چنانچہ عبد اللہ بن ابی قیس کی روایت میں خود حضرت عائشہ نے چھ اور تین فرمایا۔ (۱۴) مذلیفہ رضی اللہ عنہ

۱۵ قال لقرطبی استشكل حديثنا على كثير حتى نسب الى الاضطراب و احبب باننا نذكر لواء الراوى عنها والوقت الصلوة والصواب حله على اوقات متعددة و اوقات

مختلفة فتارة يصلى بها تارة تسع و تارة احدى عشرة و تارة الاغلب ۱۲ اق م ۱۵ ابو حمزہ قال قال القاری قال المؤلف فی جامعہ الحرمۃ عندنا طلحہ بن زید و قال النسائی ہو

عندنا طلحہ بن زید قال یکس ہو قول اکثر قلت و جب جزم اہل الرجال و نسائی شیخ منہ فی آخر الحدیث ۱۲ م ۱۵ بنی عبس بسملین بینما موحدة تحتہ نسائکۃ کفلس ہر موحدة

ابن زفر البیہقی الکوفی حکاہ القاری عن المنذری ۱۲ م ۱۵ قال البیہقی ای جماعة فان كانت الصلوة صلوة التراويح فالامر لظاهر الایمان و مشروعة فیہا و ان كانت غیرہا

ففعلا جماعة جائز و یؤیدہ ظاہر لسیاق من ان الاربع رکعات كانت بسلام و امد علی کوئنا صلوة التراويح یصلون اہلنا كانت بسلامین لان التراويح یکس فیہا

الحمد ثم سجد فكان سجوداً نحواً من قيامه وكان يقول سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی ثم رفع رأسه فكان ما بین
السجدتين نحواً من السجود كان يقول رب اغفر لی رب اغفر لی حتی قرأ البقرة وآل عمران والنساء والمائدة والانعام شعيرة
الذي شك في المائدة والانعام قال ابو عيسى وابو حمزة اسماء طلحة بن زيد ابو حمزة الضبي عن نصر بن عمار عن
ابو بكر محمد بن نافع البصري ثنا عبد الصمد بن عبد الوارث عن اسمعيل بن مسلم العبدی عن ابی المتوكل

کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک رات حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ نماز پڑھی بعض روایات میں آیا کہ یہ قصہ رمضان المبارک
کی رات کا تھا اسلئے محتمل ہے کہ یہ تہجد کی نماز ہو یا تراویح ہوں، حضور نے نماز شروع فرما کر یہ دعا پڑھی اللہ اکبر ذو الملکوت المجید
والکبرياء والعظمة اللہ جل جلالہ تم نوالہ کی ذات والاصفات سب سے برتر ہے وہ ایسی ذات ہے جو بڑی بادشاہت والی ہے بڑے غلبہ والی
ہے بڑائی اور بزرگی و عظمت والی ذات ہے پھر حضور نے (سورہ فاتحہ پڑھ کر) سورہ بقرہ تلاوت فرمائی پھر رکوع کیا یہ رکوع قیام ہی
جیسا تھا اسکے دو مطلب علماء فرماتے ہیں اور دونوں محتمل ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ رکوع تقریباً اتنا ہی طویل تھا کہ جتنا قیام یعنی اگر قیام
مثلاً ایک گھنٹہ کا تھا تو تقریباً ایک ہی گھنٹہ کا رکوع بھی تھا۔ اس قول کے موافق اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر رکوع
سجدہ نماز میں عام معمول سے زیادہ لمبا ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسے قیام معمول سے زیادہ تھا ایسے ہی یہ رکوع بھی
معمولی رکوع سے طویل تھا۔ اس صورت میں قیام کے ایک گھنٹہ ہونے کی صورت میں رکوع اگر چندہ منٹ کا بھی ہو گیا تو اس حدیث
کا مصداق بن گیا۔ اس قول کے موافق نماز پونہ عام معمول کے موافق رہی یعنی جو رکن لمبا ہوتا ہے جیسا کھڑا ہونا وہ مبارک بار اور جو مختصر
ہوتا تھا جیسے رکوع یا سجدہ وہ مختصر رہا البتہ ہر رکع عام نمازوں کے اعتبار سے بڑھا ہوا تھا۔ حضور اپنے اس رکوع میں سبحان ربی الاعلیٰ سبحان
ربی الاعلیٰ فرماتے رہے۔ پھر رکوع سے سرائی کھڑے ہوئے اور یہ کھڑا ہونا بھی رکوع ہی جیسا تھا۔ اس وقت ربی الحمد للہ ربی الحمد للہ فرماتا
رہے پھر سجدہ ادا کیا اور وہ سجدہ بھی کھڑے ہوئے کے برابر ہی تھا۔ اس میں سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ فرماتے رہے۔ پھر سجدہ ادا کیا
یہ بھی سجدہ کی طرح سے طویل تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب اغفر لی رب اغفر لی فرماتے رہے۔ غرض حضور نے اپنی اس نماز میں
سورہ بقرہ سورہ آل عمران سورہ نساء سورہ مائدہ یا سورہ انعام۔ راوی کو ان اخیر کی دو سورتوں میں شک ہو گیا کہ کونسی تھی لیکن اول کی تین
تخت ہیں غرض تین سورتیں وہ اور ان دونوں میں سے ایک سورت یہ چاروں سورتیں تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کا کھرب
اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چاروں سورتیں چار رکعت میں تلاوت فرمائی۔ ابوداؤد کی روایت اس میں اور بھی واضح ہے جس میں یہ ہے کہ
حضور نے چار رکعتیں پڑھی جن میں یہ سورتیں تلاوت فرمائی لیکن مسلم وغیرہ کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ حضور نے سورہ بقرہ سورہ نساء
سورہ آل عمران تین سورتیں ایک ہی رکعت میں تلاوت فرمائی۔ اسلئے مسلم اور ابوداؤد کی روایت کو موافق بظاہر دو قصے علیحدہ علیحدہ ہیں

ظاہر ہے کہ قرآن السور الاربع فی الکلمات الاربع وہ مرحمت روایت ابی داؤد وکن روایت الشیخین خلاصہ فی انہ قرأ رکعتی فی رکعة فلعن الواقعة تعدت قالہ المنذری
والتعبہ القاری بان ہذا یہ مسلم وحدہ لا البخاری وانہ قرأ السور الثلاث ای البقرة وآل عمران والنساء فی رکعة ثم قال فاما ان یکمل علی تعدد الواقعة ویکون صلوة
مذنیة سلمہ صلی اللہ علیہ وسلم وقعت فی السور الثلاث فی رکعة وفي الاخری قرأ السور الاربع فی أربع رکعات او یقال ان فی روایت ابی داؤد
والترمذی وہما والحدیث روایت مسلم والنسائی فان فیہما تفصیل البتیسین ۱۲۰ قال ابو عیسیٰ الخولعی عن ابی حمزة الراوی فی اول السند مختلف فی اسمہ و
ایضا کان کمال الحسن ابی حمزة الضبی راجل آخر من الرواة فبین اولاً اسمہ ذکر بعدہ اسم ابی حمزة الضبی انہ راجل آخر من عمر بن عمر ابی طلحة ہذا الذی فی سند الترمذی

فانہما کما تقدم فی اول السند ۱۲۰ السند الضبی عن ابی حمزة الضبی عن ابی حمزة الراوی فی اول السند مختلف فی اسمہ وایضا کان کمال الحسن ابی حمزة الضبی راجل آخر من الرواة فبین اولاً اسمہ ذکر بعدہ اسم ابی حمزة الضبی انہ راجل آخر من عمر بن عمر ابی طلحة ہذا الذی فی سند الترمذی

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ من القرآن لیلۃ حل ثنا محمود بن غیلان ثنا سلیمان بن حرب ثنا شعبۃ عن الاعمش عن ابوہنبل عن عبد اللہ قال صلیت لیلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل قائما حتی ہمت بامسئوہ فیل لہ وما ہمت بہ قال ہمت ان افعل وادع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حل ثنا سفین بن زکیع ثنا جریز الاعمش نحوه حل اسحاق بن موسی الانصاری ثنا معن بن مالک عن ابی النضر عن ابی سلمہ عن عائشۃ ان النبی

اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی قصہ ہو اور کوئی سی روایت میں کچھ سہو درج ہو گیا ہو۔ لیکن غلطی پر چل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا لمبی لمبی نماز پڑھنا روزانہ کا معمول تھا اس لئے ایک مرتبہ چار سو تین چار رکعت میں اور ایک مرتبہ تین سو تین ایک رکعت میں پڑھی ہوں تو کیا مانع ہے۔ (۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد میں صرف ایک آیت کو تکرار فرماتے رہے۔ ف۔ وہ آیت سورہ فائدہ کے اخیر کوع کی آیت ان تخذ بھم فافھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم تھی لے اللہ اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہی تو یہ میرے بندے ہیں یعنی ہر طرح سے تیری ملک ہیں تیری چیز ہیں تو جو چاہے تصرف فرما دے۔ اور اگر تو ان کی مغفرت فرما دے اور سب کو معاف کرے تو تیری شان کی کچھ بھی بعید نہیں تو بڑی قدرت والا بڑی حکمت والا ہے۔ ف۔ جس شخص کو زبردست قدرت حاصل ہو وہ جس مجرم کو چاہے معافی دیدے اور جو بڑی حکمت والا ہو اس کے فعل میں حکمت اور مصالح ہو سکتے ہیں حضور کا کھڑے ہونے میں اور کوع سجدہ میں بھی اس آیت کو پڑھتے رہنا اور بار بار دہراتے رہنا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صفت عدل و مغفرت کی مستحضر ہو جائیگی وجہ سے تھا کہ قیامت کا سارا منظر اپنی دو صفوں کا مظہر ہے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی نقل کیا گیا ہے کہ ایک شب تمام رات یہ آیت پڑھتی رہا و امتازہ الیوم ایھا المجرمون۔ اس آیت شریفہ میں بھی قیامت کے منظر کا بیان ہے کہ اُس دن یہ حکم ہو گا کہ آج مجرم لوگ غیر مجرم ہو جائیں اور ممتاز ہو جائیں کس قدر سخت اور کپ کپا دینے والا حکم ہے کہ آج اللہ والہ کے ساتھ ملے چلے ہیں انکی برکات سے نفع اٹھا رہے ہیں لیکن اُس وقت مجرم لوگوں کو ان سے علیحدہ کر دیا جائیگا اللہ ہی اپنے فضل سے وہاں بھی ان مقدس نفوس کے زیر سایہ کھو ورنہ بڑی ہی مشکلات ہیں۔ (۱۵) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ نماز پڑھی حضور نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے ایک بُرے کام کا ارادہ کر لیا کسی نے پوچھا کہ کس کام کا ارادہ کر لیا تھا کہنے لگے کہ میں بیٹھ جاؤں اور حضور کو تنہا چھوڑ دوں۔ ف۔ اس کے دو مطلب محتمل ہیں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگوں اور حضور تنہا کھڑے رہیں یہ اس بنا پر بڑا ارادہ تھا کہ بے ادبی کو متنازل تھا اور ہو سکتا ہے کہ بیٹھ جاؤں کا یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھنی چھوڑ دوں اس کا بُرا ہونا بالکل غلط ہے کہ حضور کی ساتھ ساتھ نماز کی بھی بے ادبی اور اس سے لاپرواہی سمجھی جاتی ہے کہ حضور کے ساتھ نماز پڑھتے پڑھتے نیت توڑ کے بیٹھ جائیں مگر کھڑے کھڑے جب تھک گئے تو اس قسم کے خیال آنے لگے۔ (۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور

۱۵ بآیۃ الخدی ان تعذبہم فانہم عبادک الایۃ وکان علیہ السلام بہا ربک ویدہ کما رواہ ابو سعید وغیرہ ویشکل علیہ مانی روایۃ مسلم وغیرہ من النبی من القدرۃ فی الرکع والسجود واجب بانہ یصل لکون لیسان الجوز اشارۃ الی ان النبی للتشریۃ قبل النبی اویوہ بان المعنی ربک ویدہ معنی ہذہ الایۃ مثلاً بلغنا سبحان فی العزیز الحکیم ہذا بالفتح نفی عن المعصیۃ مصدر وبالضم اتم وشرع الاضافۃ الی المفتوح قالہ الشافعی واما النبی وادع النبی اویوہ بان المعنی ربک ویدہ معنی ہذہ الایۃ مثلاً بلغنا سبحان فی العزیز الحکیم ہذا بالفتح کلام الحافظ ابن جریر وکانہ مانی ان یکرین بالصفۃ ۱۶ قالہ النبی اویوہ بان المعنی ربک ویدہ معنی ہذہ الایۃ مثلاً بلغنا سبحان فی العزیز الحکیم ہذا بالفتح

منہ والایۃ یصلی صلوۃ کما فیہ القسطانی وغیرہ لان ذلک لایلتزم بجلالہ ابن مسعود ورنہ قلت فہا ہر اسباق مع القسطانی وغیرہ ۱۶

نہا زکاتہ وکذا لیس وکذا ہا ہر اسباق مع القسطانی وغیرہ ۱۶

صلى الله عليه وسلم كان يصلى جالسا فيقرأ وهو جالس فاذا بقى
من قراءته قدر ما يكون ثلثين او اربعين آية قام فقرأ

وهو قائم ثم ركع وسجد ثم صنع في الركعة الثانية مثل ذلك

حدثنا أحمد بن منيع ثنا هشيم بن خالد حدثنا أحمد بن عبد الله عن عبد الله

ابن شقيق قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن

قدس صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (جو کہ زیادہ پڑھتے تھے) بیچ کر تلاوت فرماتے تھے اور حکماء

کرنے میں تقریباً تیس یا بیس آیت رہ جاتی تھیں تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لیجاتے اور کھڑے ہو چکی حالت

میں نے دعا کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرمائی۔ ف۔ بعض علماء نے اس شخص کیلئے جو بیٹھ کر نماز پڑھے کھڑے ہو کر رکوع کے لئے کہنا شروع کیا ہے، یہ بھی جائز ہے۔

س کے خلاف جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھے اُسکو شمشیر کا کوعِ سعہ کرنا بھی جائز ہے مگر یہ سب تفصیل میں ہے۔ (فضول ہیں)

وہ شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اُس کو بیٹھ کر پڑھنا جائز ہی نہیں ہے۔ (۱۷) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور کی لوافل کے متعلق دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ حضور رات کے طویل حصے میں لوافل کھڑے

موجودہ کھڑے ہو کر حالت مراد اذیاتی اور جب قرآن مجید کے آیتوں کو سمجھ کر، کھڑے ہو کر حالت مراد اذیاتی اور جب قرآن مجید کے آیتوں کو سمجھ کر، کھڑے ہو کر حالت مراد اذیاتی اور جب قرآن مجید کے آیتوں کو سمجھ کر،

ف۔ رات کے طویل حصے میں نوافل کے علماء نے دو مطلب تحریر فرمائے ہیں ایک تو یہ کہ ایک ہی رات میں بہت سارے

کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور بہت سادہ جیکر۔ اور دوسرا مطلب یہ کہ یہ مختلف راتوں کا حال ہے کہ بعضی راتوں میں طویل نماز

عمر پہلے پڑھتے تھے اور بعضی راتوں میں طویل نماز بشیگر پڑھتے تھے۔ دوسرا مطلب راجہ جو کما حاصل کیا کہ حضور کا معمول رات کی

تھے۔ اس حدیث کا اخیر مضمون بظاہر اس سے پہلی حدیث کے مخالف ہے اس لئے علما نے ان دونوں کو دو حالتوں پر معمول فرمایا کہ نوافل کا

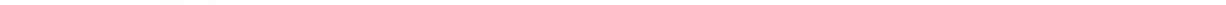
ارشاد اور سرور پر ہے جسوقت جس طرح نشاط زیادہ حاصل ہوتا اسی طرح پڑھتے۔ اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت

عالم میں تعلیم بھی مقصود ہوتی تھی یعنی بہت سی افعال حضور اس لئے بھی کرتے تھے کہ لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اس طرح بھی یہ کام کرنا

٥٠ حتى يه ايمار الى ان الذي كان يفره قبل ان يقوم الكرلان البغية لطلق في الغالب على الاقل ٢٠ قارى **س**هل ان يكون شك من الراوى عن عائشة
من دونه ويكمل ان يكون من كلامها اشارة الى ان ما ذكرته مبنى على التمين كمرزا عن الكذب او اشارة الى التدين بان يكون تاركة اذا بقى خلثون وتاركة اذا

سُئلان خلافتان الأولى ما قاله ابن العزالي المحدث فبقي ان من الفتح الصلوة قادمًا ثم انتقل الى القيام لا يقرأ حال نومه سجلات عكسه فيقرأ حال الهوى دبر

والثانية ما قال ميرك ان في الحديث روا على



۴۲ تفصیل الخانات فی الملومات ۱۲۵۱

تطوعاً فقالت كان يصلي ليلاً طويلاً قائماً أوليلاً طويلاً قاعداً فإذا قرأ هو قائم ركع وسجد وهو قائم وإذا قرأ هو

جالس كره ويخوف هو جالس **حل** ثنا اسحاق بن موسى الانصاري ثنا معن بن ابي عمير ثنا ما لوك عن ابن شهاب عن السائب بن

يزيد عن المطلب بن الرواحي السهمي عن حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

يصل في سبحة قاعدا ويقرب بالسورة ويرتلها حتى تكون أطول من أطول منها **ثالثا** الحسن بن محمد الزعفراني **رحمته**

الحجاج بن محمد عن ابن جريح قال أخبرني عثمان بن أبي سليمان أن أبا سلمة بن عبد الرحمن أخبره أن عائشة أخبرته

ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يمت حتى كان اكثر صلواته ^{في بيته} جالسا ^{تينا} احمد بن منيع ^{ثنا} اسحق بن ابراهيم عن ابي نافع عن ابن عمر

جائز ہے اسکو بیان جواز کتے ہیں اسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھکر نماز پڑھنے کا ثواب پورا ملتا ہے دوسروں کو کھڑے

ہو کر نماز پڑھنے پر جتنا ثواب ملتا ہے بیٹھ کر پڑھنے پر اس سے آدھا ملتا ہے اس لئے کہ حضور کا بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی نبوت کے مقصد کو لے کر ہے یعنی اللہ کے لئے کہ وہ دنیا کو دیکھ کر افسوس کرے کہ آپ کا عذاب یہ ہے کہ حضور رضی اللہ عنہ اکتیہ تک

حضرت پیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والدین سے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورۃ النور پڑھے اور اس میں کوئی سورۃ پڑھتے تو اس قدر تر تیل سے بڑھتے کہ وہ سو رت

اپنے سے لابی سورت سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ **و** یعنی چھوٹی سورۃ میں ترتیل اور قرأت سے پڑھنے کی وجہ سے بڑی

سورہوں کے برابر دیر لگ جاتی تھی۔ مقصد یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کو ہایت ائمینان کی بھیڑ اور پڑھنے
تھے، حلالی اجل کی نہ بڑھتے تھے، جس سے چھوٹے رسالت بھی اتنی دیر میں ختم ہو تا تھا، دوسرے آدمی اس صورت طریقہ سے

اور پھر جب حضورِ لیبی لیبی سوئیں بھی پڑھتے تھے تو کتنی دیر لگتی ہوگی۔ اسی وجہ سے کھڑے کھڑے پاؤں پر روم آجاتا تھا۔

(۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے قریب زمانہ میں اکثر نوافل منجھکا کر پڑھا کرتے تھے۔

نوافل کا مجھ کو ادا فرماتے تھے۔ گو مجھ کو نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے سونے آدھا ہوتا ہے۔ لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس

قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں جنہوں کے لئے بیچکر نماز پڑھنے کا ثواب دیتا ہی ہے جتنا کھڑے ہو کر ہوتا تھا جسکی وجہ پہلے گزری چکی ہے

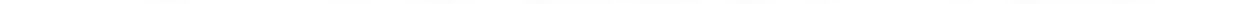
چنانچہ ابوداؤد وغیرہ کی روایات میں اس کی تصریح ہے کہ میں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اس بارے میں کم جیسا نہیں ہوں مگر

۱۔ بدل مما قبلہ بعاۃ الجار و بہ فی البدل کثیر تنبیہاً علی انہ ہو المقصود والمبدل منہ توطیۃ و فی لفظ التطوع اشارۃ الی ان معلوۃ اللیل لم یکن فرضاً علیہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم ١٢٠٥ قال في المفراج يعني يصلي صلاة كثيرة من القيام والقعود او يصلي ركعت مطولة في بعض الليالي من القيام وفي بعضها من القعود كذا في
البدل وبسط القاري في اعراب ليل طويلا فارجح اليه ١٢٠٥ لا يينا في حديث عائشة ردا المتقدم فان لم يصلي التبر عليه سلم احوالا مختلفة في تنبيهه فكان يفعل مرة كذا ومرة

كذا في ام ١٢ وداعة لفتح الواو وتخفيف اللال الملهمة بعدها الف ثم عين ملة ١٢ نسبة البصيلة من قريش صماني اسلم يوم الفتح ١٢ م سلمه في سبعة بضم سين
وسكون الموحدة هي نافلة سميت بسيرة لاشتغالها على التوسيع وانما خست ان نافلة بذلك لان التوسيع الذي في الفريضة ايضا نافلة والتخصيص باعتبار الغالب قد لفظ

على الصلوة مطلقا يقال فلان ساج اي يصلي فرضا او نفلا ٢٣ ب ك ه الزماني يفتح الزاي المعجمة وسكون العين المهملة ومع الفاء والراء وبعد الالف نون كسبة الى الزمعة قرية قرب بغداد وقيل مكة قديمة كبرخ بغداد كذا في هاشم تهذيب التهذيب ٢ ١ ه تاسي وهدا كثر صلوة للحال انه جالس قيل ناقصة والخبر عذوف مثل كان ضرب



قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين
 قبل الظهر وركعتين بعد هاور ركعتين بعد المغرب في بيته
 وركعتين بعد العشاء في بيته ^{بني في المسجد وفيه بنا قعيد المغرب بقوله في بيته ۱۲} حد ثنا احمد بن منيع ثنا اسمعيل
 بن ابراهيم ثنا ايوب عن نافع عن ابن عمر ^{۱۲} قال قال ابن عمر وحدثني حفصة
 ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي ركعتين حين يطلع الفجر فينادي المنادي قال

کی ساتھ دو رکعتیں ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اپنی گھر میں اور دو عشاء کے بعد وہ بھی گھر میں پڑھی۔ ف۔ اس
 حدیث میں سنتوں کا ذکر ہے سنت مؤکدہ حنفیہ کے نزدیک بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ ابن عمر کی حدیث میں گذرا۔ البتہ ظہر کی سنتیں حنفیہ
 کے نزدیک چار رکعت ہیں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد احادیث میں یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعات
 پر مداومت کرے حق تعالیٰ شانہ اس کیلئے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں۔ ان بارہ رکعات کی تفصیل حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ
 کی روایات سے کئی حدیثوں میں ہی آئی ہے جو حضرت ابن عمر کی روایت میں گزری۔ البتہ ظہر سے قبل ان روایتوں میں چار رکعت
 وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ظہر سے پہلے چار رکعت ایک سلام کیساتھ ہوں ان کیلئے آسمان کے دروازے
 کھل جاتے ہیں یعنی بہت جلد قبول ہوتی ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
 وسلم ظہر سے قبل چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسند احمد ابو داؤد وغیرہ میں روایت ہے کہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کیلئے تشریف لیجاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لیجاتے تھے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں مکان پر پڑھ کر تشریف لاتے تھے اور وہ چار رکعت ہوتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ وغیرہ
 کی روایات سے۔ ابو داؤد و شریف میں حضرت عائشہ سے ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ حضور ظہر سے
 پہلے چار رکعت میرے گھر پڑھتے تھے پھر مسجد میں تشریف لے جاتے اور فرض پڑھاتے اسکے بعد گھر تشریف لاتے اور دو رکعت
 پڑھتے۔ اور مغرب کی نماز کے بعد میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد بھی تشریف لاتے اور دو
 رکعت پڑھتے اور صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھتے اور نماز کیلئے تشریف لیجاتے۔ اس مفصل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتیں
 اکثر گھر پر پڑھتے تھے۔ اور مسجد میں تشریف لا کر غائب یہ کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھا کرتے تھے جسکو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
 ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے دو رکعت سنت پڑھی ہوں جن کو حضرت ابن
 عمر نے نقل فرمایا۔ نیز حضرت ابن عمر کا اس حدیث میں یہ ارشاد کہ میں نے حضور کیساتھ یہ نمازیں پڑھیں اسکا یہ مطلب ہے کہ حضور کی جماعت
 کی تکبہ مطلب یہ ہے کہ حضور بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا سند و کما جماعت کرتی تھا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (۲۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ

یہ روایت ابو داؤد و شریف میں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں چار رکعت وارد ہوئی ہیں۔ البتہ ظہر سے قبل ان روایتوں میں چار رکعت
 وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ظہر سے پہلے چار رکعت ایک سلام کیساتھ ہوں ان کیلئے آسمان کے دروازے
 کھل جاتے ہیں یعنی بہت جلد قبول ہوتی ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
 وسلم ظہر سے قبل چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مسند احمد ابو داؤد وغیرہ میں روایت ہے کہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کیلئے تشریف لیجاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لیجاتے تھے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں مکان پر پڑھ کر تشریف لاتے تھے اور وہ چار رکعت ہوتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ وغیرہ
 کی روایات سے۔ ابو داؤد و شریف میں حضرت عائشہ سے ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ حضور ظہر سے
 پہلے چار رکعت میرے گھر پڑھتے تھے پھر مسجد میں تشریف لے جاتے اور فرض پڑھاتے اسکے بعد گھر تشریف لاتے اور دو رکعت
 پڑھتے۔ اور مغرب کی نماز کے بعد میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور عشاء کی نماز کے بعد بھی تشریف لاتے اور دو
 رکعت پڑھتے اور صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھتے اور نماز کیلئے تشریف لیجاتے۔ اس مفصل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتیں
 اکثر گھر پر پڑھتے تھے۔ اور مسجد میں تشریف لا کر غائب یہ کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھا کرتے تھے جسکو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
 ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کسی ضرورت کی وجہ سے دو رکعت سنت پڑھی ہوں جن کو حضرت ابن
 عمر نے نقل فرمایا۔ نیز حضرت ابن عمر کا اس حدیث میں یہ ارشاد کہ میں نے حضور کیساتھ یہ نمازیں پڑھیں اسکا یہ مطلب ہے کہ حضور کی جماعت
 کی تکبہ مطلب یہ ہے کہ حضور بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا سند و کما جماعت کرتی تھا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (۲۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ

۱۲ ای شارکتہ فی الصلوۃ یعنی ان کلامہا فعل تک الصلوۃ ولسل لم اذہ صلی مع جماعہ لان بعد ذلک ہنار ان کانت الجماعۃ جائزۃ فی الرواتب کما فی مشرقہ فیما قالہ
 السجود وقل یوزرکہ فلک یعمل ثلثۃ اوجہ احدہا بالمراد المعیتہ فی صلوۃ الجماعۃ دوم بعد لان لم یفعل الراۃ جماعۃ الثانی المعیتہ فی الزمان او المکان او فیما وان کانا منفردین
 والثلثۃ المعیتہ فی اہل الفضل ای کل منہا فعل ذلک وان اختلف زمن العمل ومجاہد وذا النجاشی ۱۲ م ۱۱۱ فی مکتبہ مقصود بالثبوت قیداً وبتہ المغرب فقط وهو الظاہ بقول اللہ
 فی العشاء ایضاً فی مکتبہ فانہ لکان قد ارجا الی الثلثۃ لا یحتاج الی ذکرہ ہنابل یعنی بذکرہ بعد العشاء فقط واصرغ منہ دلالتہ فی روایۃ البخاری فاما المغرب العشاء یعنی مکتبہ

ایوب اراہ قال خفیفین حد ثنائیۃ بن سیدہ ثنایہ مروان بن معویۃ الفزاری عن جعفر بن برقان عن میمون مہر
عن ابن عمر قال حفظ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی رکعات رکعتین قبل الظهر رکعتین بعدھا ورکعتین بعد
المغرب رکعتین بعد العشاء قال ابن عمر وحدثنی حفصۃ برکعتی الغداة ولکن اراها من النبی صلی اللہ علیہ وسلم حد ثنائی
ابو سلمۃ یحیی بن خلف ثنا بشر بن المفضل عن خالد الحذاء عن عبد اللہ بن شقیق قال سالت عائشۃ عن صلوة النبی

کہتے ہیں کہ مجھ سے (میری بہن ام المؤمنین) حضرت حفصہ کہتی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کے بعد جسوقت مؤذن
اذان کہتا ہے اُسوقت دو مختصر رکعتیں پڑھا کرتے ہیں۔ **ف** صبح کی سنتوں کے متعلق اکثر روایات میں یہی آیا ہے کہ حضور اٹکو مختصر پڑھا
کرتے تھے حتیٰ کہ بعض علماء نے ان احادیث کی وجہ سے یہ کہہ دیا کہ ان میں صرف الحمد شریف پڑھی جائے اور کوئی سورت پڑھنے کی بھی ضرورت
نہیں ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سورت کا پڑھنا ثابت ہے۔ البتہ مختصر سورت پڑھنا اولیٰ ہو مسلم شریف
کی حدیث میں ہے کہ حضور ان سنتوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے اگرچہ بعض احادیث میں ان کے علاوہ کافر ہنا بھی
وارد ہے ایک حدیث میں حضور کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں کسی اچھی میں صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

(۲۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار رکعتیں یاد کی ہیں۔ دو ظہر سے قبل دو ظہر کے بعد
دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد مجھے میری بہن حفصہ نے صبح کی دو رکعتوں کی بھی خبر دی ہے جنکو میں نہیں دیکھا تھا۔ **ف** یہ دو رکعتیں جو مکہ
ہمیشہ گھر میں ہی پڑھی جاتی تھیں اور صبح کا وقت زیادہ تر حاضر باشی کا ہوتا نہیں اسلئے ابن عمر کا یہ کہنا کچھ مستبعد نہیں بعض علماء کہتے
ہیں کہ نہ دیکھنے کا یہ مطلب ہے کہ اُسوقت تک نہیں دیکھا تھا جسوقت حضرت حفصہ نے خبر دی تھی اُسکے بعد دیکھنے کی نوبت آئی اسلئے
کہ بعض روایات سے حضرت ابن عمر کا اپنا مشاہدہ بھی ان سنتوں کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ تمام سنتوں میں صبح کی سنتیں سب سے زیادہ
مؤکد ہیں حضور کی بھی انکی تاکید اور اہتمام کثرت سے نقل کیا گیا ہے اسی وجہ سے بعض علماء نے انکو واجب بتایا ہے اسی وجہ سے اسکا
بہت زیادہ اہتمام چاہئے (۲۳) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی نوافل کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے دو رکعت ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی
نماز سے قبل بتلائیں **ف** اس میں بجز ظہر کے قبل دو سنتوں کے علاوہ باقی میں خفیہ کا اتفاق ہے۔ ظہر کی سنتیں خفیہ کے نزدیک
چار رکعت ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ذیل میں وضاحت سے گزر چکا ہے بخاری شریف میں خود حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کی روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت اور صبح سے قبل دو رکعت نہیں
چھوڑتے تھے یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے اسلئے اس کو کبھی کسی ضرورت پر حمل کریں گے

۱۷ اراہ الغمر المصوب لناف لان ابوب راوۃ عن ۱۲ ۱۷ وقد مر ذلک من طرق فی الصحیحین غیر ما فیہما حدیث المرفوع فی تلوہما من مرسل سعید بن جبیر
یعمل علی بیان الجواز علی ان فیہ راویا لم یسم فلا حجت فیہ من قال یندب تلوہما ولولم یأت فی شیء من تراجمہ صلوۃ اللیل قال القاری قال المناوی وانما ذلک من تخفیفہا انہ
لا یقرانہما غیر اتفاقاً وحکاء ابن عبد البر عن اکثر وبلغ السلف فقال لا یقران فیہما شیئاً اصلہ ۱۲ الفزاری یفتح الفاء وتخفیف التروی وبعدا لانت راربتہ الی الخ
دی قبلہ ۱۲ ۱۷ یفتح الهمزة الی لم یصرھا قال القاری قد روی المصنف ای فی الجامع والسنائی عن ابن عمر وقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر کان یقرانہما ای سورۃ الاخلاص
فی رکعتی المغرب من ثم استدل بہ بضمیم علی الجہر بالقراۃ فیہما واجب بانہ لا یقران فیہما الا من کان یقرانہ من بعض السورۃ وقد مر عن عائشہ ان کان یقرانہما بالقراۃ
یوافقہ قیاس الاخبار فی سائرک نہایت واللیلۃ قال بن جریر ہذا اکلہ صریح فی انہ راوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہما فیما فی روایۃ الشافعی انہ لم یقرانہما ویکون لیکان

۱۷ اراہ الغمر المصوب لناف لان ابوب راوۃ عن ۱۲ ۱۷ وقد مر ذلک من طرق فی الصحیحین غیر ما فیہما حدیث المرفوع فی تلوہما من مرسل سعید بن جبیر
یعمل علی بیان الجواز علی ان فیہ راویا لم یسم فلا حجت فیہ من قال یندب تلوہما ولولم یأت فی شیء من تراجمہ صلوۃ اللیل قال القاری قال المناوی وانما ذلک من تخفیفہا انہ
لا یقرانہما غیر اتفاقاً وحکاء ابن عبد البر عن اکثر وبلغ السلف فقال لا یقران فیہما شیئاً اصلہ ۱۲ الفزاری یفتح الفاء وتخفیف التروی وبعدا لانت راربتہ الی الخ
دی قبلہ ۱۲ ۱۷ یفتح الهمزة الی لم یصرھا قال القاری قد روی المصنف ای فی الجامع والسنائی عن ابن عمر وقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر کان یقرانہما ای سورۃ الاخلاص
فی رکعتی المغرب من ثم استدل بہ بضمیم علی الجہر بالقراۃ فیہما واجب بانہ لا یقران فیہما الا من کان یقرانہ من بعض السورۃ وقد مر عن عائشہ ان کان یقرانہما بالقراۃ
یوافقہ قیاس الاخبار فی سائرک نہایت واللیلۃ قال بن جریر ہذا اکلہ صریح فی انہ راوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلیہما فیما فی روایۃ الشافعی انہ لم یقرانہما ویکون لیکان

وَمِنْ تَبِعُهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ

باب صلوۃ الضم

جیانت گاہ ۱۲۵

حدثنا محمود بن غيلان ثنا أبو داود الطيالسي نا شعبة عن يزيد
الرشك قال سمعت معاذاً قالت قلت لعائشة اكان النبي صلى الله
عليه وسلم يصلي الضحى قالت نعم اربع ركعات ويزيد ما شاء الله عز وجل
حدثنا محمد بن المثنى حدثني حكيم بن مهوية الزياتي حدثنا زياد بن

باب چاشت کی نماز کا ذکر

ف۔ فقہاء اور محدثین کے نزدیک بیچ کے بعد وقت مکروہ تکبیا کیجے بعد سے زوال تک سب صلوٰۃ الفضی کہلاتی ہے لیکن صوفیہ رضی اللہ عنہم کے یہاں یہ دو نمازیں ہیں ایک اشراق کی نماز کہلاتی ہے دوسری چاشت کی نماز کہلاتی ہے جو تھائی دن تک اشراق کا وقت رہتا ہے اور جو تھائی کے بعد نصف النہار تک چاشت کا وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ روایت جو گذشتہ باب کے اخیر میں ذکر کی گئی وہ ایسی ہی اور دیگر روایات صوفیہ کا مذہب ہیں۔ صلوٰۃ الفضی میں علماء کا بہت اختلاف ہے شراح حدیث اس میں علماء کے آٹھ مذاہب لکھی ہیں حنفیہ کے نزدیک یہ نماز مستحب ہے، علماء نے لکھا کہ اس نماز کے بارے میں بہت کثرت سے روایات وارد ہوئی ہیں۔ انیس حضرات صحابہ کرام سے اس نماز کی حدیثیں نقل کی گئی ہیں اور اوجہ میں پچیس حضرات صحابہ کرام کی روایات ذکر کی گئی ہیں انکی علاوہ ادبھی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا کہ آدمی میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ہر جوڑ پر روزانہ ایک صدقہ لازم ہے یعنی اسکے شکر میں کہ حق تعالیٰ شانہ نے اسکو صحیح سالم اپنی وضع پر رکھا انگلی ہی کا ایک جوڑ دیکھ لیجی اگر جدا ہو جائے انگلی بے کار ہے وہ بجائے نرم ہونیکے سخت بن جائے نہ انگلی حرکت کر سکے نہ کسی چیز کو پکڑ سکے وغیرہ وغیرہ۔ پھر حضور نے صدقے لکوائے ہیں کہ ایک مرتبہ سحان اللہ کہنا بھی ایک قسم کا صدقہ ہے الحمد للہ کہنا بھی وغیرہ وغیرہ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ چاشت کی دو رکعت ان تین سو ساٹھ جوڑوں کی سب کی طرف صدقہ ہے۔ مصنف نے انہیں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) معاذہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں چار رکعت (کم سے کم) پڑھتے تھے اور اس کا زائد جتنا دل چاہتا پڑھ لیتے۔ ف۔ صلوٰۃ الفضی نوافل میں اسے کم سے کم دو رکعت اور زیادہ جتنا دل چاہے پڑھے کوئی انتہا نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ رکعات تک پڑھنا ثابت ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور سے پڑھنا آٹھ ہی رکعت کا ثابت ہے البتہ

١٥ لعل الجمع بين الواسفين مع ان موصوفها امد للامارة الى انقيا وتم بها طي والنظاري وابعث بين النسبة العلمية والمباشرة العملية ١٢ ق ٥٤ اختلفت في ضبط
ومعداة لثة كما بسط في الاجز واختلفت ما سبب السلف في تدبه وعده كما بسط في البذل فاسترجع اليها قال لنا وى شهيد تسعة عشر من اكابر السحاب اسمهم ردا والاصطف
مسل السيرة عليه وسلم يصليها حتى قال ابن جرير واحد شيئا بلغت حد التواتر قلت وبسط في الاجز اسما من رداها من العمارة فبلغت اكثر من خمس عشر في اربع الكمية لو شئت
تفصيل اسما ١٢ ٥٥ الرشك بكسر الراء وسكون العجمة كبير النجاسة لقب يزيد بن ابي يزيد الضبي كذا في القاموس وقال ابو الفرج الجوزي هو بالقادسية الكبير العلمية
ولقب بكبير كمينية قال ابن الخوزي دخل بمقرب في كمينية فاقام بها ثمانين يوما المشهور وقيل الرشك القسام كما ياتي في الصيام من المصنف ١٢ ٥٦ اختلفت

عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعائشة اکمل لنبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الفجر قالت لا الا ان یحیی من عینہ ^{بہر شہادۃ} زیاد بن ایوب البغدادی ثنا محمد بن ربیعہ عن فضیل بن مرزوق عن عطیہ عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الفجر حتی نقول لا یدعی ما یدعی حتی نقول لا یصلی ما حد ثنا احمد بن منیع عن هشیم انا عبیدہ عن ابراہیم عن یحیی بن محبوب عن قرظہ الضبی او عن قرظہ عن قرظہ عن ابی ایوب الانصاری

کی نماز ہو رہی ہے عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلوۃ الفجر پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ معمولاً تو نہیں پڑھتے تھے ہاں سفر جب لوٹے تو ضرور پڑھتے تھے حضور کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر مدینہ منورہ صبح کے وقت میں داخل ہوتے اور اول مسجد میں تشریف لیا کر نوافل اور فرماتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب معاذ کو اس جواب کے بالکل خلاف ہے جو شروع باب میں گذر چکا ہے اسلئے علمائے اسکی مختلف طرح سے توجیہ فرمائی۔ امام بیہقی نے یہ توجیہ کی کہ جس حدیث میں نفی وارد ہے اس میں نفی دوام کی مراد ہے جو گاہے گاہے پڑھنے کے منافی نہیں یعنی ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے اور جس حدیث میں اثبات ہے اس میں اکثر اوقات کے اعتبار سے ہے۔ بعض علمائے اس طرح جمع فرمایا کہ سفر سے لوٹنے کے علاوہ اور ایام میں مسجد میں نہیں پڑھتے تھے بلکہ گھر پڑھتے تھے اس حدیث میں نفی خاصۃً مسجد میں پڑھنے کی مقصود ہے کہ مسجد میں جب ہی پڑھتے تھے جب سفر سے واپس تشریف لاتے جیسا کہ اوپر گذرا (۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الفجر کبھی تو اس قدر اہتمام سے پڑھتے تھے کہ ہم لوگوں کا یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ کبھی نہیں چھوڑینگے اور حضور کبھی فرض ہونے پر خونریزی یا کسی اور مصلحت سے ایسا ترک فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ بالکل چھوڑ دی اب کبھی نہیں پڑھیں گے۔ ف حضرت عائشہ بہت سے امور کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امت کی سہولت کے خیال سے ترک فرمادیتے تھے جسکی بہت سی مثالیں ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض امور حضور کا کرنا کچھ دل چاہتا تھا مگر اس ڈر سے اہتمام نہیں فرماتے کہ مبادا امت پر فرض ہو جائیں (۶) ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زوال کے وقت چار رکعت پڑھتے تھے میں نے عرض کیا کہ آپ ان چار رکعتوں کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں حضور نے فرمایا کہ آسمان کے دروازے زوال کے وقت کو ظہر کی نماز تک کھلے رہتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی کار خیر اس وقت آسمان پر پہنچ جاوے میں نے عرض کیا کہ انکی ہر رکعت میں قرأت کی جائے حضور نے فرمایا کہ ہاں قرأت کی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ ان میں دو رکعت پر سلام پھیرا جائے حضور نے فرمایا کہ نہیں

۱۵ اختلاف روایات عن عائشہ فی صلوۃ صلی اللہ علیہ وسلم نفی حدیث الباب فقیدہ بالبحی عن سفیہ واقدم فی اول الباب من حدیث معاذہ ونبأ او شبات مطلقاً فی الصمیمین وغیرہا بروایۃ عروۃ عنہا مارأیتہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی سبۃ الفجر فی ذلک الوقت مالک فی الموطا عنہ فی رؤیتہ مطلقاً ۱۶ اختلاف العلماء فی ذلک فذهب ابن عبد البر الی ترجیح ما انفق علیہ الشیخان واما لو انزلنا من عدم رویتہا عدم الوقوع فیقدم اثبات من روی عنہ من اصحابہ وذهب آخرون الی الجمع بین روایاتہما فقال البیہقی عندی المراد بقولہا ما سمعنا ای ما دادم علیہا وانت خیر بان تاکید نفی المروریۃ بقطایانی ذالک قولی وحلی الحب ان جمع بعضہم بین روایاتی الشیخان فی حدیث معاذہ وابن شقیق بان حدیث ابن شقیق محمول علی المسجد وحدیث معاذہ علی البیت ویکر علیہ حدیث عروۃ وریحان بن المنزی صفة مخصوصۃ واخذ الجمع المذكور من کلام ابن حبان قیل فی الجمع ایضاً بان منی محمول علی المعوۃ فیستلزم من سبۃ مخصوصۃ بعدد معصومی وقت مخصوص کان صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بغیرہ وخصوص کما قالت یحیی ابراہیم بن زید ما شاء اللہ خصوص من جمع الاماکن والا وہ عندی فی الجمع ان حدیث عروۃ محمول علی صلوۃ الاشراف وطلق علیہا ایضاً صلوۃ الفجر فی الروایات فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی المسجد فاما عائشہ بنہ تک وحدیث معاذہ علی البیت وحدیث ابن شقیق علی المسجد کما فی الاوجہ ۱۷ ۱۸ ۱۹ عبیدہ مصفر ابن معتب کما جزم بہ القاری و ذکرہ المناوی بلفظ الی عبیدہ والظاهر انہ وہم بابرہیم شیخہ ہوا غنی ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يد من أربع ركعات عند زوال الشمس فقلت يا رسول الله انك تد من هذه
 الاربع الركعات عند زوال الشمس فقال ان ابواب السماء تفتح عند زوال الشمس فلا ترجع حتى تصلي الظهر فاحب ان
 يصعد لي في تلك الساعة خير قلت اني كلهن قراءه قال نعم قلت هل فيهن تسليم فاصل قال لا احد ^{تسليم} احمد بن منيع
 ثنا ابو معاوية ثنا عبيدة عن ابراهيم عن سفيان بن عيينه عن ابن ابي عمير عن ابي ايوب عن النبي صلى الله عليه وسلم
 نحوه ^{عن} ثنا محمد بن المنثري انا ابو داود ثنا محمد بن مسلم بن ابى الوضاح عن عبد الكريم بن الحارث عن مجاهد عن
 عبد الله بن السائب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي اربعاً بعد ان
 تزل الشمس قبل الظهر وقال انها ساعة تفتح فيها ابواب السماء فاحب ان يصعد
 فيها عمل صالح ^{عن} ثنا ابو سلمة يحيى بن خلف ثنا عمر بن علي

چاروں رکعات ایک ہی سلام ہو جانی چاہئیں۔ ف۔ یہ نماز صوفیہ کے یہاں صلوۃ الزوال بتعبیر کی جاتی ہے اور ان کے نزدیک مستحب
 نمازوں میں زوال کی نماز کا بھی شمار ہے لیکن الشرح میں کے نزدیک یہ ظہر کی سنتیں ہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک ظہر کی سنت کے علاوہ اور
 کوئی نوافل زوال کے بعد ایسی نہیں ہیں جن کو حضور ہمیشہ پڑھتے ہوں۔ بہر صورت دونوں قول کے موافق اسکو اور نیز آئندہ احادیث
 کو صلوۃ الخفی کو کوئی ظاہری مناسبت نہیں سلام ترمذی کا ان احادیث کو چاشت کی نماز کے ذیل میں ذکر کرنا مشکل ہے کیونکہ
 نے اسکی مختلف توجیہات فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ چونکہ انکا وقت چاشت کی نماز کا منتهی تھا اس لیے بتوابع کے ساتھ ذکر فرمادی قسلاً باب کی
 ضرورت نہیں۔ بعض لوگوں کی یہ کہ یہ کاتب کی غلطی سے اس جگہ نقل ہو گئی۔ ورنہ اسکا اصل محل گذشتہ باب چنانچہ کہا جاتا ہے کہ
 بعض نسخوں میں اس جگہ ذکر نہیں بلکہ اُس پہلے ہی باب میں ذکر کی گئی ہے۔ اور بھی مختلف توجیہات کی گئی۔ (دیکھئے) عبد اللہ بن سائب
 رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہوت
 میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اُس وقت بارگاہِ عالی تک پہنچے۔ ف۔ اور
 نماز سے بڑھ کر کوئی اور عمل صالح کیا ہو سکتا ہے کہ تمام عبادات سے افضل ترین عبادت ہے حضور کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز

لے عند زوال الخ قیل فی المناصب بالترجمہ ان لفظ عند کی لفظ علی عقب زوال الشمس لیکن محل علی قبلہ فتكون صلوۃ الخفی وحی البجوری ان ہذا الاحادیث وحدث
 فی باب العبادۃ کما فی بعض النسخ وهو الحسن لعل ایراد ہانی باب من تقرن النسخ ولم یکن فی النسخ المقررة علی المصنف ترجمۃ باب صلوۃ الخفی والاسباب التطوع
 والاسباب الصوم ووقعت ہذا الاحادیث کما فی باب العبادۃ فلا اشکال ۲ علی لیکن علیہ ان المنکحۃ الخفۃ لا یصدقون الا بعد صلوۃ العصر وبعد صلوۃ الصبح و
 یبعد ان العمل یصدق قبل صلوۃ ہم وقد یراد بالصعود القبول قال البجوری وقال المناوی قد یراد بالصعود لعل علم الشرع ۱۲ علی احمد بن محمد بن الحنفی بایرادیہ السند
 ان احمد بن منیع روی ہذا الحدیث عن شیم بالشک فی ذکر قرعۃ ودرود وی عن ابی سعویۃ بالواسطۃ بدون الشک والحریم قاض علی الشک فکان واسطۃ قرعۃ ثابتۃ
 فی الروایۃ وکذا باثبات الواسطۃ اخرجه ابن ماجہ والامام احمد فی سندہ الا ان ابی داود وخرجه ابن ماجہ عن ابن ابي عمیر عن ابي ایوب قتال ۱۳ علی ابو معاویۃ قیل بوی
 شیم المنہ کور فی السند المتقدم واشکل بانہ ان کان کذا لک فلانما ذکرہ السند وبقہ بان الغرض ان ابن منیع روی تارۃ من شیم بالتردد وتارۃ بدونہ قال المناوی قلت لا
 خیر بان المشہور بہذہ الکتابۃ عدۃ رجال لکن انما ہر سناک ہو کونہ شیم المنہ کور فانہ ایضاً لکن یابی معاویۃ ۱۲ علی عبد الکرم ہوا بن مالک الجوری ۱۷ علی ہذا زمرۃ علی ان
 المراد فی الروایۃ السابقۃ بقولہ عند زوال الشمس ہو بعد الزوال فان الصلوۃ عند زوال لا تجوز واختلفوا فی ہذا الصلوۃ علی ہی صلوۃ الزوال اوسنۃ الظہر قال المناوی

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ہذا روایت سے مستفاد کیا ہے کہ نماز صلوۃ الزوال کے بعد نماز ظہر پڑھنا مستحب ہے۔ اور اگر نماز ظہر نہ پڑھی جائے تو نماز صلوۃ الزوال کے بعد نماز عصر پڑھنا بھی مستحب ہے۔

المقدّمی عن مسعر بن کدام عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علیؑ انہ کان یصلی قبل لظہار یعاد ذکران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا عند الزوال ویستد فیہا

باب صلوۃ التطوع فی البیت

حد ثنا عباس الغنیری ثنا عبد الرحمن بن مہدی عن معویۃ بن صالح عن العلام بن الحارث عن حرام بن معویۃ عن عبد اللہ بن سعد قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوۃ فی بیتی والصلوۃ فی المسجد قال قد تری ما اقرب بیتی من المسجد فلان اصلی فی بیتی احب الی من اصلی فی المسجد لا ان تکمل صلوۃ مکتوبۃ

میں ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نماز پڑھنے والا اللہ جل شانہ سے سرگوشی کرتا ہے۔ (۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان چار رکعت کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قراۃ پڑھتے تھے۔ ف۔ امام غزالی نے انہما العلوم میں لکھا ہے کہ ان چار رکعات میں بہتر یہ ہے کہ سورہ بقرہ پڑھے ورنہ کوئی ایسی سورت جو سوایت سے زیادہ ہو۔ تاکہ حضور کا اتباع طویل قرات میں ہو جائے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل گھر میں پڑھنے کا ذکر

ف۔ نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اور فعلاً متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہے اور بہت سی مصالح اس میں ملحوظ ہیں منجملہ انکے یہ بھی ہے کہ نماز کی برکات و گھر میں برکت اور نورانیت بڑھے گھر کے لوگ نماز کو سیکھیں اور ان کو بھی شوق پیدا ہو حضور کا حکم بعض احادیث میں آیا ہے کہ نماز کا کچھ حصہ گھر میں ادا کیا کر و اور گھر و نکو قبرستان نہ بناؤ یعنی جیسا قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جاتی یا جیسا کہ مردے نماز نہیں پڑھتے تمہارے گھر بھی قبرستان کے مشابہ بن جائیں ایسا نہ کرو۔ اس باب میں مصنف نے ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے۔ (۱) عبد اللہ بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو درخت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنی افضل ہیں یا گھر میں حضور نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے جسکی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن اسکی باوجود فراغ کے علاوہ مجھے اپنی گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی زیادہ پسند ہے۔ ف۔ نوافل کا سنی چونکہ اخفاء پر ہے اسلئے ان کا گھر میں پڑھنا افضل ہے تاکہ اخفاء کامل ہو۔ ریاکاری کو بُدھو جائے۔ البتہ فراغ وغیرہ جن کا اخفاء مناسب نہیں وہ مسجد میں افضل ہیں جسکی طواف کعبہ کی رکعتیں اور صلوۃ التراويح وغیرہ صلوۃ التراويح اگرچہ فراغ

۱۔ المقدّمی بنیم المیم وفتح الثانی وتشدید الدال المسند المصنوع ہونے میں بن علی بن عطاء بن مہدی ۱۲۱۱ھ قال لغزالی فی الاحیاء ویصلی بذه رکعات ویقرأ فیہا سورۃ البقرۃ او سورۃ سن السین او اربعاً من التائی ۱۲۱۱ھ قال لغزالی بالمراد بالتطوع غیر العزم فیصلی السن المؤکدۃ والمستحبۃ وغیرہا من صلوۃ الخیر امثالہا ۱۲۱۱ھ نسبت لنبی غنیری من تیم ۱۲۱۱ھ حرام بہمستلین مفتوحین ابن معویۃ وہ حرام بن حکیم بن خالد بن سعد بن حکم دوم من جملہ انہین کلا لغزالی ۱۲۱۱ھ عبد اللہ بن سعد اللغزالی لغزالی دوم من جملہ عبد اللہ بن سعید بالیامہ ۱۲۱۱ھ صیغۃ تمییز فی زیادۃ فی الجواب اذین لانی السی فیہم لہ لافق فی کونہا افضل فی البیت من قرب المسجد من بیت وبعده عنہ ۱۲۱۱ھ

باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا قتیبہ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ایوب

میں نہیں لیکن رمضان المبارک کا خصوصی امتیاز ہے اور جماعت اس میں سنوں کی اور اسی طرح ہر وہ نماز جو جماعت سے ادا کی جاتی ہو جیسے کسوف کی نماز کہ ان نمازوں کا اظہار مقصود اس لئے ان کا مسجد میں پڑھنا اولیٰ ہے

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا ذکر

ف۔ اس باب سے مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نفل روزوں کا بیان ہے آپ کی عادت شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی کبھی کبھی آپ مسلسل کئی دن کے روزے رکھتے تھے۔ روزہ کی فضیلت احادیث کی کتابوں میں بہت سی وارد ہوئی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کے ہر حکم میں ہزار شاہد ہیں مصلح ہیں حکمتیں ہیں۔ آدمی کی عقل کی اتنی پرواز کہاں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جیسے حکیم کی حکمتوں تک پہنچ سکے۔ ہر شخص کی جہاں تک پرواز ہے وہاں تک وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے دینی اور دنیوی فوائد کا ادراک کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمتیں اُس سے بھی اونچی ہوتی ہے جس طرح اور احکام میں ہزاروں مصلحیں ہیں ہرگز میں بھی ہیں منجملہ ان کے چند مصالح ظاہر اور بدیہی ہیں جن میں سے ایک جذبہ مواساة اور ہمدردی ہے جو شخص خود بھوکا رہتا ہے اسکو بھوکے کی ہمدردی پیدا ہو سکتی ہے جو خود بھوک کی تکلیف اٹھاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ غریب پر کیا گذرتی ہے بھوکے کو کسی مصیبت کا سامنا ہے ایسی حالت میں اُس کو بھوکے کی امداد کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے اور غریب کی ساتھ ہمدردی کو بھی طبیعت تقاضا کرتی ہے اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ روزہ کی قوت بہیمہ اور شہوانیہ کا زبرد کم ہوتا ہے یہ قوت جب زور پکڑتی ہے تو بہت سے ایسے امور آدمی سرزد ہوتے ہیں جو دین و دنیا میں رُوسیاہی کا سبب بنتے ہیں۔ اسی کو مولانا فرماتے ہیں کہ ایں نہ عشق است آن کہ در مرد بُوَد این فساد و خوردن گندم بود یہ عشقِ امینی جو آجکل لوگوں میں ہوتا ہے وہ عشق نہیں ہے جو بھلے آدمیوں میں ہوتا ہے یہ پیٹ بھرنا فساد ہے کہ جب پیٹ بھرائی طمانی ہے تو ناپاک حرکتیں خوب سوچتی ہیں۔ اور جب بھوک کا غلبہ ہو رہا ہو تو عشق و شوق سب بھول جاتا ہے اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو کھا جائے نہ کر سکتا ہو اسکو چاہئے کہ روزے کثرت سے رکھا کرے کہ یہ شہوت کو توڑ دینا اور اس کے علاوہ ایک بڑی مصلحت روحانیت کی قوت ہے۔ روزہ سے روحانیت کو بہت زیادہ ترقی ہوتی ہے اسی وجہ سے ہر طقت و مذہب میں کئی کئی صوفیوں سے روزے کا وجود ہے اور مذاہب حقہ میں حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے روزہ کی مشروعیت رہی ہے حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول روزے میں مختلف رہا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا معمول ہمیشہ ہارہ یعنی روزے رکھنے کا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کا معمول ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معمول ایک دن روزہ دو دن افطار تھا۔ اسی طرح دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مختلف معمولات رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ بھی عجیب نہ لاکھا کہ مصلح وقتہ کے تحت میں خاص خاص ایام کے روزے معمول اور تعین فرما رکھے تھے اور ان کے علاوہ وقتی مصلح کے تحت میں بسا اوقات لگاتار روزے رکھتی اور بسا اوقات افطار فرماتے جسکی وجہ ظاہر ہے کہ جب روزہ بمنزلہ ایک تریاق

لے قال البیہقی فی بعض نسخ مسام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل منہما مصدر طعام فہما یعنی واحد و ہونہ الامسک ولومن الطعام ومنہ قولہ قال انی نذرت لرحمتی

لکم صوما الا یہ وشرع الامساک عن المفطرات جمع النہار فیتہ والحر او بہ ہینا فی شغل الغرض والنفل اح ۴۴

عن عبد اللہ بن شقیق قال سألت عائشة عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یفکو
 حتی نقول قد صائم ویفطر حتی نقول قد فطر قالت وما صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا
 کاملًا منذ قدم المدينة الا رمضان حدثنا علی بن حجر ثنا اسمعیل بن جعفر عن محمد بن عبد اللہ بن
 مالک انه سئل عن صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصوم من الشہر حتی یرئی ان لا یرید ان یفطر منه
 ویفطر منه حتی یرئی ان لا یرید ان یصوم منه شیئا وکنت لا تشاء ان تراه من اللیل مصلیا الا ان
 رأیته مصلیا وانا ما الارایتہ ناٹما حدثنا محمد بن عیلام ثنا ابو داؤد ثنا شعبہ عن ابی بشر قال

اور دعا کے ہے تو وقتی مصلح سے اس میں قلت و کثرت جیسکے دعا کا اصل ہے لا بد ہے چنانچہ حضور کے چند مہموں نے انہ کے
 طور پر مصطفیٰ نے ذکر فرمائے ہیں۔ (۱) عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ کبھی حضور اس قدر متواتر روزے رکھتے تھے کہ ہمارے خیال ہوتا کہ اس ماہ میں افطار ہی
 نہیں فرماویں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارے خیال یہ ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے لیکن حدیث منورہ
 تشریف آوری کے بعد رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے دیکھتے ہیں کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا
 ہو یہ بھی نہیں کیا۔ کما فی ابی داؤد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کے متعلق کسی قدر تفصیل حدیث کے ذیل میں آئیگی۔
 (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کسی نے حضور کے روزہ کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ عادت شریفہ میں مختلف کبھی کسی ماہ میں تو
 اتنی کثرت سے روزے رکھتے تھے جس سے یہ خیال ہو جاتا کہ اس میں افطار فرمایا کا ارادہ ہی نہیں ہے اور کسی ماہ میں ایسا مسلسل افطار
 فرماتے تھے جس سے ہم سمجھتے کہ اس ماہ میں آپ کا روزہ کا ارادہ ہی نہیں ہے۔ آپ کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ اگر تم حضور کو
 رات کو سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی طبعاً اور اگر نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی میسر ہو جاتا۔ **ف** مقصود یہ کہ حضور کی عادت
 شریفہ نہ تمام رات سوئیں تھی نہ تمام رات جاگنے کی بلکہ درمیانی رفتار میں حقوق نفس کی رعایت فرماتے ہوئے عبادات کا اہتمام
 بھی پورا پورا فرماتے تھے اس کو شب کو سوتے ہوئے دیکھنا بھی ممکن تھا کہ کچھ حصہ آرام بھی فرماتے تھے اور نماز کی حالت میں
 دیکھنا بھی کہ کچھ حصہ نماز میں گزارتا تھا۔ بعض علماء نے اس کا دوسرا مطلب بھی بتایا ہے وہ یہ کہ عادت شریفہ اس باب میں مختلف
 تھی کہ کبھی اول شب میں نوافل پڑھتے کبھی وسط رات میں کبھی اخیر میں۔ اسلئے اگر رات کے کسی حصہ خاص میں کوئی سوتے ہوئے پانا
 پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے یعنی اگر کوئی یہ چاہے کہ میں اول رات میں حضور کو نماز پڑھتا ہوا دیکھوں تو کسی دن یہ بھی
 طبعاً اور اس وقت سوتا ہوا دیکھنا چاہے تو یہ بھی طبعاً۔ اسلئے کہ رات کا ہر حصہ کسی نہ کسی دن حضور نماز میں گزارتے تھے اور اس کی

۱۔ بالنسب علی الروایۃ الحمیرۃ وجوز بعضهم الرفع قال قتادہ فی دہوضیف روایۃ ۱۲ ۱۷ ای الشہر کلمہ او دایم علی الصیام وعبیرہ للضعف بالمانی
 ولان علی عدم الشک فی تحققہ ۱۲ ۱۷ قیدت بہ لان الاحکام انما کثرت من صین قد صام وثمان لم یفرض الا ۱۲ ۱۷ جمہامی، المہتمہ ویکون المہتم ۱۲ ۱۷
 بنون الخ واما ثانیۃ علی بن ابیہول یو بالخطاب ثلثۃ تجوہ قاری وبنی ثانیۃ فی ایضا بنی المعروف فقال فیہ من غیر مرجح ۱۲ ۱۷ بالنسب مدہم فاسرودی
 الرفع علی ان من مختلفۃ من الشکیۃ ۱۲ ۱۷ قال لہادی لا یسک علی الحدیث قول عائشہ کان اذا صلی صلوۃ وادم علیہا وقلہا کان عملہ دینہ لان المراد بکلمہ بالتحذیر انما

۱۔ بالنسب علی الروایۃ الحمیرۃ وجوز بعضهم الرفع قال قتادہ فی دہوضیف روایۃ ۱۲ ۱۷ ای الشہر کلمہ او دایم علی الصیام وعبیرہ للضعف بالمانی
 ولان علی عدم الشک فی تحققہ ۱۲ ۱۷ قیدت بہ لان الاحکام انما کثرت من صین قد صام وثمان لم یفرض الا ۱۲ ۱۷ جمہامی، المہتمہ ویکون المہتم ۱۲ ۱۷
 بنون الخ واما ثانیۃ علی بن ابیہول یو بالخطاب ثلثۃ تجوہ قاری وبنی ثانیۃ فی ایضا بنی المعروف فقال فیہ من غیر مرجح ۱۲ ۱۷ بالنسب مدہم فاسرودی
 الرفع علی ان من مختلفۃ من الشکیۃ ۱۲ ۱۷ قال لہادی لا یسک علی الحدیث قول عائشہ کان اذا صلی صلوۃ وادم علیہا وقلہا کان عملہ دینہ لان المراد بکلمہ بالتحذیر انما

قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول ما يصوم ان يفطر منه ويفطر حتى نقول ما يريد ان يصوم وما صام شهرا كاملا منذ قدم المدينة الا رمضان حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمة عن ابي سلمة قالت ما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان قال ابو عيسى هذا اسناد صحيح وهكذا قال عن ابی سلمة عن ام سلمة وروى هذا الحديث

دو مصلحتیں سمجھ میں آتی ہیں اول تو یہ کہ عبادت جو اصل مقصد اور آدمی کے وجود کی غرض ہے اور اللہ کی رضا کا سبب ہے رات کے ہر حصہ کو کبھی نہ کبھی اُس کی برکات میں سمیر ہو جائیں اور قیامت میں رات کا ہر حصہ اپنے اندر عبادت کا وجود رکھ کر دوسرے کی عبادت جیسا ایک ہی وقت میں ہوتی رہے تو بمنزلہ عادت کے بن جاتی ہے پھر مشقت کا لطف نہیں رہتا اور جب رات کے مختلف حصوں میں عبادت کی جائیگی تو عادت نہ بنے گی۔ (دسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی حضور کی یہ عادت شریفہ مروی ہے کہ کسی ماہ میں اکثر حصہ روزہ رکھتے تھے جس سے ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس میں افطار کا ارادہ نہیں اور کسی ماہ میں ایسی ہی اکثر افطار فرماتے تھے لیکن کسی ماہ میں بجز رمضان المبارک کے تمام ماہ روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (ف) بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول متعدد روایات میں گزر چکا ہے اس معمول کی دو وجہیں ہیں اول تو یہ کہ باب کے شروع میں یہ گزر چکا ہے کہ روزہ حقیقہ میں ایک تریاق ہے اور بسا اوقات روحانی ترقی اور دیگر وقتی مصالح کیلئے بطور دوا کے بھی رکھا جاتا ہے ایسی صورت میں دوا کے عام اصول کے موافق بسا اوقات اس کی مسلسل استعمال کی حاجت ہوتی ہے اور بسا اوقات خاص ضرورت نہیں ہوتی یا اگر معمولی ضرورت بھی ہوتی ہے تو دوسرے وقتی عواض کی وجہ سے دوا کا ترک ضروری ہوتا ہے جو اطبائے کے یہاں ایسا معروف چیز ہے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر روحانیت کا طبیب کون ہو سکتا ہے اسلئے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقتی ضروریات کے لحاظ سے بسا اوقات مسلسل روزے رکھتے تھے اور بسا اوقات مسلسل افطار فرماتے تھے امت کیلئے بھی جو حضرات خود روحانی طبیب ہیں وہ روحانی مصالح کے لحاظ سے روزے اور افطار کے اوقات متعین فرما سکتے ہیں اور جو شخص خود طبیب نہیں ہے وہ کسی روحانی طبیب کے زیر علاج عملدرآمد کرے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خصوصیات تھیں مثلاً پیر جومات کا روزہ رکھنا ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا یا مہینے میں بعض عشوہ عشوہ کی حجہ کرنا روزہ رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ خصوصیات بسا اوقات اسفار وغیرہ عواض کی وجہ سے چھوٹ جاتی تھیں اسلئے عواض کو جو بانی کے بعد بطور قضا اور تلائی کی ضرورت روزے معمول یا ترک ہو جاتے تھے انکو پورا فرمایا کرتے تھے کہ یہ بھی حضور کی ایک خصوصیت تھی کہ جب کسی عبادت و شریعت فرماتے تو اس پر دوام اور نباہ فرمایا کرتے تھے اسلئے جتنے روزے معمول کی رہیں انکو کوئی اور گناہ یا روزے رکھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ (دسم) ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

لے دیا میں ابی سلمہ نے صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں تک کہ غیر رمضان و جمیع ان اللہ انہ صام انہ لایہ وسلم کان یصوم شعبان کلہ کان یصومہ الا قلیلا قال ابو نعیم الشافعی مفسر الاول میں منی کہ ہاں کہ غالبہ قد نقل الترمذی عن ابن المبارک انہ جاری کلہ العرب الا صام اکثر الشہر ان یقال صام الشہر کلہ و استبعدہ بطبیعی صلاہا ان کل تاکید لا ارادۃ الشہر و دفع الترمذی فی بعض سناتہ کہ قال فیہ علی انہ کان یصوم کل فی وقت و یصوم اکثر فی وقت آخر لئلا یوم انہ واجب کر رمضان فیہا مراد عائشہ و ابن عباس من توہما صام شہر لہما علی الدوام و قبل المراد بقولہا کلہ انہ یصوم من اولہ تارۃ و آخرہ آخری و اثناہ طورا فلان فی شہر ماہ من صیام و ویکو من بعد علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم صام شعبان کلہ و اطلعت علیہ ام سلمہ و لم یطلع علیہ ابن عباس و ما نکتہ ۱۲ اق ملکہ قال ابی سلمی الخ غرض المعرفہ فیہ ما یظہر فیہا الحدیث من الاحتکاک علی ابی سلمہ بان سألہ ان راہ من ابی سلمہ من ام سلمہ و غیر راہ و ماہ منہ من عائشہ فدفعہ المع یقولہ انہ یقول ان ابی سلمہ روى ہما جمیعا ۱۲

غير واحد عن ابى سلمة عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم ويحتمل ان يكون ابوسلمة بن عبد الرحمن قد روى هذا الحديث عن عائشة وام سلمة جميعا عن النبى صلى الله عليه وسلم
 حدثنا هناد ثنا عبدة عن محمد بن عمر وثنا ابوسلمة عن عائشة ^{رضي} قالت لم ار رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم في شهر اكثر من صيامه في شعبان كان يصوم شعبان الا قليلا بل كان يصوم كل ^{ثنا} ^{اى كان يصوم} ^{كله} ^{يوم} ^{فله} ^{١٢} ^{يوم} ^{١٢}

فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان شعبان کے سوا دو ماہ کامل روزے رکھتی نہیں دیکھا۔ قس یہ حدیث بظاہر گزشتہ تمام احادیث کے خلاف ہے کیونکہ اب تک سب روایتیں اس پر متفق تھیں کہ حضور رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے لیکن اس حدیث میں اُسکی ساتھ شعبان کو بھی ملا دیا۔ ان دونوں کی تطبیق علمائے مختلف طریقہ سے فرمائی ہے۔ اول یہ کہ اس حدیث میں تمام شعبان کو مبالغہ کے طور پر کہا گیا ہے۔ حضور کی عادت شریفہ اکثر حصّہ شعبان کے روزے رکھنے کی تھی چنانچہ آئندہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی خود اسکی تصریح موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کسی وقت میں اتفاقاً حضور نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہوں جسکی حضرت ام سلمہؓ کو اطلاع ہوئی اور وہیں کو نہیں ہوئی۔ تیسرے یہ کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباس وغیرہ حضرات کی روایت میں عادت کی نفی ہے کہ حضور کی عادت شریفہ رمضان کے علاوہ اور کسی ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی نہیں تھی۔ اتفاقاً کسی ماہ کے پورے روزے رکھ لینا اُس کے منافی نہیں ہے۔ اسلئے اگر کسی سال کسی عارض کی وجہ سے حضور نے شعبان کے بھی پورے روزے رکھے ہوں تو چونکہ وہ معمول نہ تھا اسلئے حضرت عائشہ وغیرہ نے انکا تذکرہ نہیں کیا اور چونکہ پورے مہینے کے رکھتے تھے اس لئے حضرت ام سلمہؓ نے انکو ذکر کر دیا اسلئے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے چوتھے یہ کہ حضور ابتداء میں شعبان کے تمام مہینے کے روزے رکھتے ہوں اور اخیر میں ضعف کی وجہ سے کم کر دیئے ہوں اسلئے جس نے آخری فعل ذکر کیا سو وجہ سے کہ وہ آخری فعل تھا اُس نے اکثر ذکر کر دیا اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ عارض کی وجہ سے تھا اہل معمول تمام مہینے کا تھا اُس نے تمام مہینے ذکر کر دیا۔ بعض نے اس کا عکس بتایا ہے جیسا کہ روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول اکثر مہینے کے روزے رکھتے تھے بعد میں تمام کے رکھنے لگے۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (رمضان کے علاوہ) شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا شعبان کے اکثر حصّہ میں آپ روزے رکھتے تھے بلکہ (قریب قریب) تمام مہینے کے روزے رکھتے تھے۔ (۶) یہ برقی کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام ماہ شعبان کو روزوں کا ذکر صاف بتلا رہا ہے کہ اس سے مبالغہ مقصود شعبان میں روزوں کی کثرت کی وجہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد

١٤ اى كثير من الرواة قال ميرك رواه محمد بن ابراهيم العتيبي عن ابي سلمة عن عائشة وداود بن عتيبي بن ابي كثير وسالم بن ابو النضر عن عبد الله بن ابي وغيرة ومحمد بن ابراهيم وزياد بن ابي غياث عن عائشة وداود بن عتيبي بن سعيد وسالم بن ابي الجعد فروياه عن ابي سلمة عن عائشة ١٢ اى ١٥ حال من مفقود ثم ان كانت الرواية بعصرية والابان كانت عطية وهو الاظهر ففى مفقود ثان وقول اكثر صفة مفقود مطلق اى صيانا اكثر من صيام النبى صلى الله عليه وسلم فى شعبان ١٢ اى ١٥ بل كان الخ يعنى ان ما لا يصوم من شعبان فى غاية من القلة بحيث قلن انه صام كله فكلية بل للترقى والامانة حينئذ قولها الا قليلا ولا ما سبق من انه صام شهر اكا طام منذ قدم المدينة وبشكل اكثره عليه السلام صيام شعبان مع انه ورد عنه سلم وغيره الفصل من صيام بعد رمضان صوم شهر الله المحرم واجب باحتماله ان كان يعرض له عليه السلام اعذار منه عن الصوم فى المحرم كالسفر وغيره اولان لشعبان تخصيص برفع الاعمال وهو لا يوجد فى المحرم اولاه عليه السلام ما لم تقضى المحرم الا فى آخره الشريف قاله البيهقري قلت كقول ان الحاد يشبه المحرم صوم بعضه وهو يوم عاشوراء دون تمام الشهر وكان عليه السلام يصومه فلما ابراهيم ١٢ +

قال سمعت سعيد بن جبيرة عن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصوم حتى نقول ما يريد ان يفطر منه ويفطر حتى نقول ما يريد ان يصوم وما صام شهرا كاملا منذ قدم المدينة الا رمضان حل ثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن منصور عن سالم بن ابى الجعد عن ابى سلمة عن اُم سلمة قالت ما رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان قال ابو عيسى هذا اسناد صحيح وهكذا قال عن ابى سلمة عن ام سلمة وروى هذا الحديث

و دو مصلحتیں سمجھ میں آتی ہیں اول تو یہ کہ عبادت جو اصل مقصد اور آدمی کے وجود کی غرض ہے اور اللہ کی رضا کا سبب ہے رات کے ہر حصہ کو کبھی نہ کبھی اُس کی برکات میسر ہو جائیں اور قیامت میں رات کا ہر حصہ اپنے اندر عبادت کا وجود رکھے۔ دوسرے یہ کہ عبادت جب ایک ہی وقت میں ہوتی رہے تو بمنزلہ عادت کے بن جاتی ہے پھر مشقت کا لطف نہیں رہتا اور جب رات کے مختلف حصوں میں عبادت کی جائیگی تو عادت نہ بنے گی۔ (دسم) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی حضور کی یہ عادت شریفہ مروی ہے کہ کسی ماہ میں اکثر حصہ روزہ رکھتے تھے جس سے ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس میں افطار کا ارادہ نہیں اور کسی ماہ میں ایسی ہی اکثر افطار فرماتے تھے لیکن کسی ماہ میں بجز رمضان المبارک کے تمام ماہ روزہ نہیں رکھتے تھے۔ ف۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول متعدد روایات میں گزر چکا ہے اس معمول کی دو وجہ ہیں اول تو یہ کہ باب کے شروع میں یہ گزر چکا ہے کہ روزہ حقیقہ میں ایک تریاق ہے اور بسا اوقات روحانی ترقی اور دیگر وقتی مصالح کیلئے بطور دوا کے بھی رکھا جاتا ہے ایسی صورت میں دوا کے عام اصول کے موافق بسا اوقات اس کی مسلسل استعمال کی حاجت ہوتی ہے اور بسا اوقات خاص ضرورت نہیں ہوتی یا اگر معمول ضرورت بھی ہوتی ہے تو دوسرے وقتی عوارض کی وجہ سے دوا کا ترک ضروری ہوتا ہے جو اطباء کے یہاں ایسے معروف چیز ہے امد بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر روحانیت کا طبیب کون ہو سکتا ہے اسلئے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقتی ضروریات کے لحاظ سے بسا اوقات مسلسل روزے رکھتے تھے اور بسا اوقات مسلسل افطار فرماتے تھے امت کیلئے بھی جو حضرات خود روحانی طبیب ہیں وہ روحانی مصالح کے لحاظ سے روزے اور افطار کے اوقات متعین فرما سکتے ہیں اور جو شخص خود طبیب نہیں ہے وہ کسی روحانی طبیب کے زیر علاج عملدرآمد کرے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خصوصیات معمولات کے مثلاً پیر جمعرات کا روزہ رکھنا ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا یا مہینہ میں بعض مشہور عشاء و فی الجبہ کو روزہ رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ معمولات بسا اوقات سفار و غیرہ عوارض کی وجہ سے چھوٹ جاتے تھے اسلئے عوارض دہ ہو جانے کے بعد بطور رضا اور طہارتی کو چند روزے معمول میں ترک ہو جاتے تھے انکو پورا فرمایا کرتے تھے کہ یہ بھی حضور کی ایک خصوصی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی عبادت و شروع فرماتے تو اُس پر دوام اور نباہ فرمایا کرتے تھے اسلئے جتنے روزے معمول میں رہا کرتے انکو کبھی نہ کبھی لگاتار روزے رکھنے کی نوبت آ جاتی تھی اللہ تعالیٰ ہمیں اسلئے نصیب فرمائے آمین

هذا يثبت ما سبق انه صلى الله عليه وسلم لم يصوم شهر كذا غير رمضان وجمع بان المراد انه صام اكثر من ايامه سلم كان يصوم شعبان كله كان يصومه الا قليلا قال النووي الثاني
مفسر الاول معنى قولها كله فالبه وقد نقل القرطبي عن ابن المبارك انه جاز في كلام العرب اذا صام اكثر الشهر ان يقال صام الشهر كله واستبعده طيبي حطابا بان المثل تأكيد
لامادة التمثيل وفتح التفسيره بالبعث سنات له قال فيمن على انه كان يصومه كله في وقت ويصوم اكثر في وقت آخر فلا يتوهم انه واجب كرمضان فعلى هذا مراد
عائشة رضي الله عنها من قولها صام شهره لصامه على الدوام دليل المراد بقولها كله انه يصوم من اوله تارة وآخره اخرى واثنائه طورا فلذلك في شيئا منه من صيام و
ولا يكون بعد على انه صلى الله عليه وسلم صام شعبان كله واظلمت عليه ام سلمة ولم يطلع عليه ابن عباس وعائشة رضي الله عنهما قال ابو بصير الخزرجي المصنف في ما يظهر في غير
الحديث من الاختلاف على ابى سلمة بان سلمة رآه عن ابى سلمة عن ام سلمة وخير واحد رآه عنه عن عائشة فدفعه المصنف بقولها انه يحتمل ان ابى سلمة روى عنها جميعا ١٢

غیر واحد عن ابی سلمہ عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومحمّد ان یكون ابو سلمة بن عبد الرحمن قد روى هذا الحديث عن عائشة وامر سلمة جميعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حدثنا هناد بن عباد عن محمد بن عمر وثنا ابو سلمة عن عائشة قالت لم ار رسول الله ﷺ
وسلم يصوم في شهر اكثر من صيامه في شعبان كان يصوم كل حثنا
۱۲

فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان شعبان کے سوا دواہ کامل روزے رکھتی نہیں دیکھا۔ قس یہ حدیث بظاہر گزشتہ تمام احادیث کے خلاف ہے کیونکہ اب تک سب روایتیں اس پر متفق تھیں کہ حضور رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے لیکن اس حدیث میں اُسکی سادہ شعبان کو بھی ملا دیا۔ ان دونوں کی تطبیق علمائے مختلف طریقہ فرمائی ہے۔ اول یہ کہ اس حدیث میں تمام شعبان کو مبالغہ کے طور پر کہا گیا ہے۔ حضور کی عادت شریفہ اکثر شعبان کے روزے رکھنے کی تھی چنانچہ آئندہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود اسکی تصریح موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کسی وقت میں اتفاقاً حضور نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہوں جسکی حضرت ام سلمہ کو اطلاع ہوئی اور وہیں کو نہیں ہوئی تیسرے یہ کہ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس وغیرہ حضرات کی روایت میں عادت کی نفی ہے کہ حضور کی عادت شریفہ رمضان کے علاوہ اور کسی ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی نہیں تھی۔ اتفاقاً کسی ماہ کے پورے روزے رکھ لینا اُس کے منافی نہیں ہے۔ اسلئے اگر کسی سال کسی عارض کی وجہ سے حضور نے شعبان کے بھی پورے روزے رکھ لئے ہوں تو چونکہ وہ معمول نہ تھا اسلئے حضرت عائشہ وغیرہ نے انکا تذکرہ نہ کیا اور چونکہ پورے مہینے کے رکھتے تھے اس لئے حضرت ام سلمہ نے انکو ذکر کر دیا اسلئے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے چوتھے یہ کہ حضور ابتدا میں شعبان کے تمام مہینے کے روزے رکھتے ہوں اور اخیر میں ضعف کی وجہ سے کم کر دیئے ہوں اسلئے جس نے آخری فعل ذکر کیا اسوجہ سے کہ وہ آخری فعل تھا اُس نے اکثر ذکر کر دیا اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ عارض کی وجہ سے تھا اصل معمول تمام مہینے کا تھا اُس نے تمام مہینے ذکر کر دیا۔ بعض نے اس کا عکس بتایا ہے جیسا کہ روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول اکثر مہینے کے روزے رکھتے تھے بعد میں تمام کے رکھنے لگے۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (رمضان کے علاوہ) شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے رکھتے نہیں دیکھا شعبان کے اکثر حصہ میں آپ روزے رکھتے تھے بلکہ (قریب قریب) تمام مہینے کے روزے رکھتے تھے۔ (۶) یہ ترقی کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام ماہ شعبان کو روزوں کا ذکر صاف بتلا رہا ہے کہ اس سے مبالغہ مقصود شعبان میں روزوں کی کثرت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد

۱۷ ای کثیر من الرواۃ قال یبرک رواہ محمد بن ابراہیم التیمی عن ابی سلمہ عن عائشہ ووافقہ یحییٰ بن ابی کثیر وسالم ابو النضر عند البخاری وفیرہ ومحمد بن ابراہیم وزید بن ابی غیاث عند النسائی ووافقہ یحییٰ بن سعید وسالم بن ابی الجعد فریاد عن ابی سلمہ عن عائشہ ۱۲ ان ۱۷ حال من منقول لم ار ان کانت الروایۃ بصریۃ والا بان کانت علیہ وہو الاظهر فی منقول ثمان وقول اکثر صفۃ منقول مطلق ای صیاما اکثر من صیام البنی صلی اللہ علیہ وسلم فی شعبان ۱۲ ان ۱۷ بل کان الخ یعنی ان ما یصومہ من شعبان فی غایۃ من الثقۃ بحیث لیس انصام کلمۃ بل للترقی ولاینا فیہ حینئذ لو لہا الاقلیل ولا سب من انصام شہر اکاملاً من قدم المدینۃ وشکل کثارہ علیہ السلام صیام شعبان مع انہ ورد عنہ سلم وغیرہ الفصل فی صیام بعد رمضان صوم شہر اللہ المحرم واجب باحتمال ان کان یوم من رخصۃ اللہ عذارت من الصوم فی المحرم کالسفر وغیرہ ولان شعبان یخص برفع الاعمال وهو لا یوجد فی المحرم اولاً علیہ السلام کلمۃ فضیلت المحرم الا فی آخر عمرہ الشریف قالہ البیہقی قلت کنین ان السار بشہر المحرم صوم بعضہ وهو یوم عاشوراء دون تمام الشہر دکان علیہ السلام یصومہ فلما ابراد ۱۸ +

القاسم بن دینار الکوفی ثنا عبد اللہ بن موسیٰ طلق بن غنم عن شیبان عن عاصم عن زر بن عبد اللہ قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من غرة کل شهر ثلثة ايام وقل ما کان یفطر یوم الجمعة حدیثنا عمرو بن غیلان

قرانی کہ اس مہینہ میں وہ دن بھی ہے جس میں سال کے اعمال حق تعالیٰ جل شانہ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے
اعمال اسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اسکے علاوہ اور بھی بعض وجوہ احادیث وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اور بعض اوقات
ایک وجہ کا ہونا دوسرے وقت میں دوسری وجہ کا ہونا بھی ممکن ہے اور متعدد وجوہ کا جمع ہو جانا بھی حضرت عائشہؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ
حضور کا معمول تین دن ہر ماہ میں روزے رکھنے کا تھا وہ بسا اوقات غوارض کی وجہ سے رہ جاتے تھے اور سب کا مجموعہ شعبان میں
حضور رکھا کرتے تھے اسکی ساتھ دوسری روایات میں پیر جمعرات کا روزہ بھی حضور کا معمول نقل کیا گیا ہے۔ اسی صورت میں اگر دو تین
مہینے بھی تمام سال میں کسی عذر سے چھوٹ گئے تو ایک مہینہ کے روزے بنانا کیا مشکل ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رمضان کی تعظیم کی وجہ
شعبان کا روزہ افضل ہے یعنی جیسا فرض نمازوں کی سنتیں پڑھی جاتی ہیں ایسے ہی رمضان سے قبل نفل روزے ہیں۔ اگرچہ حضورؐ
ضعف کے خیال سے رمضان شریف کے قبل روزے کو منع بھی فرمایا ہے مگر حضور پر ضعف روزہ کا کچھ ایسا نہ ہوتا تھا اسی وجہ سے
لگا تار روزے بھی رکھ لیتے تھے ایک حدیث میں آیا ہے حضورؐ کسی نے شعبان میں روزوں کی کثرت کا سبب پوچھا تو آپؐ فرمایا
کہ اس مہینہ میں ہر شخص کا نام مریخوالوں میں لکھا جاتا ہے جو اس تمام سال میں مریخوالے ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میری موت اسی
حالت میں لکھی جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر مہینہ میں نفل روزے رکھنے کا معمول
معمول تھا اور رمضان المبارک میں نفل روزہ رکھنے کی کوئی صورت نہ تھی اسلئے ماہ رمضان کے چھٹے کے روزے بھی پیشگی شعبان
ہی میں رکھ لیتے تھے اور اسی بناء پر شعبان رمضان دو مہینوں کے روزے ملکر اکثر حصہ مہینہ کا ہو جاتا تھا (۴) عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ کے شروع میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار
فرماتے تھے۔ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنے کی ترغیب مختلف احادیث میں وارد ہوئی۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا
ہو نیکی وجہ سے تین روزوں کا ثواب ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہو جاتا ہے اور اس حیثیت سے یہ شخص گویا عمر بھر روزہ دار رہی
حکم میں ہوگا۔ ان تین دن کی تعیین میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن کوئی مخالفت نہیں کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
مہینہ کے شروع ہی میں تین روزے رکھ لیتے تھے کبھی کبھی ہر پیر جمعرات کو کبھی تیرہ چودہ پندرہ کو ایسے ہی اور مختلف اوقات
میں بھی اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ کی آئندہ حدیث میں وارد ہے کہ متعین ایام نہ تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی سفر یا حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے۔ دوسرا مضمون حدیث بالا
میں جمعہ کے روزہ کے متعلق ہے اس حدیث سے جمعہ کے دن روزہ کا اہتمام معلوم ہوتا ہے لیکن دوسری روایات میں

۱۔ عبد اللہ بن مسعود بلفظ التفسیر فانی بعض النسخ عن عبد اللہ بن موسیٰ غلط ۲۔ بنین بمعنی ثمن مشدود ۱۲۔ عبد اللہ بن مسعود کا ہر مہینہ فی رفا
المشکوۃ مع انہ یقول ہوا المراد عند الاطلاق فی اصطلاح الحدیث قالہ القاری ۱۲۔ غرة بضم غین بمعنی بدایہ اولی الامر ہناک اوائل ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲

ثنا ابو داود ان شعبۂ عن یزید لرشک قال سمعت معاذۃ قالت قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم ثلثۃ ایام من کل شھر قالت نعم قلت من ایۃ کان یصوم قالت کان لا یبالی من ایۃ صام قال ابو عیسیٰ ویزید لرشک هو یزید الصبیع البصری وهو ثقۃ وروی عنہ شعبۃ وعبید اللوات بن سہید وحماد بن زید اسمعیل بن ابراہیم وغیر واحد من الامۃ وهو یزید القاسمی قال لقسم والرشک بلفظ اهل البصرۃ هو القسم حد ثنا ابو حفص عمر بن عثمان عن عبد اللہ بن داود عن ثور بن یزید عن خالد بن معمر ان عزیر بن سبیۃ الجرشی عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتبع فی صوم الاثنين والخمیس حد ثنا ابو مصعب المذہبی عن مالک بن انس عن ابی النضر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن عائشۃ قالت ما کان سؤل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شھر الا من صیام فی شعبان حد ثنا محمد بن یحییٰ ثنا ابو عاصم عن محمد بن رفاعۃ عن سہیل بن ابی صالح عن ابی یحییٰ ان الشہر یرد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

روزہ کیلئے عبد کی تخصیص کی ممانعت آئی ہے اسی وجہ سے بعض علماء حدیث بالا کی وجہ سے اس کے استجاب کے قائل ہوئے ہیں اور بعض علماء ممانعت کی وجہ سے جمعہ کی تخصیص کو مکروہ بتاتے ہیں خود حنفیہ کے یہاں بھی دونوں قول ہیں۔ (۷) معاذۃ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضور ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ رکھتے تھے میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہیں تھا جن ایام میں موقعہ ہوتا رکھ لیتے۔ یعنی کسی زمانہ میں یہ بھی معمول شریف رہا کہ تعیین ایام کا اہتمام نہیں تھا اور کبھی مخصوص ایام میں مثلاً مہینہ کی پہلی تین تاریخوں میں کبھی مہینہ کی اخیر تین ایام میں کبھی ایک مہینہ میں شنبہ یکشنبہ دو شنبہ کو رکھتے اور دوسرے مہینہ میں شنبہ چہار شنبہ پنجشنبہ کو رکھتے اسی کو اس بارے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اور اسی کو حضرت عائشہؓ نے تعیین کا انکار فرما دیا (۸)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیر جمعرات کے روزہ کا اکثر اہتمام فرماتے تھے۔ بعض روایات ہیں ان دنوں کے روزے کی اہتمام کی وجہ بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ ایک وجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قریب ہی آرہی ہے کہ یہ دنوں دن اعمال کی پیشی کے ہیں پیر کے دن کے متعلق مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ میں پیر کے دن پیدا کیا گیا ہوں۔ اور پیر ہی کے روزہ مجھ پر قرآن شریف نازل ہوتا شروع ہوا ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن حق تعالیٰ شانہ ہر مسلمان کی مغفرت (بشرط قواعد) فرمادیتے ہیں مگر جن دو مفسول میں آپس میں چھوٹ چٹاؤ ہوا ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے اگر انکی مغفرت کو اس وقت تک روک دیا جائے جب تک یہ آپس میں صلح نہ کر لیں۔ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کی کسی ماہ میں زیادہ روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اس کا بیان مفصل گذر چکا ہے (۱۰) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر جمعرات کے دن حق تعالیٰ جل شانہ کی عالی بارگاہ میں پیش ہوتی ہیں

قال ابو یسٰی المخرم المصنف بیان کو غنیۃ ولفظ علیہ بانہ تقدم ترجمۃ فی الباب المذہبی فان الانساب ایراد التوثیق ہناک واجب بانہ اشجع الی بیان توثیق ہنا لان ما رواہ ہنا یا حنفہ ما من لہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم مکرۃ کل شہر ۱۲ ھ العننی بضم المعیۃ وفتح المعجۃ بعد ہا مملۃ۔ ذبہ الی ضبیۃ بن قیس بن علقمۃ قالہ السیاط فی الانساب ۱۳ ھ دار رشک الخ اختلفت فی معنی الرشک وسبب تلخیصہ فی فصل انہ یعنی کثیر اللغۃ وقد مر فی باب المعنی واما المعنی الی انہ یعنی القسۃ کان یزید یعرف علم القسۃ وکان یسما شہرا من جہۃ المملکۃ وکان ماہراً فی قسۃ الامامی وحر فا ذیل الرشک بالمعرب لقب بہ لدخلہ فی کسۃ وکسۃ ثناء وقیل لانه کان غیہراً فان من الغیرۃ والرشک قال المسئلانی ہوا المحدث فارشک بالفتح فی الفارسیۃ یعنی الخفیۃ وحب فہو الہ قالہ القاری ۱۴ ھ عمرو بن علی یعنی اولہ وبالولہ ہوا ابو حفص الفلاس الحافظ ۱۵ ھ عبد اللہ بن داود کذا فی الاصل وکذا فی جامع الترمذی والنسائی فیما فی سننہ القاری والنسائی ان عبد اللہ بن ابی داود ویزید لفظ الی سہون النسخ ۱۶ ھ الجرشی ہضم جم وفتح را نشین بمعنی موضعہ بالین ۱۷ ھ کراۃ تعدد وطلب لمہاجر یبالا استعمال فالعنی علی الاول یتحد صوبہا فی صبر عن الصوم منتظر لہما علی الثانی مجتہد فی اقلع الصوم

قال تعرض الأعمال يوم الاثنين والخميس فأحب أن يعرض علي وأنا صائم ^{آخر سبب راجع للاحق} ثنا
ابو احمد معوية بن هشام قال لثنا سفين عن منصور عن خيثمة ^{عنه} ع عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يصوم من الشهر السبت والاحد الاثنين ومن الشهر الاخر الثلاثاء والاربعاء والخميس ثنا هرون
ابن اسحاق الرضائي نا عبد الله بن سليمان عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان عاشوراء يومًا يصوم

میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں **ف**۔ تاکہ قبولیت کے زیادہ قریب ہو جائیں اعمال پیش ہونے میں یہ
اشکال ہے کہ مسلم شریف کی ایک روایت کا یہ حاصل ہے کہ اعمال صبح شام دو مرتبہ روزانہ بارگاہ تک پہنچتے ہیں پھر ہر جمعرات کو پیش
ہو نیکا کیا مطلب۔ ان دونوں کے درمیان میں محدثین نے مختلف طریقہ سے جمع کیا ہے پہلے یہ کہ رات دن کے اعمال تفصیل طور پر
روزانہ دو مرتبہ پیش ہوتے ہیں رات کے علیحدہ دن کے علیحدہ اور معمولی تفصیل سے۔ اور پھر ہفتہ میں بارہ ہر جمعرات کو پیش ہوتی
ہیں اور تمام سال کے مجموعی اعمال اجمالی طور پر شعبان میں اور شب قدر میں بھی پیش ہوتے ہیں اور بار بار کی پیشی میں منجملہ متعدد مصلحتوں
کے ایک مصلحت۔ فرشتوں کے سامنے نیک لوگوں کا انہار شرف ہے کہ ان حضرات نے آدمی کے پیدائش کے وقت یہ اشکال کیا تھا
کہ آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرما رہے ہیں جو دنیا میں کشت خون اور فساد برپا کریں گے اسی لئے حق تعالیٰ شانہ بہت سونیکا کمال
پر فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر تذکرہ بھی فرماتے ہیں درنہ حق تعالیٰ شانہ ہر شخص کے ہر عمل سے ہر وقت واقف ہیں
ان کیلئے اعمال پیش کرنیکی ضرورت نہیں ہے (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
ہر مہینہ کے تین روزے اس طرح بھی رکھتے تھے کہ ایک مہینہ میں بارہ روزے اور دوسرے مہینہ میں ستر روزے بدھ جمعرات کو
ف۔ تاکہ ہفتہ کے تمام دنوں میں روزہ ہو جائے اور جمعہ کا روزہ قصداً نہ رکھتے ہوں جیسا کہ بعض روایات میں اس کو عید کا
دن قرار دیا گیا اور دوسرے اہم مشاغل اس میں ہوتے ہیں یا اس روایت میں ذکر نہیں کیا گیا دوسری روایات میں سبکی روزے
کا ذکر ہے ہی۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کا روزہ زمانہ جاہلیت میں قریش رکھا کرتے تھے۔
اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی (ہجرت سے قبل تطوعاً) رکھ لیا کرتے تھے (لیکن ہجرت کے بعد) جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو
خود بھی (اہتمام سے) رکھا اور امت کو بھی (وجوباً) حکم فرمایا۔ مگر جب رمضان المبارک نازل ہوا تو وہی فرضی روزہ بن گیا اور عاشورہ
کی فرضیت منسوخ ہو گئی (اب استحب باقی ہے) جس کا دل چاہے رکھے جس کا دل چاہے نہ رکھے۔ **ف**۔ عاشورے کے
روزے کی فضیلت میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ عرفہ کا روزہ سو دو سال کے گناہ معاف
ہوتے ہیں اور عاشورے کے روزہ سو ایک سال کے۔ بعض شروح میں لکھا ہے عاشورے کو دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول

لے تعرض الاما شکل علیہ بروایت مسلم بر فیہ عمل اللیل قبل عمل النہار و عمل النہار قبل عمل اللیل واجب بان الرفع غیر العرض و فیہ توجیہات ما خر قال المناوی
و کہ تعرض لیلۃ نصف من شعبان و لیلۃ القدر و الاولی ایامی بامتنار الاسبوع و الثانی و الثالث بامتنار العام و فائدۃ تکریر العرض انہما شرف العالمین
بین الملا الاعلی و بالخریم شہد و قول الخلیس اعتباراً و صوماً مکر وہ ۱۲ ۱۳ خیرۃ فی صبح غار معجۃ و ثار شمسۃ بینا قمتانہ ۱۴ ۱۵ سہی بہ لان السبت القطع و ذلک
الیوم انقطع فی الخلق لانه عز اسمہ خلق السموات و الارض فی ستۃ ایام ابتداء یوم الاحد و ختم یوم الجمعة بخلق آدم علیہ السلام ۱۶ ۱۷ بالنصب فیہ و فیما قبلہ علی انہ
منقول فیہ یصوم قال المظہر ارو صلی اللہ علیہ وسلم ان ہین سنۃ جمیع ایام الاسبوع و انما لم یصہا متوالیۃ لئلا یشق علی الامۃ الا قدارہ و لم یدکر فی ہذا الحدیث

میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں تاکہ قبولیت کے زیادہ قریب ہو جائیں اعمال پیش ہونے میں یہ اشکال ہے کہ مسلم شریف کی ایک روایت کا یہ حاصل ہے کہ اعمال صبح شام دو مرتبہ روزانہ بارگاہ تک پہنچتے ہیں پھر ہر جمعرات کو پیش ہو نیکا کیا مطلب۔ ان دونوں کے درمیان میں محدثین نے مختلف طریقہ سے جمع کیا ہے پہلے یہ کہ رات دن کے اعمال تفصیل طور پر روزانہ دو مرتبہ پیش ہوتے ہیں رات کے علیحدہ دن کے علیحدہ اور معمولی تفصیل سے۔ اور پھر ہفتہ میں بارہ ہر جمعرات کو پیش ہوتی ہیں اور تمام سال کے مجموعی اعمال اجمالی طور پر شعبان میں اور شب قدر میں بھی پیش ہوتے ہیں اور بار بار کی پیشی میں منجملہ متعدد مصلحتوں کے ایک مصلحت۔ فرشتوں کے سامنے نیک لوگوں کا انہار شرف ہے کہ ان حضرات نے آدمی کے پیدائش کے وقت یہ اشکال کیا تھا کہ آپ ایسی مخلوق کو پیدا فرما رہے ہیں جو دنیا میں کشت خون اور فساد برپا کریں گے اسی لئے حق تعالیٰ شانہ بہت سونیکا کمال پر فرشتوں کے سامنے تفاخر کے طور پر تذکرہ بھی فرماتے ہیں درنہ حق تعالیٰ شانہ ہر شخص کے ہر عمل سے ہر وقت واقف ہیں ان کیلئے اعمال پیش کرنیکی ضرورت نہیں ہے (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہر مہینہ کے تین روزے اس طرح بھی رکھتے تھے کہ ایک مہینہ میں بارہ روزے اور دوسرے مہینہ میں ستر روزے بدھ جمعرات کو ف۔ تاکہ ہفتہ کے تمام دنوں میں روزہ ہو جائے اور جمعہ کا روزہ قصداً نہ رکھتے ہوں جیسا کہ بعض روایات میں اس کو عید کا دن قرار دیا گیا اور دوسرے اہم مشاغل اس میں ہوتے ہیں یا اس روایت میں ذکر نہیں کیا گیا دوسری روایات میں سبکی روزے کا ذکر ہے ہی۔ (۱۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کا روزہ زمانہ جاہلیت میں قریش رکھا کرتے تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی (ہجرت سے قبل تطوعاً) رکھ لیا کرتے تھے (لیکن ہجرت کے بعد) جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی (اہتمام سے) رکھا اور امت کو بھی (وجوباً) حکم فرمایا۔ مگر جب رمضان المبارک نازل ہوا تو وہی فرضی روزہ بن گیا اور عاشورہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی (اب استحب باقی ہے) جس کا دل چاہے رکھے جس کا دل چاہے نہ رکھے۔ ف۔ عاشورے کے روزے کی فضیلت میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ عرفہ کا روزہ سو دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عاشورے کے روزہ سو ایک سال کے۔ بعض شروح میں لکھا ہے عاشورے کو دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول

الرفاعی ثنا ابن فضیل عن الامام عن ابی صالح قال سألت عائشة واما سلمة ای لعل کان احب
لی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا ما دیم علیه وان قل حد ثنا محمد بن اسمعیل ثنا عبد الله
ابن صالح ثنا معویة بن صالح عن عمرو بن قیس انہ سمع عاصم بن حذیف قال سمعت عوف بن فاک یقول کنتم مع

کرمی چاہیں جن کا مکمل ہو سکے حق تعالیٰ جل شانہ ثواب دیوے نہیں گھبراتے یہاں تک کہ تم عمل کرنے سے گھبرا جاؤ۔ حضرت عائشہؓ
فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی عمل زیادہ پسند تھا جس پر آدمی نباہ کر سکے۔ **ف** یہ صحابیہ حضرت حواریہیں صحابہ
کرام میں عبادت کا دلولہ اور جوش تھا۔ حدیث کی کتابوں میں بہت سی فقے اس قسم کے مذکور ہیں کہ ان حضرات کا شوق ان کو حدیث زیادہ
مجاہدہ پر مجبور کرتا تھا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال کی نصیحت فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص ایک مشہور صحابی ہیں فرماتے
ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یہ طے کر لیا کہ عبادت میں بہت ہی کوشش کروں گا دن میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور رات کو روزانہ ایک کلام مجید
ختم کیا کروں گا میرے والد نے ایک شریف عورت سے میرا نکاح کر دیا۔ ایک مرتبہ والد نے بیوی سے میرا حال دریافت کیا اُس نے عرض کیا
بہت نیک آدمی ہیں رات بھر بستر پر نہیں آتے نہ کسی سے کوئی واسطہ رکھیں۔ میرے والد مجھ پر بہت خواہوے کہ میں نے کسی شریف
عورت سے تو تیرا نکاح کیا تھا تو نے اُس کو معلق چھوڑ رکھا ہے مجھ پر غلبہ شوق میں کچھ اثر نہ ہوا۔ والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
ملکایت کر دی۔ حضور نے مجھ کو دریافت فرمایا۔ میں نے سنا ہے کہ تم دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو۔ میں نے
عرض کیا کہ حضرت صحیح ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ایسا نہ کیا کرو کسی روزہ رکھا کرو اور کسی انظار۔ اسی طرح رات کو نماز میں بھی پڑھا کرو اور سوا
بھی کر چھائے بدن کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں۔ تمہاری بیوی کا بھی
حق ہے۔ اولاد کا بھی حق ہے۔ ملنے والوں کا بھی حق ہے۔ (۱۵) ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے پوچھا کہ حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پسند تھا۔ دونوں نے یہ جواب دیا کہ جس عمل پر مداومت کی جائے خواہ کتنا ہی کم ہو۔
ف۔ ان سب روائیوں سے یہ مقصود ہو کہ روزہ اور ایسے ہی ہر نفل عمل خواہ قلیل ہو لیکن جتنا کر سکے و تنانباہ کراہتاً سے کرے مگر
ایسا بھی نہ کرے کہ نہ بچنے کے خون و نفل اعمال کو بالکل ہی خیر باد کہدے کہ فراموشی میں کوتاہی کو پورا کر نیوالی چیزیں نوافل ہی ہیں سب کراہتاً
کیساتھ جس قدر نباہ سکے اُسکی سستی کرے۔ (۱۶) عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ تھا
حضور نے مسواک فرمایا پھر وضو فرمایا پھر نماز کی نیت باندھ لی۔ میں نے بھی حضور کا اقتدار کیا اور حضور کی ساتھ نماز کی نیت باندھ لی۔
حضور نے سورہ بقرہ شروع فرمائی اور جس آیت رحمت پر گزرتے وہاں وقفہ فرما کر حق جل شانہ سے رحمت کا سوال فرماتے اور سورہ
ہی جس آیت عذاب پر گزرتے وہاں وقفہ فرما کر حق تعالیٰ شانہ سے اُس عذاب سے پناہ مانگتے۔ پھر حضور نے تقریباً اتنی ہی دیر کوع
فرمایا رکوع میں سبحان ذی الجبروت والملكوت والکبریاء والعظمة۔ یہ دعا پڑھتے رہے۔ پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور
سلطنت والی نہایت بزرگی اور عظمت و بڑائی والی ہے۔ پھر رکوع ہی کی مقدار کے موافق سجدہ کیا اور اُس میں بھی یہی دعا پڑھی
دو پھر دوسری رکعت میں سورہ آل عمران (اور اسی طرح ایک ایک رکعت میں) ایک ایک سورہ پڑھتے رہے۔ **ف**۔ یہ چار کثرتیں

۱۔ الرفاعی بکسر الراء و تخفیف الفاء نسبتہ الی اصحابہ و رواہ ۱۲ صحابہ بصیغۃ المعلوم من التکلم بعدہ و فی نسخۃ سکت بنا۔ البہول بنسب عائشہ و ام سلمہ الی اولیٰ رفقائہ علی اللہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ فاستاک ثم توضأ ثم قام یصلی فقمت معہ فبدا فاستفتح البقرة
فلا یمتر بایۃ رحمة الا وقف فسأل ولا یمتر بایۃ عذاب الا وقف فتعوذ ثم رکع فمکث راکعاً
بقدر قیامہ ویقول فی رکوعہ سبحان ذی الجبروت والملكوت والکبریا والعظمة ثم سجد بقدر
رکوعہ یقول فی سجود سبحان ذی الجبروت والملكوت والکبریا والعظمة ثم قرأ آل عمران ثم سورة سورۃ یفعل مثلاً ذلک

باب ما جاء فی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حد ثنا قتیبۃ بن سعید ثنا اللیث عن ابن ابی ملیکہ عن یعل بن مملک انہ سأل ام سلمۃ عن قراءۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا هی تنعت قراءۃ مفسرۃ حرفاً حرفاً حد ثنا محمد بن بشار ثنا وھب بن جریر
ای مبینۃ من المفسر وہو البیان والتفسیر شد ۱۲

کتبی لابی ہونگی الفاظ سے خود ہی ظاہر ہے کہ ایک سورۃ بقرہ ۲ پارے کی سورت اور پھر حضور کی تلاوت کہ نہایت المینان سے ہر حرف
علیحدہ ظاہر ہوا اس پر ہر آیت رحمت اور عذاب پر پھیر کر دعائیں مانگنا پھر اتنا ہی طویل رکوع اور پھر سجدہ بھی ایسا ہی۔ یہ ایک کعت ہوئی
اس طرح کی چار رکعت جو تمام رات میں بھی مشکل پوری ہوں لیکن غلبہ شوق کے سامنے بالخصوص ایسی ذات کیسے جسکی آنکھوں کی ٹھنڈک
ناز میں ہو یہ چیز کچھ بھی گراں نہ تھی۔ اخیر کی چند حدیثوں کو حضور کے روزے کے تذکرہ سے بظاہر کوئی تعلق نہیں۔ شمائل کے بعض نسخوں
میں تو یہ متفرق باب چاشت کا بیان اور روزہ کا بیان وغیرہ ہیں ہی نہیں بلکہ یہ تمام حدیثیں حضور کی عبادت کے باب میں ہیں
اس میں تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن جن نسخوں میں یہ متفرق باب موجود ہیں ان میں ایک دقیق بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ عموماً جو
لوگ روزوں کے شوقین ہوتے ہیں اکثر دیکھا گیا کہ وہ ایسا افراط کرنے لگتے ہیں کہ حقوق میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ اس لئے اول مام
ترمذی نے اعتدال اور میانہ روی کی روایتیں ذکر کیں اور اخیر روایت سے اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ اگر غلبہ شوق میں کسی وقت کچھ
معمول سے زیادتی ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ ایسا نہ ہونا چاہئے کہ عبادت سے طلال اور نفور پیدا ہو جائے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کا ذکر

ف۔ یعنی حضور کی تلاوت کی کیفیت کا بیان ہے کہ حضور کس طریقہ سے قرآن اور تجوید کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔ اس باب میں آٹھ
حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) پہلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور کی قراءت کی کیفیت پوچھی انھوں نے

۱۵ قال میرک العلم انہ لم یظہر وہ مناسبتہ ذلک للاحادیث بعنوان ابواب کی ان وقت فی بعض النسخ عقب حدیث حذیفۃ وہو اشبه بالصواب واھن ان امراد ہا ہما من تعرف
النسخ وقیل یس فی بعض النسخ المقرۃ علی المصنف باب معلومۃ النسخی دلا بابلۃ التطوع فلا الصوم من وقع فی جمیع الاحادیث فی باب العبادۃ فلا اشکال قال المناوی فی حدیث
ما شہد وام سلمۃ اخرہ الی الصوم مع انہ باب العبادۃ الباقی لان کثیراً یأیدون علی کثیر من غیرہ فذکرہ فی ذلک زجراً عن الملازمۃ وان کان لا اختصاص لہ بالصوم ثم کمال
فی حدیث عون وجہ تم الباب ہذا الخیر لہ لما استطر علی ان فیصل الاعمال بالاطاق بین ان ترک کمال الشوق نادراً لا یغوت ہفتیہ وذلک علی من قول العسطلانی انہ وقع سہوا من
النسخ ۱۲ ای لم قرأ سورة فی ثلاثۃ واخری فی الرابعۃ ففیہ حذو حرف الحلقف فریم انہ تکید فعلی عدول من ذلک لابی میرک وقیل ان یکون المراد ان قرأ السورۃ مذکورۃ
فی رکعۃ واحدة کما فی حدیث حذیفۃ المتقدم فی باب العبادۃ والاحتمال الاول اذ فی بظاہر ہذا السباق ۱۲ ای سلمۃ یعنی فی کیفیت قراءۃ القرآن ترمذی دہ او دقفا اسر لہ
واعلانا و ترجیحا وغیرہ ۱۲ ام سلمۃ وقع فی بعض النسخ یشہد شباب وہو غلط لیس فی الرواۃ احمد اسمہ لیس بن شہاب بن یسویث بن سعد ۱۲ ۵۵ ابن ابی ملیکہ بالتصغیر
عبد اللہ بن عبد اللہ ۱۲ ۵۵ مملک یعنی الیم الاولی و سکوناً ثانیۃ و فتح اللام بعد ہا کان ۱۲ ۵۵ قال الطبری معنیہ ذلک اما بالقلیل بان تقرأ کذا او بالفعل بان

كان النبي صلى الله عليه وسلم يقطع قراءته يقول الحمد لله رب العالمين ثم يقف ثم يقول الرحمن الرحيم ثم يقف وكان يقرأ ما في يوم الدين حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا الليث عن معاوية بن صالح عن عبد الله بن أبي قيس قال

١٥ ما يفظ الصددي ذات مد والجراد به كقول النفس في حروف المد والعين في رواية البخاري كان يمد مد أو في بعض نسخ ما على وزن فعلا قال القاري لم يفت عليه
 رواية ١٢ ١٥ الاسوي بعين الهمزة وفتح يميم نسبة إلى بني امية ١٢ ١٥ قال الصنف في الجامع بكنا روى يحيى بن سعيد وغيره عن ابن جهم عن ابن ابي مليكة عن ام سلمة
 وليس سندها متصل لان الليث بن سعد روى هذا الحديث عن ابن ابي مليكة عن علي بن ام سلمة انها وصفت قرارة النبي صلى الله عليه وسلم حرا فراه حديث الليث
 اصحا قال السنادي تعقبه القسطلاني بان سماع ابن ابي مليكة من ام سلمة ثابت عند علماء اسما الرجال فما ادري كيف حكم بدمها اتصاله برواية الليث غير نص في الانقطاع
 لاحتمال كونه من المزبني متصل الاسانيد و قال الحافظ العسقلاني فعلم من ابن ابي مليكة ادركت اثنين من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وذكر في من سبح منهم
 ام سلمة قال القاري اذا ثبت سماعها فلم لا يجوز ان يسبق الحديث بهذا اللفظ من ام سلمة وبهذا اللفظ المتقدم من علي منها اه ١٢ ١٥ يقول الخازني دليل على ان البسطة
 ليست جزء من الفاقعة على ما هو مذهبنا المنفية وذهب مالك قاله القاري خلافا للشافعية ١٢ ١٥ قاله القاري الحاصل انه كان يقف على راس الآية تعليلا للامانة
 ولوقية قطع الموصوف عن الصفوة ولذا قال البيهقي والكلبي وخيرهما حسين ان يقف على راس الآية وان تعلقت بما بعد بالاتباع فخرج بعضهم في الحديث بان عمل الوقت
 يوم الدين غفلة عن قواعد القرار اذا جمعا على ان الوقت على الفواصل وقت حسن وانما الخلفاء في المفاضل من هو الوصل او الوقت فالجهد كاسبوا وندى وغيره على الاول
 والجرى على الثاني ١٢ ١٥ قال السنادي بالالف في جميع نسخ السام قال القسطلاني انه دها من النسخ والمصواب ملك بحدت الالف اه قلت اختلفت روايا
 ام سلمة في هذا اللفظ جدا واخرجه البوداد و احمد والبيهقي بالالف والتردي في الجامع والحكم بدون الالف ١٢ +

۵۵ اسی سزا کا نام رد الطغیان فی اوقات القرآن ہے جو بھی کسی کاتب غازی سے مل سکتا ہے ۲۲

سالت عائشة عن قراءة النبي صلى الله عليه وسلم كان يستر بالقراءة أم يجهر قالت كل ذلك قد كان
يفعل ربنا سرور بما جهر قلت الحمد لله الذي جعل في الأمر سنة **حسن** ثنا محمود بن غيلان ثنا وكيع
ثنا مسعود بن ابى لؤلؤ العبدى عن محمد بن جعدة عن أم هانئ قالت كنت اسمع قراءة النبي صلى الله عليه وسلم بالليل
وأنا على عرشى **حسن** ثنا محمود بن غيلان ثنا ابوداؤد ابننا شعبه عن مطوية بن قرة قال سمعت عبد الله بن مغفل

سلف بن مهران ۱۲

صلى الله عليه وسلم قرآن شریف آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر انھوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا میں نے کہا الحمد للہ اللہ کا شکر و احسان ہے
جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی کہ مقتضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ اسی طرح پڑھ سکے۔ **ف**۔ یہ سوال جیسا
کہ جامع ترمذی شریف کی روایت میں تصریح ہے تہجد کی نماز کے بارہ میں تھا اور اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ کا یہ فرمانا کہ دونوں
طرح معمول تھا یعنی آواز سے بھی اور آہستہ بھی اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک رات میں ہی دونوں طرح معمول تھا۔ اور یہ بھی
صحیح ہے کہ کسی رات میں آواز سے پوری نماز پڑھنے کی نوبت آتی تھی اور کسی رات میں آہستہ تمام نماز پڑھ لیتے تھے دونوں صحیح ہیں
اور تہجد میں دونوں طرح پڑھنے میں مضائقہ نہیں ہے وقت کی مناسبت سے بسا اوقات آواز سے پڑھنا افضل ہوتا ہے بالخصوص جہاں
دوسروں کی ترغیب کا سبب بنے یا نشا ط پیدا ہوتا ہو اور جہاں کسی کی تکلیف کا احتمال ہو یا رکشا کا شائبہ ہو وہاں آہستہ پڑھنا اہل ہوتا ہے
جہر سے پڑھنے میں دوسروں کی تکلیف کی رعایت ضروری ہے اور کسی وقت دونوں برابر ہوں تو معمولی جہر اہل ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ
کا معمول تہجد میں آہستہ پڑھنا تھا اور حضرت عمرؓ بلند آواز سے پڑھتے تھے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں حضرات پر
گذر ہوا دونوں کا حال دیکھا صحیح کو جب دونوں حضرات حاضر خدمت تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا تذکرہ فرمایا۔ ابوبکر میں
تمہارے پاس سے گذرا تم بہت آہستہ آہستہ پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں جس پاک فات سے باتیں کر رہا تھا وہ سن
ہی رہا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم بہت بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے عرض کیا کہ غفلت سے سونے والوں کو جگانا اور
شیطان کو اپنے سے دور رکھنا مقصود تھا۔ حضور نے دونوں حضرات کی تصویب فرمائی اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تم اپنی آواز کو
تھوڑا سا بڑھا لیا کرو اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم ذرا آہستہ کرو۔ (دہ) ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
میں مسجد حرام میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتی تھی **ف**۔ میں
یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت صاف صاف بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ میں اپنے مکان سے سن لیتی تھی۔ رات کے وقت
دیسے بھی آواز دور تک جایا کرتی ہو اور پھر مکان کی چھت پر تو اور بھی صاف صاف جاتی ہے بالخصوص جب مکان قریب ہو (۲) عبد اللہ
بن مغفل کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن انا فتحناک فتحنا امینا لیغفرک اللہ ما تقدم من ذنبک
وما تاخر پڑھتے دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے۔ معویہ بن قرة (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) نے

سلف العبدی یصح عن رسولہ فی بعض النسخ العبدی یصح عن النبی وکسر الواو قالہ قاری قلت والمایہ بکتب الرجال ۱۲ **ع** قال المناوی و
بأشبات الیاء فی فتح مجدہا والعرض والعرض المسریر وشبه بیت من جریا یعمل فوہ التمام وسقطت البیت وکلمایہ یستظهر بہ وہیأ للکلم لیرفع علیہ قال بقاری المار
السریرونی روایۃ الحسنائی وابن امیہ قالت کنت اسمع وانا نائما علی فراشی فی الیاء من ابن ماجہ قالت کنت اسمع قراءة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جوف اللیل عند
الکعبۃ وانا علی عرشی ۱۲ **ع** قرۃ نعم کانت وتشدید رار مہلہ ۱۲ +

باب ماجاء بكاء رسول الله صلى الله عليه وسلم

تو صمن والے سن لیتے تھے۔ **ف**۔ یعنی صمن سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔ قرآن شریف کا آہستہ اور آواز سے پڑھنا دونوں مواقع کے لحاظ سے افضل ہیں۔ اگر ترغیب کا موقع ہو یا کوئی اور سبب جہر کی ترجیح کا ہو تو جہر سے پڑھنے والا اگر ریا وغیرہ کا خون ہو تو آہستہ پڑھنے سے غرض یہ کہ موقع کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آواز سے قرآن پاک پڑھنے والا ایسا ہے جیسا اعلان سے صدقہ کرنے والا اور آہستہ قرآن شریف پڑھنے والا ایسا ہے جیسا کہ چپکے سے صدقہ کرے والا۔ اور صدقہ کو مستغرق اظہار اور انخفا کا افضل ہونا موقع کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے اسی طرح تہجد کا بھی حکم ہے۔

ف۔ آدمی کا رونا چند وجوہ سے ہوتا ہے کبھی رحمت اور مہربانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی خوف کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی اشتیاق و محبت کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی غلبہ خوشی سے ہوتا ہے کبھی کسی درد غیرہ کی تکلیف کی وجہ سے اور کبھی رنج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کبھی کسی کے ظلم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک رونا توبہ کا ہوتا ہے جو کسی گناہ کے صادر ہو جانے سے آتا ہے۔ ایک رونا نفاق کا کہلاتا ہے جو کسی دوسرے کے دکھانے کی وجہ سے نماز وغیرہ میں خشوع خضوع ظاہر کرنے کے طور پر رویا جاوے۔ ایک رونا ملنگے کا کہلاتا ہے جیسے کسی کے مرے ہو یا بھلا مزدوری لئے رویا جاوے۔ ایک رونا مزدوری کا رونا کہلاتا ہے جیسا کسی میت کے گھر مزدوری لیکر رویا جاوے جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے ایک موافقت کا رونا کہلاتا ہے وہ یہ کہ کسی کو روتا ہوا دیکھ کر رونا آجائے وغیرہ وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ اکثر میت پر شفقت و رحمت یا امت پر خوف یا اللہ کے ڈر یا اس کے اشتیاق سے ہوتا تھا جیسا کہ روایات و معلوم ہو گا انہی اقسام کا رونا محمود ہے۔ مثلاً نے لکھا ہے کہ ایک رونا جھوٹ کہلاتا ہے وہ اس شخص کا رونا ہے جو کسی گناہ پر روئے اور اس پر حجاب ہے شرع حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا رونا بیخ کا رونا تھا اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا رونا شوق کا رونا تھا اور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا رونا محبت کا رونا تھا بندہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ راتوں کا اکثر رونا اس ذیل میں تھا ورنہ جیسا بھی گذر حضور کا رونا مختلف انواع کا ہونا تھا چنانچہ مختلف انواع کی روایا آ رہی ہیں۔ اس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) عبد اللہ بن شجر کہتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔

الحجرة هي الأرض المحورة أي المنوطة بها كما نعوها عليها والمراد من البيت والمعنى أنه صلى الله عليه وسلم إذا قرأ في البيت ربما يسع قرائته من في سمته ولا تجاوز صوتهم إلى ما وراءه بحقوقه وقال القنادي يمتثل أن يكون المراد بالبيت هو الحجرة نفسها أي يسبح من في الحجرة ويصلي الله عليه وسلم فيها ١٢ **س** قال القنادي هو ليفهم الوحدة مقصده أخرج اليد مع الحزن في حدودها خروجه مع رفع الصوت كذا ذكره بعض الشراح وأطلق صاحب القاموس حيث قال بكسر الكي بكاء وبكاهه وقال القنادي قيل بالمد إذا كان الصوت غلب وبالقصر إذا كان الحزن غلب

ص **س** مطن بضم الميم فتح الطاء المهملة وكسر اللام الشدة هـ ابن الشخير بكسر التميمين المشدودتين ثمانية فراه ١٢ +

١٤
 از یزید از هر رجل من البكاء ^{من آواز زحیم و غم} ثنا حماد بن عیسی بن معویة بن هشام ثنا سفین عن الاعشى عن ابراهيم عن
 عبدة عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرأ على فقالت يا رسول الله اقرأ عليك انزل
 قال يا احب ان اسمع من غيري فقرأت سورة النساء حتى بلغت جندبك على هؤلاء شهيدا قال فرأيت عيني النبي صلى الله عليه وسلم ثم سئل

ف۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال خشوع و خضوع کی وجہ سے تھا۔ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ یہ حالت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس وقت ہوتی تھی جب اللہ جل جلالہ کی صفات جلالیہ اور صفات جمالہ دوؤں کا ظہور اسٹھ ہوتا تھا اور صفات جمالہ کے ظہور کی تو کوئی چیز طاقت ہی نہیں رکھتی البتہ صرف صفات جمالہ کا جس وقت ظہور ہوتا تھا اُس وقت ایک سرور اور انبساط کی کیفیت پیدا ہوتی تھی اور حضور کے طفیل مشائخ سلوک کو بھی یہی دو کیفیتیں پیش آتی ہیں۔ (۲) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف سناؤ شاید حضور نے اس لئے ارشاد فرمایا ہو کہ سننے میں غور و تدبیر پڑھنے سے زیادہ ہوتا ہے یا کسی اور وجہ سے سننے کی رغبت فرمائی ہو کہ بہت سی وجوہ اس کی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہی کہ قرآن شریف سننے کی سنیت بھی حضور کے فعل سے ثابت ہو جائے) میں نے عرض کیا کہ حضور آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ ہی کو سناؤں (شاید ابن مسعود کو یہ خیال ہوا ہو کہ سنانا تبلیغ اور یاد کرانے کے واسطے ہوتا ہے) حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسری سنوں۔ میں نے امثال حکم میں سنانا شروع کیا اور سورہ نسا (جو چوتھے سپارہ کے پونے سے شروع ہوتی ہے) پڑھنا شروع کی۔ میں جب اس آیت پر پہنچا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئناک علیٰ ہؤلآء شہیداً تو میں حضور کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔ ف۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رونا کلام الہی کے سننے سے ہو کہ تلاوت کلام اللہ کی شان یہی ہے امام نووی نے لکھا ہے کہ تلاوت کے وقت رونا عارفین کی شان ہے اور صالحین کا شعار ہے حق تعالیٰ شانہ نے کلام پاک میں متعدد جگہ اس کی تعریف کی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ اذ انتہی علیہم آیات الرحمن الایۃ سورہ مریم جب ان پر رحمن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو زمین پر گر جاتے سجدہ کرتے ہوئے۔ اور روتے ہوئے دوسری جگہ ارشاد ہے ان الذین اذوا العلم الایۃ بنی اسرائیل کہ یہ قرآن شریف جب لہ پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل گر جاتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن شریف یعنی کس کا سنانا ان کے خشوع کو اور بڑھا دیتا ہے۔ اور نظام ہے کہ حضور سے زیادہ ان آیات کے مطابق اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضور کا یہ رونا کلام اللہ شریف کی عظمت و جلال کی وجہ سے ہونا قرین قیاس ہے۔ اس صورت میں حضور پہلے سے رورہے ہوں اور عبد اللہ بن مسعود کی نگاہ اسی وقت پڑی ہو قرین قیاس ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاص اُس آیت پر حضور کو رونا آیا ہو کہ اس آیت شریفہ کا ترجمہ یہ ہے اُس وقت بھی کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہی دیں گے

له بالرائين المجمعين بينهما تحية على وزن فليس اى فليان وقيل صوت والمرسل كبير الميم ففتح الحميم القدر من نخاس او حمر او حديد او غير ذلك او التدر مطلقا كما اختاره المحققون
 ١٢ له قال الحارثي ومن هذا الحديث ونحوه حسن اهل الطريق الوجود والتواجد في احوالهم ٢٠م له قال المناوي العلامة في بن دكيج اه والظاهر عندي انه الثوري فحين الحديث
 اخبره البخاري عنه عن الامش وذكرا الحافظ في مشايخ معاذية بن بشام الثوري ١٢ له قال المناوي هو متقدم فليحذر بالمراد به اه قلت هو ابن يمين النخعي القابلي الشهير جزم به الحافظ
 في الفتح والصين ثم الحديث اخبره المصنف برواية ابى الاوص من الامش عن ابراهيم بن علقمة عن عبد الله ثم قال كذا روى ابوالاوص وانما هو ابراهيم عن عبدة عن عبد الله
 ١٥ له بسند لا يفتح عين مهله وكسرها مودة ابن لمرة السلمي التابعي كذا في الشريفة وكشف الرجال ١٢ له اى مركزا او متنيا لا شاهدا حاضر ١٢ ان له ففتح التاء وكسر
 الميم ومنه اى تسلط ولفظ المصنفين حتى اتيت بزه الآية قال حسبك فالتفت اليه فاذا وجدنا نذر فان ١٢ +

حل ثنا قتیبہ ثنا جریر عن عطاء بن السائب عن ابی عبد اللہ بن عمر قال انکسفت الشمس یوماً

على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي حتى لم يكد يركع ثم ركب

فلم يكد يرفع راسه ثم رفع راسه فلم يكد ان يسجد ثم سجد فلم يكد ان يرفع راسه ثم رفع راسه فلم يكد

ان يسجد ثم سجد فلم يكد ان يرفع راسه فجعل ينفض ويبيح ويقول رب الم تعد لي ان لا تعذبهم وانا فيهم

رب الم تعد لي الا تعذبهم وهم يستغفرون ونحن نستغفرك فليما صلى ركعتين انجلت الشمس فقام محمد

حاضر کریں گے۔ یہ قیامت کا منظر ہے کہ اُس دن ہر نبی کو ان کی امت پر گواہی دینے کے لئے بطور سرکاری گواہ کے لایا جائے گا جس کے

حالاتِ مشرکی احادیث میں مفصل موجود ہیں اس صورت میں حضور کا یہ رونا قیامت اور عشر کے سخت حالات کے تصور سے ہو کہ نہایت

ہی سخت دن ہو گا اور ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہو گا اور ممکن ہے کہ حضور کو چونکہ اس آیت شریفہ میں بطور گواہ کے پیش ہونے کا ارشاد ہے

تو اس گواہی کی شدت کی وجہ سے غم ہو چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے اس وقت جب یہ آیت پڑھی گئی یہ کہا یا اللہ جو

لوگ میرے سامنے نہیں ہیں ان پر کیسی گواہی دوں گا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس گواہی کے سلسلہ میں قیامت کا منظر سامنے

آیا اور امت کا فکر حضور کو ہر وقت رہتا ہی تھا اس لئے امت کے گنہگاروں کے حال پر شفقت کی وجہ سے رونے کا غلبہ ہو گیا

ان میں سے ہر وجہ ایسی ہے کہ وہ گریہ کا سبب بن سکتی ہے اور ان سبب کا مجموعہ اور ان کے علاوہ اور بھی وجوہ ہو سکتی ہیں۔

(۳) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ سورج گھن ہوا (یہ قصہ جمہور کے

نزدیک نرسا ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز شروع فرما کر اتنی دیر تک کھڑے رہے گویا

رکوع کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے (دوسری روایت میں ہے کہ سورہ بقرہ پڑھی تھی) اور پھر رکوع اتنا طویل کیا کہ گویا رکوع ہی

اٹھنے کا ارادہ ہی نہیں پھرایا ہے رکوع کے بعد سر اٹھا کر قوم میں بھی اتنی دیر تک کھڑے رہے گویا سجدہ کرنا ہی نہیں ہے۔ پھر سجدہ

کیا اور اس میں بھی سر مبارک زمین پر اتنی دیر تک رکھ رہے گویا سر اٹھانا ہی نہیں ہے اسی طرح سجدہ سے اٹھ کر جلسہ اور پھر جلسہ

کے بعد دوسرے سجدہ میں غرض ہر رکوع اس قدر طویل ہوتا تھا کہ گویا یہ ہی رکنِ اخیر تک کیا جائیگا دوسرا کوئی رکن نہیں ہے

داسی طرح دوسری رکعت پڑھی اور اخیر سجدہ میں شدتِ غم اور جوش کے سے سانس لیتے تھے اور روتے تھے اور حق تعالیٰ شانہ کی

بارگاہِ عالی میں یہ عرض کرتے تھے کہ اے اللہ تو نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میری موجودگی تک امت کو عذاب نہ ہو گا اے اللہ تو نے

میری وعدہ کیا تھا کہ جب تک یہ لوگ استغفار کرتے رہیں گے عذاب نہیں ہو گا۔ اب ہم سب کے سب استغفار کرتے ہیں۔ حضور کا یہ ارشاد

اُس مضمون کی طرف اشارہ ہے جو کلام اللہ شریف میں نویں پارہ کے اخیر میں ہے وما کان اللہ ليعذبهم واما کان اللہ

یوماً مختلفاً ان الکسوف وقع فی عہدہ عالیہ السلام متواتر منہا فاجمہو منہا فی الحدیث والی السیر علی الاول وروی النووی وغیرہ الثانی ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴

محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن محمد بن شماسفیان عن عاصم بن عبد اللہ عن القاسم بن محمد عن عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان بن مظعون و هو یبکی و هو یبکی ابو قال عینا ہ تھرقان حدیث اسحاق بن منصور انا ابو عامر ثنا فلیخ و هو ابن سلیمان عن ہلال بن علی عن انس بن مالک قال شہدنا ابنتہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس علی القبر فأتیت عینیۃ معان فقال فیکم رجل یقارن اللیلۃ قال بوطیئة انا قال انزل ففعل فیہا

عمران

فرماتے ہیں کہ حضور کی ایک رتکی قریب الوفات تھیں حضور نے انکو گود میں اٹھایا اور اپنے سامنے رکھ لیا حضور کے سامنے ہی رکھ رکھے انکی وفات ہو گئی۔ ام امین (جو حضور کی ایک باندی تھیں) چلا کر رونے لگیں حضور نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے ہی چلا کر رونا شروع کر دیا دیکھو کہ حضور کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اسلئے انھوں نے عرض کیا کہ حضور بھی تو رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ممنوع رونا نہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرمادیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرمادیں) پھر حضور نے فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اُس کا نفس نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی حمد کرتا ہے **ف**۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ قصہ کس صاحبزادی کا ہے۔ محدثین اور مورخین کی تحقیق کے موافق صاحبزادیوں میں سے کسی کا بھی یہ واقعہ نہیں بنتا بلکہ دھیوتی یا دھیوتے کا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی سے صاحبزادہ کا ہو کہ بواسطہ اولاد کے واقعات میں اس قسم کے حالات پیش آئے ہیں جس کا بھی واقعہ ہو۔ اس جگہ مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی کا بیان کرنا ہے کہ سنگدلی شفقت کے خلاف ہے اور اولاد کی ساتھ فطری محبت نہ نبوت کے منافی ہے نہ ولایت کے بلکہ نرم دلی مدوح ہے۔ (۵) حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور نے عثمان بن مظعون کی پیشانی کو انکی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ اُس وقت حضور کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ **ف**۔ یہ جلیل القدر صحابی حضور کے رضاعی بھائی ہیں۔ ابتداء اسلام میں تیرہ نفر کے بعد مسلمان ہوئے تھے اول حبشہ کو ہجرت کی اُس کے بعد مدینہ منورہ کو ہجرت کی۔ بڑے عابد زاہد تھے۔ شراب پینا جب جائز تھا جب بھی انھوں نے اس کا استعمال ترک کر رکھا تھا۔ مہاجرین میں سے پہلے ان کی ہی وفات ہوئی ہے شعبان ۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور بقیع میں دفن ہوئے۔ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادی (ام کلثوم) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ قبر میں یہ شخص اترے جس نے آج رات مجامعت نہ کی ہو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ہوں حضور کے فرمانے سے وہ قبر میں اترے۔

ف۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تعریف تھی کہ وہ باوجودیکہ ان کی بیوی حضور کی بیٹی بنت بجا تھیں حتیٰ کہ اُسی دن انتقال ہو گیا۔ اس کے باوجود وہ اس شب میں اپنی ایک باندی کے ساتھ مشغول رہے۔ بعض علماء نے لم یقارن کا ترجمہ صحبت نہ کرنے کا نہیں

۱۷۱ دینی کتاب الوفا لابن الجوزی من مائتہ قلت لما مات عثمان بن مظعون کشف النبی صلی اللہ علیہ وسلم الثوب من وجہ و قبل بن عینیۃ ثم کی لم یلا فلما فرغ من السریر قال لہو بی یک یا عثمان لم تلک اللیلۃ لم تجسہا ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

بَاب مَا جَاءَ فِي فَرَاشِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدثنا علي بن حجرنا علي بن مسهر عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت انما كان فراس رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي ينام عليه من ادم خشبة ليف حدثنا ابو الخطاب بن يحيى البصري نعا عبد بن مسهر

بلکہ گناہ نہ کرنے کا کیا ہے اور بعض علماء نے بات نہ کرنے کا ترجمہ کیا ہے کہ عشار کے بعد بات کرنا پسند نہ تھا مشہور معنی پہلے ہیں۔ اور
تقریض میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ تعلقات کی قوت پر شکایت ہوتی ہے حضرت عثمانؓ کا یہ فعل بضرورت ہو تو کوئی اشکال ہی نہیں
اور پھر موت کا حال کس کو معلوم ہو سکتا ہے حضور کا مقصود بھی غالباً لطیف تنبیہ تھی نہ کہ عتاب۔ اور عجب نہیں کہ تنبیہ کی غرض یہ ہو کہ
حضرت ام کلثومؓ کا نکاح اہم تھا کہ اللہ جل شانہ کے حکم سے ہوا تھا حضرت ام کلثومؓ کی ہمشیرہ عنی حضرت عثمانؓ کی پہلی بیوی کا جب انتقال
ہوا تو حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میری سٹو بیٹیاں ہوتیں اور مجھے بعد دیگرے مرتی رہتیں تو میں سب کا نکاح یکے بعد دیگرے
عثمان سے کرتا۔ یہ جبرئیل یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حکم فرمایا ہے کہ میں ام کلثومؓ کا نکاح عثمانؓ سے کروں اسی صورت میں ام کلثومؓ
جیسی بیوی کی بیماری یقیناً لطیف تنبیہ اور تقریض کے مناسب تھی۔ واللہ اعلم۔

باب۔ اُن روایات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شکر کی بارہ میں وارد ہوئی ہیں

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کے بستر پر آرام فرماتے تھے وہ ان روایات سے معلوم ہو گا جو مصنف نے اس میں کرنا
میں اہم امتیاز کے قائلین اور فرسوں کا کیا حال ہے وہ نگاہوں کے سامنے ہے۔ مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر
فرمائی ہیں (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑ کا ہوتا تھا
جس میں کچھور کے دفت کی چھال بھری ہوئی تھی ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر وہی چمڑ کا ہوتا تھا جیسا کہ اس حدیث و معلوم
ہوا کبھی صف مٹا کا جیسا کہ دوسری حدیث میں آ رہا ہے کبھی صرف بوریا ہوتا تھا متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہے کہ کبھی بستر جب
نرم بستر نہ ملنے کی درخواست کرتے تو حضور یہ ارشاد فرما دیا کرتے تھے کہ مجھے دنیاوی راحت و آرام سے کیا کام۔ میری
مثال تو اس رنگیر جیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی دفت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر
بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت آئیں انھوں نے حضور کا بستر دکھا کہ عبا پہنچا
بکھلے انھوں نے واپس جا کر ایک بسترہ طیار کیا جس کے اندر اون بھر رکھی تھی اور حضور کے لئے میرے پاس بھیجا کہ حضور کو بستر لے
لائے اُس کو رکھا ہوا دیکھ کر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کر دیا کہ فلاں انصاری عورت آئی تھیں حضور کا بستر دیکھ کر
یہ بنا کر بھیجا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کو واپس کر دے مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس لئے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس

الفراش بکبر الخاف لم یسطر الرجل تمته ورجع علی فرش یفتیس فقال یعن مفعول کما یس یعنی بنوس **هـ** بنم سم وسمکین سین مبدی کسر بار **هـ** نفعتین جمع اذیم و
 هو الجلد المذبول وادله محمول مطلق الجلد علی مانی القماوس **هـ** بالفتح ای محشو وضمیر القماش وقل لادم بانسار اللطافات کای معناه جماعه جزم النادی وبنیره دردم
 اتقاری بانه انما یصح لو کان لادم مع حیث انه مع فلا مطابقة بین الضمیر المرح **هـ** عبدالله بن میمون بن داود القحطانی القحطانی للصیریه عبداللہ بن مهدی طاع **هـ** جعفر **هـ**
 الامام المشهد ابو الامام محمد باقر لکن الحدیث منقطع لانه لم یلق حضوا ولان النسخه فارسی

ابن محمد عن ابیہ قال سئلت عائشة ما کان فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك قالت من آدم حشوة ليف
وسئلت حفصة ما كان فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك قالت من ثياب ثنيتين فينام
عليه فلما كانت ليلة قلت لو ثنيت اربع ثنيات لكان وطأه فثنينا كما باربع ثنيات فلما أصبح قال ما فوشق رسول الله صلى الله عليه وسلم
قلنا هو فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك قال ما فوشق رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك قال ما فوشق رسول الله صلى الله عليه وسلم
قلنا هو فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك قال ما فوشق رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك قال ما فوشق رسول الله صلى الله عليه وسلم

باب ماجاء في تواضع رسول الله صلى الله عليه وسلم

کروں مگر حضور نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ واللہ اگر میں چاہوں تو حق تعالیٰ شانہ میرے سانسوں نے اور چاندی کو پہاڑ
چا لو کروں حضور کے اس ارشاد پر میں نے اُس کو واپس کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ایک بورے پر آرام فرما رہے تھے جس کے نشانات حضور کے بدن اطہر پر ظاہر
ہو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہوئی کیوں رو رہے ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قیصر و کسری
تو ریشم اور منہل کے گدوں پر سوویں اور آپ اس بورے پر حضور نے فرمایا رونے کی بات نہیں ہے ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے
لئے آخرت ہے۔ حضرت عمرؓ کی ساتھ بھی ایک مرتبہ اس قسم کا قصہ پیش آیا کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی نوع کو سوال
جواب حضور سے ہوئے جس کا مفصل قصہ بخاری میں ہے۔ (۳) امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں حضور کا بسترہ کیسا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ چمڑہ کا تھا جس کے اندر کھجور کے دھت کی چھال بھری ہوئی
تھی۔ حضرت حفصہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور کا بسترہ کیسا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دو ہر اکریں ہم حضور
کے بچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو جوہر کر کے بچھا دیا جاوے تو زیادہ نرم ہو جائے گا۔ میں نے ایسے ہی
بچھا دیا۔ حضور نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بسترہ تھا رات اُسکو
جوہر کر دیا تھا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ اُس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو اس کی نرمی رات مجھے تہجد سے مان ہوئی۔
ف۔ یعنی تہجد کے لئے آنکھ نہیں کھلی یا مہمول کے لحاظ سے دیر میں کھلی کہ نرم بسترہ پر نیند گہری آتی ہے اور زیادہ آتی ہے۔ اور اگر کھردری
یا ریائی ہو اول تو نیند ہی غفلت سے نہیں آتی دوسرے آنکھ بھی جلدی ہی کھل جاتی ہے۔

باب ان روایات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت تواضع فرمائیے بارہا ہیں وارو ہوئی ہیں

ف۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے زیادہ متواضع تھے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ حقیقۃً تواضع تعالیٰ شہود کے دوام بغیر حاصل
نہیں ہوتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں سے زائد ہیں اس لئے اُن کا احاطہ تو کیسے ممکن
ہو سکتا ہے تاہم نمونہ کچھ مصنف نے ذکر فرمائے ہیں ایک مرتبہ کسی سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور کس کا کام تقسیم

۱۔ بیئۃ الشکر من غیر الحسن تھا کہ من اللہ من با ضرب یقال شہاد عطفہ ورد بعض علی بعض ۲۔ ثنیتیں دنی روایت ثنیتیں بدو ان التار کبیر مکار فیما فالاول ثنیتہ ثنیتہ
صدرۃ والثانیۃ ثنیتہ ثنی کمل ہای عطفہ عطفہ یحصل منہ طاقان ۱۲۔ التواضع ہوا التذلل یقال تواضع الرجل یومئذ صار وینیفا مودع منہ فکان ای حائس ود جہہ وضعفہ
الذہر فقصہ ای خضع وذل وقابل بما ظاہر الاستقامتی التواضع من اللہ کبیر اور وہی الوان وللاذ من التواضع انما التذلل علی المرتبۃ براؤتکیر وقیل یومئذ من فودہ لعلہ ہون

حدثنا أحمد بن منيع وسعيد بن عبد الرحمن المخزومي وغير واحد قالوا أنا سفيان بن عيينة عن الزهري
عن عبيد الله عن عبد الله بن عباس عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تطروني كما
طارت النصارى عيسى بن مريم إنما عبد الله فقولوا عبد الله ورسوله حدثنا علي بن حجرنا سويد بن عبد العزيز
عن حميد بن انس بن مالك أن امرأة جاءت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت إن لي إليك حاجة فقال اجلسي أي
طريق المدينة مشئت اجلسي إليك حدثنا علي بن حجرنا علي بن مسهر عن مسلمة الأعمورية عن انس بن مالك قال كان

فرمایا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا۔ دوسرے نے کھال نکالنا کسی نے پکانا حضور نے فرمایا کہ پکانے کیلئے لکڑی کھٹی کرنا میرے ذمہ
ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور یہ کام ہم لوگ خود کر لیں گے حضور نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اسکو بخوشی کر لو گے لیکن عمر
یہ بات پسند نہیں کہ مجمع میں متاز ہوں اور اللہ جل جلالہ بھی اس کو پسند نہیں فرماتے۔ ایسے ہی اوسیکڑوں واقعات ہیں۔ اس باب
میں مصنف نے تیرہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ ۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میری
ایسی تعریف مبالغہ آمیز حد سے فزوں نہ کرو جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا کہ اللہ کا بیٹا ہی بنا دیا
میں حق تعالیٰ جل شانہ کا بندہ ہوں اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ ۲۔ یعنی ایسی کوئی تعریف نہ کرو جو بندگی کو منافی
ہو اس میں رب کی ساتھ شرکت پائی جاتی ہو کہ بندہ بہر حال بندہ ہے اسی طرح کوئی ایسی تعریف نہ کرو جو رسول اور اللہ کا قاصد ہونے کے
خلاف ہو۔ ۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کچھ تخلیہ میں عرض
کرنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کسی سڑک کے راستہ پر بیٹھ جا میں وہاں آؤں سن لیں گا۔ ۴۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ یہ عورت کچھ
بے عقل سی تھیں اس کے باوجود ان کی باتیں حضور سننے سے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ راستہ میں بیٹھنے کا ارشاد اس لئے تھا کہ
اجنبیہ کے ساتھ تنہائی نہ ہو۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ چونکہ ان کی عقل میں کچھ فتور تھا اس لئے ظاہر یہ ہے کہ گئی کوچوں میں پھرتی
رہتی ہوں گی اسی لئے حضور نے وہیں تشریف لے جا کر بات سننے کا ارشاد فرما دیا۔ بندہ کے نزدیک بعید نہیں کہ ایسی عورتوں کو زمانہ
مکان پر بلانے میں مستورات کو دقتیں اور مشکلات پیش آیا کرتی ہیں جیسا کہ بسا اوقات مشاہدہ ہوتا ہے اس لئے حضور نے سڑک ہی
پر بات سن لی۔ ۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے، جنازوں میں
شرکت فرماتے تھے گدھے پر سوار ہو جاتے تھے غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ آپ بنو قریظہ کی لڑائی کے دن ایک گدھے

لے قال العلماء كان حق للمصنف ان يعينه لان السبي في الرواة كثيرة ولكن في البخاري انه مجيد اكثر من عبد الله بن عتبة بن مسعود قاله البيهقي ۱۲ ۱۔ نعم اوله من البخاري
وهو الباقية في المدح كما بالغت النصارى في مدح نبيهم فبعضهم الباقية بعضهم الباقية في الانجيل عيسى بن مريم واولاده بنو داود بنو يوسف بنو يعقوب بنو اسرائيل
الوحدة وخلفوا اللام في الثاني والى ذلك اشار صاحب البردة في قوله ۲۔ دع ما دعت النصارى في شيعتهم ۳۔ والكم باشتد حمانه ۴۔ الحكم ۱۱ ۵۔ اي ملكة تفرقت في باشار
وكيف شار فلا خروج لي عن دائرة العبودية بوجه كسار عباد ولا اضافة للعبد الذي هو مقدر قلبه او اضافي فلا ياتي في لادامافي غير العبودية ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴

جاء لا رياء فيه ولا سمعة **حدثنا** عبد الله بن عبد الرحمن ان ابا عفان ان ابا حماد بن سلمة عن حميد
عن انس قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كانوا اذا راه لم يقولوا ما يعلمون من
كراهيته لذلك **حدثنا** سفيان بن عيينة عن حميد بن عمار عن عبد الرحمن العجلي ثني رجل من بني تميم مزيل

فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چڑانے پالان پر چڑھ گیا۔ اُس پر ایک کچڑا پڑا ہوا تھا جو چار درم کا بھی نہیں ہو گا۔
دیہ بھی ممکن ہے کہ اُس پر سے مراد حضور کی ذات والا ہو یعنی آپ ایک معمولی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے جو چار درم کی بھی نہیں تھی
بعض فضلاء درس کے نزدیک یہ مطلب زیادہ پسندیدہ ہے لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک پہلا مطلب زیادہ رائج ہے اور اس باب کی
گیا رہیں حدیث اس کی تائید کرتی ہے اور حضور یہ دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ اس حج کو ایسا حج فرما جو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو
وہ ریا و شہرت کی تعلیم کی غرض سے تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تواضع اور غایت عبودیت کی وجہ سے تھی کہ باوجود
ریا و شہرت کا احتمال بھی حضور کے فعل میں نہ تھا لیکن پھر بھی حضور اس کی دعا فرما رہے ہیں اور اللہ جل شانہ سے یہ مانگ رہے
ہیں کہ اس حج کو ریا و شہرت سے محفوظ رکھ۔ حضور کے بدن مبارک پر یا پالان پر جو کچڑا تھا وہ اس قدر معمولی کہ ایک روپیہ قیمت
کا بھی نہ تھا۔ یہ بھی اُسی غایت تواضع کا اثر تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت تھی گو بعض مصلح سے بعض اوقات نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیش قیمت لباس پہننا بھی ثابت ہے لیکن عام عادت یہی تھی۔ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
کہ صحابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور کو پسند نہیں تھا۔ وہ یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت
تواضع پر مبنی تھا کہ باوجود اس علو شان اور رفعت اور دو جہان کی سرداری کے اس چیز کو حضور پسند نہ فرماتے تھے اور اسی وجہ سے کبھی
صحابہ کرام باوجود تقاضائے محبت کے حضور کی ناپسندیدگی کی وجہ سے کھڑے نہیں ہوتے تھے جیسا کہ اس روایت کا مقتضائے
کبھی تقاضائے محبت ہو جاتے تھے جتنا بچہ بوداؤد میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہماری ساتھ باتیں کرتے تھے اور
جب حضور کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اُس وقت تک کھڑے رہتے جب تک حضور دولت خانہ میں چلے جاتے۔ اسی
طرح اس بار میں بہت مختلف روایات کتب حدیث میں ہیں جتنی کہ بعض روایات میں کھڑے ہونے کی سختی سے ممانعت ہے۔ اور بعض
روایات میں بعض آنے والوں کے لئے کھڑے ہونے کا حکم بھی ہے۔ اسی وجہ سے علماء اس کھڑے ہونے کے جواز اور عدم جواز میں مختلف

۱۔ قال المناوی الریار العمل لغيره من كان يفعل لغيره الناس والسمعة ما يعمل للناس ويصير به شهورا فيكرم ويكلم جابه في قلوبهم قال البخاري والتحقق انهما متعارضان
باعتبار اصل اللغة من حيث الاشتقاق وان كان يطلق احداهما على الآخر تغليباً له ۲۔ قيل هنا مثل لان الاجبة لا تقتضي القيام لان الولد حسب الى الولد ولا يقوم له واجب
بان الولد لو كان له فضل يقتضي القيام له من لطلب القيام له كما مر حوا وروى بن الناس اتفقوا على استحسان قيام الولد للولد وان لم يملك قلت ولو سلم فان هذا القيام ايضا الفضل و
لذا قالوا لو كان له فضل يقتضي القيام له فلا وجه في الجواب ان الاجبة اذا كانت ناشئة عن الفضيلة تقتضي القيام على وجه الكرامة لان كانت المحبة طبيعة بولنرضي آخر ۳۔
اختلفت الروايات في باحة القيام لاخر ومنه كما بسط في المطولات لا سيما في فتح الباري واخرج ابوداؤد عن ابی هريرة كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجلس معاني السجدة
فاذا قام قداما حتى نزل قد دخل بعض بيوت الدواجن الى المناوي فيه دليل لما عليه من رذيل الشافية النووي من ندب القيام لا على الفضل والشرف كما اذا غلبت الحاجة على
صلی اللہ علیہ وسلم مکررہ بن ابی جہل لما قدم علیہ وكان يقوم لعدی بن حاتم لما دخل علیہ جباہار ذلک فی خبرین دہقان کا حاضیغین عمل بہا فی الفضائل یعنی انھاری من ہا الامور
ان القيام مکررہ علی سبیل اعظام لا علی سبیل اکرام ومن النووي ان القيام للقادم من اهل الفضل من علم او صلاح او شرف مستحب وقد عرفت فينا ما ثبت في النبي من
شي مرتب ومن الناقض مباح ان القيام بالنسب من انا ذلک فمن يقومون مکررہ ہو جالس وليكون قداما لول جلاوسہ اذ قلت في الدر المختار عن الوصاية يجوز بل يندب القيام تعظيما

ابی ہالہ زوجہ خدیجہ یکنی ابی عبد اللہ عن ابن لابی ہالہ عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما
 قال سألت خالی ہند بن ابی ہالہ وکان وصافاً عن حلیۃ النبی ^{صلی اللہ علیہ وسلم} وانا اشتہی
 ان یصف لی منها شیئاً فقال کان رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} فحماً مفتاً یبتلأ ^{بشکل والہیۃ} لاً وجہہ

ہو گئے ہیں اور اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ ان میں تقارض نہیں ہے بلکہ کھڑے ہونے کے اسباب اور وجوہ مختلف ہیں اسی وجہ سے
 احادیث میں مختلف احکام ملتے ہیں ابوالولید بن رشد کہتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے کھڑا ہونا چار طرح ہوتا ہے۔ پہلا ناجائز ہے وہ ایسی
 شخص کے واسطے کھڑا ہونا ہے جو تکبر کی وجہ سے اس کو پسند کرتا ہو کہ جب وہ آئے لوگ کھڑے ہو جائیں۔ پہلا مکروہ ہے وہ ایسے شخص کیلئے
 کھڑا ہونا ہے جو تکبر تو نہیں ہے لیکن اندیشہ ہے کہ اُس کی ساتھ اگر ایسا معاملہ کیا جائے تو اُس میں تکبر اور عجب پیدا ہو جائے۔ پہلا
 جائز ہے وہ ایسے شخص کے لئے جہاں یہ اندیشہ نہ ہو۔ پہلا مستحب ہے۔ وہ اُس شخص کے واسطے کھڑا ہونا جو سفر وغیرہ سے آیا ہو اُس کے
 آنے کی خوشی میں کھڑا ہو جائے۔ امام نووی کہتے ہیں کہ اہل علم اہل فضل اہل شرف کے آنے پر کھڑا ہونا مستحب ہے تقاضی عیاض کہتے ہیں کہ
 ممانعت اُس قیام کی ہے جو بڑا آدمی بیٹھا رہے اور لوگ اُس کے سامنے کھڑے رہیں۔ چنانچہ ممانعت کی احادیث میں یہ ارشاد بھی
 ہے کہ ایسی طرح نہ کھڑے ہو جیسے کہ غمی لوگ اپنے سرداروں کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ حضرت لنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق جو والد
 صاحب نور اللہ مرقہ کے واسطے سے بدل بمجہود میں نقل کی گئی ہے ہے کہ فی ہذا کھڑا ہونا جائز ہے جب تک کہ کوئی عارض ایسا
 پیش نہ آئے جو اس کو ناجائز بنا دے۔ مثلاً اُس شخص کا فتنہ میں پڑ جانا جس کے لئے کھڑا ہونا ہے کہ اُس میں تکبر وغیرہ امور پیدا ہو جائیں
 اسکو دینی نقصان پہنچے۔ اسی طرح سے نفاق کے طور پر کھڑا ہونا جس کے لئے کھڑا ہونا ہے اُس کی کوئی وقعت اور عظمت دل میں نہ ہو
 ریاکاری اور نفاق کے طور پر کھڑا ہو کہ یہ صورتیں ناجائز ہیں اور ان میں بھی اگر کھڑے نہ ہوئی صورت میں اس شخص کو خود کسی قسم کا جانی مالی
 یا آبرو کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اُس کے لئے جائز ہو گا۔ (۱) امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند
 بن ابی ہالہ سے پوچھا۔ وہ حضور کے حالات اکثربیان کرتے تھے اور مجھے اُن کے سننے کا اشتیاق تھا تو انھوں نے میرے پوچھنے پر
 حضور کے حدیث شریف کا ذکر فرمایا کہ حضور بلند پایہ بلند مرتبہ تھے آپ کا جہرہ انور بدر کی طرح چمکتا تھا اور پورا احلیہ شریف (جیسا کہ شروع کتاب
 میں پہلے باب کی ساتویں حدیث میں مفصل گند چکا ہے) بیان فرمایا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بعض وجوہ سے اس حدیث
 کا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ایک عرصہ تک ذکر نہیں کیا۔ ایک عرصہ کے بعد ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس حدیث کو سن چکے
 تھے اور صرف یہی نہیں کہ ماموں جان سے یہ حدیث سن لی ہو بلکہ والد صاحب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کے مکان
 تشریف لیجانے اور باہر تشریف لانے اور حضور کا طرز و طریقہ بھی معلوم کیے تھے چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے
 اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کے مکان تشریف لیجانے کے حالات دریافت کئے تو آپ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم مکان میں تشریف رکھنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ایک حصہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت میں خرچ فرماتے تھے
 یعنی نماز وغیرہ پڑھتے تھے۔ دوسرا حصہ گھروالوں کے ادائے حقوق میں خرچ فرماتے تھے مثلاً اُن سے ہنسنا بولنا بات کرنا ان کی

والامة من مسئلتهم عنده^{منهم} واخبارهم بالذي ينبغي لهم ويقول ليس بلغ الشاهد منكم الغائب بلغون
حاجة من لا يستطيع ابلاغها فان من ابلاغ سلطانا حاجة من لا يستطيع ابلاغها ثبت الله قد^{مينة}
يوم القيمة ولا يدرك عندك الا ذلك ولا يقبل من احد غيره يدخلون روضة^{سبعين} اولاد لا يفترقون الا عن ذواق^{له} ويخرجون
اولاد يعف على الخير قال فسالته عن مخرجه كيف كان يصنع فيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرجون^{واصله}
لسانه الا فيها عني^{اي بردة الناس ١٣} ويؤلفهم ولا يفرهم^{الكلالي ١٢} يكرم كل قوم ويوليهم^{عليه} ويجد^{اي كسر وها ١٤} الناس

فصول باتیں حضور کی مجلس میں نہ ہوتی تھیں۔ صحابہؓ حضور کی خدمت میں دینی امور کے طالب بنکر حاضر ہوتے تھے اور ہر ایک کچھ کچھ وہاں سے نہیں آتے تھے دیکھنے سے مراد امور دینیہ کا حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے اور حسی چکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ موجود ہوتا اس کی تواضع فرماتے۔ اور خصوصی اجاب کا جب مجمع ہوتا ہے تو موجودہ چیز کی تواضع ہوتی ہی ہے، صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ہدایت اور خیر کے لئے مشغول اور رہنا بنکر نکلتے تھے کہ وہ ان علوم کو حسب ارشاد و مسوئل تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے باہر تشریف آوری کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ حضور ضروری امور کے علاوہ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے فصول تذکروں میں وقت ضائع نہیں فرماتے تھے۔ آنیوالوں کی تالیف قلوب فرماتے ان کو مانوس فرماتے متوحش نہیں بناتے تھے (یعنی تنبیہ وغیرہ میں ایسا طرز اختیار نہ فرماتے جس سے ان کو ماضی میں وحشت ہونے لگے یا ایسے امور ارشاد نہ فرماتے تھے جن کی وجہ سے دین سے نفرت ہونے لگے) ہر قوم کے کریم اور معزز کا اگر اہم واعزاز فرماتے اور اس کو خود اپنی طرف سے بھی اسی قوم پر متولی اور سردار مقرر فرما دیتے۔ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈراتے زیہ امور سے بچنے کی تاکید فرماتے یا لوگوں کو دوسروں سے احتیاط رکھنے کی تاکید فرماتے اور خود اپنی بھی لوگوں کے تکلیف پہنچانی یا نقصان پہنچانے سے حفاظت فرماتے لیکن ہر وجود خود احتیاط رکھنے اور احتیاط کی تاکید کے کسی سے اپنی خدمت پیشانی اور خوش خلقی

۱۰۰۰ قال الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام واما من استقام من بعدنا واما من استقام من بعدنا واما من استقام من بعدنا
 عنہم اے مومنین! اسی کا ذکر میں حاجات الناس والتمسوا الیہ دعوہ ولا یصلن الیہ من بعدنا واما من استقام من بعدنا واما من استقام من بعدنا
 فلیست الا یستفیع بہا فانہا لا تدکر عندہ فالنباہی علیہم فلیست الا یستفیع بہا فانہا لا تدکر عندہ فالنباہی علیہم فلیست الا یستفیع بہا فانہا لا تدکر عندہ
 مطہوم ص علی ما ہو الا غلبہ من العلم وحقیرہ فانہ یقوم لروح مقام الطعام للجدۃ ۱۲۰۰ یخزن یخزن یخزن یخزن یخزن یخزن یخزن یخزن یخزن یخزن
 ۱۲۰۰ یخزن
 او یخزن من عذاب اللہ طایم عتابہ قالہ السادی قلیل القاری ووقع فی بعض الروایات ویکثر فی بعض النسخ فان معہ ہو بہ آخرہ قلت وعلی ذہ اللعانی کا۔ اہل من النسخ
 وخابہ بعضہم وکماہم یک من اکثر رواۃ بلغ لکبار و تخفیف الذال الختومہ من الجزیرینی الاحتراس فیکون فی حقی قولہ وکثر من سیم والدہ عندی الاول کما فی الذہاد من قولہ
 علیہ السلام لعلہ لکری فلا یمنہ ۱۲۰۰ اس نذر کہ مختلف تربے کو کھنے ہیں ہند کے نزدیک قریب ہی پر دوسرے جگہ کہ اسنا سبلی ہو جائے یہ کہ حضور خود بھی اپنی حفاظت کے لئے احتیاج فرمائے ہوں
 دوسرے کو بھی لوگوں سے احتیاج کی تعلیم دیتے تھے جسکی توضیح یہ کہ بودہ کسی شخص پر بگائی کرنا ناجائز ہے لیکن بغیر بگائی کے اپنی حفاظت کرنا اور احتیاج دار کتنا بہتر ہے احادیث میں مختلف
 منادات سے حرم اور احتیاج کی تعلیم بکثرت وارد ہے ابوہریرہ شریف میں ایک قصہ نقل کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی گیم کو کچال دیکھ کر کہہ دیا اور ایک
 صحابی بنی الغنوا کو مال لچھانے کہئے تو میرے فرکر ان کی کہہ دیا کہ کئی ساتھی اپنے ساتھ جانے بیٹھے تلاش کریں وہ تلاش میں آئے کہ عمرو نامی ایک شخص انکے پاس آئے اور کہنے لگے
 کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم کہہ لے گئے کسی ساتھی کی تلاش کر رہے ہو میں تمہاری ساتھ چلوں گا ابن القنوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ساتھی مل گیا
 حضور نے دعا فرمایا کہ ان سے انھوں نے بہتہ بتا دیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری قوم کی آبادیوں کے قریب پہنچوں تو اس سے متا دار سنا اسے کہ کہہ کر بل لے کر کہ
 اپنی بکری بھائی سے (جو ایک نسل کا تھا ہے) متا دار رہنا ابن القنوا کہنے میں کہ ہم دونوں چلے گئے جب میرے ساتھی کی قومی آبادیاں آئیں تو وہ مجھ کو کہنے لگے کہ میں ان لوگوں کو

۳۱۔ ان تم سیر افتخار کرتا میں نے کہا کیا معاف تھمے ایک جانکے بعد مجھے حضور کا ارشاد یاد آیا میں جلدی سے اپنا اور شہیار کو کے قید یا قہوری درمیں

و یحترس منهم من غیر ان یطوی علی حد منه بشره ولا خلقه و یتفقد اصحابه یسأل الناس عما فی الناس و یحسد

الحسن یقوی و یقیم القیوم و یوقیہ معتدل الامر غیر مختلف ولا یفعل مخافة ان یفعلوا و یفعلوا کل حال عدو

عناد لا یقصر عن الحق ولا یجادہ الذین یلونه من الناس خیارہم افضلہم عندہم اعمہم نصیحة و اعظمہم عندہم نصیحة

احسنہم مواساة و موازاة قال فسالت عن مجلسه فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم ولا یجلس الا علی

ذکر و اذا انتہی الی قوم جلس حیث ینتہی بہ المجلس یا مرید اللہ یقعی کل جلسائہ بنصیب لا یحسب جلسہ

ان احدا کرم علیہ منہ من جالسہ او فادھہ فی حاجۃ صابوہ حتی یكون هو المنصرف و من سأل حاجۃ

کو نہیں ہٹاتے تھے۔ اپنے دوستوں کی خبر گیری فرماتے۔ لوگوں کے حالات آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر انکی اصلاح فرماتے

ابھی بات کی تحسین فرما کر اس کی تقویت فرماتے اور بری بات کی بُرائی بتا کر اس کو زائل فرماتے اور روک دیتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے تھے نہ کہ تلون اور گڑ بڑ کہ کبھی کچھ فرما دیا کبھی کچھ۔ لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے

تھے کہ مباد لوہ دین سے غافل ہو جاویں یا کسی امر میں حد سے بڑھ جائے کی وجہ سے دین سے اکتا جاویں (اس لئے حضور ان کے

حالات سے غفلت نہ فرماتے تھے) ہر کام کے لئے آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ امر حق میں نہ کبھی کوتاہی فرماتے تھے نہ حد

سے تجاوز فرماتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے خلعت کی بہترین افزا ہوتے تھے۔ آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا

جس کی خیر خواہی عام ہو یعنی ہر شخص کی بھلائی چاہتا ہو۔ آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی نمکساری اور بد میں

زیادہ حصہ لے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی مجلس کے حالات دریافت کئے تو انھوں نے فرمایا کہ آپ

کی نشست و برخاست سب اللہ کے ذکر کی ساتھ ہوتی تھی اور جب کسی جگہ آپ تشریف لیجاتے تو جہاں جگہ طق وہیں تشریف رکھتے

اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے کہ جہاں جگہ عالیٰ طبائے بیٹھ جایا کریں لوگوں کے سروں کو پھلانگ کر آگے نہ جایا کریں یہ امر جدا گانہ کہ جس

جگہ حضور بیٹھ جاتے وہی جگہ پھر صدر مجلس بن جاتی آپ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا حق ادا فرماتے یعنی بشاشت اور بات چیت

میں جتنا اُس کا استحقاق ہوتا اُس کو پورا فرماتے کہ آپ کے پاس کا ہر بیٹھنے والا یہ بیٹھتا تھا کہ حضور میرا سب سے زیادہ اکرام فرما رہی ہیں جو آپ

کے پاس بیٹھتا یا کسی امر میں آپ کی طرف مراجعت کرتا تو حضور اُس کے پاس بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہی خود اٹھنے کی ابتدا کرے جو آپ

سے کوئی چیز مانگتا آپ اُس کو مرحمت فرماتے یا اگر نہ ہوتی تو نرمی سے جواب فرماتے آپ کی ذندہ پیشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں

۱۵ قال القاری ای یحفظ نفسه من اذائم و قال النادی ای یحفظ من کثرة مخاطبتهم المؤدیة الی سقوط ہیئہ و جلالة من کلوبہم ۱۶ ۱۷ بشرہ بکسر منکون طلاقہ

وجہہ و بشاشتہ و فیہ ریح تویم نشأ من قولہ یحترس و لذلک ذلک و لا خلقہ یستغفر ۱۸ ۱۹ ای یطیبہم و یسأل عنہم

مال فیستہم فان کان احدہم مریضا لیرودہ لوسا نرا یدعوا لہ امیتا فیستغفر ۲۰ ۲۱ ای عواد قہ فیہم من الحاسن و السادی الظاہرۃ لیدفع ظلم الظالم عن المظلوم

او عا ہو متعارف فیما بینہم و یسأل عنہم و یستغفر عن ذنبہم ۲۲ ۲۳ بفتح الیم و تشدید اللام من الطلاقہ و فی نسقہ اولیو الحقہ اولیو الحقہ و ما قال الحسنی

للسک فیہ صمغ و فی نسقہ لویسلو من اللیل ای یسلو الی الدعۃ و انرا ہیئہ ۲۴ ۲۵ عتاد بفتح اولہ ہوالعدۃ و التاہب یعنی ان یصلی اللہ علیہ وسلم اعد کل امر من الامور علیہم ۲۶ ۲۷ و لیسلا من اولیہ الاسلام ۲۸ ۲۹ ای معاوۃ فی جمات الامور لقولہ تعالیٰ و تعادوا علی البیر و التقویٰ ما خذ من الوزیر و ہوالذی یو ازر الامیر ای یعاونہ و یوکل منہ و یردہ

بمساندہ و فیما یشتعل علیہ من الراء ۳۰ ۳۱ قال القاری قولہ علی ذکر الی علی ذکر الشکر فی نسقہ و فی عدم ذکرہ دلالة علی کمال ذکرہ ۳۲ ۳۳ ای راجعہ مناعلہ من التعلیل کا

لم يردده الا بها او مبسوث من القول قد وسع الناس بسطه وخلقه فصار لهم ابا وصاروا

ای جو دہ ۱۲

عنده في الحق سواء مجلسه مجلس علم وحياء وصبر وامانة لا ترفع فيه الاصوات

ای لا یجادل کما فی المدارس ۱۳

ولا تؤبى فيه الحرم ولا تنهى فلانة متعادلين يتفاضلون فيه بالتقوى متواضعين

ابن مہم کردہ ۱۴
مجمع فلتہ دبی الزلا لیسلم لم یکن یبہلہ فلتات فلتی ۱۵

یوقرون فيه الكبير ويرحمون فيه الصغير ويوثرون ذالحاجة ويحفظون الغريب

ای یلوحہ دیکر ہون دیکر ہون

حدثنا محمد بن عبد الله بن بزيع ثنا بشر بن المفضل ثنا سعيد عن قتادة

کے لئے عام تھی آپ تمام خلقت کے شفقت میں باپ تھے اور تمام خلقت حقوق میں آپ کے نزدیک برابر تھی آپ کی مجلس مجلس

علم و حیا اور صبر امانت تھی (یعنی یہ چاروں باتیں اس میں حاصل کی جاتی تھیں یا یہ کہ یہ چاروں باتیں اس میں موجود ہوتی تھیں) نہ اس

میں شور و شبہ ہوتا تھا نہ کسی کی عزت و آبرو و تازی جاتی تھی۔ اس مجلس میں اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تھی تو اس کو شہرت نہیں پہنچاتی

تھی آپس میں سب برابر شمار کئے جاتے تھے (حسب نسب کی بڑائی سمجھتے تھے البتہ) ایک دوسرے پر فضیلت اتقویٰ سے ہوتی تھی شہر نفس دوسرے

کے ساتھ تواضع سے پیش آتا تھا بڑوں کی تعظیم کرتے تھے چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے اہل حاجت کو ترجیح دیتے تھے اہل مسافر آدمی کی

خبر گیری کرتے تھے وف۔ الغرض ہر بات اور ہر امر میں بے غرضی اور ہر حق اور کیوں نہ ہوتی جبکہ آپ کی بعثت ہی تکمیل اخلاق

کے لئے ہوئی۔ چنانچہ خود حضور کا ارشاد ہے بعثت لاقدم مکارم الاخلاق او کم اقال۔ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ عمدہ اخلاق کی تکمیل کروں

اسکے باوجود حضور اس کی دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ جیسا کہ تو نے مجھے حسن صورت عطا کی ہے حسن اخلاق بھی عطا کر حالانکہ حضور کا اخلاق

کی بڑائی کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے اور کئی قسم کی تاکید کی ساتھ اللہ جل جلالہ نے آپ کے خلق عظیم کو ذکر فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نرم مزاجی کو پسند کرتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو اور کسی چیز پر عطا نہیں کرتے۔ ایک حدیث میں

ارشاد ہے کہ جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ بڑی خیر سے محروم ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے

اخلاق بہترین ہوں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ تم میں سے زیادہ محبوب مجھے وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ ایک صحابی نے

نے حضور سے دریافت کیا کہ آدمی کو سب سے بہترین چیز جو عطا ہوئی ہے وہ کیا ہے حضور نے ارشاد فرمایا خوش خلقی۔ ایک حدیث میں ارشاد

ہے کہ قیامت میں اعمال نامہ کی ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز جو ہوگی وہ اچھے اخلاق ہوں گے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آدمی اچھے

اخلاق کی بدولت شب بیدار روزہ دار کو دیکھ کر پہنچ سکتا ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہیں جب میں میں بھیجا گیا اور سواری پر سوار ہونے کیلئے رکاب میں پاؤں رکھتا

حضور نے سب سے آخری صیغہ فرمایا وہ یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔ حضور کا ارشاد ہے کہ مومن میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جن کا اخلاق بہتر

۱۷ ای حسن لا یسر و فتن لقلہ تعالیٰ و اما قرص من منہم ابتغاء رمة من مدبک ترجو با فعل لم قولاً یسور و من الیسور الود والشفاعة والرغبة والرهبة عن الدنیا ۱۸ ای تمہیں

حق المنا فقین بسطة ای بشرہ و طلاقہ وجہ وانسلاطاد جودہ و کرمہ ۱۹ ای فی الشفاعة والرحمة والاصلاح بل مظل من اب اذ فایہ الاب ان یسی فی اصلاح الظاہر و ہو

صلی اللہ علیہ وسلم یسی فی اصلاح الظاہر والباطن ۲۰ ای لا تو بن یعم المشاة العفوانیة فہزہ ساکنہ فمودة مغلغة مفتومة وتشد والبضا آخرہ لایمن الابن ہی العقد فی العفوانیة

لانہ تعینہا فالمراد بہ العیب قالہ المناوی و اکرم یعم ہما و نفع الزار الہمتین جمع الحرمة وہی الاکل انتہاکہ وتیل المراد بہا العقب و دردی بختین فالمراد بہ النساء والی مسل ان مجلس

صلی اللہ علیہ وسلم کان یصان من رفت بقول و فتن الکلام ۲۱ ای لا تمشی بضم اولہ و سکون النون و فتح الثغرة ای لا تشاع فلتات یفتح اھا و اللام ای زلت یعنی اذا ولت

من بعض ما یضرب بقطر لم تشرعہ ذکرہ المناوی ۲۲ ای متوالفقین کا نہ خبر کان المقدرای کا فوا متوالفین متساوین لا یتکبر بعضہم علی بعض بحسب النسب ۲۳ ای کہ وضع ہوتا

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو اُهدي الى كراع لقبليت ولو دعيت عليه

الاجبت حد ثنا محمد بن بشار حد ثنا عبد الرحمن ثنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن جابر قال جاءني

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس براكب بغل ولا برزون حدیثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ان ابو نعیم شایع

بن ابی لھیم العطار قال سمعت یوسف بن عبد اللہ بن سلام قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوسف

واقعدني في حجره ومسح علي راسي **حدا ثنا** اسحاق بن منصور ثنا ابو داود ان ابا الربيع وهو ابن صبيح ثنا

بِزِيْدِ الرَّقَاشَةِ ع. م. اَنْتَ يَا مَالِكُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ رَحْلَ رَجُلٍ وَ

قطر فیه کز اندی ریش ز دالار و تداد و فدا استودت و دالار و ایت و قال را ای سحر

اے قاسم متکبر! یہ فعلی اللہ علیہ وسلم ۱۱

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات میں حسنِ اخلاق کی تاکید فرمائی گئی اور یہ سکاٹونہ جو اوپر ذکر کیا گیا۔ (۸) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور

فرشاد فرمایا کہ اگر تجھ بکری کا ایک پیر بھی دیا جاوے تو میں قبول کروں ورنہ اگر اسکی دعوت کی جاوے تو میں ضرور جاؤں ف مینی فجر ہدیہ قبول کرے

میں بلکہ کسی جگہ جانے میں بھی ہکا خیال نہیں ہوتا کہ تنہی در اسی چیز کیلئے کیا جاؤں۔ بلکہ اللہ کی نعمت جملہ کمالِ عربیت: قول کرتا ہوں۔ اور اہل بیت

حضرت اقام صلوات اللہ علیہ وسلم (مصر) عبادت گاہ، تشہیف لائے نہ فرما رہے تھے نہ ترک کر رہے تھے (یعنی نہ گھٹا سوار، نہ سوار تھے نہ ٹھہرا رہے تھے نہ دھوکے میں نہ ہوا بلکہ دھوکے کی بنا پر) دلہن کی محسوس ہو رہی تھی (۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہاں

بلکہ یا زیادہ تشریف لائے۔ **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع مقصود کہ امر اسلامین زانہ کی طرح سواری و عادی نہ ہو بلکہ زیادہ

کثرتِ دعا پڑھتے بخاری شریف کی ایک روایت میں اس عیادت کا فقہ ذرا مفصل ہے وہ یہ کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سخت مریض ہوا حضورؐ

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ دونوں حضرات پا پیادہ میری عیادت کو تشریف لائے یہاں پہنچ کر دیکھا کہ میں بے ہوش پڑا ہوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے دعا کی کہ میں اس بے ہوشی سے جگمگاتے ہوئے صبح ہو جاؤں۔

غالبیہ کے دعوے کیا اور وضو کا پانی بچہ پر چھڑکا جس سے مجھے افادہ ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ حضور شریف فرما ہیں تو میں اپنے ترکہ کے متعلق سوال کیا

میرے سرگرمیہ مبارک بھیجے تھا میں۔ اسے اس حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال شفقت اور رحمیں کمال معلوم ہوتا ہے۔ نیز تو اضع کاکال ہی

ہے کہ اگر کم عمر بچوں کو گود میں لینے سے اعراض و استسکان نہ فرماتے تھے۔ ایک حدیث میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ میرے لئے برکت کی دعا فرمائی

اس حدیث و سچو نگاروں کی خدمت میں لیجانا ان سے نام تجویز کرانا دعا کرنا ثابت ہوتا ہے دوسری اشاد میں یہ کہ ہم کا نوبل پوچھو گچھو کا حضور کی خدمت میں

یہ جاننا وار د ہے (۱) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا جس پر ایک کپڑا تھا جسکی قیمت ہمارے

عن أبي بصير عن الصادق عليه السلام قال: من أحب أن يكون له حظ من الدنيا فليأكل من ثمرها ولينسج من ثيابها ولينسج من ثيابها ولينسج من ثيابها

انست تعلمان ان الحکومت يدبر الاموال قال ميرک شاد اختمن فی محبت فاجتبا البزاري وندفها الوعائمه **کله** قال القاري يفتح الحاله کسر واکو ميرک نفی المغرب محمد بن انسان ما ينفذ واکو

وعاصم الاحول عن انس بن مالك ان رجلا خيا طاد عا رسول الله صلى الله عليه وسلم
 فقب له ثريدا عليه دباء وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياخذ الدباء
 وكان يحب الدباء قال ثابت فسمعت انس يقول فما صنع على طعام اقدر على ان
 يصنع فيه دباء الا صنع حل ثنا محمد بن اسمعيل ثنا عبد الله بن صالح
 حدثني معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد عن عمر قال قيل لعائشة ماذا كان يعمل
 رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته قالت كان يشرب من البشري فلي شرب ويحلب شباته ويخدم نفسه

خیال میں چار درم ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ خدایا اس ریح کو ریا اور شہرت سے مبرا فرما۔ فایہ حدیث اسی
 باب میں پانچویں نمبر پر گزر چکی ہے (۱۲) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
 کی کھانے میں ٹرید تھا اور اس پر کہ وہ پڑا ہوا تھا حضور کو کہہ دو چونکہ مرغوب تھا اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے کہہ دو نوش
 فرمانے لگے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا طیار نہیں کیا گیا جس میں مجھے کہہ دو لوانے کی قدرت
 ہو اور کہہ دو اس میں نہ ڈالا گیا ہو۔ ف۔ ٹرید شور بے میں بھیگی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں۔ یہ فقہ حضور کے سالن کے باب کی گیارہویں حدیث میں
 گزر چکا ہے وہاں بجائے ٹرید کے شور بے روٹی کا ذکر تھا ممکن ہے کہ دونوں چیزیں ہوں۔ شور باروٹی بھی ہو اور ٹرید بھی ہو اور یہ بھی ممکن ہے
 کہ ٹرید اسکو مجازا کہہ دیا ہو یا اس حدیث میں شور باروٹی اجزاء کے لحاظ سے کہہ دیا ہو کہ ٹرید بھی شور باروٹی ہی ہوتی ہے (۱۳) ائمہ
 کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کہہ پر کیا کرتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور
 آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے۔ اور خود ہی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ اور اپنے کام خود
 ہی کر لیتے تھے۔ ف۔ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے کا یہ مطلب ہے کہ عام آدمیوں کی طرح اپنے گھر کا اکثر و بیشتر کام خود کر لیا کرتے تھے۔
 (۱۴) ضروریات اور گھر کے کاروبار کرنے میں حضور کو کچھ گرانی یا تکبر مانع نہ ہوتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو کام اور لوگ اپنے گھروں
 میں کرتے ہیں وہ حضور بھی کر لیا کرتے تھے بعض روایات میں مثال کے طور پر کچھ کام بھی گنوا دیئے جیسا کہ اس روایت میں گندہ
 اسی طرح دوسری روایات میں ہے کہ اپنا کپڑا اسی لیا کرتے تھے اپنے جوتے کا بیونہ خود ہی لگایا کرتے تھے اپنے کپڑے کو بیونہ لگایا کرتے تھے
 وغیرہ وغیرہ۔ حدیث بالا میں جوں تلاش کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اور علما کی تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن یا کپڑوں

۱۵۔ تقدم الحديث في صلاة ادم صلى الله عليه وسلم برأية اسحق بن مينا الله بن ابي طلحة عن انس يعني هذا الحديث وتقدم هناك ما يتعلق باسم الخياط ۱۶۔ منع بناء
 المجلد وما نافية واقدر كسر الدال من القدرة صفة الطعام ۱۷۔ قال البيهقي يفتح العين وسكون الميم هي الرواة ستة والمراد بها بنتا عمرة بنت عبد الرحمن بن سعد بن زيد
 ۱۸۔ اي فردا من افراد همدت به لما ذكره بعده لانه رأت من اعتقاد الكفار انه لا يزوج بمصعب ما يفعل غيره من العامة وقالوا لهذا الرسول يا كل الطعام ويشي في الامور
 الآية ۱۹۔ يفتح فسكون فكسر وجزان يكون من التظية ففتح القاموس على واسمه من القمل كفلاء اي يفتش قائم القاري فقال المنوي ظاهر الحديث ان العمل كان يوزي
 ببدن لكن ذكر ابن سبع وسبعه بعض شراح الشفاء انه لم يكن فيه قمل لانه نهر ولان اصحابه يعفونه ولا عفونة فيه والشره من العرق وطريقه طيب ومن قال ان فيه قمل فهو كمن نقص
 ولا يلزم من التظية وجود القمل فقد يكون للتعليم ان التفتيش لما فيه من تخويف ليرقده لئلا يعلق به من كوشك دوسخ وقيل ان كان في ثوبه قمل ولا يؤذيه فاما كان يسلطه استحضار الامور
 ۲۰۔ بفتح الدال وكسر فهدا هم بعد تفتيش وفسر مصب المار في الاضواء والغسل على الاضواء وفي رواية لاهم وابن جابر نهي ثوبه ويصف نعله ولان سعد بن قيس بن مسيل

باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا عباس بن محمد لدی ثنا عبد اللہ بن یزید المقرئ ثنا لیت بن سعد حدثنی ابو عثمان الولید بن ابی الولید عن سلیمان بن خاریج عن خارج بن زید بن ثابت قال دخل نفر علی زید بن ثابت فقالوا لیتنا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احدثکم کنت جاره فکان اذا نزل علیہ فی بعث الی فکیته لہ فکان اذا ذکرنا التاذکرہا معنا واذا ذکرنا الاخرة ذکرہا معنا واذا ذکرنا الطعام ذکرہا معنا فکل هذا احد ثکمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں جوں نہیں پڑتی تھی اسکی وجہ ظاہر ہے کہ جوں بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے اور پسینہ سے بڑھتی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سر اسر نور تھے وہاں میل کھیل کہاں تھا۔ اسی طرح آپ کا پسینہ سر اسر گلاب تھا جو خوشبو میں استھمال کیا جاتا تھا۔ جلعاق گلاب میں جہاں کہاں گذر ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس تلاش کرنیکا یہ مطلب ہے کہ اس احتمال سے کہ شاید کسی دوسرے کی جوں چڑھ گئی ہو تلاش فرماتے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ تلاش کرنا دوسرے کی تعلیم کیلئے تھا کہ جب حضور کو اس کا اہتمام کرتے دیکھیں گے تو زیادہ اہتمام کریں گے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات میں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق شہرہ آفاق ہیں حق تعالیٰ شانہ نے بھی کلام اللہ شریف میں انک لعلی خلق عظیم سے آپ کے خلق کی تعریف فرمائی آپ کے اخلاق جمیلہ اور عادات شریفہ آج دنیا میں ضرب النثل ہیں اور اخلاق محمدی کی عالم میں دھوم ہے اور اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ خود حق سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن شریف میں آپ کے اخلاق کی تعریف فرمائی چنانچہ سورہ نون میں ارشاد ہے وانک لعلی خلق عظیم اس آیت شریفہ میں کئی نوع کی تاکید کیسا تھ ارشاد ہے کہ بیشک تم بڑے اخلاق پر ہو حضور کے اخلاق حسنہ کا احاطہ اور احصاء دشوار ہے کتب حدیث کا بہت بڑا حصہ انھیں احادیث پر مشتمل ہوتا ہے نمونہ کے طور پر اس باب میں مصنف نے پندرہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) خارجہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت زید بن ثابت کے پاس حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ حضور کے کچھ حالات سنائیں انھوں نے

لعلی خلق عظیم فکون و یفین السبب والطبیعة وهو الصورة الباطنة من النفس والوصفان معانیہا بمنزلة الخلق للصورة الظاهرة وادعاء معانیہا ولہا الوصفان حسنة او قبیحة واختلف بل حسن الخلق عذیریہ طبعیہ او کتب اختیاریہ نفیل بالاول لجز البخاری ان اللہ قسم بینکم اخلاقکم کما قسم ارزاقکم وقیل بل بعضہ کتب لما مع فی خبرہ ان فیک فصلتین بمعہما اللہ حکم والامارة قال یارسول قدما کان فی او حدیثا قال قدما الحدیث قال ابن جریر قدما السوال وقد مرہ صلی اللہ علیہ وسلم یشریان منہا ما ہو جلی ومنہا ما ہو کتب و ہذا ہو الحق ومن ثم قال لقرطبی ہو جبلہ فی نوع الانسان دیم متفادون فیہ فمن طلبہ حسنة فهو المحمود والا امر بالمعجزة حتی یصیر حسنا قال القاری الاظهر ان الاخلاق کلہا باعتبار اصلہا جبلیہ قابلية للزيادة والنقصان فی الکلیۃ والکیفیۃ بالریاضات کما یدل علیہ عبارات النبویۃ والارشادات الصوفیۃ منہا حدیث انما بعثت لائم صلح الاخلاق رواہ البخاری فی تاریخہ والماکم و احمد عن ابی ہریرۃ والبرار مکارم الاخلاق قال المناوی وقال ابو علی الدقاق قد خصہ اللہ عز وجل بمزایا کثیرۃ ثم لم یمن علیہ شیء یثمل ما اثنی علیہ متعلقہ فقال وانک لعلی خلق عظیم وناہیک ہذا التحفیم ۱۲ م المقرئ ام فاعل من الاکثر معنی تعلیم القرآن ۱۳ م قیل کان دخل فی السنۃ ثمانین الف دینار وما وجبت علیہ زکوۃ ۱۴ م ۱۵ م ای ای شیء اعدکم فان ثمالہ لا یجاء بہا وان انتہی الحدیث بہا ال اقصى الغایات فهو الحق بقول الشافعی تجاوز حق المدرج حتی کانہ ہا حسن ما اثنی علیہ لیواب ۱۶ م لکن لما کان من القواعد المقررة فلا یدرک کلہ لا یرک کلہ افادہم بعض ذلک ۱۷ م ۱۸ م ای کان منی یقرب منی فانا اعرف بکمالہ و اشار بذلک الی غایۃ ضبطہ واتقانا لا حوالہ ۱۹ م ۲۰ م قال المناوی فکان لکماں خلقہ حسن عشرۃ وغایۃ عطفہ یتخلل معنی اللانہ مش و شکم فی مجلسہ بما یشار ولا یتجنب الشکم معنی اللانہ لعل کل ذلک لیزید اقبالہم واستغفارہم منہ ۲۱ م قال القاری بالرفع علی ما ہو الثابت فی الروایۃ والرابطۃ فی خبرہ مذکور والتقدیر اعدکم ایہ وقال ابن جریر یجوز النصب وقال المناوی الروایۃ بالرفع لکن لا ینع جواز النصب بل ہو اولی لاستغفارہ عن الخذف ۱۲ م

حدثنا اسحاق بن موسى ثنا يونس بن بكير عن محمد بن اسحاق عن زياد بن ابى زياد عن محمد بن كعب القرظي
عن عمرو بن العاص قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل بوجهه وحديثا على مثل القوم يتألفهم^{معن}
فكان يقبل بوجهه وحديثا على حتى ظننت^م اني خير القوم فقلت يا رسول الله انا خير واوبكر فقال بوبكر
فقلت يا رسول الله انا خير ام عمر فقال عمر فقلت يا رسول الله انا خير ام عثمان فقال عثمان فلما سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم

فرمایا کہ حضور کے کیا حالات سناؤں (وہ احاطہ بیان سے باہر ہیں) میں حضور کا ہمسایہ تھا (اس لئے گویا ہر وقت کا حاضر ہوتا
تھا اور اکثر حالات سے واقف۔ اس کے ساتھ ہی کاتب بھی تھا، جب حضور پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلا بھیجتے میں حاضر ہو کر
اُس کو لکھ لیتا تھا (حضور ہم لوگوں کے ساتھ غایت درجہ دل داری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا ذکر تذکرہ ہم کرتے تھے حضور
بھی ہماری ساتھ ویسا ہی تذکرہ فرماتے تھے جب ہم لوگ کچھ دنیاوی ذکر کرتے تو حضور بھی اس قسم کا تذکرہ فرماتے (یہ نہیں کہ پس
آخرت ہی کا ذکر ہماری ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں) اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور
آخرت کے تذکرے فرماتے یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اُسی کے حالات اور تفصیلات حضور بیان فرماتے اور جب
کچھ کھانے پینے کا ذکر ہوتا تو حضور بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے کھانے کے آداب، فوائد لذیذ کھانوں کا ذکر، مضر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ
چنانچہ گذشتہ ابواب میں بہت سی ارشادات حضور کے اس نوع کے گذر چکے ہیں کہ سرکہ کیا ہی اچھا سالن ہے، زیتون کا تیل استعمال کیا کرو
کہ مبارک درخت سے ہو وغیرہ۔ یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ و۔ اس حدیث میں مختلف معنایں تھے جن کی
کسی قدر توضیح ترجمہ کیساتھ ذکر کی گئی۔ اخیر جملہ کا ترجمہ مشائخ درس کے نزدیک یہ ہے جو لکھا گیا لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک شروع حدیث
میں (حضور کے کیا حالات سناؤں) کی ساتھ متربط اور ترجمہ یہ ہے کہ حضور کے ہر نوع کے حالات سنا سکتا ہوں) اس لئے جس قسم کا تذکرہ کی درخواست
کر دو سناؤں کہ میں پڑوسی بھی تھا اور کاتب بھی۔ اور حضور کے معمولات میں دین اور دنیا کھانا پینا غرض ہر شے کے تذکرے شامل تھے اسلئے کیا
سناؤں اور کونسا تذکرہ کروں کہ ہر تذکرہ عجیب تھا اور ہر حال طبع و لذیذ۔ اس حدیث میں حضرت زید کا یہ فرمانا کہ حبشی نازل ہوتی مجھے بلایا جاتا یا اکثر اوقات
اعتباری ہے کہ قریب ہوتے مدینہ آکر علاوہ وحی کو لکھنے والے حضرات بھی شاکو لگو میں حضرت عثمان غنی حضرت علی حضرت ابی امیر معاویہ خالد بن سیدہ خنظل علیہ
السلام ابان بن سعید یہ تو حضرات ہیں جو کاتبین ہی ہیں۔ حدیث بالا میں ایک شکل یہ بھی بتا دیا کہ دنیا کا ذکر کھانا پینے کا ذکر ایک فنون تذکرہ معلوم ہو گا اور حضور
عادت شریفہ لائیں چیزیں منقول ہونگی نہیں تھی جیسا کہ بہت سی احادیث میں درگذشتہ باب کی طویل حدیث جوئے پر گزشتی، اس میں بھی کہ حضور ضروری امور علاوہ
اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے اسکا جواب یہ کہ دنیا کا ہر تذکرہ فضول نہیں بلکہ دنیا کا ذکر کھانا پینے کی بہت سی ضروری بلکہ فضیلتی اور واجبہ اسلامیات کی چیزوں میں
جائز ناجائز کی چیز کا اچھا ہونا یا بُرا ہونا وغیرہ امور حضور ہی کو ارشاد دی یا حضور کو سناؤ تذکرہ آفریں حضور کو اُس پر سکوت فرمائی ہی معلوم ہو سکتی ہیں چنانچہ اسی حدیث
میں یہ مضمون بھی گذرا ہے کہ لوگوں کو حالات کی تحقیق فرما کر اچھی بات کی تحسین فرماتے اور بری بات کی بُرائی بتاتے اسی لحاظ سے دنیاوی تذکرے حضور کی مجلس
میں ہوتے تھے نہ یہ کہ لغویات ہوتی ہوں۔ (۲) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قوم کے بدترین شخص کی طرف بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

لے نسبت الی قرینۃ مصغرۃ قبیلۃ معروۃ من بوند الدینۃ ۱۲۱۱۱۱ استعمال اللاف فی قبیل قبل لایقال اشترافی لافۃ ردیۃ۔ وقال بیک اشترج علی اوصل منہ معنوا مشرا
وینکل خیر خیر وشر شر لک الذی بالاف الاں استمالا ۱۲۱۱۱۱ ای براسمہ تک الما بامۃ والا قبال الجمۃ استینافیۃ من سورۃ الحکم کہ فیہ لانا فیصل ذلک قال تا لغیرہ والغیر
لا شراۃ مع معنی اور لغوۃ لان لایف عام لم یکن فی الا شراۃ یہ دلائل خیر استوار لغوۃ فی الا قبال لغوۃ علی ما سبق لان ذلک حدیث لا ضرورۃ وسمنا التخصیص للضرورۃ ۱۲۱۱۱۱
م لانی کنت حدیث مہد بالاسلام اذا سئل عن ذلک بن الولید قرین الغیر لکن لا یعرف شیعۃ علی اللہ علیہ وسلم فی ان لاف لغوۃ کثرۃ العارۃ الخیر القوم ۱۲۱۱۱۱

فصل ثانی فی فلو ددت انی لراکن سألتہ حل ثلثا قتیبہ بن سعید ثنا جعفر بن سلیمان
 الضبی عن ثابت عن انس بن مالک قال خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عشر سنین فما قال لی ا

تالیف قلوب کے خیال سے اپنی توجہ اور اپنی خصوصی گفتگو سبذول فرماتے تھے جس کی وجہ سے اُس کو اپنی خصوصیت کا خیال ہو جاتا
 تھا چنانچہ خود میری طرف بھی حضور کی توجہات عالیہ اہل کلام کا رخ بہت زیادہ رہتا تھا حتیٰ کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ میں تو کم کا بہترین شخص ہوں ہی
 وجہ سے حضور سے زیادہ توجہ فرماتے ہیں۔ میں نے اسی خیال پر ایک دن دریافت کیا کہ حضور میں افضل ہوں یا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور
 نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عمر رضی اللہ عنہ حضور نے فرمایا کہ عمرؓ پھر میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عثمان
 رضی اللہ عنہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ جب میں نے حضور سے تصریحاً پوچھا تو حضور نے ہمارا عایت صحیح صحیح فرما دیا میری مدارات میں
 مجھے افضل نہیں فرمایا مجھے اپنی اس حرکت پر بعد میں ندامت ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ مجھے ایسی بات ہرگز نہیں پوچھنی چاہیے تھی۔ یہ
 اولاً حضور کی خاص توجہ کی بنا پر اپنے کو سب سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہ پہلی طویل روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور کی عادت تھی
 افضل کے ترجیح دینے کی تھی لیکن بسا اوقات تالیف قلوب کے خیال سے مدارات میں غیر افضل کو بھی ترجیح دی جاتی تھی حتیٰ کہ کفار و منافقین تک
 کی ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تالیف میں خصوصی برتاؤ ہوتا تھا۔ حدیث ہامامین یہ ترتیب سوال کی اس بنا پر ہے کہ خود حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل الناس جانتے تھے چنانچہ اہل روایت میں اسکی تصریح آتی ہے کہ ہم حضور
 ہی کے زمانہ میں سب سے زیادہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے تھے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور کے زمانہ میں ابوبکرؓ کی بار
 کسی کو نہ سمجھتے تھے اگر بعد سب افضل عمرؓ کو انکی بعد عثمانؓ کو پھر ان کے بعد اور صحابہ میں سمجھتے ترجیح نہ دیتے تھے مطلب یہ کہ ان تین حضرات کی اس ترتیب
 ترجیح اور افضلیت ایسی عیاں تھی کہ حضور کی حیات ہی میں ہم صحابہ کی جماعت اس کو ماننے لگے تھے حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمدؓ نے ابو الدیہ
 حضرت علیؓ سے پوچھا کہ حضور کے بعد سب سے افضل شخص کون ہیں۔ انھوں نے فرمایا ابوبکرؓ میں نے پوچھا ان کے بعد انھوں نے فرمایا عمرؓ اسی طرح
 سے اور بہت سی روایات ہیں جن سے حضور کے زمانہ ہی سے یہ ترتیب معلوم ہوتی ہے اسی لئے انھوں نے اپنے سے مقابلہ کے لئے اسی
 ترتیب سے سوال کیا کہ اول اُس سے مقابلہ کیا جو سب سے افضل شمار ہوتا تھا پھر ملے پھر ملے سے کہ میں اگرچہ افضل ترین شخص سے نہیں بڑھ سکا
 تو شاید ملے یا ملے ہی سے بڑھ جاؤں (مس) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

۱۰۰ بتلیف الدان ای اجابنی بحواب حق من غیر مراعاة فی الشیخ صدق بدون الغار ہو الظاہ لان اشیان الغار فی جواب لما غیر مشہور لکن ما یخبر کما صرح بہ بعض النہ
 التمام فی کسر الدال ای صحبت و تمییز قال المناوی حیاء فظہر خطا و ظنہ قال المناوی انما ذلک لانه قبل السؤال کان یظن انہ علیہ الخیرۃ علما سالہ بان لہ
 انہ انما لہ علیہ انما ہو للنا لیت فالسعی لما ظہر خطای نہ مت علی السؤال استیجا من فہش خطای ۱۲ م ۱۱ الضبی یعم الغار النجمۃ و فیج الوحۃ نسبتہ للی ضبیۃ بن قیس
 او ضبیۃ بن ربیعۃ کذا فی ہاشم التذیب ۱۲ م ۱۱ کذا فی اکثر الروایات فی روایۃ المسلم تس سنین قال المناوی و حملت علی التمدید والاولی علی التقریب و قال المناوی
 لعل ابتداء خدمۃ النس لی انشاء السنۃ یعنی روایۃ الشیع لم یجبر الکسر و اعتبر السنین الکواہل و فی روایۃ العشر جبر ہا فہی ہا سنۃ کاملۃ و قال الحافظ ابن حجر لا مغایرۃ
 بینہما لان ابتداء خدمۃ النس کان بعد قدومہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ و بعد نزولہ و بیع ام ام سلمہ بانی طلقہ و علی ہذا یكون مدۃ خدمۃ النس تس سنین و اشہر فالسعی الکسر مرۃ و جبرہ و ہون
 و یسکل علیہ بالی مغازی البخاری عن النس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلب من ابی طلحۃ لما اراد ان یخرج الی خیبر من یزیدہ فاحضلو النساء و اعجب بانہ طلب منہ من یكون اسن من النس و
 اتوی علی الخدمۃ فی السفر فہو ابی طلحۃ من النس بالقوۃ فقال ان النساء غلام کس فیہم فیکون فی الحضرة و سفرہ و ان ۱۱ نعم المیزۃ و تشدید الغار مکسورۃ بلا توبین و بہ و مقننہ جاز
 فہذہ نکت لغات قری بہا ان السج و ذکر وافیہ اربعین لغات کتہم و علی لیتوی فیہا الواحد و النشی الجمع و المذکور و الموش ۱۲ اب +

قطوعا قال لشي صنعته لم صنعت ولا لشي تركته لم تركته وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم من احسن الناس خلقا و

لا مستخزنا ولا محيرين الا شيئا كان الدين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا شهدت مسكا قطوعا لا خطر اكان

اطيب من عرق رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا قتيبة بن سعيد و احمد بن عبد الله بن حنبل في الحديث قالوا لما جاءه بنو عبد مناف من العكا

کی ہے مجھے کبھی کسی بات پر حضور نے انور تک بھی نہیں فرمایا نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا اور اسی طرح نہ کبھی کسی کام کے نہ کرنے

پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے (ایسے ہی خلقت کی اعتبار سے بھی حتی کہ)

میں نے کبھی کوئی ریشمی کپڑا یا خالص ریشم یا کوئی اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت پھلی سے زیادہ

نرم ہو وہ میں نے کبھی کسی قسم کا مشک یا کوئی معطر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا وہ یہ

کوئی مبالغہ آمیز یا اعتقادی بات نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کر کے خوشبو کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا جس سے

آپ مصافحہ کرتے تھے تمام دن اُس کے ہاتھ سے خوشبو ہکتی تھی۔ گناہوں کی کثرت سے بدن کی سڑک بند ہو جاتی تھی حضور کا کسی چیز کو

متعلق ان تک نہ فرماتا یہ کمال اخلاق اور فائیت تواضع کی بنا پر تھا کہ حضرت انس کے کرنے نہ کرنے کو ان کا اپنا فعل نہ سمجھتے تھے

بلکہ بجانب اللہ سمجھ کر اُسی پر راہنی ہو جاتے تھے چنانچہ ایک حدیث میں اس کے بعد مضمون بھی ہے کہ حضور یہ ارشاد فرمادیا کرتے تھے

کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے مقدر میں ہوتا تو ہو جاتا۔ یہ محبوب کے فعل کی ساتھ غایت لذت اور صوفی کی اصطلاح میں مضامیر

کی اصل اور سند ہے۔ رابعہ بصریہ کا مشہور مقولہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ اے اللہ اگر تو میرے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالے تو میری محبت

میں اس سے کچھ اضافہ ہی ہو گا اور کالمین صوفیہ کے تمام ہی حالات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مختلف احوال سے اخذ

کئے گئے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جامعیت کے کمال پر بھی بعد میں جا سمعیت کا یہ درجہ نہیں رہ سکا اس لئے حضرات

صوفیہ کرام میں کسی جگہ حضور کی کسی عادت کا ظہور ہوا اور کسی جگہ کسی دوسری حالت کا شیوع ہوا۔ یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ حضور کا

یہ معاملہ اپنی ذات کے متعلق تھا حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور نے اپنی ذات کیلئے کبھی بھی انتقام نہیں لیا البتہ اللہ جل شانہ کی کسی

حرمت کا ہتک کیا جائے مثلاً کسی حرام چیز کا ارتکاب کیا جائے تو اس کا بدلہ ضرور لینے تھے حضور کی گفتگو کے باب میں ملاحظہ فرمائیے اس

قسم کا مضمون گذر چکا ہے۔ (لطیفہ) اس حدیث کے اخیر جز کے متعلق ایک عجیب قصہ ہے جس سے حضرات صحابہ کرام اور محدثین

رضی اللہ عنہم اجمعین کی حضور کے ساتھ غایت محبت اور عشق کا پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت انسؓ ایک مرتبہ غایت فرحت و لذت کی

ساتھ کہنے لگے کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ مصافحہ کیا میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم حضور کے

ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی۔ شاگرد نے جس کے سامنے یہ حدیث بیان کی اسی شوق سے عرض کیا کہ میں بھی ان ہاتھوں سے مصافحہ

کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضور سے مصافحہ کیا۔ اُس کے بعد یہ سلسلہ ایسا جاری ہوا کہ آج سارے تیرہ سو برس سے زیادہ تک

۱۵۰ قبا بیع قات دلتہ یہ طار مضمونہ کذا فی اصول ای ابد اوجی لتکید فی الماضی ۱۲۵ ای ما يتعلق باذیاد خدمتہ لانیما تعلق بالکلیات الشرعیۃ قالہ القاری و
فی مشکوٰۃ بروایۃ الشیخین من عائشہ ما انعم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ فی شیء قط الا ان یتبک حرمت اللہ لیتقم اللہ بہا و تقدم فی باب الخاشی منہ ۱۲۵ لہذا الجز
من الحدیث تسلسل بالمصافحہ ذکرہ الشاہ ولی اللہ طوی فی رسالۃ السلسلات بروایۃ ابی ہریرۃ عن انس وقد ذکرہ الما فی اللسان بسندہ بروایت ثابت من انس ۱۲
۱۵۰ بفتح ميم و فی نسخة طوف بفتح ميم و سکون راء فاء و التعمد الاول ۱۲۵ فی البقی بفتح الفاء و المعجم و الباء المکسورة المشددة لنبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہم جاہلہ
۱۵۰ سلم بفتح فسكون قالہ القاری جو سلم بن قیس العلوی البصری و العلوی لنبیہ بنی علی بن ثوبان قالہ الما وی و قال ابو داؤد و فی نسخة لیس ہو بلو یا کان یصری البوم یعنی ام

عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان عند رجل انصرف قال كان رسول الله صلى الله

عليه السلام لا يكاد يواجد احدا بشئ يكرهه فلما قام قال للقوم لو قلتم لبيد هذه الصفة حل ثنا محمد بن بشار

ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

الستية ولكن يعفوا ويصفر حل ثنا هارون بن اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن

ابن مسعود عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

الستية ولكن يعفوا ويصفر حل ثنا هارون بن اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن

ابن مسعود عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

الستية ولكن يعفوا ويصفر حل ثنا هارون بن اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن

ابن مسعود عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

الستية ولكن يعفوا ويصفر حل ثنا هارون بن اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن

ابن مسعود عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

الستية ولكن يعفوا ويصفر حل ثنا هارون بن اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن

ابن مسعود عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

الستية ولكن يعفوا ويصفر حل ثنا هارون بن اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن هشام بن عروة عن

ابن مسعود عن ابي اسحاق عن ابي عبد الله الجعفي واسم عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فحشا ولا مفتحشا ولا صخبيا في الاسواق ولا يجزي بالستية

سے رہی گاؤں کا دوسری جگہ سکون سے رہنا ظاہر ہے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینی کے متعلق حضور کی ساری سوانح بھری ہوئی ہے کہ کفار سے کیا کیا فتنیں نہیں پہنچی۔ امد کی لڑائی میں حضور کی ساتھ کیا کیا پیش نہیں آیا اور جب صحابہ نے ان حالات سے متاثر ہو کر حضور سے بددعا کی درخواست کی تو حضور نے دعا کی کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ نادانقت ہیں۔ زید بن سہنی پہلے سے یہودی تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جسکو میں نے حضور میں نہ دیکھ لیا ہو بجز دو علامتوں کے جن کے تجربہ کی اب تک نوبت نہیں آئی۔ ایک یہ کہ آپ کا حلم آپ کے غصہ پر غالب ہو گا دوسری یہ کہ آپ کی ساتھ کوئی جتنا بھی جھگڑا کا برتاؤ کرے گا اسی قدر آپ کا تحمل زیادہ ہو گا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمد و رفت بڑھاتا رہا ایک دن آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے کہ ایک یہودی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھر پور رزق تمکو ملے گا اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا مجھ پر یہ ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں اگر رائے مبارک ہو تو آپ کچھ اعانت ان کی فرما دیں، حضور نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علیؓ تھے دیکھا انھوں نے عرض کیا کہ حضور موجود تو کچھ نہیں رہا۔ زید جو اُس وقت تک یہود رہے تھے اس منظر کو دیکھ رہے تھے کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم ایسا کر سکو کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دیدو تو میں قیمت بیسگی اب دیدوں اور وقت معینہ پر کھجوریں دے دوں گا۔ حضور نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا البتہ اگر باغ کی تعیین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں میں نے اس کو قبول کر لیا اور بیس کھجوروں کی قیمت اتنی اشغال سونا (ایک اشغال مشہور قول کو افق ہمارا ہمارا ماشہ کا ہوتا ہے) دیدیا۔ آپ نے وہ سونا اُس یہودی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انھار کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کر لو۔ زید کہتا ہے کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے حضور صحابہ کی ایک جماعت کیساتھ جن میں ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ بھی تھے کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپ کے کہنے اور بچاؤ کے پیلوں کو پکڑ کر نہایت ترش روی سے کہا کہ اے محمد تو میرا قرضہ ادا نہیں کرتا خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبد المطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہند ہو۔ حضرت عمرؓ نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر مجھے (حضور کا) ڈرنہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور قسم کے لہجہ میں غصہ سے فرمایا کہ تم میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے وہ یہ کہ مجھے حق کے ادا کرنے میں خوبی بستے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقہ کی نصیحت کرتے جاؤ اس کو لیاؤ اس کا حق ادا کر دو اور تم نے جو اس کو ڈاٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صلہ (تقریباً دو سو کھجوریں) اس کے مطالبہ سے زیادہ دیدینا حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صلہ کھجوریں زیادہ دیں میں نے پوچھا کہ یہ بیس صلہ کیسے عمرؓ نے کہا کہ حضور کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمرؓ مجھ کو پہچانتے ہو۔ انھوں نے فرمایا نہیں میں نے کہا کہ میں زید بن سہنی ہوں انھوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کہ حضور کی ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا میں نے کہا کہ علامات نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو اب تک تجربہ کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ کا حلم آپ کے غصہ پر غالب ہو گا۔ دوسری یہ کہ ان کی ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلم کو بڑھائے گا اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا۔ لہذا تم کو اپنے اسلام کا گواہ بنانا ہوں اور میرا آدھا

عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيداً شيئاً قط إلا إن

مال امت محمدیہ پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے اُس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہ وارضاه (جمع القوائد جمع الوسائل)۔

(۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دست مبارک سے اللہ کے راستہ میں جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی باندی وغیرہ کو)۔ اللہ کے راستہ اور جہاد ہی میں حدود بھی داخل ہیں۔ نیز اس مارنے سے غصہ میں قصد امار نامراد ہے اُسی کو مارنا عرف میں کہتے ہیں بلا ارادہ یا مزاح میں کسی کے لگ جانا جیسا کہ بعض روایات میں ہے اس کے منافی نہیں۔ (۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو۔ البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی حرمت کا ہتک ہوتا (یعنی مثلاً کسی حرام فعل کا کوئی ترکب ہوتا) شرح حدیث نے لکھا ہے کہ اسی میں آدمیوں کے حقوق بھی داخل ہیں، تو حضور سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دوامروں میں اختیار دیئے جاتے تھے تو ہمیشہ سہل کو اختیار فرماتے تا وقتیکہ اُس میں کسی قسم کی معصیت وغیرہ نہ ہو۔ (۸) تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنگ احد میں جب عتبہ نے آپ پر پتھر چلایا اور آپ کا دندان مبارک شہید ہو گیا اور چہرہ انور خون آلودہ ہو گیا تو بعض حاضرین نے عرض کیا کہ اُس سوزی کے لئے بددعا فرما دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما۔ یا قاضی ہیں۔ ایک بدی ایک مرتبہ آیا اور حضور کی چادر مبارک پلڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا ادیہ کہا کہ میرا کان اونٹوں پر غلہ لدوا دو تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو دگو یا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس چادر کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلہ نہیں دوں گا۔ اُس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا۔ حضور قسم فرما رہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔ تم لوگ حضور کے نام لیوا ہیں اتباع کے

١٤ خصما بالذكر استما بالشانها وكثرة وقوع العزب عليها علوة فضر بهما ان جاز بشره فلاولى تركه قالوا وبذا بخلات الولد فلاولى تاويده الفرق ان ضرب مصلحة تعود عليه فلم يندب العفو بخلات ضربها فانه لحظ النفس فندب العفو عنها ١٢ اق ١٥ مقلد كبحر كلام اسم لما قل من الظالم وهو ما اخذ منك بفتح اللام مضمر طلبه وقيل بالكسر والفتح الظلم وهو وضع الشئ في غير محله ١٢ اق ١٥ قلبها بعينه المجهول والضمير المستتر ارجع الى رسول الله صلى الله عليه وسلم والظلم متعد الى المفعول واحد فلا يظهر تعدى ظلم ههنا بالضمير المنصوب وجه الا ان يقل بغيره انما نفس قاله القاضى ١٢ اق ١٥ جمع محرم اى شئ حرمه الله تعالى قال القاضى الفاضل من مصدر محرم بمعنى المفعول اى ما لم يرتكب ما حرمه الله على عباده ١٢ اق ١٥ قال المتأدى ليس هذا اخلاقيا قبله حتى يحتاج لاستدراكه لان انتقامه لله عند انتباهك حرمة ليس انتقاما لنفسه فهو لا يستغنى عن الانتقام ١٢ اق ١٥ مبتدأ بالمجهول وقوله بين امرين قال المتأدى اى فى الدين والدنيا كذا اكل شايح وليس بقويم فقد قال كذا لفظ ابن جرير اخذ من كلام ابن السكيت المراد سور الدنيا فقط بدليل

ما لم یکن ما ثا حد ثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن عروۃ عن عائشة قالت استاذن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم واذ عندہ فقال بش ابن العشرۃ او اخر العشرۃ ثم اذن لہ فالان لہ القول فلما خرج قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت عاقلت ثم اکت لہ القول فقال یا عائشة ان من شر النکیر من ترکہ الناس او ودعہ الناس اتقاء فحشہ حد ثنا سفیان بن وکیع ثنا جسیع بن عمر بن عبد الرحمن العجلی حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالۃ زوج خدیجۃ یکنی اباعبد اللہ عن ابن لابی ہالۃ

دعوی دارہیں یہاں ذرا سی بات خود داری کے خلاف ہو جاتی ہے کوئی ذرا سخت لفظ کہہ دے تو وقار کے خلاف بجائی پر حدیث کے اخیر جملہ کا مطلب یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جب آپ کو بالخصوص امت کی حق میں دوامروں کا اختیار دیا جاتا تو آپ است کیلئے جو سہل ہوتا اس کو اختیار فرماتے اور اسی طرح دنیاوی امور میں جہاں دلائل ہوتیں ان میں سے سہل کو اختیار فرماتے جب تک کہ اس میں کسی قسم کا شرعی نقصان نہ ہو بہت سی احادیث میں مختلف عنوانات و حضور کے ارشادات بھی اس مضمون میں وارد ہیں کہ سہولت اختیار کرنا اور خواہ مخواہ اپنے کو مشقتوں میں ڈالنا حضور کو پسند نہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے ایک شخص نے حاضری کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنی قبیلہ کا کیسا بڑا آدمی ہے یہ ارشاد فرمایا کہ بعد اسکو حضری کی اجازت مرحمت فرمادی اور اس کے اندر آنے پر اس کے ساتھ نہایت نرمی سے باتیں کی جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ نے پوچھا کہ حضور نے اس کے بارہ میں حاضر ہونے سے پہلے تو یہ لفظ ایشاد فرمایا تھا پھر اس قدر نرمی سے اس کی ساتھ کلام فرمائی یہ کیا بات ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ بدترین لوگوں میں سے ہے وہ شخص کہ لوگ اس کی بدگلامی کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیں۔ اس شخص کا نام اکثر علمائے عیینہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ دل سے اس وقت تک مسلمان بھی نہ ہوا تھا بلکہ نفاق کے طور پر بظاہر مسلمان تھا حضور کا معاملہ اس وقت تک منافقین کے ساتھ مسلمانوں ہی جیسا تھا اس لئے اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ تھا چنانچہ حضور کے وصال کے بعد جب ارتداد کا زور ہوا تو یہ مرتد ہو گیا تھا اور اپنے معنی کفر کو ظاہر کر دیا تھا اور جب حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پکار کر لایا گیا اور مدینہ کے نو عمر لڑکوں نے آوازے کئے شروع کئے کہ یہ بھی مرتد ہو گیا تھا تو اس نے یہ جواب دیا تھا کہ میں مسلمان ہی کب ہوا تھا جو مرتد ہوتا لیکن اس کے بعد یہ مسلمان ہوئے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جہاد میں بھی شریک ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لڑکے کو اس کے آنے سے قبل اس کی حالت پر تنبیہ فرمادی اور چونکہ یہ بہ نیت اصلاح اور دوسروں کو مضرت سے بچانے کیسے تھی اس لئے یہ کلام

ای ما لم یکن الا یسر ما ثا فان کان ما ثا اختار الا شد واما بالبعث ای مفسدیا الی الامم فقیہ مجاز مرسل من المطلق السبب سببہ وبعثہم جعل الاستثناء مقطوعا ان کان التفسیر من الشر وبتصلہ ان کان من غیرہ اذ لا یتصور تفسیر الشر تعالیٰ الا بن جائزین اب ۲۵ قال النادی ہوئینہ بن حصن الغزالی الذی یقال لہ الا حق المطاع وجاملی روایۃ عبد الغنی القرطبی عن عائشہ بانہ مخبر بن لؤس فان کانت الرافۃ قد دعت فکان لؤس یقول ہو الا لؤس علیہ الموعول ہو الا لؤس لہ روایتہ ولذا قال الخطیب وعیاض الصغیر انہ طینہ قالوا وبعثہ ان یقول المصنف فی حق مخبرہ ما قال لؤس لکن من خیار الصحابۃ انہ زلوا النادی وکان عیینہ اذ ذاک منہم النفاق ویدل علی ذلک انہ اظهر الردۃ بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم وجی بہ الی بابی بکر اسیرا فکان الصبیان یعیون علیہ فی اولئہ المدینہ ویقولون ہذا الذی خرج من الدین فینقول لہ حکم لم یدخل حتی یخرج فکان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا علما من اعلام النبوة حیث انما الغیب یقع لکن اسلم بعد ذلک وجس اسوۃ حضرت بعض استومات فی زین عمرہ اب ۲۵ اولئک والکابرانہ شک من سفیان فان جمیع اصحابی ابن المنکدر وروہ بدون الشک ولا یبعد ان یشیر لہ یعنی لہو او فان فی البخاری بس ابن العشرۃ ویشیر لہ العشرۃ بدون الشک قال القاری ۲۵ لکعب علی العشرۃ ویشیر لہ انما ترکک الانتباہ فی وجہ القاء فحشہ فی روایۃ البخاری ہی عہدتی فی شانہ شر الناس علیہم الشر منزلة یوم القیمۃ من ترکہ الناس اتقاء فحشہ ہوئینہ کذا فی جمیع النسخ الموقوۃ

ثنا عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفین عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً فقط فقال لا حد ثنا عبد اللہ بن عمران ابو القاسم القرظی لمکی ثنا ابو ابراہیم بن سعد عن ابن شہاب عن عبد اللہ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باتیں جن کو ادب کی وجہ سے یہ حضرات خود نہ پوچھ سکتے تھے وہ بھی معلوم ہو جادیں، آپ یہ بھی تاکید فرماتے رہتے تھے کہ جب کسی کی حاجت کو دیکھو تو اس کی امداد کیا کرو (اگر آپ کی کوئی تعریف رہتا تو آپ اس کو گوارا نہ فرماتے) البتہ اگر بطور شکر یہ اور ادا ماسک کے کوئی آپ کی تعریف کرتا تو آپ سکوت فرماتے کہ احسان کا شکر اس پر ضروری تھا اس نے وہ گویا اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہے بعض علماء نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ تعریف حد و حد کے اندر کرتا تو سکوت کرتے یعنی حد سے تجاوز کرتا تو روک دیتے۔ کسی کی گفتگو قطع نہ فرماتے تھے کہ دوسرے کی بات کاٹ کر اپنی شروع فرمادیں۔ البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو اس کو روک دیتے تھے یا مجلس سے کھڑے ہو جاتے۔ تاکہ وہ خود رک جائے۔ یہ حدیث گذشتہ باب کی ساتویں حدیث کا لکڑا ہے۔ مفصل روایت جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام سوالات یکجا ہیں جمع الفوائد اور شفاء قاضی عیاض میں موجود ہے۔ امام ترمذی نے مختلف بابوں کی مناسبت سے اس حدیث کو کئی بابوں میں خود ہی تھوڑی ذکر کی ہے (۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص کے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا۔ اگر اس وقت موجود ہوتی تو عطا فرمادیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرمالیتے۔ یا اس کے حق میں دعا فرماتے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو کسی اور طریقہ سے عطا فرمادیں۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اہل تمام لوگوں سے زیادہ ہر وقت ہی سختی تھے کہ کوئی بھی حضور کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کے درجہ میں پہنی۔ جب ہی ایک شخص نے مانگ لی اس کو مرحمت فرمادی۔ قرض لیکر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا کرنا اور ترغیو اہل سخت فقر کے وقت کہیں سے اگر کچھ آگیا اور ادا قرض کے بعد بچ گیا تو اتنے وہ تقسیم نہ ہو جائے گھونہ جانا۔ ایسے مشہور واقعات اتنی کثرت سے ہیں کہ ان کا احاطہ ہو ہی نہیں سکتا) بالخصوص رمضان المبارک میں تمام مہینہ اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے کہ خود حضور کی گیارہ مہینہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) (۳) اس مہینہ میں بھی جس وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاکر آپ کو کلام اللہ شریف سناتے اس وقت آپ بھلائی اور نفع پہنچانے میں تیز بارش لائیں والی ہو اسے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ اس ہولکی ساتھ تشبیہ تیزی اور سرعت میں ہے کہ ہوا اس قدر تیز نہیں چلتی جتنی تیز حضور کی سخاوت چلتی تھی یا نفع کے عام ہونے میں ہے کہ بارش کا نفع اس قدر عام اور سب کو شامل نہیں ہوتا جتنی عام حضور کی سخاوت تھی۔ بارش کی ساتھ تشبیہ صورت کے اعتبار سے ہے ورنہ حضور کی سخاوت کو بارش سے کیا نسبت کہ یہ صرف مادی چیزوں کو آگیا والی ہے۔ اور حضور کی بارش ظاہر و باطن ضروریات دنیویہ اور دینیہ کو پوری کر لیتی

لیع فقال بینہ الحدیث السابق بانہ لم یردہ الا بہا و بیسور من القول و لم یقل سہ ما قال لا یقال الا فی تشہدہ۔ لولا التشہد کانت لاوہ نعماً ۱۲ طے قال المناوی یقول انہ عبید اللہ بن عیاض و یقول مہدی الثری بن رافع کاتب علی فانہما یرویان عن ابن عباس و عنہما الزہری اہ مختصر اذ قال نقاری انہ ابن عبد اللہ بن عبید بن سعود و اخطأ من قال انہ ابن ابی لمیکہ اہ وقال الیجوری انہ ابن عبد اللہ بن عبیدہ طافا لما قال المناوی اہ قلت و باہ عبد اللہ بن عبیدہ جزم فیما نقل ان ابن جریر و ابن

أَجُودُ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجُودُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ فَيَأْتِيَهُ جَبْرِيلُ فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ

فاذ القيه جبريل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود بالخير من الريح المرسلة **حد ثنا**

قتيبة بن سعيد ثنا جعفر بن سليمان عن ثابت عن انس بن مالك قال كان النبي

صلى الله عليه وسلم لا يدخر شيئاً لغيره حدثنا هرون بن موسى بن أبي علقمة

الفروى المدنى حدثنى ابي عن هشام بن سعد عن زيد بن اسلم عن ابيه

مٹی یہ زمین کو زندہ کرتی ہے وہ دلوں کو بھی زندہ کرتی تھی۔ ترمذی کی روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس

ایک مرتبہ نوے ہزار روپے جس کے تقریباً بیس ہزار روپیہ سے زیادہ ہوئے ہیں لہٰذا سے آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

حدیث نمبر ۱۱۱ کے ذیل میں آ رہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمادیا کہ میرے یاس تو کچھ رہا نہیں ہے تو کسی سے میرے نام سے قرض ہائے

جب میرے پاس ہو گا ادا کروں گا۔ یہ تو حضور کی عام عادت تھی اور رمضان المبارک کے اس وقت کا تو کیا پوچھنا کہ وہ مالک

لی طرف سے افضل البتہ کے پاس افضل الکلام افضل ترین اوقات میں فرسوں کے ٹیکے لگائے گا وقت کھا اٹھے گا، ساتھ ہی یہ بات

متصف ہوتا ہے اور حق تعالیٰ شانہ کے یہاں اس ماہ مبارک میں جس قدر رحمت و انعام کے دروازے کھلتے ہیں اس کا کچھ نمونہ

دیکھنا ہو تو بندہ کار سالہ فضائل بر رمضان دیکھو۔ (۱۳) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کی کوئی

نہ رکھتے تھے۔ چہ حضور کا غایت توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے وہ کل بھی عطا کرے گا۔ یہ اپنی ذات کیلئے تھا۔ بیبیوں کا نفقہ ان کے

حوالہ کر دیا جاتا وہ جس طرح ہا ہی تصرف کریں۔ چاہے رکھیں یا تقسیم کر دیں۔ مگر وہ بھی تو حضور ہی کی بیسیاں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کی خدمت میں ایک مرتبہ دو گونیس درہموں کی نظر آنے کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ سے زیادہ درہم کے انھوں نے طباقی شکایا اور

کونہ صلی اللہ علیہ وسلم مطہراً علی الجوف کان الادب جاد وان لم یجد وعدہ لا یخلف الیغناء ۲۱۵ قال المناوی یرفع اجدود ذکر والاعشرۃ ادب وقال نقاری یرفع فی اجدود
احمد وعلی بن ابی طالب واکثر الروايات كما مرح المستفیض علیہ من انہ اتم کان وظهرہ یزدون خذوا احصاء ما مصدرتہ ومعناه اجدود اکوانہ فی رمضان فی عملی الی الابق موقع

الحیز الذی ہو حاصل فغناء وجود اکوانه حاصل فی رمضان ۱۱۲۷ قال میرک فاعلم یرض یحتمل ان یکون جبرئیل وضمیر علیہ لفظی علی اللہ علیہ وسلم کما ہو ظاهر لسیاق وکثیر العکس لما فی البخاری یرض علیہ لفظی علی اللہ علیہ وسلم ودرجہ علم فی فضائل ائمہ ان کان جبرئیل یرض القرآن قال العسقلانی ید العکس الحديث وکذا اشار الی بعض طرفه فاشارة

الحيوان كلها منها كان يمرض الى الآخر دويده ما في رداية لثناي بلفظ فيدارسه القرآن اذا المداسته مفاطه من الجائحين ١٢ في كذا اجمود بالخبر اعني مبدل الخبز من الرزق المرسته بفتح السين فانما نشأ عنها حمد كثير لانها تشتر السحاب وتلوها ما اثم تسبها السهم الارض فيحييها الموات ويخرج البسات وتبصره بافضل نفس في كونه انهم جود منها لا ينقاد تكلون المطر

وهو عليه السلام لا يفتك من مطر الجود والسخاء والتبشيع في تعظيم العطاء بالسرقة والحاصل انه فضل جوده على الله عليه سلم على جود الناس ثم فضل جوده في رمضان على جوده في غيره ثم فضل جوده في رمضان عند لقاء جبرئيل على جوده في غيره فانه ركت آيات المنكحة الى الفصل الثامن بان فضل كلام من فضل منكم في الفضل لوقات ١٢ ٥٥ اي كما منه نفسه فلا يزال الى ان يحكي

ای میل اللہ علیہ السلام کان یدخل لہ قوت سنہ ذیل عدم الاداء غالب احوالہ ادنیٰ و اکمل مرہ اذ قد ثبت فی التجاری عن اسیر بقول ما اسی عند آل محمد صاع برد و اصاع صاع من سنہ
تسع سنوہ و الا علی ان جمیع بانیہ کان یدخلہم قوت سنہ ثم من جود و کسرہ علی الواقدین کان یفرغ زادہم قبل تمام سنہ ۱۲۱۳ الفری بیع الفارہ سکون لہ نسبت الی فرد اکم کتب



عن عمر بن الخطاب ان رجلا جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فساله ان يعطيه فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما عندى مثنى ولكن ابتع على فاذا جاءني مثنى قضيت فقال عمر يا رسول الله قد اعطيت فما كلف الله ما لا تقدر عليه ففكره النبي صلى الله عليه وسلم قول عمر فقال رجل من الانصار يا رسول الله انفق ولا تخف من ذي العرش اقلالا فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم عرف البشر في وجهه لقول الانصارى ثم قال بهذا امرت حد ثنا علي بن حجر ثنا شريك عن عبد الله بن محمد بن عجيل

بھر بھر کر تقسیم فرمادیا خود روزہ دار تھیں افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا جس سے افطار فرمایا۔ باندی نے عرض کیا ایک دم کا اگر آج گوشت منگالیتیں تو آج ہم اُسی سے افطار کر لیتے ارشاد فرمایا کہ اب طمن دینے سے کیا ہو اُس وقت باود لادیتی تو میں گادیتی نکایات صحابہ میں ان بچے ابتلع کرنے والوں کے کچھ نمونے دکھائے گئے ہیں اس لئے اگر حدیث کا مطلب یہ ہو کہ نہ اپنے لئے نہ گھڑالوں کے لئے دوسرے دن کا ذخیرہ نہ ہوتا تھا تب بھی بے عمل نہ ہو گا۔ (۱۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت مند نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوال کیا آپ نے ارشاد فرمادیا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ موجود نہیں ہے۔ تم میرے نام سے خرید لو جب کچھ آجائے گا تو میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے پاس جو کچھ تھا آپ نے چکے ہیں۔ اور جو چیز آپ کی قدرت میں نہیں ہے اُس کا حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو مکلف نہیں بنایا ہے۔ حضور کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقولہ ناگوار گذرنا تو ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ جب اللہ جی چاہے خرچ کیجئے اور عرش کے مالک سی کی کا اندیشہ نہ کیجئے کہ جو ذات پاک عرش بریں کی مالک ہو اُس کے یہاں آپ کو دینے میں کیا کمی ہو سکتی ہے) حضور کو انصاری کا یہ کہنا بہت پسند آیا اور حضور نے قسم فرمایا جس کا اثر چہرہ مبارک پر ظاہر ہوتا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ نے مجھے اسی کا حکم فرمایا ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت بلالؓ سے بھی یہی ارشاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے حضرت بلالؓ کے پاس کھجوروں کی ایک ڈھیری لگی ہوئی دیکھی حضور نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے عرض کیا کہ آئندہ کی ضروریات کیلئے رکھ لیا ہے حضور نے فرمایا تجھے اس کا ڈر نہیں ہے کہ اس کی بدولت کل قیامت کے دن جہنم کا کچھ دھواں تجھ تک پہنچ جائے اُس کے بعد ارشاد فرمایا انفق بلال دلا تخش من ذي العرش اقلالا۔ اسے بلال خرچ کر اور عرش کے مالک سے کی کا اندیشہ نہ کر حضور کی سماعت اور کرم کے واقعات جس کثرت سے ہیں ان کے احاطہ کی کس کو طاقت ہے اس کرم کیلئے یہ بھی ضروری نہ تھا کہ حضور کے پاس موجود ہی ہو ضرورت مندوں کیلئے قرض لیکر ان پر نذرہ کرنا حضور کا عام معمول تھا جیسا کہ اوپر کی حدیث میں خود موجود ہے۔ ایک شخص نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ حضور کے اخراجات کی کیا صورت تھی۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور کے پاس

لما تقدم الروضة على المشاة العذبة هي مشاة اعدوا وحسب الشئ على روي بتقديم المشاة على المشاة التي على طيبا بدنيك الذي عليك قال لا تشرى البعت فلاتا من فلتا على
لما قد اعطيت اى السائل قبل هذا واعطيت الميسود من القفل وهو قفلك اعطيت اى قفل المئادى قلت وقلت ان يكون الضمير الى المال والنفقة منقورة وفي نشر الطيب من التردى
ان اتي اية تسون انت دهم فوضعت على مصير فاد مساعلا حتى فرغ منها فباروه رجل فسأله فقال ما عندى مثنى ولكن ابتع على فاذا جاءني مثنى قضيت فقال عمر يا رسول الله قد اعطيت فما كلف الله
كن ظاهر الشفاء انهما قمتان متفانان وهو ظاهر شرف الشفاء وهو القاهر عندى ۱۳ قال انصاري هو مصدر كل مثنى يقل واقل غيره وادنى الحاج ان معناه الانفاق قال
المندوب من اقل يعني افتقر وهو في الاصل يعني صار ذاق لذة ۱۴ كسر الروضة اى ظهري وجه البشاشة ۱۵ قال انصاري اى بالانفاق وعدم الوقت او بالطاري في الوجود والانتقال الميسود
في الشفاء وهما قامة مرفوعة قال المندوب في كل حال وقت لذة المنة الى لو سجد استاذنا ۱۶ على ابن حجر الحدیث بسند

عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقنقم من
رطب واجوز غب فاعطانی ملا کفہ خلیاً وذهباً محدثاً علی بن خشرم وغیرہ
قالوا انا عیسی بن یونس عن هشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان یقبل لہدیۃ ویثیب علیہا

ای بصل فی مقابلتہا شیئاً

تو کچھ ہتھائی نہ تھامیں ہی اخیر تک اس کا مستحکم رہا۔ عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوتا اور آپ اس کو شکر بخیر
تو مجھے اس کے انتظام کا حکم فرماتے ہیں کہیں سے قرض لیکر اس کے کپڑے بنواتا اور کھانے کا انتظام کرتا۔ ایک دن مشرکین میں سے ایک
شخص میرے پاس آیا اور آکر کہنے لگا کہ مجھے بڑی دست مہل ہے تمہیں جو کچھ قرض لینا ہو مجھ سے لے لیا کرو اور کسی سے قرض لینے کی ضرورت
نہیں ہے میں اُس سے قرض لینے لگا۔ ایک دن میں وضو کر کے اذان کہنے ہی کو تھا کہ وہ مشرک چند تاجروں کو ساتھ لے ہوئے آیا اور
مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ اوجھشی میں نے کہا حاضر ہوں وہ نہایت ٹرش روئی سے مجھ کو برا بھلا کہنے لگا اور کہا کہ اس مہینہ کے ختم میں کتودن
باقی ہیں میں نے کہا کہ مہینہ تو ختم کے قریب ہے کہنے لگا کہ چار دن باقی ہیں اگر اُس وقت تک قرضہ ادا نہ کیا تو مجھے قرضہ میں غلام بناناوگا
اور جیسا کہ پیسے غلامی کی حالت میں بکریاں پھرایا کرتا تھا وہی صورت پھر ہو جائیگی حضرت بلال کہتے ہیں کہ اُس کی یہ باتیں سن کر جو
لوگوں پر گذشت ہے مجھ پر بھی گذری۔ میں عشاء کی نماز کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا قصہ سنا کر عرض کیا کہ حضور لینی
جلدی انتظام کیا ہو سکتا ہے ادائیگی کیسے نہ آپ کے پاس کچھ ہے نہ میرے پاس۔ میں روپوش ہو جاؤں جب آپ ادائیگی فرما دیں گے
میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ وہ مجھے سخت ذلیل کرے گا۔ صبح کی نماز سے قبل ایک شخص دوڑا ہوا آیا کہ حضور بلا ہے ہیں میں حاضر ہوا تو حضور
نے فرمایا اللہ جل شانہ نے تیرے قرضہ کا انتظام کر دیا بیچارہ وثنیاں جو سامان سے لدی ہوئی کھڑی ہیں یہ فدک کے حاکم نے ہدیت بھیجا
ہے۔ میں نے صبح کو وہ سب قرضہ بے باقی کیا اور حضور کو اطلاع دی کہ اللہ جل شانہ نے قرضہ سے آپ کو سبکدوش کر دیا حضور نے
فرمایا کہ اُس سامان میں سے کچھ بیسے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ کچھ بچ گیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو تقسیم کر دے کہ مجھے راحت ملے شام
ہو گئی کچھ پھر بھی بچ گیا عشاء کے بعد حضور نے دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ مستحقین آئے ہی نہیں ابھی کچھ باقی ہے تو حضور نے وہ رات
مسجد میں گزاری مکان پر تشریف نہیں لے گئے دوسرے دن عشاء کے بعد پھر دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہ نے اُس کے
بارے آپ کو سبکدوش فرما دیا وہ سب تقسیم ہو گیا تب حضور نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے مکانوں پر تشریف لے گئے۔ (ابوداؤد)۔

(۱۴) ربیع کہتی ہیں کہ میں ایک طباق کھجوروں کا اور کچھ چھوٹی چھوٹی پتلی پتلی لکڑیاں لیکر حاضر خدمت ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے اپنا دست مبارک بھر کر سونا اور زیور مرحمت فرمایا۔ یہ حدیث حضور کے میوہ کے ذکر میں ملے وقت پر گذر چکی ہے۔

(۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اُس پر بدلہ بھی دیا کرتے و فیکال
خلق ہے کہ ہدیہ واپس کرنے میں دوسرے کی دل شکنی کا خیال ہے اور بدلہ نہ دینے میں اُس کو کوئی نفع نہیں۔ بلکہ بسا اوقات غلبہ محبت

۱۵ کان ترمذی والبخاری لا تعرف ہذا الحدیث بوصولہ الا من حدیث عیسی بن یونس و ہر عندنا من رسل دقال بخاری جہ ایراد ہذا الحدیث لم یذکر و کچھ دیکھنا
ہشام من ابیہ عن عائشہ و ہذا الحدیث ان عیسی تفرج بوصولہ قال ما خلفہ المستقلی روایت و کچھ دیکھنا ابی شیبہ عنہ حفظ و ثیب ابو خیر منہا روایت و ہذا الحدیث عن عیسی

باب ما جاء في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا محمد بن غيلان ثنا ابو داود ثنا شعبة عن قتادة قال سمعت
عبد الله بن ابي عتبة يحدث عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اشد حياء من العذراء في خدرها وكان اذا كره شيئا عرفنا ^{بغير اوله} كانه

میں آدمی خود مشقت اٹھا کر ہدیہ دیا کرتا ہے بدلہ کی صورت میں اسکی دلداری بھی ہوگئی اور اس کو کوئی نقصان بھی نہ ہوا بلکہ نفع ہوا۔ اسے
کہ بعض حدیثوں میں ویشیب منہا کی جگہ ویشیب خیرا منہا وار وچس کے معنی یہ ہوتے کہ اُس سے بہتر بدلہ دیتے تھے اور دوسری روایات
سے بھی حضور کا یہ معمول معلوم ہوتا ہے کہ ہدیہ سے زیادہ بدلہ دیتے تھے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کا ذکر

یہ مضمون اگرچہ عادات کا جزو ہے اور اس لحاظ سے گذشتہ باب میں داخل ہو سکتا تھا مگر غایت اہتمام کی وجہ سے اسکو
مستقل ذکر کیا کہ خالق اور مخلوق دونوں کی ساتھ کے معاملات میں حیا پر ایک مستقل مدار ہے حدیث میں وارد ہے کہ جب تجھ سے حیا
جاتی رہے پھر جو چاہے کر گذر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کمال درجہ منہتی پر تھا جس باب کو شروع کیا جاوے اُس میں آپ
کے اوصاف بیان کرنے کے لئے الفاظ کا حقہ میسر نہیں ہوتے آپ کی حیا کے دو چار واقعات نہیں ہیں سیکڑوں واقعات اس کے
شاہد ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کثرت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نگاہ نہیں جھٹتے تھے یعنی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر کسی سے بالمقابل نہ ہوتے تھے۔ امام ترمذی نے بھی نمونہ اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ علماء نے لکھا ہے
کہ حیا کئی قسم کی ہوتی ہے ایک کرم کی حیا کہلاتی ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب کا ولیہ کیا تو کھانا
سے فاریغ ہونے کے بعد چند لوگ بیٹھے رہے اور باطل میں مشغول رہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا بیٹھنا بار تھا اور بار بار کبھی باہر تشریف
لے جاتے تھے کبھی اندر تشریف لاتے تھے مگر شرم کی وجہ سے ان کو اٹھنے کا حکم نہیں فرمایا۔ قرآن پاک میں بھی سورۃ احزاب کے اخیر کو
قریب اس قصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ دوسری قسم عاشق کی اپنے محبوب کے شرم ہوتی ہے کہ بولنا بھی دشوار ہوتا ہے۔

شوق افزوں مانع عرض تمنا و حسن ہمارا دل ڈالھائے ایسی لذت کھڑے تیسری قسم بندگی کی شرم ہوتی ہے کہ بندگی میں اپنی ایک طرف صریحی اور مولا کو
شرم میں بڑھتا جلاوچو قی خود اپنی ذلت سے شرم ہوتی ہے کہ آدمی عہد کسی کام کو شروع کرے اور اس میں کوئی نقص نہ پہنچے تو خود اپنی شرم آتی
لگتی ہے کہ وراسا کام بھی نہ ہوا کہتی ہیں کہ یہ شرم کا اعلیٰ درجہ ہے جو شخص خود اپنی شرم تا کہ وہ دوسری بطریق اولیٰ اثر کرے اور (ابو سعید خدری
لے) اکھیا رہنا بامد واما بالقصر نحو یعنی المطر وکما ہما مؤذن الحیوة فان احدا حیوة الارض والاخر حیاة القلب و ہون اللغة لغیر واکسار لغیری الانسان من
ذوق العیاب لہ فی الشروع خلق یبعث علی اجتناب البقع و ہواقسام منها حیاة الکرم کا ستمیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقول لمن طول الیقام فی ذلیمۃ زینب الفوت
وحیاہ الحب من محبوبہ حتی اذا خطر لقلب ہاج اکھیا وحیاہ العبودیۃ بان یثبہ تعقیرہ بہا فی ذلیمۃ و حیاہ المرمن لنفسہ بان تشرف بہتہ فیستفی من رضی لنفسہ بانقص
نہد نفسہ مستحیا من نفسہ حتی کان لا نفسین و ہذا اکمل اذاع اکھیا ۱۲ ق م لے کسر الخاء العجۃ و سکون الدال المہملۃ ستر یجعل للبکر فی تاجۃ البیت والظرف حال من
لعذراء او صفۃ لہا رہتمیم الطامۃ فان العذراء اذا کانت مشربۃ فی ستر تکون اشد حیاہ لستر ہا حتی من النساء تجلینہا اذا کانت فی غیرہما کانت داخلۃ خارجۃ فانہا

في وجهه حدثنا محمد بن عيلان ثنا وكيع انا سفيان عن منصور عن موسى بن عبد الله بن يزيد الخطي عن مولى لعائشة قال قالت عائشة ما انظرت الى فرج رسول الله صلى الله عليه وسلم

او قالت ما رأيت فجراً رسول الله صلى الله عليه وسلم قط
باب ما جاء في تحجامة رسول الله صلى الله عليه وسلم

کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیا میں کنواری لڑکی سے جو اپنے پردہ میں ہو کہیں زائد بڑے ہوئے تھے جب حضور کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ کی چہرہ سے پہچان لیتے۔ حضور دعا بیت شرم کی وجہ سے اظہارِ ناپسندیدگی بھی نہ فرماتے تھے۔

ف۔ کنواری جو اپنی پردہ میں ہو کے دو مطلب علمائے لکھے ہیں۔ ایک جماعت علمائے یہ فرمایا ہے کہ اس سے پردہ نشین کنواری مراد ہے کہ وہ اُس کنواری لڑکی سے جو باہر پھرتی ہو بہت زیادہ شرمیلی ہوتی ہے گو کنواری ہر ایک ہی شرم دار ہوتی ہے اسی لڑکی شریعت نے کنواری لڑکی کے نکاح کی اجازت کیلئے اُس کے سکوت کو کافی بتایا ہے کہ کنواری کیلئے شرم طبعی چیز ہے اور بالخصوص پردہ نشین لڑکی۔ اور بعض علمائے پردہ نشین سے وہ لڑکی مراد لی ہے جو پردہ میں تربیت دی گئی ہو کہ اُس کو عورتوں سے بھی پردہ کرایا گیا ہو۔ چنانچہ باہر کی پھرنے والی عورتوں سے پردہ بہت سے خاندانوں میں مردع ہے کہ یہ لڑکی جس قدر شرمیلی ہوگی ظاہر ہے۔

دوسرا مطلب بعض علمائے اپنے پردہ میں ہونے سے کنا یہ بتایا ہے شب عروس کا کہ کنواری لڑکی پہلی شب میں جس قدر شرمیلی ہوتی ہے وہ ظاہر ہے۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (حضور کی حیا اور تسکین و جہت) مجھے کبھی آپ کے محل شرم دیکھنے کی ہمت نہیں پڑی اور کبھی نہیں دیکھا۔

ف۔ جب حضور کی شرم کی وجہ سے ہمت نہیں پڑی تو خود حضور تو کیا دیکھتے اور اصولی بات ہے کہ شرمیلے آدمی کے سامنے دوسرے کو مجبوراً شرم کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں بالتصریح اس کی بھی نفی ہے کہ یہ حضور نے کبھی میرے ستر کو دیکھا نہ میں نے حضور کے ستر کو دیکھا اور جب حضرت عائشہ باہر جو دیکھ تمام بیسیوں میں سے زیادہ بے تکلف تھیں اسب سے زیادہ محبوب تھیں۔ ان کا یہ حال ہے تو اور مل کا کیا ذکر چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور بیوی سے صحبت کرتے تو آنکھیں بند کر لیتے اور سر جھکا لیتے اور بیوی کو بھی سکون و وقار کی تاکید فرماتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جہروں کے پیچھے جا کر غسل کیا کرتے۔ حضور کے محل ستر کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ نبوت سے قبل جبکہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی حضور بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ عرک کے دستور کے موافق کہ ستر کے چھپانیکا کچھ ایسا اہتمام نہ تھا حضور نے لنگی کو پتھر کے نیچے رکھ لیا اسی وقت بیہوش ہو کر گر گئی۔ حالانکہ شرعی احکام اُس وقت تک نازل بھی نہ ہوئے تھے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگ پر چھنے لگوانے کا ذکر

سنة لانه ما كان يتكلم بالشئ الذي يكرهه حيار بل بتغيير وجه تفهيم كراهته وذكر البنت المحذرة غالباً لم يستقيم في حضور الناس بل يري اثر رغبتها وكراهيتها في وجهها
وهذا يظهر دجالاً وتباين الوجهين ١٢ في سنة الخلفي يفتح معجزة وسكون مهلة نسبة الى عظم قبيلة من العرب كذا قال القاري وغيره وضبطه المناوي بكسر الهمزة ١٢
سنة هو بكسر السين من الخيم على ما ذكره الجوهري وفي القاموس الخيم المعنى المحجم والمجتمعة بكسر الهاء ما يحكم به حرفته انما هي ككتابة قال القاري ولعلها مشتركة بينهما والافان سبب
للقام المعنى الاول وقال المناوي وجه مناسبتة هذا الباب بالشامل ان من اجلها التوكل وتفسيره ان كل حفظ بدنه اليه سبحانه وتعالى ولا يتداوى بحكم ولا يفيقه فانه اذا تك
بيان ان تدبير الهدى مشرع غير مناهى للتوكل لانه اسناد الامر اليه تعالى واعتقاد استغناؤه في التاثير ١٢ في سنة قال الخلفي فان حيار هم اهل السنة على سنة

三

چینند مکن قدیر از غریب این بر مریمت قال تبنا لیک اذ الکفره مغفله و کذا علی بیاورد به غیر این سخن فانه یونان المردم را سخن قضا بم شکیلا در میان لغزرا احمد ز فایز اراق

حدثنا علي بن حجرنا اسمعيل بن جعفر عن حميد قال سئل انس بن مالك عن كسب الحجام فقال قال صلى الله عليه وسلم

صلى الله عليه وسلم حميد ابو طيبة فامر له بصاعين من طعام ثم اهد فوضعوا عنده من خراج وقال ان افضل ما تداوون به

الحجاة اوان من امثال هذا الحجاة حدثنا عمر بن علي ثنا ابو داود ثنا ورقاء بن عمر عن عبد الله بن ابي حمزة

ف۔ اس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں جن میں سبکی کے استعمال کے مختلف واقعات ذکر فرمائے ہیں مقصود

یہ ہے کہ معمولات میں یہی علاج بدن اور دوا کا استعمال کرنا بھی تھا علاج کا کرنا تو کل کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے بڑھ کر متوکل کون ہوگا مگر اس کے باوجود دستور سے علاج کے طور پر سبکی کا استعمال متعدد روایات میں نقل کیا گیا ہے اور حق

ہے کہ توکل اسباب کے منافی نہیں ہے۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے اس رسالہ میں جس میں اپنے مبشرات

کو جمع کیا ہے اور اپنے بہت سے مکاشفات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوابوں میں جو سوالات کئے ہیں ذکر کئے ہیں لکھا

ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال کیا کہ اسباب کے اختیار کرنے میں اور اسباب کے ترک کرنے

میں کونسی چیز افضل ہے تو مجھ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک روحانی فیض ہوا جس کی وجہ سے اسباب و اولاد

غرض ہر چیز سے طبیعت سرور ہو گئی۔ اس کے بعد میری طبیعت پر ایک انگشتان ہوا جس کا اثر یہ ہوا کہ طبیعت تو اسباب کی طرف متوجہ

ہے اور روح سلیم و توفیق کی طرف مائل ہے فقط۔ حق یہ ہے کہ یہی اصل توکل ہے کہ اسباب کو بالکل غیر موثر سمجھیں اسباب میں تاثیر

بھی اللہ تعالیٰ شانہ ہی کی طرف سے ہے اسکی مشیت بغیر اسباب بھی کچھ نہیں بنا سکتی۔ از قضا سرنگیں صفر افزود لم روغن باوام

ششکی نے نمود۔ مقدرات الہیہ کے سامنے کسی کا بھی بس نہیں ہے۔ سرکہ کے استعمال سے صفر بڑھ جائے۔ اور باوام روغن کو استعمال

سے خشکی ہونے لگے۔ حضرت اقدس شاہ ولی اللہ صاحب کے ایک دوسرے رسالہ میں ہے کہ یہ اسباب کا مسئلہ منجملہ اربعین صیتوں کی

ہے جن کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی اور شاہ صاحب کے طبعی رجحان کے خلاف پر مجبور کیا گیا۔ دوسرا تفضیل

شیخین کا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اور تیسرا مسئلہ تقلید نہ چھوڑنے کا ہے کہ شاہ صاحب کا میلان تقلید کے چھوڑنے پر تھا

مگر مجبور کیا گیا کہ کسی ایک امام کی تقلید ضرور کریں تفصیل کا یہاں محل نہیں ہے۔ شاہ صاحب کے رسائل فضل مبین اور فیوض الحرمین میں ہر دو

کی تفصیلات ہیں۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سبکی لگوانے کی اجرت کا مسئلہ پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں۔ انھوں نے

فرمایا کہ ابو طیب نے حضور کے سبکی لگائی تھی آپ نے دو صلح کھانا دیا ایک روایت میں کھجور بھی آیا ہے (مرحمت فرمایا اور کئے آقاؤں

سے سفارش فرما کر انکے ذمہ جو محصول تھا اس میں کمی کرادی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سبکی لگانا بہترین دوا ہے۔ (۲) جب حضور نے

خود قیمت لیا تو فرمائی تو مسئلہ کا جواب ظاہر ہو گیا غالباً سوال کا منشا یہ ہوگا کہ بعض حدیثوں میں اس پیشہ کی خدمت آتی ہے جسکا

مقصود یہ ہے کہ اس میں چونکہ خون چوسنا پڑتا ہے جو ایک ناپاک چیز ہے اس لئے اس میں احتیاط کی بہت ضرورت ہے کہ منہ کو پاک کر لیا

اہتمام کیا جائے اور اس کی احتیاط رکھی جائے۔ اسی طرح بعض دوسرے پیشوں کے متعلق بھی بعض احادیث میں کچھ تنبیہات وارد

۱۔ بفتح طاء مہملہ وسکون تینتہ بعد ہا موحدة قن لینی حارثہ۔ اولابی مسعود الانصاری وغیرہ خطا الحافظ ابن حجر قال کالشری لینی بیاضہ اسمہ نافع علی الصحیح وقول

ابنوی مسعود رواہ ابن شیبہ علیہ السلام ابی حمزہ الحدادی حدیث الحدادی بن عبد البر اسمہ بنار وسمو فیہ لان دینار الحجام تالی روی عن ابی طیبہ لا ابو طیبہ نفسہ ۱۲ م

۱۳ خرابہ بفتح الخاء الموحدة ما وفتح علی الموحدة کل یوم ولفظ کل شعرا شفاعۃ دون الامر ۱۴ خطاب للشباب من ابن حجر من کلل دوی بفتح جاز کالمرام ۱۵

۱۶۔ بفتح طاء مہملہ وسکون تینتہ بعد ہا موحدة قن لینی حارثہ۔ اولابی مسعود الانصاری وغیرہ خطا الحافظ ابن حجر قال کالشری لینی بیاضہ اسمہ نافع علی الصحیح وقول

ابنوی مسعود رواہ ابن شیبہ علیہ السلام ابی حمزہ الحدادی حدیث الحدادی بن عبد البر اسمہ بنار وسمو فیہ لان دینار الحجام تالی روی عن ابی طیبہ لا ابو طیبہ نفسہ ۱۲ م

۱۳ خرابہ بفتح الخاء الموحدة ما وفتح علی الموحدة کل یوم ولفظ کل شعرا شفاعۃ دون الامر ۱۴ خطاب للشباب من ابن حجر من کلل دوی بفتح جاز کالمرام ۱۵

عن علي أن النبي صلى الله عليه وسلم اجتمع وأمرني فأعطيت الحجام أجره أحد شأهرون بن

اسحاق الهمداني ثنا عبد الله عن سفيان الثوري عن جابر عن الشعبي عن ابن عباس اظنه قال ان

النبي صلى الله عليه وسلم أحجم في الأخذ عين وبين الكتفين أعطى الجوام أجره ولو كان حراماً

لم يعطه. حدثنا هرون بن اسحاق ثنا عبد الله عن ابن ابي ليلى عن ابي عمر عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم

وسلم دعاً جتماً فحجب وسأله كخزرجك فقال ثلثة اصم فوضع عنده صاعاً واعطاه اجرة حد ثنا

عبد القدوس بن محمد العطار البصري ثمان عشر بن عاصم ^{بن عاصم} همام وجري بن حازم قال ثنا قتادة

ہوئی ہیں جس سے بعض لوگوں کو اشکالات اور اشتباہات پیدا ہو گئے حالانکہ روایات کا مفہوم صاف اور واضح ہے کہ جس پیشہ کے

متعلق بھی ارشاد عالی و لد رہا ہے اُس میں کوئی خاص اہم بات قابلِ لحاظ اور قابلِ مصلح تھی جس پر تنبیہ مقصود ہے حدیث بالا میں محصول

و فقہاء حنفیہ کے نزدیک تقریباً پارسیردن کا ایک صلہ ہوتا ہے۔ حضور کا یہ ارشاد کہ سیدنی لگانا بہترین دوا ہے بالکل صحیح و مکر اس کے

مخاطبِ حرمین کے نوجوان ہیں اور ایسے ہی ہر گرم ملک کے رہنے والے کہ ان کا خون رقیق ہونے کی وجہ سے بدن کے سطحِ ظاہر کی طرف زیادہ

(۳) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سنا کہ لکھنا کہ محمد اس کا خود بخود نہ ہو گا بلکہ اللہ نے

اسکو ادا کیا۔ اس حدیث میں بھی دو فوائد ہیں پہلی نگی کے استعمال اور اسکی ہجرت ادا کر نیکا جواز۔ (۳) ابن عباسؓ کہتے ہیں

کہ حضور نے گردن کی دونوں جانب پچھنے لگوائے اور دونوں شانوں کے درمیان ادا کی ہجرت بھی مرحمت فرمائی۔ اگر ناجائز ہوتی تو

مشرق کے رُوحِ آئینہ سے جس کا رنگ ہے لعلی، روایتِ احمدیہ کے ایک خاصہ شرف ہے کہ اس میں بعض اہلِ حق و عدل کے نام بھی درج ہیں۔

ناجائز فرماتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل دونوں روایتوں میں اس طرح جمع کرتے ہیں کہ ممانعت کی روایت کو آزاد لوگوں کے حق میں بتاتا

ہیں اور ابازت کی روایات کو غلاموں کی حق میں اور چونکہ ابوطیبہ بھی غلام تھے اسلئے ہجرت دینے میں کوئی اشکال نہیں۔ ابن جزی فرماتے

ہیں کہ حدیث اسکی فرمایا کہ یہ ایک مسلمان کی ضرورت ہے جسکی اعانت دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے، اسکی ہلا جہرت سنائی لگانا چاہیے تھا بغرض ملا

اس بارے میں سلف ہیا بصرہ ابن عباسؓ اس کو دوا پر سیدہ ماں کے ہیں کہ یہ دوا بجا رہی ہو سہوۃ قدس کی سند سے
 وسلم کیوں مرحمت فرماتے۔ (۴۴) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک سنگی لگا نیولے کو بیلا یا جس نے آکے سنگی لگا کر

حضور نے اُن سے ان کا روزانہ کا محصول دریافت فرمایا تو انھوں نے تین صاع بتلایا حضور نے ایک صاع کم کر دیا اور سبکی

١٥ بفتح شين معجمة وسكون عين هجاء عامر بن ثعلبة نسبة لشعب اليمن همدان ١٢ اعترض على هذا الجمع بأنه ليس في القاموس ولكن الصلح وانا فيها اصرع بالوادع



عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتمع في الاخدعين الكاهل
وكان يجتمع لسبع عشرة وتسع عشرة واحد وعشرين حدثنا اسحاق بن منصور انا علي بن ابي
عن عمر بن قنادة عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجتمع وهو محرم بمثل

لگائی اجرت مرمت فرمائی۔ بظاہر یہ وہی ابو طیبہ ہیں جن کا قصہ باب کی پہلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابتداء میں انکا
روزانہ محصول دو صاع یومیہ تھا حضور کی سفارش پر ایک صاع کم کر دیا گیا اور دو صاع رہ گیا۔ (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ
فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گردن کی دونوں جانبوں میں اور ہر دو شانوں کے درمیان سینگ لگواتے تھے اور عموماً ۱۰ یا
۱۵ یا ۲۰ تاریخ میں اسکا استعمال فرماتے تھے۔ ان تاریخوں کی اور بھی بعض روایتوں میں خصوصیت آئی ہے۔ اطباء کا قول بھی
اس کے موافق ہے ابن سینا سے نقل کیا گیا ہے کہ سینگ لگانا مہینے کے شروع میں اور ختم میں اچھا نہیں ہے بلکہ مہینے کے وسط میں ہونا
چاہئے۔ اس روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے بار بار مختلف ایام میں سینگ لگوانا معلوم ہوتا ہے اور بھی جو
روایات اس باب میں ذکر کی جا رہی ہیں ان سے مختلف مقامات پر سینگ کا لگانا معلوم ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہود نے
خیبر میں حضور کو رہ قاتل کہلا دیا تھا جو نہایت سخت تھا اور مقصد یہ تھا کہ حضور کے وصال سے یہ مخالفت کا قصہ ہی ختم ہو جائے
اگرچہ اس گوشت کو جس میں زہر تھا حضور نے پورا نوش نہ فرمایا تھا مگر جس قدر حصہ بھی کھایا گیا تھا اس کا اثر یہ تھا کہ وہ سمیت مختلف
اوقات میں بالخصوص گرمی کے زمانہ میں بار بار عود کرتی تھی اور جس جانب مادہ کا زور ہوتا تھا اسی جانب حضور کو سینگ کا استعمال
کی ضرورت ہوتی تھی اور یہی مادہ چونکہ خون میں حلول کرتا ہے اور وہ ہمارے بدن میں سرایت کرتا ہے اس لئے مختلف مقامات
پر اس کا زور ہوتا تھا۔ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے موضع طل میں (جو مکہ مکرمہ اور
مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے) حالت احرام میں پشت قدم پر سینگ لگوائی۔ حالت احرام میں سینگ لگوانا بعض ائمہ کے نزدیک
مکروہ ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بال نہ اکھڑیں۔ ان روایات میں سینگ کا استعمال کثرت سے نقل کیا گیا ہے اور بھی احادیث کی
کتبوں میں سینگ کا استعمال حضور کے قول اور فعل دونوں سے نقل کیا گیا ہے اور قصد کا استعمال نقل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اطباء کو نزدیک
فصد نسبت سینگ کے زیادہ نفع ہے اور بہت سے امراض میں کسیر ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں علی الاطلاق نافع نہیں ہیں بلکہ
ان میں تفصیل ہے۔ حجاز کا ٹنک گرم ہے اور جیساکہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس ملک کے سینگ زیادہ مناسب ہے اسلئے کہ موسم کے گرم اور سرد ہونے
مزاجوں میں بعد تفاوت ہو جاتا ہے گرم ملکوں میں اور اسی طرح دوسرے ملکوں میں گرمی کے زمانہ میں حرارت بدن کے ظاہری
حصہ پر آجاتی ہے اور باطنی حصہ میں برودت کا اثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گرمی کے زمانہ میں پسینہ کی کثرت ہوتی ہے اور باطنی

۱۰ بکسر الباء من الکفین وقال میرک ہو مقدم الطهر مایالی المشرق وهو الکند قالوا والحجاء علی الاخذ عن تنوع من امراض الراس والوجه والاذن والعین والاسنان
وعلى الكاهل تنوع من وجع السكب والخلق وعلى ظهر القدم من قرح العذین والساقین والعتاق المس والکثرة العارضة فی الاشیین ۱۲ ۱۳ وخرج ابو داود من
حدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً من انجم سبع عشرة وتسع عشرة واحد وعشرين کان شفاء من کل وادعوا من روایۃ سعید بن عبد اللہ النخعی وثقة اکثر من ولینہ بعضهم واثابہ
من حدیث ابن عباس عند احمد والترمذی رجالہ ثقات کند معلول واثابہ اخر من حدیث انس بن مالک ماجہ ورسندہ ضعیف ۱۲ ق ۱۳ وهو محرم کہہ مالک مطلقاً
والحدیث حجة علیہ وقالت الحنفیۃ لا باس فی احتیام الحرم مالم یقتض شعر ۱۲ ۱۳ بسمل کل موضع بین مکة والمدینۃ علی سبعة عشر میلاً من المدینۃ
ظرف لاجتم ۱۲ ۱۳

باب - ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علی ظہر القدم

حدیثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی غیر واحد قالوا اننا سمنین عن الزهري عن محمد بن جبير بن مطعم عن

ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لي اسما وانا احمد وانا احمد الذي يحو الله في الكفرو
انا الحاشر الذي يحشر الناس على قد وانا العاقب والعاقب الذي ليس بعد نبي حدیثنا محمد بن طريف الكوفي ثنا ابو جبير

برودت کی وجہ سے کھانے کے ہضم میں دیر لگتی ہے اور مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں۔ بخلاف سرد ملکوں کے۔ اور اسی طرح سردی کے زمانہ میں دوسرے ملکوں میں آدمی کی حرارت ماحول کی سردی کی وجہ سے اندرون بدن میں چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہضم میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ پیشاب میں بھاپ نکلتی ہے امراض میں کمی ہوتی ہے۔ اسی لئے بقراط کا مقولہ ہے کہ سردی کے موسم میں اندرون بدن گرم زیادہ ہوتا ہے اور مزید زیادہ آتی ہے اور کھانا بسہولت ہضم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے نقیل غذائیں سردی میں بسہولت ہضم ہو جاتی ہیں اور گرمی میں بدقت۔ اسی وجہ سے اہل حجاز کو شہد کھجور وغیرہ گرم چیزوں کے استعمال سے نقصان نہیں ہوتا۔ سیکنگی میں چونکہ خون ظاہر بدن سے نکلتا ہے اور حجاز میں ظاہر بدن پر حرارت زیادہ ہوتی ہے اس لئے سیکنگی وہاں کے زیادہ مناسب ہے، اور نجد میں اندرون بدن اور رگوں میں خون کھینچا ہے اس لئے نجد وہاں کے مناسب نہیں ہے۔ اسی لئے حضور کے استعمال میں میقول نہیں ہے

باب - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض نام اور بعض القاب کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے القاب ہونے کے کما حقہ تفکیما اور تعریفا استعمال کئے گئے ہیں چنانچہ ترمذی کی شیعہ میں ابن ابی سہل سے ایک ہزار نام نقل کئے جاتے ہیں۔ علامہ سیوطی نے ایک رسالہ مستقل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں تصنیف فرمایا ہے جس میں تقریباً پانسونام ذکر کئے ہیں احادیث میں خاص خاص مواقع پر خاص خاص ناموں کا ذکر کیا ہے سب ناموں کا احصاء کسی ایک روایت میں نہیں ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ میرے قرآن شریف میں سات نام ہیں۔ محمد احمد۔ ایس۔ قہ۔ مزل۔ بدر عبد اللہ۔ ناموں کی کثرت شرافت اور عزت پر عموماً دلالت کیا کرتی ہے۔ مصنف نے ہر باب میں مختصر مختصر نمونہ کے طور پر چند احادیث وارد کی ہیں اس لئے اس باب میں بھی صرف دو حدیثیں ذکر فرمائی جن میں نو نام آگئے ہیں (۱) جبر بن طعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں منجملہ ان کے محمد ہے اور احمد ہے اور ماجی ہے جس کے معنی مڑا ہوا ہے کہ ہیں حق تعالیٰ شانہ نے میرے ذریعہ سے

۱۔ جمع اسم وہی کلمۃ وضعت بازار شیعی اطلقت فہم منہا ہی ابامعرفۃ او مخصصة و فی کون الامم عن المسمی او غیرہ خلافت طویف الذیل قال القاری المراد بالاسماء بہت القادۃ تطلق علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعم من کونہ علما و صفاء و قد نقل ابن العربی فی شرح الترمذی عن بعضہم ان لشرائع اسم و للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الف اسم ثم ذکر منہا علی سبیل التفصیل بعضا و ستین و المصنف ذکر منہا تسعة و قد افرز السیوطی رسالۃ فی الاسماء النبویۃ سماها باب السبعۃ السنۃ۔ قد ادرت الخصالۃ ۱۰۱۵ و فی روایت البخاری ان فی خمسۃ اسماء ای اختص بہا المسمی بہا احد قبلی اوہی من قبل اوہی مشہور بان فی الامم الماضیۃ فالعصر الذی اقادہ تقدیم الخیر انسانی ہوا فی ۱۰۱۵۔ بنار المجمول الخیر انہ صلی اللہ علیہ وسلم کثر قبیل اناس کما جاء فی حدیث آخر انما اول من تشق عنہ الارض فالعنی انہم یحشرون بعدی او یقبون فی دقیل یحشرون علی اثر زمان نبوتی فیس بعدی نبی ثم کل من الماحی و الماحی فی الحقیقۃ ہوا اللہ فاطلاقا علیہ لکونہ سببا لہما ہذا فی ۱۰۱۵۔ قبل ہذا قول الزہری قال لما فاض العسقلانی ظاہرہ اندر روح لکن فی روایت الخیر بن عیینہ عن الترمذی ای فی الجاسع بلفظ الذی لیر۔ بعدی نبی ۱۰۱۵۔ لفظ میں ہو سوتا شدید شہادۃ تسمیۃ آخرہ سمجھو ۱۰۱۵۔

عن عامر عن ابی وائل عن حدیث یقال لعقبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض طرق المذہب فقال لنا محمد ان احمد ان انبی الرحمة و
نبی التوبة وانا المقتفی وانا الخاشع ونبی الملاحم حدیثنا اسحاق بن منصور ثنا النضر بن شمیل انا حماد بن سلمة عن
عامر عن زرارة عن حدیث یقال لعقبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوه بمعنا هكذا قال حماد بن سلمة عن عامر عن زرارة عن حدیث

کفر کو مٹایا ہے اور ایک نام حاشر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت میں حشر کیسے سب سے پہلے آپ کو اٹھا دیں گے اور تمام است آپ کو بعد
حشر کی جائیگی اور اٹھائی جائیگی تو گو یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے حشر کا سبب بنے اور ایک نام میرا قاتل ہے جس کے
معنی پھر آنوالی کے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء پر بھیجے تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ف اخیر
کے تین نام مع وجہ تسمیہ کے ذکر کئے گئے لیکن اول کے دو ناموں کی وجہ روایت میں نہیں ہے بظاہر اس وجہ سے کہ پہلے دو نام ہیں
اور باقی صفات ہیں یا اس وجہ سے کہ ان ناموں کی بہت سی وجوہ ہو سکتی ہیں یا اس وجہ سے کہ ان کی وجوہ ظاہر نہیں علماء نے لکھا ہے
کہ محمد حمد کا مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت حمد کیا گیا یا تو اس وجہ سے حضور کا نام ہے کہ آپ کی خصال حمیدہ بہت زیادہ ہیں
یا اس وجہ سے کہ آپ کی تعریف مرہ بعد مرہ کی گئی یا اس وجہ سے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کی کثرت سے حمد کی ہے اور اسی طرح ملکہ نے
سابقین انبیاء نے اولیاء نے یا تفاؤل کے طور پر ہے کہ بہت زیادہ حمد کی جائے یا اس وجہ سے کہ اولین و آخرین سب ہی آپ کے
شناخاں ہیں اور قیامت میں سب ہی آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جس کا نام حمد کا جھنڈا ہے اور احمد کے معنی زیادہ تعریف
کرنے والا ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی بھی زیادہ تعریف کئے گئے ہوں۔ اس صورت میں یہ لفظ پہلے لفظ کے ہم معنی ہے
لیکن پہلے معنی زیادہ مشہور ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے آپ سے زیادہ اللہ جل شانہ کی تعریف کرنا ہے اس وجہ سے اعتبار سے
بھی ظاہر ہے اور آخرت میں ہے ہی کی قیامت میں حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا بمقام محمود آپ کیسے ہے شفاعت کے وقت
آپ اللہ جل شانہ کی ایسی حمد کریں گے جو کبھی بھی کسی نے نہ کی ہو حضور خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ جل شانہ کی وہ تعریفیں بھیجے
الفاظ ہونگی جو اس وقت مستحضر نہیں ہیں علماء نے لکھا ہے کہ محمد حضور کا مخصوص نام ہے جو پہلے لوگوں میں کسی نے نہیں رکھا البتہ جب حضور
کی ولادت کا زمانہ قریب تھا تو بہت سی لوگوں نے اس امید پر کہ شاید ہماری ہی اولاد ان بشارتوں کی مستحق بن جائے جو پہلی کتابوں میں ہیں
اور یہی نبی بن جائے محمد نام رکھا۔ لیکن اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اللہ ہی بہتر جانتے والا ہے اس جگہ کو جہاں اپنی رسالت
کو تجویز فرماتا ہے (۳) حذیفہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے راستہ میں ملا حضور تشریف لے جا رہے تھے
تذکرہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور احمد ہے۔ اور نبی الرحمة ہے اور نبی التوبة ہے اور میں مقتدی ہوں اور عاشق ہوں اور
نبی ملائم ہوں۔ ف۔ ان اسماء کو خاص طور سے اسلئے ذکر کیا کہ یہ نام پہلی کتابوں میں پیشین گوئی کے طرز پر لکھے ہوئے تھے۔

۱۔ بفتح القاف دکر العار المشدود ای الہی تعالیٰ فی آثار من سبقہ من الانبیاء و تبع الخواریم قال تعالیٰ اولئک الذین ہدی اللہ فہدایم متتبعہ۔ یعنی نہ متبع للانبیاء
فی ہل التوحید و حکام الاخلاق و ان کالی معی الفاعل منہم فی بعض الفروع و دوی بصیغۃ المفعول ای انا الذی تعالیٰ علی آثار الانبیاء ای ارسلت الی الناس بعدہم
و ختم الی الرسالۃ یقال تغوث اثر فلاں ای تبعۃ و قفیت علی اثرہ فلاں ای اتبعۃ ایاد قال تعالیٰ و قفینا علی آثارہم برسلنا محمد و صلی اللہ علیہ
و سلم فی ۱۲۔ بفتح الیم و کسر الیاء المسجلۃ جمع طیمۃ و ہی الحرب ذات القتل الشدید سی ہا لا شتابک الناس فیہا کالساہی و اللہ فی الشب ثقیل کثرتہ لحوم البقاع فیہا
سعی صلی اللہ علیہ وسلم کثرتہ الجہاد مع الکفار فی ایام دولتہ و کذا بعدہ مستمر فی امتہ الی ان یقتل آخرہم الجہال و فی القاموس سی ہا لہ سبب لالتیامہم و اجتامعہم و قال
شاعر المہمۃ الوتہ العظیمة فی الفتنۃ ۱۲ اق ۱۲۔ ہذا الخوارزمی ص ۱۲۱ اللہ الثانی لہا ان الاختلاف بین السنین ثم نبذہا الکلام علی محصل الحوادث بان ...

اہل کتاب ان اسماء و صفات کو آپ کو پہنچاتے تھے۔ ان میں پہلا نام نبی الرحمتہ ہے جس کا ترجمہ ہے رحمت کا نبی۔ یعنی حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ذات والا صفات کو مسلمان اور کافر سب کیلئے باعث رحمت بنایا ہے۔ چنانچہ خود قرآن شریف میں ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ ہم نے تم کو تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مسلمانوں کیلئے آپ کا رحمت ہونا تو ظاہر ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا وسیلہ ہے۔ کفار کیلئے اسلئے کہ حضور کے الطاف و شفقت کی وجہ سے پہلی امتوں کی طرح اس امت پر عذاب عامہ نازل نہ ہوا بلکہ قرآن پاک میں یہ وعدہ ہو گیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان کافروں کو ہرگز عذاب نہ کریں گے۔ اور نیز اتنے آپ کے دین کا بقاء ہوگا اتنے تمام عالم کا نظام باقی رہے گا جس وقت تمام دنیا میں ایک بھی اللہ کا نام لیں والا باقی نہ رہے گا نظام عالم درہم برہم ہو کر قیامت قائم ہو جائیگی نیز آپ کی بعثت تمام عالم کیلئے ہے کسی امت یا جماعت کی خصوصیت نہیں، اس لحاظ سے بھی آپ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں کہ جس کمال چاہے اس رحمت میں داخل ہو جائے نیز آپ لوگوں کا آپس میں نزاحم اور ایک دوسرے کی ساتھ رحمت اور شفقت کی تعلیم دیکر آئے ہیں اس لحاظ سے بھی آپ رحمت کے نبی ہیں۔ نیز اللہ کی رحمت کے دروازے آپ کی وجہ سے کھلے ہوئے ہیں۔ نیز آپ اللہ کی رحمتوں کی خبریں اور نبیائیں دینے والے ہیں ان معنی کے اعتبار سے بھی آپ رحمت کے نبی ہیں۔ نیز آپ کا دین ہر سر رحمت ہے اسلئے بھی آپ رحمت کے نبی ہیں۔ نیز آپ کی امت کی صفت قرآن شریف میں رحما و بینہم وارد ہوئی ہے۔ یعنی آپس میں رحمت کا برتاؤ کریں والے۔ اس لحاظ سے بھی آپ رحمت کے نبی ہیں۔ دوسرا نام آپ کا نبی التوبہ ہے جس کا ترجمہ ہے توبہ کا نبی کہ آپ کی امت کیلئے صرف توبہ اپنے شرائل کی ساتھ گناہوں کی معافی کیلئے کافی کر دی گئی بخلاف بعض پہلی امتوں کے کہ ان کی توبہ قبول ہونے کیلئے قتل نفس وغیرہ شرط تھا) نیز آپ امت کو کثرت سے توبہ کا حکم کریں والے ہیں۔ نیز آپ خود نہایت کثرت سے توبہ کریں والے ہیں۔ ان وجوہ سے ہر وجہ ایسی ہے جسکی بنا پر حضور کو توبہ کا نبی کہا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی ایک نام مقفی ہے (یعنی سب سے نیچے آنی والا۔ جسکے بعد کوئی نبی نہ ہو) یا پہلے انبیاء کا اتباع کریں والا۔ علماء نے دونوں معنی لکھے ہیں۔ دوسرے معنی کا یہ حاصل ہے کہ اصل توحید اور اصول دین میں آپ جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موافق تھے۔ اور تمام انبیاء ایک دوسرے کے اصل توحید اور مکارم اخلاق میں موافق رہے۔ فروعات مذہب میں اختلاف رہا۔ ایک نام حاشر ہے جسکا مطلب گذشتہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ ایک لقب آپ کا نبی الملاحم ہے (یعنی طعنوں کا نبی) لمحہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں بہت کثرت سے قتل و قتل ہو حضور کے اس نام کی وجہ ظاہر ہے کہ جہاں جس قدر حضور کے زمانہ میں اور حضور کی امت میں ہوا اتنا کسی نبی کی امت میں نہیں ہوا۔ نیز اس امت میں ہمیشہ رہے گا چنانچہ آپ کی پیشین گوئی ہے کہ میری امت میں جہاں قیامت تک رہے گا۔ حتیٰ کہ اخیر حصہ امت و جہاں سے قتال کریگا بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس لفظ کے معنی اجتماع اور التیام کے ہیں اور حضور کی امت میں جو اجتماعی صورت گزر چکی ہے اور باوجود اختلافات اس گئے گذرے دور میں بھی پائی جاتی ہے کسی نبی کی امت میں ایسی مسلسل نہیں پائی جاتی۔ نیز لمحہ کے معنی فتنہ عظیم کے بھی ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے بھی حضور کا نام صحیح ہے اس لئے کہ اس امت میں قیامت کے قریب ایسے بڑے بڑے اور سخت سخت فتنے پیدا ہونگے جن کی نظیر کسی نبی کی امت میں نہیں ہے ایک دجال ہی کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ حد نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر ہر نبی نے دجال کے فتنے سے لوگوں کو ڈرایا ہے ایسے ہی یا جوج ماجوج وغیرہ وغیرہ سخت حوادث آنے والے ہیں جن کے آثار شروع ہیں۔ اللہم احفظنا منہا بملک و فضلك و جلال نبیک و حبیبک۔

باب ماجاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا ابوالاحوص عن مالك بن حرب قال سمعت النعمان بن بشير يقول انكستم في
طعام وشراب ما شئتم لقد آتيت نبيكم صلي الله عليه وسلم وما يجد من الدقل ما يملأ بطن أحد ثنائ هرون
ابن اسحاق ثنا عبد الله بن عروة عن ابي عبد الله قال قلت لابي محمد نمكث شهر افا نستوقد بنار ان هو
الا تمر والماء حدثنا عبد الله بن ابي زياد ثنا سيار ثنا سهل بن اسلم عن يزيد بن ابي منصور عن انس
بن مالك عن ابي عبد الله قال قلت لابي محمد نمكث شهر افا نستوقد بنار ان هو

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گزراوقات کا ذکر

ف۔ یہ باب پہلے بھی گزر چکا ہے بعض نسخوں میں سب روایات ایک ہی جگہ ذکر کی ہیں مقام کے مناسب بھی یہی بات ہے لیکن جو
نسخے ہمارے پاس موجود ہیں ان میں یہ باب بکرا پایا جاتا ہے اگر نقل کرنیوالوں کی غلطی سے ایسا نہیں ہوا تو بہت ممکن ہے کہ خود امام
ترمذی نے کسی مصلحت سے اس کو بکرا رکھا ہو غور سے متفرق مصلح اس کی سمجھ میں آتی ہیں ممکن ہے کہ امام ترمذی نے ایک لطیف اشارہ
اس طرف کیا ہو کہ حضور کا اس فقر اور تنگی کو اختیار فرمانا ابتداء سے لیکر اخیر تک رہا اس لئے ابتدائی زمانہ کی طرف اول اشارہ فرمایا اور
وفات کے قریب اس باب کو ذکر فرما کر اخیر زمانہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ باوجود خیر اور جنین وغیرہ کی غنیمتوں کے اپنا حال وہی فقر
وفاقتہ تھا۔ اور حق یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ حرص و طمع دور فرماوے تو فقر و فاقہ میں بھی لذت ہے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ
حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ میرے لئے مکہ کی زمین کو سونے کی بنادے میں نے عرض کیا یا اللہ یہ نہیں بلکہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں تاکہ
تیرا شکر کروں اور ایک دن بھوکا رہوں کہ تیرے سامنے عاجزی کروں حضور کا ارشاد ہے کہ میں تم لوگوں پر فقر و فاقہ سے نہیں ڈرتا بلکہ اس
سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا اس طرح پھیل جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر پھیل گئی تھی اور تم اس میں اس طرح دل لگانے لگو جس طرح ان
لوگوں نے دل لگایا اور یہ تم کو بھی اسی طرح ہلاک کر دے جیسا کہ انکو ہلاک کر دیا اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ دعا فرمائی
ہے کہ اے اللہ محمد کی اولاد کی روزی بقدر کنایت تجویز فرما (مشکوٰۃ) مصنف نے اس موجودہ باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں جن میں سے بعض
اکر رہیں جو پہلے ابواب میں گزر چکی ہیں۔ (۱) نعمان بن بشیر کہتے ہیں کیا تم لوگ کھانے پینے میں اپنی مرضی کے موافق نہنک نہیں بود اور
جتنا دل چاہے تم لوگ نہیں کھاتے ہو حالانکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ کے یہاں روزی کھجوریں بھی پیٹ بھر
نہیں تھیں۔ (۲) یہ حدیث سالن کے باب میں دوسرے نمبر پر گزر چکی ہے۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ
یعنی حضور کے اہل عیال ایک ایک ماہ تک ہمارے یہاں آگ نہیں جلتی تھی صرف کھجور اور پانی پر گزارا تھا۔ (۴) آگ نہ جلنے کا مطلب
یہ ہے کہ پکانے کیلئے کوئی چیز ہوتی ہی نہ تھی جس کیلئے آگ جلانا پڑتی علمائے ائمہ نے لکھا ہے کہ پانی کا تذکرہ اس لئے فرمایا کہ کھجور بھی اتنی بجھی کہ بغیر

۱۔ باب الخبزہ الترمذیہ مکررہ تقررت فی اول الكتاب ولا شک ان زیادۃ بعض الاحادیث فی باب لا تجب تکرار العنوان وبقیم ذکر دہناک تو بیہات مشکوٰۃ ۱۲
حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا ابوالاحوص عن مالك بن حرب قال سمعت النعمان بن بشير يقول انكستم في طعام وشراب ما شئتم لقد آتيت نبيكم صلي الله عليه وسلم وما يجد من الدقل ما يملأ بطن أحد ثنائ هرون
ابن اسحاق ثنا عبد الله بن عروة عن ابي عبد الله قال قلت لابي محمد نمكث شهر افا نستوقد بنار ان هو
الا تمر والماء حدثنا عبد الله بن ابي زياد ثنا سيار ثنا سهل بن اسلم عن يزيد بن ابي منصور عن انس
بن مالك عن ابي عبد الله قال قلت لابي محمد نمكث شهر افا نستوقد بنار ان هو

عن ابی طلحہ قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجوع ورفعا عن بطوننا عن حجر حجر فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حجرین قال بو عیسیٰ هذا حدیث غریب من حدیث ابی طلحہ لا نفوقہ الا

پانی کی مدد کے پیٹ بھرنے کیلئے کافی ہوتی بلکہ چند کھجوریں کھانے کے بعد پانی پینے سے پیٹ بھرنے کی مقدار ہوتی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ مہینے کا لکڑ جلنے کے بعد تیسرے مہینے کا چاند نظر آ جاتا تھا اور حضور کے گھروں میں مطلقاً آگ جلنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک چاند پھر دوسرا چاند ہو جاتا تھا حضور کے گھروں میں سے کسی گھر میں بھی آگ جلنے کی نوبت نہ آتی تھی حضرت عائشہ کے بھانجے حضرت عروہ نے پوچھا کہ خالہ جان پھر کس چیز پر گزارہ تھا فرمایا کہ کھجور اور پانی۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ چڑوسی انصار میں ایسے تھے جن کے یہاں دودھ کے جانور تھے ان میں سے کوئی ہدیہ کے طور پر دودھ پیش کر دیتا تو وہ ہم کو بھی پلایا جاتا تھا۔ ایک حدیث میں آیا کہ ڈیڑھ مہینہ مسلسل ایسا گزارتا کہ حضور کے گھر میں روشنی کیلئے یا کسی اور چیز کیلئے آگ نہ جلتی تھی۔ روشنی کیلئے آگ جلنے سے مراد چراغ کا جلنا ہے (جمع الوسائن) ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بکری کی ایک ٹانگ پیش کی رات کا وقت تھا حضرت عائشہؓ اندھیرے ہی میں اُسکے ٹکڑے کرنے لگیں کسی نے کہا کہ گھر میں چراغ نہیں ہے فرمائے لگیں کہ اگر چراغ میں جلائی کیلئے تیل ہوتا تو اُسکو کھانے ہی میں نہ استعمال کرتے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضور نے اپنے اور اپنے گھر کے لوگوں کیلئے اس حالت کو پسند فرمایا حالانکہ خزانہ اولیٰ کی کنجیاں حضور پر پیش کی گئیں۔ اس کے بعد امت چار حصوں میں تقسیم ہو گئی ایک وہ جماعت جنہوں نے نہ تو خود دنیا کی طرف رخ کیا نہ دنیا ہی نے ان کا ارادہ کیا جیسا کہ حضرت صدیق اکبرؓ دوسری وہ جماعت جنہوں نے دنیا کا رخ کیا لیکن دنیا نے ان کا ارادہ کیا جیسے کہ حضرت فاروقؓ عظیمؓ تیسرے وہ لوگ جنہوں نے دنیا کی طرف رخ کیا اور دنیا نے بھی ان کی طرف رخ کیا جیسے بنو امیہ کے بادشاہ عمر بن عبدالعزیزؓ کے علاوہ چوتھے وہ لوگ جنہوں نے دنیا کا ارادہ کیا مگر دنیا نے ادا کرنا نہ کیا جیسے وہ لوگ جن کو اللہ نے فقیر بنایا اور دنیا کی محبت انکے دل میں ہو گئی۔ (دمنامی)۔ (۳) ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت بھوک کی شکایت کی اور اپنی پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر دکھائے کہ ہر شخص کے پیٹ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے دکھائے کہ حضور کو شدت بھوک ہم سے زیادہ تھی۔ اور ہم سے زیادہ وقت بدون کھانے گزار چکا تھا۔ اہل مدینہ کی یہ عادت تھی کہ شدت بھوک کے وقت جب عاجز ہو جاتے تو پیٹ سے پتھر باندھ لیتے تاکہ اُسکی سختی کی وجہ سے جلنے پھرنے میں ضعف لاحق نہ ہو بعض علماء کی یہ رائے ہے کہ یہ مدینہ کے ایک پتھر کی ساتھ خاص ہے جس کا نام مشعہ ہے اُس پتھر میں اللہ جل شانہ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ اُس کے باندھ لینے سے بھوک میں کسی قدر تسکین ہو جاتی ہے لیکن ظاہر پہلا ہی قول ہے اس لئے کہ اب بھی اکثر ایسا کیا جاتا ہے کہ شدت بھوک کے وقت پیٹ کی کسی کپڑے کا سخت باندھ لینا ضعف اور بھوک کی بے چینی میں مفید ہوتا ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ خالی پیٹ میں نفخ

۱۔ حکم من الطیب ان عن الاولیٰ متعلق برنعتا بتضمین معنی الکشف والثانیۃ صنفہ مصدر ممدودت ای کشفنا شایا بنام من بطوننا کشفنا صا ورا عن حجر حجر وقال زین العابد عن جرید بن شہل عما قبلہ ۱۲۱ ق ۱۲۲ فرغ الما شکل علی الحدیث بردایات الوصال وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بطین بلی و یسقی ولذا اضطر ابن حبان الی انکار احادیث وضع الحجر راسا ولس كذلك فانہا ثابۃ بوجہ فلا بد من الجمع بان الاطعام منہ تعالیٰ خصوص بالوصل الی جمیع شئی آخر مثل اختلاف الاحوال باختلاف الاوقات وکمال ذلک علی ادل الامر وقال المناوی فعل ذلک لیسلم صہان لیس عنہ ما یستأثر بہ علیہم لانه فعل من شدة الجوع فانه کان بیت عند ربہ لیسلم و یسقی ویدل لذلك بما من جمع انہ کان من ذلک لیسلم علیہ اثر الجمع اصلاً ویند اعلم ان لافضوۃ الی ما سئلہ ابوہامہ ابن حبان عن انکار احادیث وضع الحجر راسا قولہ انہا باطلۃ فخر الوصال

ورد ان الریاء ما یأثم بالجرم بالزنی لضعف قال حافظ ابن حجر قد کثر انہ سئل فی الروایۃ ۱۲۲

من هذا الوجه معنى قوله ورفعنا عن بطوننا عن حجر حر كان احدهم يشد في بطنه الحجر من الجهد الضعف
الذي به من الجوع حدثنا محمد بن اسمعيل ثنا ادم بن ابي اسحاق ثنا شيبان ابو صفوة ثنا عبد الملك بن

بيد ہونیکا احتمال ہوتا ہے اور پھر کو یا کسی سخت چیز کو باندھ لینے سے اس کو امن رہتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب پیٹ بالکل خالی ہو جائے
تو اسٹریوں کے ارتجائیکہ خدشہ ہوتا ہے بالخصوص چلنے پھرنے میں۔ اور پیٹ کو باندھ لینے سے یہ خدشہ نہیں رہتا نیز پیٹ کے بالکل خالی
ہو جانے سے کمر بھی جھک جاتی ہے۔ کبڑا ہونیکا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس حدیث پر ایک قوی اشکال یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد
ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھا کرتے تھے اور جب صحابہ کرام نے حضور کے اتباع میں روزوں کے تسلسل کا
ارادہ کیا تو حضور نے منع فرمادیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ میری خصوصیت ہے کہ غیر افطار کے کئی دن کا مسلسل روزہ رکھوں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ
مجھے کھلاتے اور پلاتے ہیں۔ یہ کھلانا پلانا کس طرح ہوتا تھا۔ اپنی جگہ پر لیکن اس سے یہ معلوم ہوا کہ ظاہری طور پر کھانا پینا چھوڑنے سے حضور پر
بھوک کا اثر محسوس نہ ہوتا تھا ایسی صورت میں پیٹ کی پھر باندھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور چونکہ روزے والی روایات کثیرہ ہیں لہذا
بعض علماء نے محدثین کے قواعد کے تحت ان پھر والی روایتوں کو ضعیف قرار دیدیا لیکن اکثر محدثین کی تحقیق یہ ہے کہ اس مضمون.....
روایات بھی کئی ہیں۔ نیز روزے والی روایتوں کی کوئی ایسی مخالفت بھی نہیں ہے کہ دونوں کا مختلف حالات پر عمل نہ ہو سکتا ہو اس لئے ان روایات
کے ضعیف قرار دینے کی ضرورت نہیں اسکی بعد پھر مختلف اقوال ان دونوں روایتوں کے متعلق وارد ہوئے ہیں۔ علماء پھر والی روایات ابتداء زمانہ
کی ہوں اور یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات روز افزوں تھیں اسلئے کھلانے پلانے والی روایات بعد کی ہوں۔ علماء کھلانا پلانا روزہ
کی حالت کیساتھ مخصوص ہو اور عام مومنین میں بھی یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ روزے کی حالت میں فاقہ کا اثر اور تعب اتنا نہیں ہوتا جتنا
بغیر روزے کے فاقہ سے مشقت ادبار ہوتا ہے تو پھر حضور کا کیا کہنا جہاں روزہ حقیقی اور کمال کے درجہ پر تھا علماء مختلف حالات کے
اعتبار سے دونوں حالات حضور کے بھی ہوتے ہوں جیسا کہ شائع سلوک کی مختلف احوال ہوا کرتے ہیں اس قول کے موافق ان روایات کا
ابتداء زمانہ پر محمول کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ اخیر زمانہ میں بھی مختلف اوقات کے اعتبار سے مختلف احوال ہو سکتے ہیں۔ علماء حضور پر بھوک
کا اثر یقیناً نہیں ہوتا تھا۔ اسکے باوجود پھروں کا باندھنا فقر اور مساکین کی ساتھ اشتراک عمل کی غرض سے تھا۔ اور عام دستور ہے
کہ جس مشقت اور تکلیف میں اپنے بڑے بھی مبتلا ہو جاتے ہیں اُس میں مساوات مند چھوٹوں کیلئے انکے مقابلہ میں اپنی تکلیف کا التفات بھی
نہیں رہتا۔ پھر صحابہ کرام جیسے سمیع عشاق کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے کھلانا پلانا اعزاز و اکرام ہی تو تھا کوئی جوبی
امر نہ تھا تو کسی وقت جبکہ صحابہ کرام پر تنگی و عسرت کا غلبہ ہو فقر و فاقہ اس حالت پر پہنچ گیا ہو کہ پیٹ سے پھر باندھنا پڑ جائیں حضور
خود اُس اکرام سے مستفید نہ ہوتے ہوں کہ سچے اگر بھوک میں تر پتا ہو تو ماں کے حلق میں ٹکڑا ٹکڑا کر تارہ پھر حضور کی امت پر شفقت کا کیا پوچھنا

قال القاسی یعنی غزابتہ ناشئۃ من طریق الی طلوع لاس من سائر الطرق وقال میرک درویش ثقات یعنی فلا یفوز الغزابتہ فانہا لا تنافی الصیۃ والحس فان الغریب بالمتجر وبقا
مدل ضابطہ من رجال النقل فان کان التفرد برایۃ متعہ فہر غریب متساوان کا بر وایہ عن غیر المعروف عند کان یعرف عن صحابی فیرو یہ مدل ومدہ عن صحابی آخر فہر غریب
اسناد او ہذا ہوا لہذا یقول فیہ لہذا ہی غریب من ہذا الوجہ ام فہر جرم المناوی اذ قال غزابتہ ناشئۃ من طریق الی طلوع لاس من سائر الطرق وقال یجوزی غریب من حدیث الی
حدیث اسی حال کو کہ من حدیث الی طلوع لاس من سائر الطرق فہر غزابتہ ناشئۃ من طریق الی طلوع لاس من سائر الطرق فہر غزابتہ ناشئۃ من طریق الی طلوع لاس من سائر الطرق
یضعف صاحبہ عن القیام لتقوس لہرہ ولا ینسک او یدفع النفع اذ لم یجوز لان مجلب الجوع من شدۃ حرارۃ البعدۃ الغریزۃ فان الخیمۃ فی البعدۃ الاحشاء خدمت نارہا
بعض المودسک ان لم یسکن ام ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱

فَانْطَلَقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي هَيْثَمَ بْنِ الْيَمَانِ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ رَجُلًا كَثِيرَ الْخَلِّ وَالشَّجَرِ وَالشَّاءِ وَلَمْ يَكُنْ خَدَمٌ
 فَلَمْ يَجِدُوا فَقَالُوا لِمَرَأَتِهِ ابْنِ صَاحِبِكَ فَقَالَتْ أَنْطَلِقِي سَتَجِدِينَ لَنَا الْمَاءَ فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو هَيْثَمَ يَقْرَأُ
 بِزَعْمِهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ يَلْتَمِسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقْدُبُ بَابَهُ أُمُّهُ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِهَمٍّ إِلَى حَدِّ يَقْتَضِيهِ فَبَسَطَ لَهَا سَبَاحًا
 ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْخَلَّةِ فَجَاءَ بِقَنُوفٍ وَوَضَعَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْلُصْنِي لَنَا مِنْ رُطْبَةٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ

ہیں۔ حتیٰ کہ اگر حضور سے اجتنابی خطا ہوئی تو اُس میں بھی حضرت ابوبکرؓ شریک ہیں جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے معاملہ میں جس کا
 قصہ سورہ انفال کے اخیر میں ہے۔ اس صورت میں حضرت ابوبکرؓ کا اس وقت خلاف معمول باہر آنا دل رابدل ہیئت حضور کے
 قلب اطہر کا اثر تھا گو بھوک بھی لگی ہوئی ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا آنا بھی بھوک کے تقلص کی وجہ سے تھا۔
 لیکن حضور کے چہرہ انور کو دیکھ کر اس کا خیال بھی جاتا رہا اسی لئے حضور کے استفسار پر اُس کا ذکر نہیں کیا۔ یہ یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے
 صدے ظالم و بھول جاتا ہوں مگر دیکھو صورت تیری۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی تشریف آوری بھوک ہی کی وجہ سے
 تھی مگر اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ حضور کو گرائی نہ ہو کہ دوست کی تکلیف اپنی تکلیف پر غالب ہو جایا کرتی ہے) تھوڑی ہی دیر گزری
 تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضور نے اُن سے بھی اُبلے وقت حاضری کا سبب پوچھا۔ انھوں نے عرض
 کیا کہ حضور بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ بھوک تو کچھ میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ اسکے بعد مینوں
 حضرات ابوالہیثم انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ اہل ثروت لوگوں میں تھے کھجوروں کا بڑا باغ تھا بکریاں بھی
 بہت سی تھیں۔ البتہ خادم ان کے پاس کوئی نہیں تھا۔ اس لئے گھر کا کام سب خود ہی کرنا پڑتا تھا۔ یہ حضرات جب اُن کے مکان
 پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر والوں کیلئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں جو خادم نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی لانا پڑتا تھا۔ لیکن ان حضرات
 کے پہنچنے پر تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ بھی مشکیزہ کو جو مشکل سے اٹھاتا تھا بدقت اٹھاتے ہوئے واپس آگئے اور حضور کی زیارت و
 مشرف ہو کر اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے اور زبان حال سے ہم نشین جب میرے ایام بھلے آئیں گے۔ بن بلائے میرے گھر
 آپ چلے آئیے۔ پڑھتے ہوئے حضور کو لپٹ گئے اور حضور پر اپنے ماں باپ کو نثار کرنے لگے۔ یعنی عرض کرتے تھے کہ میرے ماں باپ
 آپ پر قربان۔ اس کے بعد باغ میں چلنے کی درخواست کی وہاں پہنچ کر فرش بچھایا اور دین و دنیا کے سردار یا یہ فخر مہمان کو بٹھا کر
 ایک خوشہ جس میں ہر طرح کی کچی پکی آدھ کچری کھجوریں تھیں) سامنے حاضر کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ توڑنے کی کیا ضرورت
 تھی اس میں ابھی کچھ کچی بھی ہے جو ضائع ہو گئی۔ پکی پکی چھانٹ کر کیوں نہ توڑ لی۔ میزبان نے عرض کیا تاکہ اپنی پسند سے کچی اور

۱۵ قال القاری فی روایۃ عند الطبرانی وابن جبار فی صحیحہ ابی الیوب الانصاری فابلقضیۃ متعدۃ وفی روایۃ مسلم رجل من الانصار وهو یحتمل لما قال لما ولما
 وانطلقوا الی منزل لاینا فی کمال شرفہم فقد استظم موسی والخضر قبلہم وكان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مندومۃ عن ذلک ولو شاء لکانت جبال تہامۃ مشی بہم ذیبا
 کس اللہ سبحانہ اراد ان یرزق الخلائق بہم وان لیسن بہم السن ففعلوا ذلک تشریف اللہ وہل خرج موسی اللہ علیہ سلم قاصدا من اول خروجه الی انسان یمن اوانا
 جار التسمین بالاتفاق الظاہر الثانی ۱۶ ۱۷ التسمان لفع التار الفوقانیۃ وکسر التعمانیۃ المسدودۃ وھو لقب داسم عامر وقیل عتیک واسم ابی الہیثم ملک ۱۸ ۱۹
 بفتحین جمع غارم اعم من الذکر والاثنی ولیس المراد نفی الجمع بل نفی الافراد وھذا قولہ لقولہ الا فی فلم یکد وہ ۲۰ ۲۱ بتعمیۃ معقودۃ فزای ساکنۃ ففتحین ہلۃ مفتوحۃ من
 زعم القریۃ ملاہ وقیل یدفعہا لتقلبہا یقال جار ناسیل بزعم زعمای یتدافع ۲۲ ۲۳ تشدید الدال من التقدیۃ وفی نسخۃ کبریمیہ وفی اخری من الافاد
 وکلاہما بعید لان الفکر المتقاد الی سیر باعطار شی والافادہ قبول ذلک ۲۴ ۲۵ الباء للتقدیۃ او المعاجزۃ ای ذہب ہمہم وانکر لغاری الاول لعدم ملائمتہ مقام انکر

اخرج ان تختاروا او خیرا من رطب و بسیر فاکلوا و شربوا من ذلك الماء فقال النبي صلى الله عليه وسلم هذا
 والذي نفسي بيده من النعيم الذي تسألون عنه يوم القيمة ظل بارد و رطب طيب و ماء بارد فانطلق ابو الهيثم
 ليصنع لهم طعاما فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تدخن لنا ذات در فذبح لهم غنقا او جذا فالتام بهم بها
 فاكلوا فقال النبي صلى الله عليه وسلم هل نك خادم قال لا قال فاذا اتانا سبي فالتام فالتى النبي صلى الله عليه وسلم
 برأسين ليس معهما ثالث فاتاها ابو الهيثم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اختر منهما فقال النبي صلى الله عليه وسلم اختر لي فقال النبي
 صلى الله عليه وسلم ان المستشار مؤمن خذ هذا فاني رايتك يصل و استوصى معروفا فانطلق ابو الهيثم الى امرأته فاجترأ
 يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت امرأته ما انت ببالغ ما قال فيه النبي صلى الله عليه وسلم الا ان تعتقه قال فهو

گری ہر نوع کی حسب رغبت نوش فراویں تینوں حضرات نے کھجوریں کھائی اور پانی پیا اسکے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جنگا ہر لحظہ تعلیم امت تھا ارشاد فرمایا کہ اس ذات پاک کی قسم جسکے قبض میں سیری جان بھی اُس نغم میں داخل ہو گا سوال قیامت میں ہو گا
 اور سورہ الہکم الشکاک کے ختم پر حق تعالیٰ شانہ نے اسکا ذکر فرمایا اُسکے شکر کے متعلق سوال ہو گا کہ ہمارے متو کا کس درجہ شکر ادا کیا اللہ صمد
 لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك پھر اس وقت کی نعمتوں کا انبار شکر کے طور پر فرمایا کہ ٹھنڈا سایہ ٹھنڈا پانی اور تر تازہ
 کھجوریں اسکے بعد میزبان کھانے کی طیاری کیلئے جانے لگے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ فرط محبت میں کیفما اتفق مت ذبح کر دینا بلکہ ایسا
 جانور ذبح کرنا جو دو دو حکا نہ ہو میزبان ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور عجلت تمام کھانا طیار کر کے حاضر خدمت کیا اور مہمانوں نے تناول
 فرمایا حضور نے اُس وقت یہ ملاحظہ فرما کر کہ مشتاق میزبان سب کام خود ہی کر رہا ہو اور شروع میں میٹھا پانی بھی خود ہی لاتے دیکھا تھا اور یہاں
 فرمایا کہ تمھارے پاس کوئی خادم نہیں یعنی میں جواب دہ حضور نے فرمایا کہ اگر کہیں ہو غلام آویں تو تم یاد دلانا اس وقت تمھاری ضرورت
 کا لحاظ رکھا جائیگا اتفاقا ایک جگہ سے صرف دو غلام آئے تو ابو الہیثم نے حاضر ہو کر وعدہ عالیجاہ کی یاد دہانی کی حضور نے فرمایا کہ ان
 دونوں غلاموں میں جو سدا دل چاہے پسند کر لو جو تمھاری ضرورت کے مناسب ہو یہ جاں نثار حضور کی موجودگی میں اپنی کیا رائے رکھتا ہو
 درخواست کی کہ حضور ہی میرے لئے پسند فرمادیں وہاں بجز دینداری کے اور کوئی وجہ ترجیح اور پسندیدگی ہو ہی نہیں سکتی تھی اسلیئے حضور نے

۱۵ بعد از حدیثی الخائنین یا تخیر واشک من الرمدی فان الاختیار والتخیر یعنی التخییر ومن قال او لمتو یج و فرق بینہما فتکلف حتی صار تسقا ۱۲ اق ۱۵ اشارة
 الى قوله تعالى ثم لتسألن يومئذ عن النعيم والمراد السؤال من القيام بشكره على ما قاله القاضي عياض وقال المنذرى الذي نعتقه ان السؤال ههنا سوال تعداد
 النعم واعلامه بالاستئذان والظهار كرمه باسبابها لا سوال محاسبة قال المنذرى والحبر صريح في رد زعم جمع مفسرين كالواحدى بان السؤال عن النعيم يقتضى بالکفا
 وليس في اللفظ ولا في السنة ما يقتضى الاختصاص بل عدمه ونقله من الحسن انه لا يسأل اهل النار فبطل قطعاً ما عليه او سنده ۱۶ ۱۷ الخبر من مستدرکات الشافعی
 على ان الرطب ناکته لا طعام وقال البوصیفة ان الرطب والريمان ليسا بفاکة بل الرطب فذا والريمان دواء لقوله تعالى فيبافا کة وقل وريمان بناء على ان الاصل
 في العطف الغایرة والفاکة ما يتفکک به تلذذا ۱۸ او جذا یا شک من الراوی والعناق بفتح العين انش المعز لها اربعة اشهر والنجی بفتح الجیم سکون الدال ذکر المعز
 الم يبلغ سنة ۱۹ اب ۱۵ بصفة المفعول وهو حدیث صحیح کاد ان یكون متواتراً ففی الجامع الصغير المستشار مؤمن رواد الفاربة عن ابی هريرة والترمذی عن ام سلمة وابن
 من ابن سعد والطبرانی فی الکبیر عن حمزة وادان شمار اشار وادان شمار لم یشر فی الاوسط عن علی وادان اذا استشر فلیشر بما هو صانع لنفسه والعنی ان الذي طلب منه
 المشورة جعل امینا قیامه رعاية حال المستشير لا یکل لکم امر فيه ملاحه فان فعل خرج من کونه امینا وصار خائناً قال ذکب الامام او تعلما لابی الہیثم وادان
 له من نفسه یعمل به ۲۰ اق ۱۵ استخرج الخ ای الفعل یعرفنا منصوب باستوصی لتغیینه معنی الفعل وتبیل منصوب بضرع الخافض او علی بصفة

مصدر عزت انی استیعاف سرور و قبل ان یؤدین استوصی یعنی اوصی اذا لم یؤدین او لا یؤدین

عنی فقال لنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لم یبعث نبیا ولا خلیفۃ الا اولہ بطانۃ ان امورہ بالمرءۃ
 وتنہاہ عن المنکر و بطانۃ لا تالوہ خیالاً و من یوق بطانۃ الشوء فقد فی حد ثنا عمر بن اسمعیل بن
 محالد بن سعید حدثنی ابی عن بیان حدثنی قیس بن ابی حازم قال سمعت سعد بن ابی
 وقاص یقول انی لا اول رجل ہراق دما فی سبیل اللہ وانی لا اول رجل می بسهم فی سبیل اللہ لقد
 رأیتنی غزوی العصابۃ من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہما ناکل الا ورق الشجر و الحبلۃ حتی تقرحت اشدنا
 حتی ان احدنا لیضع کما تضع الشاة و البعیر و اصبحت بنوا سید یعزونی فی الدین لقد خبت اذا اول

ارشاد فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے اسلئے میں امین ہوئی حیثیت سے فلاں غلام کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ میں نے اسکو نماز پڑھتی
 دیکھا لیکن میری ایک وصیت اسکے بارہ میں یاد رکھیو کہ اسکے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیسویا اول حضور نے مشورہ کے ضابطہ کو ذکر فرما کر گویا
 اس پر تنبیہ فرمائی کہ میری جو پسندیدگی یہ وہ ذمہ دارانہ اور امانت داری کی ہے پھر ایک کو پسند فرما کر وجہ ترجیح بھی ظاہر فرمائی کہ وہ
 نمازی ہے۔ یہ وجہ اسکو راجع قرار دینے کی۔ ہمارے زمانہ میں ملازم کا نمازی ہونا گویا عیب ہے کہ آقا کے کام کا حرج ہوتا ہے
 ابوالہیثم خوش خوش اپنی ضرورتیں کیلئے ایک مددگار ساتھ لیکر گھر گئے اور حضور کا فرمان عالی شان بھی بیوی کو سنا دیا۔ بیوی نے کہا
 کہ حضور کے ارشاد کی کما حقہ تعمیل نہ ہو سکی گی۔ اول اس وجہ بھلائی کا معاملہ کہ ارشاد عالیجاہ کا امتثال ہو جائے ہم نہ ہو سکے گا اسلئے
 اسکو آزادی کر دو کہ اسی سے امتثال ارشاد ممکن ہے۔ سہرا یا شجاع اور مجسم اخلاص خاوند نے فوراً آزاد کر دیا اور اپنی دقتوں اور تکالیف
 کی ذرا بھی پروا نہ کی حضور لقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب واقعہ اور جہاں نشا صحابی کے ایثار کا حال معلوم ہوا تو انہاں مسرت اور بیوی
 کی مدح کے طور پر ارشاد فرمایا کہ ہر نبی اور اس کے جانشینوں کیلئے حق تعالیٰ شانہ دو باطنی مشیر اور صلاح کار پیدا فرماتے ہیں جن میں سے
 ایک مشیر تو بھلائی کی ترغیب دیتا ہے اور ہر جہرائی سے روکتا ہے۔ دوسرا مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا جو شخص اسکی جہرائی
 سے بچا دیا جائے وہ ہر قسم کی برائی سے روک دیا گیا۔ ابوالہیثم کی بیوی بمنزلہ بہترین مشیر کار کے تھیں جنھوں نے مشورہ دیکر ایک ذخیرہ
 یعنی ایک نمازی غلام کو آزاد کر دیا اور اپنی ضروریات کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور نہ اسکی پروا کی کہ کس قدر مشتتیں اٹھانیکے بعد خادم ملا ہے کچھ
 دن تو اسکی وجہ آرام اٹھائیں بعد میں آزاد کر دیئے۔ (۵) سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ائمہ محمدیہ میں سے پہلا شخص جس نے کسی کا فر کا
 خون بہایا ہوں اور ایسی ہی پہلا وہ شخص جس نے جہاد میں تیر بھینکا ہو میں ہوں۔ ہم لوگ یعنی صحابہ کی جماعت ابتداء اسلام
 میں ایسی حالت میں جہاد کیا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانسی کوئی چیز نہیں تھی درختوں کے پتے اور کیکر کی پھلیاں ہم لوگ کھایا
 کرتے تھے جسکی وجہ سے منہ کے جھاڑے زخمی ہو گئے تھے اور پتے کھانسی وجہ سے یا فغانہ میں بھی اونٹ اور بکرا کی طرح مینگنی

۱۔ بطانۃ الخوکر البار الودعہ صاحب سرہ الذی یطعم علی غیا امورہ یستشیرہ فیہا تنبیہا لہ بطانۃ الثوب ۱۲ م ۵۵ ہجری مفتوحہ فمورۃ ای لا تقصر فی انصاف
 حالہ فالجبال الاصل والاولیٰ التفسیر وغیر سنا ہذا ولی بطانۃ الخیر یسبق تنبیہا علی نہ یکنی فی کون الشر السکوت علی الفساد فی الخیر ناکفی ہذا الامر یہ ۱۲ م ۵۵ ہجری
 فیم غلام فانی بعض النسخ یا ہاد بدل اللام تفتیح سن التاسع ۱۲ م ۵۵ ہجری مفتوحہ فتمتہ ابن بشر علی ہانی نسخۃ بکسر مورۃ فسلون ہجری ۱۲ م ۵۵ ہجری
 شمرۃ لیسۃ اللوبیا و قبل ثمر العضاۃ و العضاۃ کل شجرۃ یغتم لہ شک حاق ۵۵ ہجری اتقا جمع شوق فی القاموس الشوق بالکسر یفتح والدال ہلہ طفطنۃ الغم من ہان

نکلا کرتی تھیں اسکے بعد بھی قبیلہ بنو اسد کے لوگ اسلام کے بارہ میں جھگڑا دھمکاتے ہیں اگر میری دین سے ناواقفیت کا یہ حال ہے جیسا یہ لوگ بتاتے ہیں تو خسران دنیا والاخرة۔ دنیا اس تنگی و عسرت میں گئی اور دین کی یہ حالت کہ نماز ہی واقفیت نہ ہوئی۔ اس حدیث میں چونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اس وقت کی تنگی دکھلانا مقصود تھی اسلئے تمام قصہ کو مختصر کر دیا کہ مقصد صرف یہ بتانا تھا کہ تنگی اور عسرت کی وجہ سے مجاہدین کو غذا بھی نہ ملتی تھی یہ اسلامی فوج درختوں کے پتے کھا کر جہاد کرتی تھی لیکن حضرت سعد نے اس حدیث میں اپنی کارنامے اور اپنی مساعی جمیلہ اور قدیم الاسلام ہونا بیان کیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوفہ کے امیر تھے۔ کوفہ کے کچھ دنوں نے حضرت عمرؓ سے انکی بہت سی شکایات کیں حتیٰ کہ یہ بھی شکایت کی کہ یہ نماز تک بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھتے۔ حضرت عمرؓ نے انکو بلوایا اور بلا کر اشد فرمایا کہ لوگ تمہاری بہت سی شکایات کرتے ہیں حتیٰ کہ نماز تک کی بھی شکایت کرتے ہیں۔ اس پر انھوں نے اپنی صفائی میں اپنا قدیم الاسلام ہونا اسلام کے بارے میں مشق و بکا برداشت کرنا وغیرہ بیان کر کے عرض کیا کہ اس پر یہ لوگ مجھے نماز پر دھکیاں دیتے ہیں۔ میں نے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھو دیکھا اُس سے ذرا بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انکی ساتھ کوفہ میں دو آدمی بھیجے کہ وہ وہاں گشت کر کے انکے متعلقہ شکایات کی تحقیق کر کے آئیں۔ انوں نے کوئی مسجد کوفہ کی ایسی نہیں چھوڑی جس میں جا کر نمازیوں کی حالات کی تحقیق نہ کی ہو سب نے انکی تعریف کی البتہ ایک شخص نے یہ کہا کہ جب قسم دیکر پوچھتے ہو تو سچ بتاؤں کہ سعد جہاد کیلئے نہیں بھلتے گویا اپنی بان پیاری ہو دوسرے یہ کہ تقسیم میں مساوات اور برابری نہیں کرتے اور فیصلہ میں انصاف نہیں کرتے حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ میں شکایات کی ہیں اس کو تین بددعا میں کرتا ہوں ہر ایک کے مناسب اسے اللہ اگر یہ شخص جھوٹا ہے مھل شہرت اور دنیا کو دکھلائی غرض وہ کھڑا ہوا ہے کہ بڑے آدمی پر تنقید کرنے سے شہرت ہوا کرتی ہے تو اسکی عمر بڑھا دے اور فقر میں اضافہ کر اور فتنوں میں مبتلا فرما۔ اسکے بعد دیکھنے والا اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے ہلکین آنکھوں پر گر گئی تھیں اور فقیر ہو گیا تھا گلی کوچوں میں لڑکیوں کو چھیڑتا تھا اور کوئی پوچھتا کہ یہ کیا حال ہو گیا تو کہتا کہ سعد کی بددعا لگ گئی اللہم انا نفوذک من غضبک غضب رسولک و غضب اولیاءک۔ حضرت سعدؓ نے اس حدیث میں تین تصویبی طرف اشارہ فرمایا۔ ۱۔ یہ کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے کسی کافر کا خون گرایا۔ یہ ہجرت سے قبل کا واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں لوگ نہایت پریشان اور مصائب میں مبتلا تھے کفار سے چھپ کر نماز وغیرہ عبادات کیا کرتے تھے ایک مرتبہ چند حضرات جن میں حضرت سعدؓ بھی تھے ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی ان لوگوں کو بڑا بھلا کہا اور لڑائی پر آمرا آئی تو حضرت سعدؓ نے اونٹ کا ایک جھاڑو وہاں پڑا تھا اُسکو اٹھا کر ایک کافر کے مار جس سے اُسکے خون جاری ہو گیا۔ یہی مراد ہے اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے خون گرانے کی۔ ۲۔ یہ کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کے راستہ میں تیر جلایا۔ یہ ہجرت کے بعد واقعہ ہے اور اسلام میں سب سے پہلا سریہ جو یعنی سب سے پہلی فوج ہے جسکو حضرت سعدؓ نے ہجرت کے بعد حضرت عبیدہ بن حارث کی ماتحتی میں رالین بھیجا ہے۔ اس میں کفار سے مقابلہ ہوا دونوں جانب تیر چلائے گئے مسلمانوں میں سب سے پہلا تیر حضرت سعدؓ نے چلایا تھا۔ تیسرے قصہ اُس جنگ کا ہے جسکا ذکر حضرت سعدؓ نے درختوں کے پتے کھانے سے فرمایا یہ قصہ سریہ خط کہلاتا ہے جو باختران اقوال ہے یا رجب شہ میں ہوا ہے اسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو مہاجرین اور انصار کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں مدینہ منورہ سے پانچ روز کی منزل پر سندس کے

علی حدثنی محمد بن بشیر ثنا صفوان بن عیسیٰ ثنا عمرو بن عیسیٰ ابو نعامة العدوی قال سمعت ابا عبد

وشویسا ابی الرقاد قال بعث عمر بن الخطاب عتبة بن غزوہ و قال اطلق انت من معک حتی اذا کنتم فی اقصى ارض العرب و انزلوا

ارضکم فقلوا حتی اذا کانوا بالمرید جد هذا لکذا فقالوا اما هذا قالوا هذه البصرة فصاروا حتی اذا بلغوا خیال الحسین

کنارے قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کیے بھیجا تھا۔ اس لشکر میں اول میں اونٹ یومیہ ذبح ہوتے تھے اور جب اونٹوں کی قلت کے

خوف سے امیر نے ذبح کی ممانعت فرمادی تو کچھ مقدار کھجوریں تقسیم ہوتی تھیں اور وہ بھی کم ہوتے ہوئے یہاں تک نوبت پہنچ گئی

کہ ایک کھجور یومیہ فی آدمی ملتی تھی کہ اسکو جو سے رستہ اور پہلنی پتے رستے۔ لیکن جب وہ بھی ختم ہو چکیں تو درختوں کے پتے جھاڑوں

کھانکی نوبت آئی خطبہ کے معنی پتے جھاڑوں کے ہیں اسی لئے اسکا نام سریہ الخطبہ مشہور ہو گیا۔ اسکا طویل قصہ ابتداء سخت

پریشانی اور عسرت کا اور انتہائے لطف کا ہے جسکو تاریخ اسلام کی طویل کتابوں میں دیکھا جاوے۔ مختصر طور پر حکایات صحابہ کے

تیسرے باب میں بندہ نے بھی لکھ دیا ہے۔ (۴) خالد بن عمیر اور شویس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوہ

کو حکم فرمایا کہ تم اپنے رفقاء کی ساتھ (جو تین سو مجاہد تھے عجم کی طرف) چلے جاؤ اور جب منہائے سرزمین عرب پہنچو جہاں کہ نہ زمین

عجم بہت ہی قریب رہ جاوے تو وہاں قیام کرنا مقصد اکی روانگی کا یہ تھا کہ دربار عمری میں اطلاع پہنچی تھی کہ عجم کا ارادہ عرب

پر حملہ کرنا ہے اور بروایت دیگر نیز دجری نے عجم کی امداد منگائی کہ جسکا یہ راستہ تھا اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو ناکہ

بندی کیلئے ارسال فرمایا تھا وہ لشکر چلا اور جب ہر بد بصرہ پہنچے تو وہاں عجب طرح کے سفید سفید پتھر نظر پڑے لوگوں نے اول

تعبس آپس میں پوچھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ بصرہ ہیں (بصرہ اصل لغت میں سفیدی کا لفظ ہے پتھر دیکھو کہتے ہیں۔

اسکے بعد پھر شہر کا نام پڑ گیا تو گویا انہوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک قسم کے پتھر ہیں، اسکے بعد حضرت عمرؓ کی ہدایت کے موافق

آگے بڑھے اور جب جگہ کے چھوٹے پل کے قریب پہنچے تو لوگوں نے تجویز کیا کہ حضرت عمرؓ کی متعینہ جگہ ہی موقع ہے اسلئے وہاں پڑاؤ

ڈال دیا۔ راوی نے اس جگہ تمام قصہ (یعنی خراسان کے لشکر کے آنیکا اور عتبہ کے فتح کرنا پورا قصہ) مفصل ذکر کیا (مگر امام ترمذی

کو چونکہ اس جگہ ذکر کرنے سے مقصود اس وقت کی تنگ حالی کا بیان کرنا تھا جس کا ذکر اس حدیث کے اخیر میں اس لئے تمام حدیث

۱۵ ابو نعامة یفتح النون علی الصحیح قال القاری عن المعنی والعدوی یفتح العین والذال لم یطین ۱۲ شویسا صفرا بجمہ اولہ وہلہ آخرہ ہوشویس بن حباش

ابو الرقاد یفتح الراء بعد ہاقات خفیفة ۱۲ یفتح نین و سکون زای معجمتین و عتبہ من اکابر الصحابة اسلم قديما و ہاجر الہجرین اول من نزل البصرة و ہوا الذی خطبہا

۱۲ اوق ۱۵ فاقبلوا قال القاری فعل ماض من الاقبال یعنی توجہوا قال المناوی ای توجہوا الی المحل الذی امرکم عمرؓ بالانطلاق الیہ و سبب لمرکم بذلک السیر و شہد لک

الموضع انہ کان محل خروج الهند من الجزیر الی ارض فارس و کان یزدجر التمس خیمہ الامانة لقتال العرب فاراد عمرؓ ان یراہوا بذلک الثغر یضبطوا ذلک الموضع ۱۲ ۱۵

المربہ کبیر سیم فکون یفتح موصدة موضع بالبصرة و اصلہا من ربہ بالکان اذا قام بہ وہو موضع حبس الابل او یخفی الرطب ۱۲ ۱۵ الکذان یفتح الکاف تشدید

فقالوا ههنا امرتم فنزلوا فاذن كروا الحديث بطور الحال فقال عتبة بن غزوان لقد رأيتني في السابعة سبعة
 مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الناطع الاورق الشجر حتى تقرحت اشدا فالتقطت برودة فقسيتها
 بيني وبين سعد فها منامن اولئك السبعة احدا لا وهو امير مصر من الامصار وسجرون الامراء
 بعدنا حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن بن عمار بن عاصم البصري ثنا احمد بن سبله ثنا ثابت

کو مختصر کر کے اس جملہ کو ذکر کر دیا حضرت عتبہ نے فتح کے بعد ایک خطبہ بھی پڑھا تھا جو عربی حاشیہ میں نقل کیا گیا اُس میں دنیا کی بے ثباتی آخرت کا دائمی گھر ہونا وغیرہ امور ارشاد فرمائے تھے چنانچہ حمد و صلوة کے بعد فرماتے ہیں کہ دنیا ختم ہو رہی ہے اوتھ سے پھیر کر جا رہی ہے دنیا کا حصہ اتنا ہی باقی رہ گیا جیسا کہ کسی برتن کا پانی ختم ہو جائے اور اخیر میں ذرا سا قطرہ اُس میں رہ جائے تم لوگ اس دنیا سے ایک ایسے عالم کی طرف جا رہے ہو جو ہمیشہ رہنے والا ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے لہذا ضروری ہے کہ بہترین ماحضر کی ساتھ اس عالم سے جاؤ اسلئے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم (جو اللہ کے نافرمان لوگوں کا گھر ہے) اتنی گہری ہے کہ اگر اس کا اوپر کے کنارہ کسی ایک ڈھیل پھیلکا جائے تو ستر برس تک بھی وہ جہنم کے نیچے کے حصے میں نہیں پہنچتا اور آدمیوں سے اس مکان کو بھرا جائیگا۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے نیز ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ جنت (جو اللہ کے فرمان بردار بندوں کا مکان ہے) اس قدر وسیع ہے کہ اس کے دروازہ کی چوڑائی میں ایک جانب کے دوسری جانب تک چالیس برس کی مسافت ہے اور آدمیوں ہی سے وہ بھی پُر کی جائیگی اسلئے ایسے اعمال اختیار کرو جن کی وجہ سے پہلے مکان سے بچا ملے اور اس مکان میں جو اللہ کی رضا کا مکان ہے داخلہ نصیب ہو۔ اسکے بعد اپنا گذشتہ حال بیان کیا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ اپنی یہ حالت دیکھی کہ میں اُن سات آدمیوں میں سے ایک ہوں جو اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہماری پاس کھانے کیلئے دختوں کے پتوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا اُنکے کھانے پر ہمارے سٹھ جھل گئے تھے پھر اتفاقاً ایک چادر مل گئی تھی جسکو میں نے اپنے اور سعد کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لی (حق تعالیٰ جل شانہ نے اُس تنگ حالی اور تکالیف کا دیکھ لیا بھی یہ اجر مرحمت فرمایا کہ) ہم سات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی جگہ کا امیر نہ ہو چونکہ یہ جماعت بڑی تکالیف برداشت کرنے اور مجاہد

لہ المراد بالجمع ما فوق الواحد وفي نسخة فذكر او هو الظاهر لان الضمير لرجل الى خالد وشولس وفي نسخة فذكر بالافراد اي ابن بشار علي ما ذكره ابن جرير والنادي او ابو نعام كما اختاره القاري ۱۲۵ ذکرہ الطبری فی تاریخہ ہذا السنہ الی خالد وشولس والابوت طبر بن الخطاب عتبہ بن غزوان فقال لا انطلق انت ورمی ملک حتی اذا كنتم فی اقصی ارض العرب واد فی ارض النعم فاقبلوا حتی اذا كانوا بالمرج ووجدوا ہذا الکذا قالوا ہذا البصرة فساروا حتی بلغوا حیال البحر الصغیر فاذا ذیہ ظفار ونصب نابتہ فقالوا ہهنا امرتم فنزلوا دون صاحب الفرات قالوا ہذا ہننا توأ معہم رایہ وہم یریدونک فابذل فی الریۃ آتت اسوار فقتال باسم الاماری اجعلوا فی اعناقہم الجبال را توئی بہم فجعل عتبہ یزجل وقال فی شہدت الحرب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا زالت الشمس قال جلوا فحملوا علیہم فقتلوا فلم یبق منہم احد الا صاحب الفرات اخذوہ اسیرا فقال عتبہ بن غزوان البھال نامنزل ہوانہ من ہذا وکان یوم عکاک وود فرعون الہ سبرا فقام یطلب فقال ان الہ نیا قد لصرمت وولت حدار ولم یبق منہا الا صباہ کعباۃ الا نارا الا انکم متقلون سہالی دار القار فانتقلوا بحیرہ بکفرکم وقد ذکر لی ان صحراہ اقیبت سہا شفر جہنم ہوت سبعین خریفا وملتکنتہ اذ کجتم ولقد ذکر لی ان ما بین مصر عین من مصاربع الجبۃ مسیرۃ الرعین عام اولیا من علیہ یوم وہو کظیف ولقد را یتنی وانا سابع سبۃ الی دیت وقد ذکر الخطیب الی اکم فی المستدرک بسندہ الی حمید بن ہلال عن خالد بن مہیر بنو ہذا وقال صحیح علی شرط مسلم واقرہ علیہ الذہبی ۱۲۵ ای فی الاسم فانه اتم بعد سبۃ انفر قال القاری ۱۲۵ سعدی ابن ابی وقاص علی ابی الاسود المعمری فی بعض النسخ سبۃ وہو سہلما فی رواۃ مسلم فقسمتہا بین وبن سعد بن ملک فاتخذت بنصفہا واتر سعد بنصفہا قال القاری قلت ولقد ذکر الی اکم فی المستدرک فشققتہا بین وبن سعد بن ابی وقاص فارس الاسلام ۱۲۵ بفتح الراء

عن معاوية انه سمعه يخطب قال مات رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثلث وستين ابوبكر وعمر وانا
ابن ثلث وستين سنة حدثنا حسين بن مهاد في البصرة ثنا عبد الرزاق عن ابن جريح عن الزهري عن عروة
عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم مات وهو ابن ثلث وستين سنة حدثنا احمد بن منيع ويعقوب
ابن ابراهيم الدورقي قالنا سمعنا ابن علقمة عن خالد الحذاء عن ابي عبد الله عمار مولى بني هاشم قال سمعت
ابن عباس يقول توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن خمس وستين حدثنا محمد بن بشار ومحمد
ابن ابيان قالنا معاذا بن هشام حدثني ابي عن قتادة عن الحسن عن دغفل بن حنظلة ان النبي صلى الله عليه وسلم
قبض وهو ابن خمس وستين سنة قال ابو عيسى دغفل لا نعرف لسامعا من النبي صلى الله عليه وسلم وكان في من
النبي صلى الله عليه وسلم رجلا حدثنا اسحق بن موسى الانصاري ثنا معوية بن مالك بن النضر بن ربيعة بن ابي عبد الرحمن

کی عمر شریف میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں جنکا مختصر تذکرہ کتاب کے شروع میں بھی گذر چکا ہے محدثین اور اہل تاریخ کے نزدیک
یہی روایت زیادہ صحیح ہے (۲) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال تریسٹھ
سال کی عمر میں ہوا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وصال بھی تریسٹھ سال کی عمر
میں ہوا میری بھی اس وقت تریسٹھ سال کی عمر ہے۔ یعنی کیا بعید ہے کہ مجھ بھی یہ طبعی اتباع نصیب ہو جاوے۔ محدثین نے
لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی لہٰذا کہ انکا وصال تقریباً اسی سال کی عمر میں ہوا ہے حضرت عثمان
کا ذکر اس حدیث میں نہیں کیا حالانکہ ان کی بہت خصوصیت تھی اسکی وجہ ظاہر ہے کہ حضرت عثمان کا انتقال اسی سال سے زیادہ عمر
میں ہوا۔ امام ترمذی کی غرض اس روایت کے ذکر کرنی ہے پہلی روایت کی تائید اور تقویت ہے کہ حضور کا وصال تریسٹھ سال کی عمر
میں ہوا اور اس بارے میں طبعی اتباع حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی نصیب ہوا۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی
مروی ہے کہ حضور کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ اس روایت سے بھی اس پہلے مضمون کی تقویت مقصود ہے
یعنی حضور کا تریسٹھ سال کی عمر میں وصال متعدد روایات سے ثابت ہے لہٰذا اسکے خلاف جو روایتیں ہیں وہ صحیح نہیں ہیں یا پھر ظاہر نہیں
ہیں (۴) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ حضور کا وصال بیسٹھ سال کی عمر میں ہوا۔ یہ روایت پہلی سب روایتوں کے
خلاف ہے باب کے ختم پر بھی اسکی کچھ گفتگو آئیگی۔ اور یہاں بھی گذر چکی ہے۔ (۵) دغفل بن حنظلة سے بھی یہی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ

۱۵۔ انہ سمعہ یعنی ان جریر اسع معاویہ حال کو نہ خطیباً ۱۲۔ ای فانا متوقع ان اموت فی ہذا السن موافقہ لہم قال میرک لکن لم یزل مطلوب بل مات وہو قریب من
ثمانین فقیل بلغ ثمان و سبعین فقیل ستاد ثمانین ۱۳۔ اسمیل بن ابراہیم وعلیہ لعنہم من مہلہ وفتح لام وشد ید تخفیہ اسم اسرو کان یکرہ ان یقال لا یمن
علیہ لکن غلب علیہ بالشہرۃ ۱۴۔ عمار بن یزید عن ابي عبد الله عمار مولى بني هاشم عن اسماء عمارۃ وایضاً یس بن زید
عن ابن عباس وانی من روى عنه خالد عمارۃ ۱۵۔ قال النواوی نسبت بذہ الروایۃ الی حنظلة وقال القاری ہی متاویہ باذخا لسنی الولادة والوفاة واصل فیہا اشتباه
وقد اکرعہ علی ابن عباس ولسبہ الی حنظلة وقال لہ لم یدرک اذ الی النبوة ولا کثرت محبۃ بخلات الباقین ۱۶۔ دغفل یعنی الدال البہلۃ الی لحدوث شہرتہ ساکنۃ فناء
مفتوحۃ کبعض ۱۷۔ قال القاری یؤیدہ مالی القریب ان دغفل اسدوسی مضموم قلیل لا محبۃ ولم یصح وقال الحمیدی ذکر ابو عبد الرحمن لقی بن حنظلة فی سندہ ان دغفلا لم یحب

عن انس بن مالك انه سمع يقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل البائن ولا بالقصير
 ولا بالابيض الاحمق ولا بالادم ولا بالجعد لقطط ولا بالسبط بعف الله تعالى على راسه ربع سنه فاقام بمكة عشر سنين
 بالمدن عشر سنين وتوفاه الله تعالى على راس ستين سنه وليس في راسه ولحيته عشرين شعرة بيضاء
 حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن ربيعة بن ابى عبد الرحمن عن انس بن مالك نحوه
باب ما جاء في وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم

علیہ السلام کا وصال بیشمار سال کی عمر میں ہوا۔ امام ترمذی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ غفل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور بڑی عمر کے تھے۔ مگر حضور سے اُن کی ملاقات ثابت نہیں۔ گویا یہ بھی اشارہ ہے اس طرف کہ اُمّی یہ روایت بھی کسی دوسرے سے سُنی ہوئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لالہ نہ تھے نہ بہتہ قد (نیز رنگ کے لحاظ سے) نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ آپ کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگر یا لہ پنے ہوئے، چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اُسکے بعد دس سال حضور نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور دس سال مدینہ منورہ میں ساٹھ سال کی عمر میں حضور کا وصال ہوا اسوقت آپ کے سر مبارک اور اُٹھنی میں تقریباً بیس سال بھی سفید نہیں ہو گئے۔ حضرت انس کی یہ حدیث کتاب کے بالکل شروع میں گزر چکی ہو اُسکے فائدہ میں ہی ان تینوں روایتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور مختلف روایات میں توجیہ بھی ذکر کر دی گئی۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عمر شریف کے بارہ میں تیس سال کی روایت صحیح ہے باقی روایتیں سب طرف اُٹھنی جاسکتی ہیں یا اُن میں نیچے کے راویوں کی قسم کی غلطی ہوئی چنانچہ حضرت انس کی اس روایت کے متعلق یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ گنتی میں بسا اوقات صرف دھائیاں ذکر کر دی جاتی ہیں اور پُر کی اکائیوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ کے بھائی عروہ بن الزبیر نے حضرت ابن عباس کی بیٹی سے پرس والی روایت کو غلط بتلایا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکو وضاحت سے تحریر فرمایا ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باتفاق اہل تاریخ و شیعہ کے روز ہوا لیکن تاریخ میں اختلاف ہے۔ اکثر مؤرخین کا قول بارہ ربیع الاول کا ہے مگر اُس میں ایک نہایت قوی اشکال ہے وہ یہ کہ سلسلہ کی نو ذی الحجہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر عرفات میں تشریف فرما تھے وہ جمعہ کا دن تھا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے نہ محدثین کا نہ مؤرخین کا حدیث کی روایات میں بھی

۱۷ یعنی ان عبد الرحمن سمع عن انس انه كان يقول ۱۸ قال القدي الوفاة بفتح الواو الموت من دني بالتحقيق يعني ثم احل وتوفي صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين من ربيع الاول في السنة الحادية عشر من الهجرة قبل الاثنين خلا من وقيل لاشي عشرة خلعت منه وهو الاكثر ورجع جمع من المحدثين الرواية لورود اشكال على الثانية وهو ان جمهور ارباب السير على ان وفاته صلى الله عليه وسلم وقعت في يوم الاثنين وتفق انه التقير والحديث والسير على ان عرفه في تلك السنة كانت يوم الجمعة فلما كان يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الاول سوار كانت الشهور ثلثية لوما اوتسعا وعشرين لكان يقال غير اختلاف اهل مكة والدينية في روية طلال ذي الحجة فيكون غير متبا عند اهل مكة الخميس وعند اهل المدينة الجمعة وكان الوقوف بروية اهل مكة فلما رجع الى المدينة اعتبر برويتها وكان الشهور ثلثية لوما فيكون اول ربيع الاول يوم الخميس ويوم الاثنين الثاني عشر منه ۱۹ قتيبة بن سعيد تقدم هذا الحديث بهذا السند في اول الكتاب فارجع اليه ۲۰

حدثنا ابو عمارة الحسين بن حريث وقتيبة بن سعيد وغير واحد قالوا ثنا سفيان بن عيينة

عن الزهري عن انس بن مالك قال اخذ نظرة نظرتها الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

كشف الستارة يوم الاثنين فنظرت الى وجهه كانه ورقة مصفحة والناس

يصلون خلف ابى بكر فاشار الى الناس ان اثبتوا ابو بكر يؤمهم والقي السجف وتوفى

من اخر ذلك اليوم حدثنا محمد بن مسعدة البصري ثنا سليمان بن احضر عن

ابن عون عن ابراهيم عن الاسود

کثرت می اسکی تصریح ہے کہ حضور کا حج یعنی نو ذی الحجہ جمعہ کو ہوئی اس کے بعد خواہ ذی الحجہ محرم اور صفر تینوں مہینے ۳۰ دن کے ہوں یا ۲۹ دن کے یا بعض مہینے ۲۹ کے اور بعض تیس کے غرض کسی صورت میں بھی بارہ ربیع الاول دوشنبہ کی نہیں ہو سکتی اسی کو بعض محدثین نے دوسرے قول کو ترجیح دی کہ حضور کا وصال دو ربیع الاول کو ہوا حضور کے مرض کی ابتداء سر کے درد سے ہوئی اس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے مکان میں تھے اس کے بعد حضرت یونسؑ کی باری کے دن میں مرض میں شدت پیدا ہوئی اسی حالت میں حضور بیسیوں کی باری کی تقسیم پوری فرماتے رہے مگر جب مرض میں زیادہ شدت ہو گئی تو حضور کے ایما پر تمام بیسیوں نے حضرت عائشہؓ کے مکان پر بیماری کے ایام گذارنے کو اختیار کر لیا تھا اس کو حضرت عائشہؓ کے دولت کدہ پر حضور کا وصال ہوا اکل مدت مرض بارہ یا چودہ یوم ہوا دوشنبہ کے روز چاشت کی وقت وصال ہوا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وصال دوشنبہ کو روز ہوا اور چاشت کے وقت ہوا اس کے خلاف جو روایت ہو گئی اسکی توجیہ کی ضرورت ہوگی۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دیدار نصیب ہوا وہ وقت تھا جبکہ حضور نے مرض لوفا ت میں دوشنبہ کے روز صبح کی نماز کو وقت دو لنگدہ کا پیرہ اٹھایا کہ امتیو کی نماز کا آخری معائنہ فرمایا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک صفائی اور انوار اور چمک میں گویا مصحف شریف کا ایک پاک صاف ورق تھا لوگ اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقتدار میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے صحابہؓ آپ کو دیکھ کر فرما خوشی میں پھٹ پھٹے کہ اس خیال سے کہ شاید آپ شریف لائی ہوں سنا کہ اس سے پہلے بھی بیماری کا ایام میں حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا کر رہے اور جس وقت حضور کو افاقہ ہوتا تھا تشریف لاکر جماعت میں شرکت فرماتے تھے حضور نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور اسی دن وصال ہو گیا وہی وہی دوشنبہ کے روز کا آخری نظارہ جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انداز فرمایا کہ نظام شرعی قائم ہو گیا اور قدیمی رفیق ابوبکرؓ نیابت کا حق ادا کر دیا اور امت کا بوجھ سنبھال لیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا

۱۵ ای امر بکشف الستارة المعلقة على باب البيت وكانوا يعلقون الستور على البيوت ۱۶ م ۱۷ يوم الاثنين مغروب على النظرية فلفظ ككشف الستارة ساد مسد الخبر ای آخر نظرة نظرتها الى وجهه حين كشف الستارة ۱۸ م الاثنين وقيل مرفوع على انه خبره وقوله كشف بصيغة الماضي المعلوم حال من رسول الله صلى الله عليه وسلم بتقدير قد كما قاله بعضهم او بدو نها كما جوزه آخره ۱۹ م ۲۰ م ۲۱ م ۲۲ م ۲۳ م ۲۴ م ۲۵ م ۲۶ م ۲۷ م ۲۸ م ۲۹ م ۳۰ م ۳۱ م ۳۲ م ۳۳ م ۳۴ م ۳۵ م ۳۶ م ۳۷ م ۳۸ م ۳۹ م ۴۰ م ۴۱ م ۴۲ م ۴۳ م ۴۴ م ۴۵ م ۴۶ م ۴۷ م ۴۸ م ۴۹ م ۵۰ م ۵۱ م ۵۲ م ۵۳ م ۵۴ م ۵۵ م ۵۶ م ۵۷ م ۵۸ م ۵۹ م ۶۰ م ۶۱ م ۶۲ م ۶۳ م ۶۴ م ۶۵ م ۶۶ م ۶۷ م ۶۸ م ۶۹ م ۷۰ م ۷۱ م ۷۲ م ۷۳ م ۷۴ م ۷۵ م ۷۶ م ۷۷ م ۷۸ م ۷۹ م ۸۰ م ۸۱ م ۸۲ م ۸۳ م ۸۴ م ۸۵ م ۸۶ م ۸۷ م ۸۸ م ۸۹ م ۹۰ م ۹۱ م ۹۲ م ۹۳ م ۹۴ م ۹۵ م ۹۶ م ۹۷ م ۹۸ م ۹۹ م ۱۰۰ م ۱۰۱ م ۱۰۲ م ۱۰۳ م ۱۰۴ م ۱۰۵ م ۱۰۶ م ۱۰۷ م ۱۰۸ م ۱۰۹ م ۱۱۰ م ۱۱۱ م ۱۱۲ م ۱۱۳ م ۱۱۴ م ۱۱۵ م ۱۱۶ م ۱۱۷ م ۱۱۸ م ۱۱۹ م ۱۲۰ م ۱۲۱ م ۱۲۲ م ۱۲۳ م ۱۲۴ م ۱۲۵ م ۱۲۶ م ۱۲۷ م ۱۲۸ م ۱۲۹ م ۱۳۰ م ۱۳۱ م ۱۳۲ م ۱۳۳ م ۱۳۴ م ۱۳۵ م ۱۳۶ م ۱۳۷ م ۱۳۸ م ۱۳۹ م ۱۴۰ م ۱۴۱ م ۱۴۲ م ۱۴۳ م ۱۴۴ م ۱۴۵ م ۱۴۶ م ۱۴۷ م ۱۴۸ م ۱۴۹ م ۱۵۰ م ۱۵۱ م ۱۵۲ م ۱۵۳ م ۱۵۴ م ۱۵۵ م ۱۵۶ م ۱۵۷ م ۱۵۸ م ۱۵۹ م ۱۶۰ م ۱۶۱ م ۱۶۲ م ۱۶۳ م ۱۶۴ م ۱۶۵ م ۱۶۶ م ۱۶۷ م ۱۶۸ م ۱۶۹ م ۱۷۰ م ۱۷۱ م ۱۷۲ م ۱۷۳ م ۱۷۴ م ۱۷۵ م ۱۷۶ م ۱۷۷ م ۱۷۸ م ۱۷۹ م ۱۸۰ م ۱۸۱ م ۱۸۲ م ۱۸۳ م ۱۸۴ م ۱۸۵ م ۱۸۶ م ۱۸۷ م ۱۸۸ م ۱۸۹ م ۱۹۰ م ۱۹۱ م ۱۹۲ م ۱۹۳ م ۱۹۴ م ۱۹۵ م ۱۹۶ م ۱۹۷ م ۱۹۸ م ۱۹۹ م ۲۰۰ م ۲۰۱ م ۲۰۲ م ۲۰۳ م ۲۰۴ م ۲۰۵ م ۲۰۶ م ۲۰۷ م ۲۰۸ م ۲۰۹ م ۲۱۰ م ۲۱۱ م ۲۱۲ م ۲۱۳ م ۲۱۴ م ۲۱۵ م ۲۱۶ م ۲۱۷ م ۲۱۸ م ۲۱۹ م ۲۲۰ م ۲۲۱ م ۲۲۲ م ۲۲۳ م ۲۲۴ م ۲۲۵ م ۲۲۶ م ۲۲۷ م ۲۲۸ م ۲۲۹ م ۲۳۰ م ۲۳۱ م ۲۳۲ م ۲۳۳ م ۲۳۴ م ۲۳۵ م ۲۳۶ م ۲۳۷ م ۲۳۸ م ۲۳۹ م ۲۴۰ م ۲۴۱ م ۲۴۲ م ۲۴۳ م ۲۴۴ م ۲۴۵ م ۲۴۶ م ۲۴۷ م ۲۴۸ م ۲۴۹ م ۲۵۰ م ۲۵۱ م ۲۵۲ م ۲۵۳ م ۲۵۴ م ۲۵۵ م ۲۵۶ م ۲۵۷ م ۲۵۸ م ۲۵۹ م ۲۶۰ م ۲۶۱ م ۲۶۲ م ۲۶۳ م ۲۶۴ م ۲۶۵ م ۲۶۶ م ۲۶۷ م ۲۶۸ م ۲۶۹ م ۲۷۰ م ۲۷۱ م ۲۷۲ م ۲۷۳ م ۲۷۴ م ۲۷۵ م ۲۷۶ م ۲۷۷ م ۲۷۸ م ۲۷۹ م ۲۸۰ م ۲۸۱ م ۲۸۲ م ۲۸۳ م ۲۸۴ م ۲۸۵ م ۲۸۶ م ۲۸۷ م ۲۸۸ م ۲۸۹ م ۲۹۰ م ۲۹۱ م ۲۹۲ م ۲۹۳ م ۲۹۴ م ۲۹۵ م ۲۹۶ م ۲۹۷ م ۲۹۸ م ۲۹۹ م ۳۰۰ م ۳۰۱ م ۳۰۲ م ۳۰۳ م ۳۰۴ م ۳۰۵ م ۳۰۶ م ۳۰۷ م ۳۰۸ م ۳۰۹ م ۳۱۰ م ۳۱۱ م ۳۱۲ م ۳۱۳ م ۳۱۴ م ۳۱۵ م ۳۱۶ م ۳۱۷ م ۳۱۸ م ۳۱۹ م ۳۲۰ م ۳۲۱ م ۳۲۲ م ۳۲۳ م ۳۲۴ م ۳۲۵ م ۳۲۶ م ۳۲۷ م ۳۲۸ م ۳۲۹ م ۳۳۰ م ۳۳۱ م ۳۳۲ م ۳۳۳ م ۳۳۴ م ۳۳۵ م ۳۳۶ م ۳۳۷ م ۳۳۸ م ۳۳۹ م ۳۴۰ م ۳۴۱ م ۳۴۲ م ۳۴۳ م ۳۴۴ م ۳۴۵ م ۳۴۶ م ۳۴۷ م ۳۴۸ م ۳۴۹ م ۳۵۰ م ۳۵۱ م ۳۵۲ م ۳۵۳ م ۳۵۴ م ۳۵۵ م ۳۵۶ م ۳۵۷ م ۳۵۸ م ۳۵۹ م ۳۶۰ م ۳۶۱ م ۳۶۲ م ۳۶۳ م ۳۶۴ م ۳۶۵ م ۳۶۶ م ۳۶۷ م ۳۶۸ م ۳۶۹ م ۳۷۰ م ۳۷۱ م ۳۷۲ م ۳۷۳ م ۳۷۴ م ۳۷۵ م ۳۷۶ م ۳۷۷ م ۳۷۸ م ۳۷۹ م ۳۸۰ م ۳۸۱ م ۳۸۲ م ۳۸۳ م ۳۸۴ م ۳۸۵ م ۳۸۶ م ۳۸۷ م ۳۸۸ م ۳۸۹ م ۳۹۰ م ۳۹۱ م ۳۹۲ م ۳۹۳ م ۳۹۴ م ۳۹۵ م ۳۹۶ م ۳۹۷ م ۳۹۸ م ۳۹۹ م ۴۰۰ م ۴۰۱ م ۴۰۲ م ۴۰۳ م ۴۰۴ م ۴۰۵ م ۴۰۶ م ۴۰۷ م ۴۰۸ م ۴۰۹ م ۴۱۰ م ۴۱۱ م ۴۱۲ م ۴۱۳ م ۴۱۴ م ۴۱۵ م ۴۱۶ م ۴۱۷ م ۴۱۸ م ۴۱۹ م ۴۲۰ م ۴۲۱ م ۴۲۲ م ۴۲۳ م ۴۲۴ م ۴۲۵ م ۴۲۶ م ۴۲۷ م ۴۲۸ م ۴۲۹ م ۴۳۰ م ۴۳۱ م ۴۳۲ م ۴۳۳ م ۴۳۴ م ۴۳۵ م ۴۳۶ م ۴۳۷ م ۴۳۸ م ۴۳۹ م ۴۴۰ م ۴۴۱ م ۴۴۲ م ۴۴۳ م ۴۴۴ م ۴۴۵ م ۴۴۶ م ۴۴۷ م ۴۴۸ م ۴۴۹ م ۴۵۰ م ۴۵۱ م ۴۵۲ م ۴۵۳ م ۴۵۴ م ۴۵۵ م ۴۵۶ م ۴۵۷ م ۴۵۸ م ۴۵۹ م ۴۶۰ م ۴۶۱ م ۴۶۲ م ۴۶۳ م ۴۶۴ م ۴۶۵ م ۴۶۶ م ۴۶۷ م ۴۶۸ م ۴۶۹ م ۴۷۰ م ۴۷۱ م ۴۷۲ م ۴۷۳ م ۴۷۴ م ۴۷۵ م ۴۷۶ م ۴۷۷ م ۴۷۸ م ۴۷۹ م ۴۸۰ م ۴۸۱ م ۴۸۲ م ۴۸۳ م ۴۸۴ م ۴۸۵ م ۴۸۶ م ۴۸۷ م ۴۸۸ م ۴۸۹ م ۴۹۰ م ۴۹۱ م ۴۹۲ م ۴۹۳ م ۴۹۴ م ۴۹۵ م ۴۹۶ م ۴۹۷ م ۴۹۸ م ۴۹۹ م ۵۰۰ م ۵۰۱ م ۵۰۲ م ۵۰۳ م ۵۰۴ م ۵۰۵ م ۵۰۶ م ۵۰۷ م ۵۰۸ م ۵۰۹ م ۵۱۰ م ۵۱۱ م ۵۱۲ م ۵۱۳ م ۵۱۴ م ۵۱۵ م ۵۱۶ م ۵۱۷ م ۵۱۸ م ۵۱۹ م ۵۲۰ م ۵۲۱ م ۵۲۲ م ۵۲۳ م ۵۲۴ م ۵۲۵ م ۵۲۶ م ۵۲۷ م ۵۲۸ م ۵۲۹ م ۵۳۰ م ۵۳۱ م ۵۳۲ م ۵۳۳ م ۵۳۴ م ۵۳۵ م ۵۳۶ م ۵۳۷ م ۵۳۸ م ۵۳۹ م ۵۴۰ م ۵۴۱ م ۵۴۲ م ۵۴۳ م ۵۴۴ م ۵۴۵ م ۵۴۶ م ۵۴۷ م ۵۴۸ م ۵۴۹ م ۵۵۰ م ۵۵۱ م ۵۵۲ م ۵۵۳ م ۵۵۴ م ۵۵۵ م ۵۵۶ م ۵۵۷ م ۵۵۸ م ۵۵۹ م ۵۶۰ م ۵۶۱ م ۵۶۲ م ۵۶۳ م ۵۶۴ م ۵۶۵ م ۵۶۶ م ۵۶۷ م ۵۶۸ م ۵۶۹ م ۵۷۰ م ۵۷۱ م ۵۷۲ م ۵۷۳ م ۵۷۴ م ۵۷۵ م ۵۷۶ م ۵۷۷ م ۵۷۸ م ۵۷۹ م ۵۸۰ م ۵۸۱ م ۵۸۲ م ۵۸۳ م ۵۸۴ م ۵۸۵ م ۵۸۶ م ۵۸۷ م ۵۸۸ م ۵۸۹ م ۵۹۰ م ۵۹۱ م ۵۹۲ م ۵۹۳ م ۵۹۴ م ۵۹۵ م ۵۹۶ م ۵۹۷ م ۵۹۸ م ۵۹۹ م ۶۰۰ م ۶۰۱ م ۶۰۲ م ۶۰۳ م ۶۰۴ م ۶۰۵ م ۶۰۶ م ۶۰۷ م ۶۰۸ م ۶۰۹ م ۶۱۰ م ۶۱۱ م ۶۱۲ م ۶۱۳ م ۶۱۴ م ۶۱۵ م ۶۱۶ م ۶۱۷ م ۶۱۸ م ۶۱۹ م ۶۲۰ م ۶۲۱ م ۶۲۲ م ۶۲۳ م ۶۲۴ م ۶۲۵ م ۶۲۶ م ۶۲۷ م ۶۲۸ م ۶۲۹ م ۶۳۰ م ۶۳۱ م ۶۳۲ م ۶۳۳ م ۶۳۴ م ۶۳۵ م ۶۳۶ م ۶۳۷ م ۶۳۸ م ۶۳۹ م ۶۴۰ م ۶۴۱ م ۶۴۲ م ۶۴۳ م ۶۴۴ م ۶۴۵ م ۶۴۶ م ۶۴۷ م ۶۴۸ م ۶۴۹ م ۶۵۰ م ۶۵۱ م ۶۵۲ م ۶۵۳ م ۶۵۴ م ۶۵۵ م ۶۵۶ م ۶۵۷ م ۶۵۸ م ۶۵۹ م ۶۶۰ م ۶۶۱ م ۶۶۲ م ۶۶۳ م ۶۶۴ م ۶۶۵ م ۶۶۶ م ۶۶۷ م ۶۶۸ م ۶۶۹ م ۶۷۰ م ۶۷۱ م ۶۷۲ م ۶۷۳ م ۶۷۴ م ۶۷۵ م ۶۷۶ م ۶۷۷ م ۶۷۸ م ۶۷۹ م ۶۸۰ م ۶۸۱ م ۶۸۲ م ۶۸۳ م ۶۸۴ م ۶۸۵ م ۶۸۶ م ۶۸۷ م ۶۸۸ م ۶۸۹ م ۶۹۰ م ۶۹۱ م ۶۹۲ م ۶۹۳ م ۶۹۴ م ۶۹۵ م ۶۹۶ م ۶۹۷ م ۶۹۸ م ۶۹۹ م ۷۰۰ م ۷۰۱ م ۷۰۲ م ۷۰۳ م ۷۰۴ م ۷۰۵ م ۷۰۶ م ۷۰۷ م ۷۰۸ م ۷۰۹ م ۷۱۰ م ۷۱۱ م ۷۱۲ م ۷۱۳ م ۷۱۴ م ۷۱۵ م ۷۱۶ م ۷۱۷ م ۷۱۸ م ۷۱۹ م ۷۲۰ م ۷۲۱ م ۷۲۲ م ۷۲۳ م ۷۲۴ م ۷۲۵ م ۷۲۶ م ۷۲۷ م ۷۲۸ م ۷۲۹ م ۷۳۰ م ۷۳۱ م ۷۳۲ م ۷۳۳ م ۷۳۴ م ۷۳۵ م ۷۳۶ م ۷۳۷ م ۷۳۸ م ۷۳۹ م ۷۴۰ م ۷۴۱ م ۷۴۲ م ۷۴۳ م ۷۴۴ م ۷۴۵ م ۷۴۶ م ۷۴۷ م ۷۴۸ م ۷۴۹ م ۷۵۰ م ۷۵۱ م ۷۵۲ م ۷۵۳ م ۷۵۴ م ۷۵۵ م ۷۵۶ م ۷۵۷ م ۷۵۸ م ۷۵۹ م ۷۶۰ م ۷۶۱ م ۷۶۲ م ۷۶۳ م ۷۶۴ م ۷۶۵ م ۷۶۶ م ۷۶۷ م ۷۶۸ م ۷۶۹ م ۷۷۰ م ۷۷۱ م ۷۷۲ م ۷۷۳ م ۷۷۴ م ۷۷۵ م ۷۷۶ م ۷۷۷ م ۷۷۸ م ۷۷۹ م ۷۸۰ م ۷۸۱ م ۷۸۲ م ۷۸۳ م ۷۸۴ م ۷۸۵ م ۷۸۶ م ۷۸۷ م ۷۸۸ م ۷۸۹ م ۷۹۰ م ۷۹۱ م ۷۹۲ م ۷۹۳ م ۷۹۴ م ۷۹۵ م ۷۹۶ م ۷۹۷ م ۷۹۸ م ۷۹۹ م ۸۰۰ م ۸۰۱ م ۸۰۲ م ۸۰۳ م ۸۰۴ م ۸۰۵ م ۸۰۶ م ۸۰۷ م ۸۰۸ م ۸۰۹ م ۸۱۰ م ۸۱۱ م ۸۱۲ م ۸۱۳ م ۸۱۴ م ۸۱۵ م ۸۱۶ م ۸۱۷ م ۸۱۸ م ۸۱۹ م ۸۲۰ م ۸۲۱ م ۸۲۲ م ۸۲۳ م ۸۲۴ م ۸۲۵ م ۸۲۶ م ۸۲۷ م ۸۲۸ م ۸۲۹ م ۸۳۰ م ۸۳۱ م ۸۳۲ م ۸۳۳ م ۸۳۴ م ۸۳۵ م ۸۳۶ م ۸۳۷ م ۸۳۸ م ۸۳۹ م ۸۴۰ م ۸۴۱ م ۸۴۲ م ۸۴۳ م ۸۴۴ م ۸۴۵ م ۸۴۶ م ۸۴۷ م ۸۴۸ م ۸۴۹ م ۸۵۰ م ۸۵۱ م ۸۵۲ م ۸۵۳ م ۸۵۴ م ۸۵۵ م ۸۵۶ م ۸۵۷ م ۸۵۸ م ۸۵۹ م ۸۶۰ م ۸۶۱ م ۸۶۲ م ۸۶۳ م ۸۶۴ م ۸۶۵ م ۸۶۶ م ۸۶۷ م ۸۶۸ م ۸۶۹ م ۸۷۰ م ۸۷۱ م ۸۷۲ م ۸۷۳ م ۸۷۴ م ۸۷۵ م ۸۷۶ م ۸۷۷ م ۸۷۸ م ۸۷۹ م ۸۸۰ م ۸۸۱ م ۸۸۲ م ۸۸۳ م ۸۸۴ م ۸۸۵ م ۸۸۶ م ۸۸۷ م ۸۸۸ م ۸۸۹ م ۸۹۰ م ۸۹۱ م ۸۹۲ م ۸۹۳ م ۸۹۴ م ۸۹۵ م ۸۹۶ م ۸۹۷ م ۸۹۸ م ۸۹۹ م ۹۰۰ م ۹۰۱ م ۹۰۲ م ۹۰۳ م ۹۰۴ م ۹۰۵ م ۹۰۶ م ۹۰۷ م ۹۰۸ م ۹۰۹ م ۹۱۰ م ۹۱۱ م ۹۱۲ م ۹۱۳ م ۹۱۴ م ۹۱۵ م ۹۱۶ م ۹۱۷ م ۹۱۸ م ۹۱۹ م ۹۲۰ م ۹۲۱ م ۹۲۲ م ۹۲۳ م ۹۲۴ م ۹۲۵ م ۹۲۶ م ۹۲۷ م ۹۲۸ م ۹۲۹ م ۹۳۰ م ۹۳۱ م ۹۳۲ م ۹۳۳ م ۹۳۴ م ۹۳۵ م ۹۳۶ م ۹۳۷ م ۹۳۸ م ۹۳۹ م ۹۴۰ م ۹۴۱ م ۹۴۲ م ۹۴۳ م ۹۴۴ م ۹۴۵ م ۹۴۶ م ۹۴۷ م ۹۴۸ م ۹۴۹ م ۹۵۰ م ۹۵۱ م ۹۵۲ م ۹۵۳ م ۹۵۴ م ۹۵۵ م ۹۵۶ م ۹۵۷ م ۹۵۸ م ۹۵۹ م ۹۶۰ م ۹۶۱ م ۹۶۲ م ۹۶۳ م ۹۶۴ م ۹۶۵ م ۹۶۶ م ۹۶۷ م ۹۶۸ م ۹۶۹ م ۹۷۰ م ۹۷۱ م ۹۷۲ م ۹۷۳ م ۹۷۴ م ۹۷۵ م ۹۷۶ م ۹۷۷ م ۹۷۸ م ۹۷۹ م ۹۸۰ م ۹۸۱ م ۹۸۲ م ۹۸۳ م ۹۸۴ م ۹۸۵ م ۹۸۶ م ۹۸۷ م ۹۸۸ م ۹۸۹ م ۹۹۰ م ۹۹۱ م ۹۹۲ م ۹۹۳ م ۹۹۴ م ۹۹۵ م ۹۹۶ م ۹۹۷ م ۹۹۸ م ۹۹۹ م ۱۰۰۰ م

عن عائشة قالت كنت مسندة النبي صلى الله عليه وسلم الى صدرى او قالت الى جحرى فد عابطت لي بول فيه
ثم قال فمات صلى الله عليه وسلم ^{حدثنا قتيبة بن سعيد} ثنا الليث عن ابن الهادي عن موسى بن سرج عن القاسم بن محمد عن عائشة
انها قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالموت وعند قدميه ماء وهو يدخل يده في القدر ثم يمسح وجهه
بالماء ثم يقول اللهم اغني عنى منكرات الموت او قال على سكرات الموت ^{حدثنا الحسن بن الصباح البزاز ثنا مبشر بن}
اسماعيل عن عبد الرحمن بن العلاء عن ابيه عن ابن عمر عن عائشة قالت لا اعبط احدا بكونه موت بعد الذي رأيت من شدته
موت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو عيسى سألت ابا زرعة فقلت لمز عبد الرحمن بن العلاء هذا قال هو عبد الرحمن بن العلاء
بن الجراح ^{حدثنا ابو كريب محمد بن العلاء ثنا ابو معاوية عن عبد الرحمن بن ابى بكر هو ابن المديكى عن ابن ابي مليكة}

جسکو دنیا کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ حضور کے انتقال کا حادثہ جسکے سامنے دنیا کی ساری ہی حوادث کا عدم اور لاشیٰ ہیں اور اسکے ساتھ ہی ارتقا
کا فتنہ اور ساری دنیا کا مقابلہ لیکن اُس کو وہ استقلال نے سب ہی کو برداشت کیا اور پتھر کی چٹان سے زیادہ سخت ہنر ہر ٹکڑا کو پاش
پاش کر دیا حتیٰ یہ کہ نیابت کا حق ادا کر دیا حضرت عمرؓ جیسے اسلامی ستون کہ دوست دشمن سب ہی اُنکی بہادری شجاعت قوت
کی دھاک ڈالتے ہیں وہ بھی نرمی کی درخواست کریں اور حضرت ابو بکرؓ انکو بزدلی کا طعنہ دیں۔ (۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وصال
کے وقت میں نے حضور عالی کو اپنی سینہ پر سہارا دے رکھا تھا کہ آپ نے پیشاب کیلئے طشت منگایا اور پیشاب فراغت حاصل کی اُسکو
بعد پھر وصال ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ کے یہ منہاخر میں ہے کہ آخری مجلس انکو حاصل ہوا حضور دنیا سے جب تشریف لے گئے اور وصال
بہی حاصل ہوا تو سر مبارک اُنکی گود میں تھا۔ (۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کے قریب ایک پیالہ میں پانی رکھا ہوا تھا کہ اُس میں حضور بار بار ہاتھ ڈالتے تھے اور چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے کہ یہ شدت حرارت اور
گھبراہٹ کے وقت سکون کا سبب ہوتا ہے اسوقت حضور بارگاہ الہی میں یہ دعا فرما رہے تھے کہ یا اللہ موت کی شدائد پر میری ہمداد
فرما۔ یہ ایک جانب انت کو تعلیم ہے تو دوسری جانب نزع کو وقت جبکہ روح بدن سے جدا ہو رہی ہو تکلیف کا ہونا طبعی اور فطری امر ہے اُس
اللہ جل جلالہ کی طرف غایت توجہ کا مظہر ہے کہ نزع کے وقت جبکہ روح بدن سے جدا ہو رہی ہو تکلیف کا ہونا طبعی اور فطری امر ہے اُس
وقت اللہ ہی سے استدعا اور سہولت کی طلب تھی۔ (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

مسندة على بناء افعل الى جعلت ظهره عليه السلام مسند الى صدرى ۱۲ ھ هو الطس في الاصل والتاريخه بدل من السين ولذا جمع على طساس ويصغر على طيس
وفي المغرب الطست موشة احمية والطس تعريها واشكل بتدكير ضمير ليول فيه ودجيه بانه باعتبار معناه من انظر وغيره ۱۲ ھ عل تراخي البول عن احتفال الطست
لضعفه وفي نسخة ثم مال بالميم والخايرة تصحيف ۱۳ ھ خايرة انه صلى الله عليه وسلم مات في حجره باديوافته ماني البخاري عنها توفي في بيتي في يومى من سوري وكوفي ولا يبارضه
بالحاكم وابن سعد من طريق ابن راسم المازم كان في حجره لان كل طريق منها لا يكلون شي كما ذكره الحافظ العسقلاني وعلى تقدير صحة حمل على انها تناوبا قلت دعالة البول
تؤيد حضور الزوجة لا غير ۱۲ ھ كعصف بهلمات وجيم قال النساوى وقال القاري بفتح فسكون ففتح منصرفا وفي نسخة بكسر جيم فير موقوف ۱۲ ھ التكرمة المعروفة والمراد
شدائد ذكره وانه دلا شك انها اسير منكرة لا يالها الطبع ۱۳ ھ مبشر بفتح الموحدة وكسر الشين المعجمة الشقيقة ۱۴ ھ لا اعبط بكسر الموحدة اي لا افار وفيه اشار بانه لو كان
كرامة كان صلى الله عليه وسلم ادلى به التحقيق ان الشدة كانت في مقدمات الموت لاني نفس سكراته كما توهم لمراد عائشة اني لا اتنى من غير سبق مرض ۱۲ ھ اي برفقه من
اعانة النسمة الى الموت اي بالموت السهل واليسر مسند بان علي الشى اي خفت ۱۲ ھ من عبد الرحمن قال القاري وانما استقيم منه لان عبد الرحمن بن العلاء

مسند دين الرواة ۱۲ ھ السجله كتيبن وفتح اللام اللولى كلال ماش التذيق من المعنى ۱۲ ھ هو الما العفيرة المبد الرحمن لان الشبهة بهذه النسبة بوعيد الرحمن بغيره ۱۲ ھ
مكي بغير الميم معقولا ۱۲ ھ

صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً ما نسیت قال ما قبض الله نبیاً الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ اذ فوہ و موضع

الثور عن موسى بن زكريا عائشة عن عبيد بن عبد الله عن ابن عباس وعائشة رضي الله عنهما عن أبي بكر قبل النبي

سقوط اور مراتب کے بلند ہونا سبب ہوتا ہے۔ اور مرض کی شدت پیام اجل ہونے کی وجہ سے استغفار کی کثرت اور موت کی تیاری

جد جوی کو پسند کیا اور یسے آپ کے سچے قربانی وجہ سے بیچ کو سنی نکالیں جد جلی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مدفن پر پہنچا نیکابو اتوکس کا وطن ہے کہ مکرمہ والیر لانسکا عرف مختلف رائٹر ہو رہی تھیں کہ حضرت الوکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

دفن پسندیدہ ہوا اسلئے حضور کو آپ کو وصال ہی کی بجائے دفن کرنا چاہئے۔ **ف** چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر

کسی کا مقتدی بنکر نہانہ پڑھے۔ عطا زکوٰۃ وصول کر لے گی حدیث اور اسکے نصاب۔ عطا میسر ہو گا۔ یعنی غبر اور منبر کا درمیان حصہ

ہیں تو اس کا متولی وہ شخص ہوتا ہے جو نبی کا خلیفہ ہوگا۔ جو شخص خلیفہ اور پادشاہ بنے اور وہ لاپرواہی سے کسی کو نائب بناو

علاء جوہی کی سزا ۱۱ منصف متواضع بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ پر ملا جو یہ چاہے کہ جہنم کی سختی ہی محفوظ رہے اور اللہ کو سایہ میں رہے

علاوہ اور کبھی ایسی روایات ہیں جن کا تعلق حضور کے وصال اور وصال کے بعد کے انتظامات سے ہے۔ (۶) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کو سال کے نو مرتبہ موت آئی، پہلی مرتبہ آنحضرتؐ کو ایک سال قبل وفات آپ ﷺ کی خبر ہوئی، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

بسمه فقيل في سجده وقيل بالقبض وقيل عند جده ابراهيم عليه السلام وقيل بكرة ١٢ ا٢ الله الموضع الجاشكل عليه خنبل موسى عليه السلام بوست من مصر الى

واقعة ١١: تنقيب عليه صلى الله عليه وسلم عثمان بن مظعون ١٢ +

ابن بابنوش عن عائشة ان ابا بكر رضي الله عنه دخل على النبي صلى الله عليه وسلم بعد وفاته فوضع يده بين عينيه ووضع

ثابت عن النبي قال لما كان يوم الذي دخل فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة أضاء منها كل شيء فلما كان اليوم الذي

ابن جاثو ثناعمر بن صالح عن هشام بن عروة عن ابي بكر عائشة قالت توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم

خدا ایم را اله داری کا ته که محمد رسول الله و انما هذا اقدارهم به نظر اول حضرت زهرا رضی الله عنہا از آیه کشف کند بلکه

اور ہائے خلیل و۔ یہ الفاظ نوحہ کے طور پر نہیں تھے۔ اسے کوئی اشکال نہیں ہے مسند احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ

اٹھایا پھر جھٹکایا الہ پشیمانی نو بوسہ دیا اور فرمایا واعطیلا د۔ (۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دین مندر و تشہد بنالائے پڑھ رہے تھے کہ جس نے منقذ اور دشمن کو گتھ دیا جو ان کا کٹہہ تہہ تہہ کرے گا میں نے اس کو

ہوا ہے مدینہ کی ہر چیز تار یک بن گئی تھی ہم لوگ حضور کے وصال کے اڑھائی سے با تھ بھی جھاڑنے نہ پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں

متبادل ہو گئے وہ حال نہ رہے چنانچہ اب بھی سائلین کو منساج کے یہاں کی حاضری اور غیبت میں انوار کا بین فرق محسوس ہوتا ہے۔

کو پیدا کر نیوالی تھی جس کیڑوں مجاہدوں سے بھی پیدا نہیں ہوتی کہ صحابی بننے کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے مقابل میں جان

الحجوني يفتح الحكيم نسبة الى جون بطن من اذ ١٣٥٤ بانوس بوحدة قالق لمودة ساكنة فنون منقوشة فلهذا بصرى كذا في انشأوى ١٣٥٤ بهار ساكنة للمسكت تزاو
وقال لارادة ظهور الالف قال المشاوى فيه حل عند اصناف الست من غير نوع ولا نكس اصله ما نرى انهم اخذوا الف الندية ليمتد بها الصوت ليمتد به المندوب عن

محمود سان مجزة ١٢ هـ انكرنا الصيغة المنكح للمناسي اى تغيرت قلوبنا لافانته على الشرطية سلم ولم يبق على ما كانت من الرقة والصفا وروى الحديث بقة للشايع انعم فية

مورد علی من انکر مجاہدات المشائخ مستدلان بان النصیه در لم یفعلوه ۱۳۰۰ کذا فی الاصل البندیۃ فالغیر الی ما لشد و ابی بکر ۱۳۰۰

عن ابيه قال قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين فمكث ذلك اليوم وليلة الثلاثاء دفن من الليل قال سفیان قال غيره يسمع صوت المساحي من آخر الليل حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا عبد العزيز بن محمد عن شريك بن عبد الله بن أبي مريم عن ابن عمر عن ابن عباس عن عبد الرحمن بن عوف قال توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين

روایت ہے کہ حضور کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔ ف۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ دوشنبہ کے دن حضور کا وصال ہونا مذبذب مورخین کا اجماعی مسئلہ ہے۔ (۱۰) امام باقر سے منقول ہے کہ حضور کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔ یہ روز اور شنبہ کا روز انتظام میں گذرا۔ اور منگل بدھ کی درمیانی شب میں حضور والا کو قبر شریف میں تاراسفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقر کی حدیث میں تو یہی ہے جو گذرا لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ اخیر حصہ شب میں بجاؤڑ کی آواز آتی تھی۔ ف۔ گویا اخیر حصہ شب میں قبر کھودی گئی۔ اس حدیث میں یہ غجان کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں اس قدر تاخیر کیوں کی گئی حالانکہ دفن کی تعمیل میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس موقع پر جب قدر مراحل پیش تھے انکے لحاظ سے یہ بھی کچھ تاخیر نہیں ہوئی بلکہ تعمیل ہی تھی کہ اول تو اس حادثہ ہلاکت کی وجہ سے ہوش و سواس ہی ابوبکر کے علاوہ کس کے روگئے تھے کوئی مدہوش تھا کوئی حیرت زدہ کہ زبان سے بات نہ نکلتی تھی کوئی صدمہ کی شدت سے حضور کے وصال کا یقین ہی نہ کرتا تھا حضرت عمر بن حبیب باہادر اور استقلال شجاعت کا مجسمہ قابو تھا۔ اسکے بعد جو مراحل انتظامیہ پیش تھے وہ ایک سے ایک بڑھکر اس لئے کہ سب اہم کام اس وقت خلافت کا مسئلہ تھا کہ تجہیز و تکفین کے ہر جز میں اسکی ضرورت تھی کہ ہر جز میں اختلاف ہو رہا تھا۔ نیز بی ہوشی وجہ ہر جز میں حکم معلوم کرنیکی بھی ضرورت تھی۔ چنانچہ گذشتہ اختلاف سے معلوم ہو گیا کہ کوئی مکرمہ واپس لیجانے پر مصر تھا اور کوئی دفن ابراہیمی پر لیجانا چاہتا تھا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی تجہیز و تکفین اور صلوۃ الجنائزہ میں اشکالات تھے کہ عام لوگوں کی تجہیز و تکفین ہمیشہ دیکھنے میں آئی مگر کسی نبی کو اس سے قبل دفنانے کی لو بت نہ آئی تھی کس طرح غسل دیا جائے کس طرح نماز پڑھی جائے ہر مسئلہ میں حدیث کے معلوم کرنیکی ضرورت تھی چنانچہ کپڑوں ہی میں حضور کو غسل دیا گیا اور بغیر جماعت کے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی گئی جیسا کہ آئندہ آرہا ہے اور تمام مسلمانوں کی علیحدہ علیحدہ نماز کیلئے جتنا وقت چاہئے تھا وہ بھی ظاہر ہے۔ اسکے علاوہ انصاریں بیعت کا مسئلہ بحث میں آجانے سے یہ ہم اور بھی زیادہ سخت بن گئی تھی کہ اگر کوئی نااہل امیر بن گیا تو دین کا سنبھالنا مشکل پڑ جاوے گا۔ اور اسکو امارت سے ہٹانا ایک مستقل فتنہ کا دوازہ ہوگا اس لئے اسوقت دین کا تحفظ صرف امارت ہی کے مسئلہ پر موقوف ہو گیا تھا۔ چنانچہ شام تک بیعت کا مسئلہ طے ہوا اور دوسرے دن بیعت عامہ ہو جائیکے بعد پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے موافق ہر ہر مرحلہ سہولت سے طے ہوتا گیا۔ (۱۱) ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا اور شنبہ کو دفن کئے گئے۔ ف۔ منگل بدھ کی درمیانی شب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دفن فرمائے گئے جسکو عرفاً منگل کا دن بھی کہا جاسکتا ہے اور بدھ کا دن بھی۔ اس لئے یہ روایت پہلی روایت کے کچھ خلاف نہیں۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا کہ خلافت کے مسئلہ سے فراغت کے بعد شنبہ کے دن میں تجہیز و تکفین کی ابتداء ہوئی اور

۱۰ قال المناوی فی فتح بدایہ النصار یوم الثلاثاء قال القاری قول لیلۃ الثلاثاء بالمد ویزید فی بعض النسخ بعدہ یوم الثلاثاء ۱۲ من الیل ای لیلۃ الاربعاء علی ما علی اکثر ذلہ اقول اخر من لیلۃ الثلاثاء یوم الثلاثاء وغیر ذلک قال المناوی وقل القاری قال فی جامع الاصول دفن لیلۃ الاربعاء وسمی الیل لیلۃ الثلاثاء وقل یوم الثلاثاء الاول اکثر ابو سلمۃ المساحی یفتح الیم وکسر الحاء الہلہ من مسحاۃ دی کا لجزۃ الامہان حدید علی مانی الصحاح فی النہایۃ ان مہم زائدۃ لان من السمو یعنی من المازاتہ واكشف ۱۲ قال القاری ہذا لایانی مانی الجامع من اند وسط اللیل لان المراد بالوسط الجوف لکان الابدۃ من اوسط وامنہ انی الی اخر اللیل ۱۳

ودفن يوم الثلاثاء قال ابراهيم هذا حديث غريب حدثنا نصر بن علي الجعفي انا عبد بن داود
 قال سئل عن نبيط اخبرنا عن نعيم بن ابي هند عن نبيط بن شريط عن سالم بن عبد الله كانت له صحبة قال
 اغمى على رسول الله صلى الله عليه وسلم فافاق فقال حضرت الصلوة فقالوا نعم فقال مروا بـ
 فليؤذن ومروا بابا بكر فليصل للناس او قال بالناس ثم اغمى عليه فافاق فقال حضرت الصلوة فقالوا نعم فقال مروا بـ
 فليؤذن ومروا بابا بكر فليصل للناس فالت عاتشة ان ابي رجل سيف اذا قام لك المقام بكى فلا يستطيع فلو اتر
 غير قال ثم اغمى عليه فافاق فقال مروا بـ فليؤذن ومروا بابا بكر فليصل للناس فان كن صواحب صواحبات يوسف قال

چهار شنبہ کی شب میں فراغت ہوئی۔ (۱۲) سالم بن عبید صحابی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الوفا میں بار بار
 غشی ہوتی تھی اور جب افاتہ ہوتا تو زبان سے یہ نکلتا کہ نماز کا وقت ہو گیا یا نہیں اور نماز کا وقت ہو جانیکا حال معلوم ہونی پر چونکہ سجد
 تک تشریف لیا نیکی طاقت نہ تھی اسلئے ارشاد عالی ہوتا کہ طال سے کہو کہ نماز کی طیاری کریں اور صدیق اکبر نماز پڑھائیں متعدد مرتبہ
 ایسا ہی ہوا لیکن ابوبکر صدیق طبعی طور پر نرم دل پیدا ہوئے تھے رقت اکثر غاری ہو جاتی تھی اور پھر حضور کی ساتھ کا تعلق ان کی طبیعت
 عائشہ رضی اللہ عنہا بھی جانتی تھیں کہ میرے پاس آنکی عالی جگہ نہ دیکھی جائیگی (اسلئے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا
 کی کہ میرا باب ابوبکر ذریق القلب ہے جب حضور کی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں گے تو رونے لگیں گے اور نماز پڑھانے کی طاقت نہیں
 رکھیں گے اسلئے کسی اور کو فرما دیجئے کہ نماز پڑھائیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعدد مرتبہ سوال جواب پر حضور نے
 ارشاد فرمایا کہ تم یوسف علیہ السلام کے قصہ والی عورتیں بننا چاہتی ہو ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھا دیں۔ اس قول کی شرح
 میں کہ تم یوسف والی عورتیں ہو علماء کے چند اقوال ہیں۔ اول یہ کہ تم سے مراد صرف عائشہ نہیں اور ان عورتوں سے مراد صرف زینب
 ہیں اور جمع کا لفظ نظمیں محاورہ کے اعتبار سے فرمادیا۔ اس قول کے موافق (الف) تشبیہ بیجا بات پر اصرار کرنے میں ہے کہ
 جیسا زینب نے ایک ناحق اور نامناسب بات پر حضرت یوسف پر بہت زیادہ اصرار کیا۔ ایسے ہی تم بھی ایک بے جا بات پر اصرار
 کر رہی ہو (ب) یہ کہ تشبیہ اس بات میں ہے کہ جیسے زینب نے اپنی ملامت کرنیوالیوں کو دعوت کے نام سے بلایا اور ظاہر یہ کیا کہ دعوت
 مقصود ہے لیکن اصل مقصد یہ تھا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ کر زینب کو معذور سمجھیں ایسے ہی حضرت عائشہ

۱۱۲ فیہ ہذا سہو من شریک وقیل کعب بنہما بان کعب الاول باعتبار الانتہار و ہذا باعتبار الاجتہاد یعنی الابتداء تجہیز فی یوم الثلاثاء و فرغ الدفن من آخر خلیۃ الاربعاء ۱۲
 ق ۱۱۳ بنون و موتہ کعب بنہما بان کعب الاول باعتبار الانتہار و ہذا باعتبار الاجتہاد یعنی الابتداء تجہیز فی یوم الثلاثاء و فرغ الدفن من آخر خلیۃ الاربعاء ۱۲
 ابیہ وقیل عن رجل عن ابیہ عن نعيم بن ابي هند عن نبيط بن شريط عن سالم بن عبد الله كانت له صحبة قال اغمى على رسول الله صلى الله عليه وسلم فافاق فقال حضرت الصلوة فقالوا نعم فقال مروا بـ
 فليؤذن ومروا بابا بكر فليصل للناس او قال بالناس ثم اغمى عليه فافاق فقال حضرت الصلوة فقالوا نعم فقال مروا بـ فليؤذن ومروا بابا بكر فليصل للناس فالت عاتشة ان ابي رجل سيف اذا قام لك المقام بكى فلا يستطيع فلو اتر
 غير قال ثم اغمى عليه فافاق فقال مروا بـ فليؤذن ومروا بابا بكر فليصل للناس فان كن صواحب صواحبات يوسف قال

فَأَمْرٌ لِلَّهِ فَادْنُ وَامْرَأُ الْبُكَرِ فَصَلِّ بِالنَّاسِ ثَوَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ خَفَةً فَقَالَ لَطْرُؤَانِي مَنْ
اتَّكَى عَلَيْهِ فُجَاءَتْ بِرَبْرَةٍ وَرَجُلٍ خَرَفَاتُكَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَأَى الْبُكَرُ ذَهَبَ لِيَنْكُصَ فَأَوْعَا لِيَهُ أَنْ يَثْبُتَ مَكَانَهُ حَتَّى يَقْضِيَ الْبُكَرُ
صَلَوَتَهُ ثَوَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْضُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْكَافِ لَا اسْمَعَ أَحَدًا يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْضُ الْأَرْضِ
بِسُفِّ هَذَا قَالَ كَانُوا النَّاسُ قَمِيْنٌ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَ فَاَمْسَكَ النَّاسُ قَالُوا يَا سَاكِرُ انْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِكَ

رضی اللہ عنہا بھی ظاہر تو یہ فرماتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتے لیکن دل
میں یہ جیسا کہ خود حضرت عائشہؓ سے دوسری جگہ منقول ہے کہ مجھے حضورؐ سے بار بار مراجعت کرنیکا تقاضا اسوجہ سے ہو رہا
تھا کہ میرے نزدیک لوگ اس شخص کو بھی بھی پسند نہ کریں گے جو حضورؐ کی جگہ کھڑا ہو اور اسکو سخوس سمجھیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ
تم سے مراد حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں اور حضرت یوسف والی عورتوں سے مراد وہ عورتیں ہیں جنکو زینخانے دعوت
کے نام سے بلایا تھا اس قول کے موافق بھی (الف) تشبیہ بے جا بات پر اصرار میں ہو کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما
بے جا بات پر اصرار فرما رہی تھیں۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ حضرت حفصہ نے بھی اس چیز پر اصرار کیا۔ (ب) یہ کہ تشبیہ ہی دل کے
خلات بات ظاہر کر رہی ہے کہ (حضرت عائشہؓ کے ذہن میں تو یہ مضمون تھا کہ لوگ حضورؐ کی جگہ حضرت صدیق کو کھڑا ہوا دیکھیں گے
تو نحوست کا وسوسہ کریں گے۔ اور حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے بھی اپنی موافقت پر اصرار کیا اور ان کے دل میں اپنے والد کی
بڑھوتری ہو کہ نبی کی نیابت کا حق اوکرنیکا واسطہ ہو اسلئے حضورؐ نے انکو یوسف علیہ السلام کے قصہ والیوں کی ساتھ تشبیہ دی کہ وہ ظاہر
میں تو حضرت یوسف علیہ السلام پر زینخانے کی موافقت کا اصرار کر رہی تھیں لیکن حقیقت ہر ایک اپنی طرف مائل کرنیکا انداز برت رہی تھی
بعض علماء نے وجوہ تشبیہ اور بھی بتلائی ہیں چونکہ حدیث طویل تھی اسلئے اس فائدہ کو مختصر طور پر درمیان میں لکھ دیا آگے بقیہ حدیث
کا ترجمہ آتا ہے اور کچھ فوائد بھی مختصر درمیان میں آگئے۔ بعض روایات میں اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی منقول ہے
کہ اللہ جل شانہ اور سلمان ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو نہیں مانیں گے) امتثال حکم پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز
پڑھائی (اور حضورؐ کے وصال تک سترہ نمازیں ادا فرمائیں اسلئے کہ یہ قعتہ تبسکا ذکر اوپر سے ہو رہا ہے چنبشب کی شام کا ہے کہ پنجشنبہ
کے روز حضور اقدس کی طبیعت مبارک زیادہ ناساز رہی اور جمعہ کی شب میں عشا کی نماز کے وقت کی یہ تمام گفتگو ہے اور عشا کی نماز
سے حضرت ابو بکرؓ نے نماز پڑھانا شروع کی اور دوشنبہ کے روز چاشت کے وقت حضورؐ کا وصال ہوا اسلئے کل سترہ نمازیں پڑھیں
جو مسلسل حضرت صدیق اکبرؓ نے حضورؐ کے شدت مرض کے ایام میں پڑھائیں۔ ہندہ ناکارہ کے نزدیک چونکہ مرض کی ابتداء اس سے

۱۵۰ قال میرک اسمہ نوبہ نعم النون والوحدة المنفردة كما جاز في بعض الروايات وهم من زعم انه امرأة قال القاري في رواية ابن جابر بريرة ونوبه ضبط ابن جرير فمكون
ثم قال انه امره بذا واما في رواية الشيخين في سياق آخر جازان عباس وعلى في طريق آخر ريد على الفضل بن عباس وريده على رجل آخر في رواية احمد اسان
ومحمد الدارقطني اسان والفضل وعنه ابن سعد الفضل ولؤبان وجعوا من هذه الروايات على تعدد ثمرات جميعها بعدد الخرج ادبائهم متادوا ۱۵۱ قال الحنفى بن عيسى
وقال القاري الاولى ان يضبط بكسر الكاف طبق ما في القرآن على انما كنتم تكفرون بالكسر على ما روي عليه بقية السبعة والعشرة وما نوهتم فم قال الزجاج يجوز ضم الكاف وكذا اجزه
صاحب الصحاح اي ليتاخر والنكوس الرجوع قهقري ۱۵۲ بالهمز على السجدة والى شدة نادى ونادى من على التخييل اي اشار اليه صلى الله عليه وسلم ۱۵۳ قال السدي
ظاهره ان النبي صلى الله عليه وسلم اقتدى به وبه صرحت رواية البيهقي وقال القاري ظاهره انه صلى الله عليه وسلم رجع فخلافا لابن جرير حيث قال ظاهره انه صلى الله عليه وسلم اقتدى به
والعمر عندنا ان اقتداره به كان قبل ذلك ۱۵۴ لا سمع الا وكان يقول انما ارسل الله صلى الله عليه وسلم كراة من لي موسى عليه السلام فلبثت عن قوم اربعين ليلة اولين من الغشيان

عَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ لَوْ أَدْرِكُ قَالَ يَدْخُلُ قَوْمٌ فِيكُمْ يَوْمَ وَيَدْعُونَ بِصَلَوَاتِهِمْ يَخْرُجُونَ ثُمَّ

يَدْخُلُ قَوْمٌ فِيكُمْ يَوْمَ وَيَدْعُونَ ثُمَّ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَدْخُلَ النَّاسُ قَالُوا يَا صَاحِبَ سَعُولٍ اللَّهُ أَيْدِيهِمْ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا بَيْنَ قَالَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي قَبِضَ اللَّهُ فِيهِ رُوحَهُ فَإِنَّ اللَّهَ لَوَ يَقْبِضُ

رُوحَهُ إِلَّا فِي مَكَانٍ طَيِّبٍ فَعَلُوا أَنْ قَدْ صَدَقَ ثَمَرُ هَمَّانٍ يَفْسُدُ بَنُو أَبِيهِ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ

يَتَشَاوَرُونَ فَقَالُوا ^{انطلقوا} ائْتِ الْبَلَدَ بِنَا ^{بَيْنَ بَلَدِ الْبَلَدِ} إِلَى خَوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ نَدْلُجُهُمْ مَعْنَا فِي هَذَا الْأَمْرِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ مَنَا أَمِيرٌ وَمَنْكُمْ

مسجد میں تھے میری مضطربانہ حالت دیکھ کر دریافت فرمایا کیا حضور کا وصال ہو گیا میں اسکی اطلاع کی اور یہ بھی عرض کیا کہ عمر

رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ میں جسکو یہ کہتے ہوئے سُنو گا کہ حضور کا وصال ہو گیا اسکی گردن اڑا دوں گا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری ساتھ

تشریف لائے اور مجمع کو ہٹا کر حضور کے پاس تشریف لیگئے اور حضور کے چہرہ مبارک پر گہری نظر ڈال کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اُو

یہ آیت پڑھی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّكَ مَيِّتٌ تَوْنٌ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک تم بھی وفات پانے والے ہو اور وہ سب دشمن بھی تم

والتے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ اے حضور کے رفیق کیا آپ کی وفات ہو گئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک آپ

دار البقا کو روانہ ہو چکے ہیں اُس وقت صحابہؓ کو یقین ہو گیا۔ پھر انھوں نے آپؐ کے دیگر امور دریافت کئے اس لئے کہ ہر ہر جز میں احوال

خصوصیت تھا اس لئے اول نماز جنازہ کو پوچھا کہ حضور پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ پڑھی جائیگی

صحابہؓ نے پوچھا کہ کس طرح پڑھیں (تمام اہل مدینہ مشتاق ہیں) آپؐ نے فرمایا کہ ایک ایک جماعت حجرہ کے اندر جاوے اور بلا جماعت نماز

پڑھ کر چلی آوے اسی طرح سب لوگ نماز پڑھیں۔ پھر صحابہؓ نے پوچھا کیا حضور دفن کئے جاویں گے آپؐ نے فرمایا کہ یقیناً دفن کئے جاویں گے

انھوں نے پوچھا کہ کس جگہ قبر شریف بنائی جاوے گی آپؐ نے فرمایا کہ جس جگہ آپ کا وصال ہوا ہے وہی جگہ دفن ہے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ

شاد نے آپ کا وصال اُسی جگہ فرمایا جو جگہ حق تعالیٰ شانہ کو پسندیدہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر ہر بات پر اطمینان ہوتا رہا اور بیشک

سچ فرمایا کہتے رہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل بیت اور حضور کے قریب بستہ داروں کو تجنیز و تکفین کے انتظام کا حکم فرمایا

دار و حفاظت اسلام اور رفع اختلافات کے لئے کسی شخص کو مدارائے بنائے کی تجویز شروع ہوئی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ جب تلوار

سُوتے ہوئے کھڑے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضور کا وصال ہو گیا اُس کی گردن اڑا دوں گا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے

ان کے اس مَقُولہ پر تنبیہ فرمائی اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کلام پاک کی آیت وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ فرمائی اُس کے بعد ارشاد فرمایا

لَا يَدْخُلُ الْإِسْلَامُ إِلَّا بِمَنْعَةٍ مِنْ رَأْسِي أَوْ مِنْ رَأْسِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ وَرَأْسُ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ كَرَاهِيَةٌ لِي فَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَرَأْسُ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ كَرَاهِيَةٌ لِي فَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

۱۲ +

ثنا عبد اللہ بن ابی بکر باہلی قد یر بصر و ثنائیت البنانی عن انس بن مالک قال لما وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کرب الموت ما وجدنا فاضاً و اکباً فقال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لا کرب عنی ابیک بعد ایمانہ قد حضر من ابیک ما لیس تبارک منہ احد الوفاة یوم القیامة حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری نصر بن علی قال حدثنا عبد رب بن بلرق الحنفی قال سمعت جدي با ابي سماک بن ولید یحدث انہ سمع ابن عباس یحدث انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان له فوطان من امتی ادخلہ اللہ تعالیٰ الجنة فقالت له عائشة فمن کان له فوطان منک قال من کان له فوطان مؤفقا قالت فمن لم یکن له فوطان منک قال فانا فوط لامتی من یصابوا

باب ما جاء فی مآثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منیع ثنا حسین بن محمد ثنا اسرئیل عن ابی اسحاق

طاف سے باہر ہے۔ اللہ ہی کی مدد کو کچھ کام چل سکتا ہے۔ (۱۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الوفا کی سخت تکلیف برداشت فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہائے ابائی تکلیف حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر کچھ تکلیف نہیں رہے گی۔ بیشک آج تیرے باپ پر ہائل چیز اتری ہے یعنی موت جو قیامت تک کبھی کسی سے ٹپنے والی نہیں۔ **ف**۔ ہائے کالفاظ عربی میں اظہار افسوس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے مقصود رنج کا اظہار ہے۔ (۱۳۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دو بچے ذخیرہ آخرت بنجائیں تو حق تعالیٰ شانہ ان کی بدولت اُس کو ضرور جنت میں داخل فرما دیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس کا ایک ہی بچہ ذخیرہ بنا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا ایک ہی بچہ چلے یا ہو وہ بھی بخشد یا جاوے گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ جس کا ایک بھی بچہ نہ مرا ہو تو آپ نے فرمایا کہ اُن کیلئے میں ذخیرہ آخرت بنو گا اسلئے کہ میری وفات کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہو گا۔

ف۔ یقیناً حضور کی جدائی ایسی ہی چیز ہے کہ ماں باپ اعزہ اجاب بیوی اولاد پر شخص کی جدائی اور موت حضور کی جدائی اور وفات کے مقابلہ میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اسی لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کرے یعنی یہ سوچے کہ جب حضور کی مفارقت کو صبر کر لیا تو اُس کے مقابلہ میں یہ کیا حقیقت رکھتی ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا ذکر

ف۔ اس باب میں مصنف نے سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں سب کا حاصل یہی ہے کہ آپ کا جملہ متروکہ مال صدقہ ہر وہ وارثوں

لہ یخرج الکاف و سکون الراء و ہا ساکتہ فی آخرہ ثم یاخذ بالنفس الی اشتد علیہ ۱۲ ق ۱۱۵ قورہ مدی امرتیم لیس اللہ عزوجل بتارک من ذلک الامر احد ا و الوفاة بیان لما فی نسوة الوفاة بدل الوفاة و ہو یمن الاتیان و الملاقاة و قبل یفسر الوفاة ہنا بالوفاة ۱۲ ق ۱۱۵ یوم القیمة منسوب بنزع الخافض و ہو کلت الی و جزان یکون مغولافہ و یراد بہ یوم الوفاة لان یوم موت کل احد یوم قیامتہ کما ورد ۱۲ ق ۱۱۵ یخرج الغارہ و الرافضیۃ فرادہا متقدم فی طلب المار فیہی لم الارشاد و الدلاء و یدد الحیاض و یتسبی لہم تغیر یمنی فاعل کتب یمنی تا ل ۱۲ ق ۱۱۵ تعلم شرایع الدین اونی الخیرات و الا سئلہ الوفاة موقعا او المعنی و فک الشریما یحصل سبب السؤال عنہ و ہذا تقر یمنی لہا علی السؤال ۱۲ ق ۱۱۵ اصلہ موارث قلبت الی او یا و سکونہا و تکیر ما قبلہا مصدر یعنی الموروث ای الخلف من مال المراد یعنی

سفارش اور تائید کے انداز سے یہ خیال ہوا کہ ان دونوں حضرات نے ان سب حضرات کو اپنی تائید ہی کیلئے آگے بھجیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا ٹھہرو اسکے بعد اس جماعت کی طرف خطاب کر کے فرمایا تم کو اس پاک ذات کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جسکے حکم سے آسمان زمین قائم ہیں کیا تم کو معلوم ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے اس جماعت نے اقرار کیا کہ بیشک حضور نے یہ ارشاد فرمایا اسکے بعد حضرت عمرؓ ان دونوں حضرات عباسؓ علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی طرح ان کی بھی قسم دیکر دریافت کیا ان دونوں حضرات نے بھی اسکا اقرار کیا اسکے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اول سے سنو اللہ جل شانہ نے یہ فی کا مال (باع وغیرہ) مخصوص طور پر حضور کو دیا کسی دوسرے کی اس میں شرکت نہ تھی لیکن حضور نے اسکو اپنی مخصوص نہیں فرمایا بلکہ تم لوگوں پر تقسیم کر دیا اور بہت تھوڑا سا حصہ زمین کا اپنے اور اپنی عیال کے گذران کیلئے رکھا اور اس میں بھی گھروں میں تھوڑا سا دینے کے بعد جو بچتا وہ اللہ کے راستہ میں خرچ فرمادیجئے تم میں تم لوگوں کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا ایسی ہی تھا یا نہیں۔ اول ان پانچوں کو قسم دیکر ان کی تصدیق کرائی اسکے بعد ان دونوں حضرات کی قسم دیکر تصدیق کرائی۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اسکے بعد حضور کا دھمال ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے اور انھوں نے اس سب پیداوار میں اسی طرز کو جاری رکھا جو حضور کا معمول تھا اور اللہ پاک کی قسم ابوبکرؓ نے اس رویت میں نیکی پر تھے وہ راست پر تھے حق کا اتباع کرنا لے تھے لیکن تم لاگوں نے انکو چناں جنیں سمجھا تم (حضرت عباسؓ) اپنے بھتیجے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی میراث طلب کرنے آئے اور تم (حضرت علیؓ) اپنی بیوی کے حصہ کا مطالبہ کرنے آئے حضرت ابوبکرؓ نے حضور کا ارشاد کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا سنایا تم نے انکی بات کو صحیح نہ سمجھا اسکے بعد حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی اور میں خلیفہ بنا اور اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے موافق اس میں عمل کرتا رہا اور اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے اس طرز میں سچا ہوں نیکی پر عمل کرنا ہوں حق کا اتباع کرنا ہوں۔ اسکے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور وہی ایک کلمہ ایک بات بھتیجے کی میراث کا مطالبہ اور بیوی کا حصہ میں نے تم سے حضور کا ارشاد کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا سنایا اسکے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ بطور تولیت کے تمہارے حوالہ کر دوں تو میں نے تم سے عہد و پیمان لیا کہ تم اس میں اسی طرح عمل نہ کر دو گے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دو برس تک میں خود عمل کرتا رہا ہوں تم نے اسکو قبول کیا اور اس طرح میں نے اسکو تمہارے حوالہ کیا تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے اسی طرح حوالہ نہیں کیا تھا اس جماعت نے بھی اسکا اقرار کیا اور ان دونوں حضرات نے بھی اسکا اقرار کیا اسکے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب تم اسکے خلاف مجھ سے فیصلہ کرنا چاہتے ہو اس ذات کی قسم جسکے حکم سے آسمان زمین قائم ہیں اسکی خلاف ہرگز فیصلہ نہ کرو گے اگر تم اسکے انتظام سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو میں خود انتظام کر لوں گا یہ ہے وہ طویل قصہ جسکی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔ اس میں چند امور قابل لحاظ ہیں۔ ۱۔ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ظالم وغیرہ الفاظ سے تفسیر کیا اور دونوں حضرات میں سخت کلامی ہوئی یہ چیز بظاہر مستبعد معلوم ہوتی ہے مگر ایک تو حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے چچا ہیں اس حیثیت سے انکو تنبیہ کا حق ہے دوسرے جب وہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ناحق پر سمجھ رہے ہیں جسکی تفصیل آگے آ رہی ہے تو انکی فعل کو ظلم سمجھنا ہی چاہئے۔ ۲۔ یہ کہ جب حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو یہ حدیث معلوم تھی جیسا کہ انھوں نے حضرت

عمرؓ کے سوال پر اقرار کیا تو پھر کیوں تو حضرت ابو بکرؓ سے مطالبہ کیا اور کیوں حضرت عمرؓ سے مطالبہ کیا اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ پہلے سے معلوم نہ تھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہنے سے معلوم ہوئی تو پھر جب حضرت ابو بکرؓ اس حدیث کی وجہ سے انکار فرما چکے تھے تو پھر حضرت عمرؓ سے دوبارہ کیوں سوال کیا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تو یقیناً انکو معلوم تھی مگر بظاہر اس حدیث کو وہ مخصوص سمجھتے تھے مثلاً درہم اور دینار ہی کیساتھ مخصوص سمجھتے ہوں جیسا کہ پہلے ایک حدیث میں ان دونوں کا ذکر آچکا ہے لیکن اور سب حضرات کی نزدیک سب چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں جو کچھ میں چھوڑوں وہ صدقہ ہر کالفاظ آیا ہے۔ اس صورت میں حضرت ابو بکرؓ سے اولاً سوال اپنی اس خیال کے موافق ہو کہ یہ حضرات اسکو خصوصیت پر سمجھتے تھے اور اس کے بعد دوبارہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایسی سوال اس خیال سے ہو کہ شاید حضرت عمرؓ کی رائے ان دونوں حضرات کے موافق ہو یعنی حضرت عمرؓ بھی اسکو مخصوص خیال فرماتی ہوں لیکن مطالبہ کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی رائے بھی وہی ہے جو اور سب حضرات کی ہے اور حدیث کے الفاظ کا ظاہر بھی یہی ہے کہ یہ ارشاد سب چیزوں کو شامل ہے کسی چیز کی تخصیص نہیں۔ یہاں ایک نہایت اہم اور ضروری چیز یہ ذہن نشین کر لینا ضروری ہے کہ جب حضرات شیخین کے متعلق ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کی وجہ سے میراث تقسیم کرنے سے معذور و مجبور تھے اور باوجود ان حضرات کے اصرار کے تقسیم فرما دیا یہ بھی ضروری ہے کہ ان کا ہر کی شان میں کسی قسم کا سوظن کرنا کہ حسب حال کی وجہ سے بار بار اصرار کرتے تھے اور حضور کے اس صاف اور صریح ارشاد کے خلاف عمل چاہتے تھے انتہائی بے ادبی ہے انکا اصرار اس وجہ سے تھا کہ یہ حضرات اسکو ایک شرعی حق سمجھتے تھے اسی وجہ سے اپنی تحقیق کو خلاف ہوئی وجہ مخالفت کرنیوالوں پر انکار کرتے تھے جسکو حضرت عمرؓ نے اپنی اس کلام سے ظاہر کیا کہ تم نے حضرت ابو بکر کو چٹا نہیں سمجھا۔

۳۔ یہ کہ جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی انکار پر پور حضور کے اس ارشاد پر کہ ہمارا کوئی وارث نہیں بننا ان دونوں حضرات نے متفقہ طور پر اپنی ولایت میں لے لیا تھا تو اب آپس میں جھگڑا پیدا ہو جانے کی وجہ سے جسکی وجہ سے آپس میں سخت کلامی کی نوبت آئی اور تقسیم کی استدعا کس وجہ سے تھی جبکہ پہلے ہی سے تقسیم کا انکار ہوتا چلا آیا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ چیز تو مستحق ہو گئی تھی کہ اس میں میراث جاری نہ ہو تو اسی وجہ سے حضرات شیخین نے انکار بھی کر دیا تھا اور ان حضرات نے قبول بھی کر لیا تھا اسکے باوجود پھر ان دونوں حضرات کا آپس میں تقسیم کے مطالبہ کی وجہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمائی تھی کہ کیفیت خرچ میں دونوں میں کثرت و اختلاف ہوتا تھا حضرت عباسؓ نہایت منظم اور مدبر تھے دورانہدیش تھے وہ ہر مال کو نہایت احتیاط سے خرچ فرمانا چاہتے تھے اور ضرورت کے مواقع کیے لیں اور ذخیرہ فراہم رکھنا چاہتے تھے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نہایت فیاض سخی زاہد اور متوکل تھے حضور کے طرز کے موافق جو آیا فوراً تقسیم کر دینا چاہتے تھے کہ ایک درہم بھی باقی نہ بچے اس وجہ سے دونوں حضرات میں ہر وقت کشاکش پیش آتی تھی۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں دارقطنی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ان حضرات کا آپس کا اختلاف میراث کے بارے میں نہیں تھا۔ بلکہ تولیت اور مصروف کی بارے میں تھا کہ اس پیداوار کو کس طرح صرف کیا جائے۔ امام ابو داؤد نے لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات کی درخواست یہ تھی کہ اس مال کو دونوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا جائے نہ یہ کہ حضور کے ارشاد کے بعد اب میراث کا مطالبہ تھا۔ بلکہ یہ کہ جب یہ حضرات تولیت علیؓ کو نہ چاہتے تھے میراث نہیں چاہتے تھے تو پھر حضرت عمرؓ کو کیا مانع تھا اس میں بظاہر کوئی اشکال نہ تھا کہ ہر ایک کا تولیت نامہ علیؓ ہوتا وہ اپنی رائے سے اپنی پیداوار کو جلدی یا بدیر تقسیم کرتا اسکی وجہ علمائے کلمی ہے کہ اس صورت میں بعد میں میراث بنانے کا احتمال تھا اور اس پر استدلال کی گنجائش تھی کہ حضرت عمرؓ نے اپنی پہلے فیصلہ سے رجوع کر لیا اسلئے کہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہی میراث کی تقسیم تھی کہ آدھا بیٹی کا حصہ ہے اور

حدیثنا محمد بن بشاش عبد الرحمن بن مہدی ثنا سفیان بن عیاض عن ابی ابراہیم عن عبد اللہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یمثل بی حدیثنا محمد بن بشر و محمد بن المثنی
قالنا محمد بن جعفر ثنا شعبۂ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام
فقد رانی فان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ ^{بفتنہ} حدیثنا قتیبۃ بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی

اسکی تائید ہوتی ہے ابو داؤد شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ذکر کیا ہے کہ خواب تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک بر یا صاف
یعنی مبارک خواب۔ یہ اللہ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔ دوسرا ڈرائی خواب جو شیطان کی طرف سے گمراہی پہنچانا ہوتا ہے۔ تیسرا وہ
خواب جو آدمی کے اپنی خیالات اور وساوس ہوتے ہیں۔ علماء کبار نے لکھا ہے کہ جو فرشتہ خواب دکھانے پر متعین ہے اس کا نام محدث
ہے جو مثالوں سے دیکھ کر خواب کی شکل میں مجھاتا ہے۔ یہ عام خواب کے متعلق ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اگر خواب میں
ہو تو وہ تعارفات شیطانی سے خالی ہوتی ہے۔ غور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد متعدد احادیث میں آ رہا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا
اُس نے حقیقتہً مجھی کو خواب میں دیکھا اسلئے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ میری صورت بن سکے۔ اسکے باوجود اگر کوئی شخص
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہی طرح کرے کہ حضور کی شان کے مناسب نہیں ہے مثلاً جو ملیہ شریف آپ کا شروع کتاب میں گذرا ہے
اُس کے خلاف دیکھے یا کوئی اور ایسی بات دیکھ جو آقا کے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری یا پریشانی وغیرہ کو ظاہر کرے یا کسی ایسی کام کا حکم
کرتے یا منع کرتے ہوئے دیکھے جو خلاف شرع ہو۔ یا شان نبوی کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کی غلطی کو تا ہی اور قصور کی بنا پر ہوتا ہے
اسکو شرح و مشایخ آئینہ تشبیہ و یاکرتے ہیں کہ ایک شے کو اگر سرخ آئینہ میں دیکھو تو سرخ نظر آتی ہے اور بنسب بنسب ہی سیاہ سفید
اور لابی چوڑی عرض مختلف الانواع نظر آتی ہے۔ اسی طرح خواب میں ذات نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نظر آتی ہے لیکن اُس ذات اقدس کے
ساتھ جو احوال اور اوصاف نظر آتے ہیں وہ خواب دیکھنے والے کے خیال اور ادراک کا اثر ہے کہ جس قسم کے احوال دیکھنے والے ہونگے ویسی ہی صفات کیساتھ زیارت
نصیب ہوگی مثلاً بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسکو دنیا کی نیکی ترغیب دے رہے ہیں تو ہمیں دیکھنے والے کی
ظلمت کا شمول ہے کہ وہ کسی مکر و فعل کے ارتکاب میں بلا ارادہ مبتلا ہو۔ مصنف نے اس باب میں سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں (۱) عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقتہً مجھی کو دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت
نہیں بنا سکتا۔ (۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے حقیقتہً مجھی کو دیکھا ہے
اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے عید کے عالم حیات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے اثر سے
محفوظ فرمایا تھا ایسی ہی حضور کے دصال کے بعد بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپ کی صورت بنا سکے یہ اسلئے شدہ ہے اسکے بعد
ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک بعینہ نظر آتی ہے یعنی یہ کہ دیکھنے والے میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذات اقدس ہی کی زیارت

۱۰ قال المتادی ای فی حال المنام وقول العصام فی وقت النوم لیه نظر اھ فی البذل عن نفع الود وقیل ہذا مختص بسورۃ المعیرۃ فیعرض علی الشائل الشریفۃ لعلہ
فان طابقت الصورة المرئۃ تلک الشائل فی ریا حق والا فالترا علم ہذا لک فیل فی فی ای صورۃ کانت وقد رجح کثیر بان الاختلاف المتاحی من احوال الرائی
کذا فی ہامش الکوکب ۱۰۲ ۱۰۳ فقد رانی فی المنام بان الشرط والجزا یمتدان واجیب بان اتحاد ہذا ال علی التناہی فی المبالغۃ ای فقد رانی حقیقی علی کمالہا
لاشبہ ولا ارتباب ۱۰۴ قال بعض شراح المصاحج ومثل فی ذلک جمیع الانبیاء والنکۃ انتہی واما ذکرہ احتمال جزم بہ البغوی فی شرح التنبیہ وقال لک

۱۰۵ حدیثنا محمد بن بشر و محمد بن المثنی
۱۰۶ حدیثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۂ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام
فقد رانی فان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ
۱۰۷ حدیثنا قتیبۃ بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی
۱۰۸ حدیثنا محمد بن بشر و محمد بن المثنی
۱۰۹ حدیثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۂ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام
فقد رانی فان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ
۱۱۰ حدیثنا قتیبۃ بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی

۱۱۱ حدیثنا محمد بن بشر و محمد بن المثنی
۱۱۲ حدیثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۂ عن ابی حصین عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام
فقد رانی فان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ
۱۱۳ حدیثنا قتیبۃ بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی

عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من راني في المنام فقد راني قال ابو عيسى والبراءة هه هو وسعد بن طارق بن اشيم هو من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم احاديث ومروءة علي بن جرير يقول قال خلف بن خليفة رايته عمر بن حريث صاحب النبي صلى الله عليه وسلم وانا غلام صغير حدثنا قتيبة هو ابن سعيد ثنا عبد الواحد بن زياد عن عاصم بن كليب حدثني ابني انه سمع ابا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من راني في المنام فقد راني فان الشيطان لا يتمثلني قال ابني فحدثت به ابن عباس فقلت قد رايته فذكرت الحسن بن علي فقلت شرفه به فقال بن عباس ان كان يشبهه حدثنا محمد بن بشير حدثنا ابن ابي عمير بن جعفر قال حدثنا عوف بن ابي حمزة عن يزيد الفارسي

ابني جگہ پر کرے یا صورت مثالی کی زیارت ہوتی ہے جسے کوئی شخص آڑ میں ٹھکرا اپنے سامنے ذرا افضل سے ایک بڑا آئینہ رکھ لے اور دوسرا شخص جو اس آڑ کے پیچھے ہے جو اس آئینہ کو دیکھ کر آئینہ میں اس ٹھٹھے والے شخص کی مثال ہوگی بعینہ اسکی ذات آئینہ میں نہیں آتی ہے صوفیہ کا قول ہے کہ دونوں طرح زیارت ہوتی ہے بعض لوگوں کو بعینہ ذات اقدس کی زیارت ہوتی ہے اور بعض کو آئینہ کی طرح مثال کی ہی وجہ ہے کہ بعض مرتبہ دوسرے لوگوں کی صورت میں حضور کی زیارت ہوتی ہے کہ گویا وہ آئینہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا۔

(۴) طارق بن اشیم بھی یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقتہً مجھی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ ان روایات پر بلاشکال کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں مختلف ملکوں میں مختلف لوگ زیارت کرتے ہیں حضور بیک وقت کہاں کہاں تشریف لے جاسکتے ہیں کچھ وقت نہیں رکھتا اسکی کہ مختلف لوگوں کی زیارت کی یہ ضروری نہیں کہ حضور سب جگہ تشریف لیا جائیں بلکہ ایک ہی جگہ سب کو زیارت ہو سکتی ہے کہ آفتاب پئی جگہ قائم ہو اور مختلف لوگ دور دور کے شہروں کو آسکو دیکھتے ہیں اور پھر جس قسم کی عینک بستر سرخ سیاہ لگا کر دیکھیں گے آفتاب و سیاہی نظر آئیگا حالانکہ آفتاب ایک ہی صورت پر ہے۔ (۵) کلب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھو وہ حقیقتہً مجھی کو خواب میں دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان میرا شبیہ نہیں بن سکتا۔ کلب کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے خواب میں زیارت اقدس میسر ہوئی اُس وقت مجھے امام حسن رضی اللہ عنہ کا خیال آیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اُس خواب کی صورت کو حضرت حسن کی صورت کے بہت مشابہ پایا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکی تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت حسن آپ کے بہت مشابہ تھے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ سینہ اُسکے اوپر کا حصہ بدن کا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا اور بدن کا نیچے کا حصہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھا۔ (۶) یزید فارسی کلام اللہ شریف لکھا کرتے تھے ایک مرتبہ خواب میں

۱۔ طارق ای والد ابی مالک صحابی قد روي عنه صلی اللہ علیہ وسلم غیر ذلک الحدیث ثبتت صحیحۃ ۱۲ ہجری مفسرۃ لعمریہ ساکنۃ فمیتۃ مفسرۃ ۱۳ ذکرہ المصنف استطراداً لما ان ثبت فیوصل للمصنف من الاسناد وان من المصنف وبنی العینی صلی اللہ علیہ وسلم علی ہذا المیتۃ علی و خلف و عمر و الایم اختلاف فی سماع خلف عن عمر و کیا سیاتی ۱۴ اختلاف فی سماع خلف عن عمر و قال الحافظ فی تہذیبہ قال عبد اللہ بن احمد بن حنبل سمعت ابی یقول قال زید بن اسفیان بن عیینۃ یا ابا عبد اللہ رجل یقال رجلاً بن خلیفۃ یزعم انہ رآی عمر و بن حریث فقال کذب علیہ رآی جعفر بن عمرو بن حریث و قال ابو الحسن السیونی سمعت ابا عبد اللہ سائل ابی رآی خلف عمر و قال لا لکن عندی شہد علیہ ہذا ابن عیینۃ و شہدہ و الحجاج لم یروا عمر و بن حریث و یروا خلف ہذا و قد روي عن خلف بن خلیفۃ فرض فی عمر و بن عبد العزیز و ان ابن شہاب سنن علی ہذا فیکون مولودہ سلمۃ و سلمۃ کان ولادۃ عمر و بن حریث فیکون فی بعدہ ازاد کہ عمر و بن حریث بعدہ انما کان عمر و اتونی سلمۃ قال الحافظ فی التقریب فی ترجمۃ خلف و علی اندر ای عمر و ابن حریث الصحابی فاکثر علیہ ذلک بن عیینۃ و احمد و ۱۵ لکن قال و ان اسکن فی التور یا ی صورۃ ارادہ یکمن من التور بصورۃ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بن

۱۶ قال القاری ای الحسن کان یشبہ انبی صلی اللہ علیہ وسلم و کعبہ السادی فقال ای انبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لیشبہ الحسن و کل من شہد بہ من غیرہ و و خلف علیہ و

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی قال ابو عیسیٰ و البراءۃ ہہ ہو و سعد بن طارق بن اشیم ہو من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قد روي عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احادیث و مروءۃ علی بن جریر یقول قال خلف بن خلیفۃ رایتہ عمر بن حریث صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و انا غلام صغیر حدثنا قتیبۃ ہو ابن سعید ثنا عبد الواحد بن زیاد عن عاصم بن کلب حدثنی ابنی انہ سمع ابا ہریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثلی قال ابنی فحدثت بہ ابن عباس فقلت قد رایتہ ف ذکر الحسن بن علی فقلت شرفہ بہ فقال بن عباس ان کان یشبہہ حدثنا محمد بن بشیر حدثنا ابن ابی عمیر بن جعفر قال حدثنا عوف بن ابی حمزۃ عن یزید الفارسی ابنی جگہ پر کرے یا صورت مثالی کی زیارت ہوتی ہے جسے کوئی شخص آڑ میں ٹھکرا اپنے سامنے ذرا افضل سے ایک بڑا آئینہ رکھ لے اور دوسرا شخص جو اس آڑ کے پیچھے ہے جو اس آئینہ کو دیکھ کر آئینہ میں اس ٹھٹھے والے شخص کی مثال ہوگی بعینہ اسکی ذات آئینہ میں نہیں آتی ہے صوفیہ کا قول ہے کہ دونوں طرح زیارت ہوتی ہے بعض لوگوں کو بعینہ ذات اقدس کی زیارت ہوتی ہے اور بعض کو آئینہ کی طرح مثال کی ہی وجہ ہے کہ بعض مرتبہ دوسرے لوگوں کی صورت میں حضور کی زیارت ہوتی ہے کہ گویا وہ آئینہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا۔ (۴) طارق بن اشیم بھی یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقتہً مجھی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ ان روایات پر بلاشکال کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں مختلف ملکوں میں مختلف لوگ زیارت کرتے ہیں حضور بیک وقت کہاں کہاں تشریف لے جاسکتے ہیں کچھ وقت نہیں رکھتا اسکی کہ مختلف لوگوں کی زیارت کی یہ ضروری نہیں کہ حضور سب جگہ تشریف لیا جائیں بلکہ ایک ہی جگہ سب کو زیارت ہو سکتی ہے کہ آفتاب پئی جگہ قائم ہو اور مختلف لوگ دور دور کے شہروں کو آسکو دیکھتے ہیں اور پھر جس قسم کی عینک بستر سرخ سیاہ لگا کر دیکھیں گے آفتاب و سیاہی نظر آئیگا حالانکہ آفتاب ایک ہی صورت پر ہے۔ (۵) کلب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھو وہ حقیقتہً مجھی کو خواب میں دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان میرا شبیہ نہیں بن سکتا۔ کلب کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے خواب میں زیارت اقدس میسر ہوئی اُس وقت مجھے امام حسن رضی اللہ عنہ کا خیال آیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اُس خواب کی صورت کو حضرت حسن کی صورت کے بہت مشابہ پایا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکی تصدیق فرمائی کہ واقعی حضرت حسن آپ کے بہت مشابہ تھے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ سینہ اُسکے اوپر کا حصہ بدن کا تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا اور بدن کا نیچے کا حصہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھا۔ (۶) یزید فارسی کلام اللہ شریف لکھا کرتے تھے ایک مرتبہ خواب میں

وكان يكتب المصاحف قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام زمن ابن عباس فقلت لابن عباس اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في النوم فقال ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول ان الشيطان لا يستطيع ان يتشبهي بي فمن راني في النوم فقد راني هل تستطيع ان تنعت هذا الرجل الذي رأيته في النوم قال نعم انعت لك رجلين جسمي ولحمي اسمر الى البياض الكحل العينين حسن الضحك جميل دوا الثاوجه قد ملأت لحيتي ما بين هذه الى هذه قد ملأت فحرة قال عوف ولا ادري ما كان مع هذا النعت فقال ابن عباس لورأيت في اليقظة ما استطعت ان تنعت فوق هذا قال أبو عيسى وي زيد الفارسي هو زيد بن هرمز وهو اقدم من زيد الرقاشي وروي زيد الفارسي عن ابن عباس رضي الله عنهما احاداً وزيد الرقاشي لم يردك ابن عباس وهو زيد بن ابان الرقاشي وهو يروي عن انس بن مالك وي زيد الفارسي وزيد الرقاشي كلاهما من اهل البصرة وعوف بن ابي جميلة هو عوف الاعرابي حدثنا ابو داود سليمان بن سلمة البجلي ثنا النضر بن شميل قال قال عوف الاعرابي انا كبر من فتاة حدثنا عبد الله بن ابي زياد ثنا يعقوب بن ابراهيم بن سعد حدثنا ابن اسحق ابن شهاب الزهري عن عمه قال قال ابو سلمة

حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت ابن عباسؓ اس وقت زندہ تھے ان سے خواب عرض کیا انھوں نے اول ارشاد فرمایا سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقتؔ مجھی کو دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا یہ ارشاد سن کر پوچھا کیا خواب کی دیکھی ہوئی صورت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو میں نے عرض کیا کہ آپ کا بدن اور آپ کا قامت دونوں چیزیں معتدل اور درمیانی (یعنی جسم نہ زیادہ موٹا نہ زیادہ دُبلایا ہے) قد نہ زیادہ لانبا نہ زیادہ پستہ بلکہ معتدل آپ کا رنگ گندمی مائل بسفیدی آنکھیں سرگیں خندہ دہن خوبصورت گول چہرہ ڈاڑھی نہایت گنجان جو پورے چہرہ کا احاطہ کئے ہوئے تھی اور سینہ کے ابتدائی حصہ پر پھیلی ہوئی تھی عوف جو اس روایت کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ میرے استاد یزید نے جو اس خواب کے دیکھنے والے ہیں ان مذکورہ صفات کے ساتھ اور کیا کیا صفات بیان فرمائی تھیں۔ ابن عباسؓ

۱۵ وكان يكتب المصاحف اشارة الى بركة عمله وشرفه فلذا راى هذا الرؤيا العظيمة ۱۶ رجلا اى هو رجل بين الرجلين اى بين كثير اللحم قليله اوجين ابان والقطير المعنى انه متوسط بينهما فالنظر خبر مقدم والنظر جسمه ولحمه او هو فاعل النظر قال القاري وكذا قال المنذري ان جسمه مبتدأ مؤخر وبين رجلين خبره او هو فاعل النظر ۱۷ قال القاري اى من الاذن الى الاذن ثم اشارة الى عرضها ۱۸ قال القاري فيها شاربانه ذكر نعمتا اخره انه نسيه او هذا هو الظاهر المتبادر كما لا يخفى ثم رأيت شارحاً مخرج حيث قال ومن بعضهم ان استفهاميه بان قال الراوي شيئاً آخر فسيوف فقال على طريق الاستفهام ولا ادري ما كان الموقلت وهو اوجه ما قال المنذري ونلفظ اى لا اطم الذي وجد من صفاته في الخارج مع هذا النسب بل هو مطابق اولاه ۱۹ قال ابو عيسى الخ غرض المعنى ان يسمي يزيده رجلاً متقارباً بالعصر فهذا الذي رآه عليه السلام في المنام هو يزيدي بن هرمز راى ابن عباس وروى عنه يزيدي الرقاشي لم يردك ابن عباس ثم كونه يزيدي الرقاشي غير يزيدي بن هرمز لا غبار عليه وان كان يزيدي الفارسي هو ابن هرمز كما جزم به المصنف مختلف فيه عند اهل الرجال قال الحافظ في ترجمته ابن هرمز قال بن ابي حاتم اختلفوا هل يزيدي الفارسي او غيره فقال ابن هبدي واحمد بن ابي هريرة يسمي الفطمان ان يكونا واحداً وصحت ابي يقول يزيدي بن هرمز هذا ليس - الفارسي انه ثم ترجم الحافظ يزيدي الفارسي مستقلاً وقال فيه قال بعضهم يزيدي بن هرمز ولا يصح انه غيره ۲۰ يضم اليه والجميع ممنوع من الصرف ۲۱ كذا في نسخة من نسخة عن عوف الراوي عن يزيدي بن عوف الاعرابي بن بذكك لشهرته به قال الحافظ في تهذيبه عوف بن ابي جميلة المعروف بالفارسي ۲۲ انا كبر من فتاة لعل غرض المصنف بذكره القول ان رواية فتاة من ابن عباس معروضة ولما كان عوف كبر من فتاة عن الراوي عن ابن عباس غير مستبعد ۲۳ فان الزهري هو محمد بن مسلم وابن ابي عمير هو محمد بن عبد الله بن مسلم فان ابن ابي عمير هو محمد بن مسلم المعروف بابن شهاب الزهري ۲۴

قال ابو قتادة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من راني يغمي في النوم فقد راني الحق
حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن انا معلى بن اسد ثنا عبد العزيز بن المختار ثنا ثابت عن
انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من راني في المنام فقد راني فان الشيطان لا يتخيل بي قال ورؤيا
المؤمن جزء من ستة واربعين جزءا من النبوة حدثنا محمد بن علي قال سمعت ابا يقول قال عبد الله

نے فرمایا کہ اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم حیات میں دیکھتے تو اس پر زیادہ حلیہ اقدس رہتا سکتے گویا بالکل ہی صحیح حلیہ بیان کرونا
ف۔ چنانچہ اس کتاب شامل کے سب سے پہلے باب ہر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیہ مبارک نقل کیا گیا ہے وہ ان ہی صفات
 کے ساتھ ذکر کیا گیا جیسا کہ مفصل گزر چکا۔ (۶) اب وقتادۃ سے بھی حضور کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس
 نے واقعی امر دیکھا۔ **ف**۔ یعنی حقیقۃً مجھی کو دیکھا یہ نہیں کہ شیطان کی اور چیز کو دیکھا ہو اثر مجھے ہوتا ہے۔ بعض علماء نے اس کا مطلب
 لکھا ہے کہ یہ سچا خواب ہے خیالات کا عجز نہ نہیں ہے۔ (۷) انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے خواب میں
 دیکھے اُس نے حقیقۃً مجھی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن کا وہ
 خواب جو فرشتہ کے اثر سے ہوتا ہے نبوۃ کے چہالیس جزو میں سے ایک جزو ہوتا ہے۔ **ف**۔ علماء نے اس کے مطلب میں
 مختلف عنوانات اختیار فرمائے ہیں۔ بالخصوص حافظ حدیث ابن حجر نے شرح بخاری میں بہت تفصیل سے اس کے متعلق علماء
 کے اقوال کو ذکر کیا ہے اور صاحب تبریز نے بھی بہت زیادہ تفصیل اس کی ذکر کی ہے۔ لیکن ملا علی قاری وغیرہ حضرات نے لکھا
 ہے کہ بہتر یہ ہے کہ چونکہ اس کو علم نبوۃ کا ایک جزو فرمایا ہے اور علوم نبوی انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اس لئے اس کو
 بھی انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص سمجھنا چاہئے۔ مجملًا اتنا معلوم ہونا کافی ہے کہ مبارک اور اچھی خواب ایک بڑی بشارت ہے جو نبوۃ
 کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے اتنا ہی اس کی شرافت اور عظمت و برکت کے لئے کافی ہے باقی نبوت کے ۶ جزو بنی ہی صحیح
 طور پر معلوم کر سکتے ہیں اس لئے وہی اس جزو کو صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چہالیسواں جزو کیسے ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے خواب میں دیکھنے کا ذکر ختم ہو چکا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو دو اثروں پر ختم کیا ہے جو حقیقت میں دو صحیحین ہیں
 اور ختم بالشان تینہیں ہیں۔ اول یہ کہ کسی چیز پر حکم لگانا بالکل سے نہیں ہونا چاہئے بلکہ دین کا مدار حضور کے اتباع پر ہے لہذا
 ہر فیصلہ میں حضور کا اتباع کرنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ ہر کس دنیا کس کی بات نہ سنی چاہئے بلکہ دیندار شخص کی بات ماننا چاہئے
 بے دین قابل اتباع نہیں ہے۔ درحقیقت ہر دو صحیحین اہم ہیں۔

(۱) عبداللہ بن مبارک بڑے ائمہ حدیث میں ہیں۔ فقہاء اور صوفیہ میں بھی ان کا شمار ہے بڑے شیخ عابد زاهد تھے اور حدیث کے حافظوں میں گنے جاتے ہیں تاریخ کی کتابوں میں بڑے فضائل ان کے لکھے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر کبھی قاضی اور فیصل کنندہ بنو کی

له تفسير من احد الرواة ولعل الراوى لى لفظ الشيخ فزاد لفظا لى كى هو المعروف عند المحققين ١٢٠٥ اى الرواية المتحققة العميرة اى الثابتة لا انقضت فيها
ولما اعلام ذكره الكمالى فى دق القائل المناوى اى رأى الامرا ثابت لا المحرم فبذل معنى رأى والمحقق مفعول به وفى نسخة رأى المحقق وعليها الحق مفعول مطلق ١٢٠٦ ايراد
المصنف فى الاثر الذى بعده مع عدم ملائمتها لعنوان الباب بمنزلة الوصية منه رحمه الله بالاحتياط فى الاخذ واعتبار من يؤخذ عنه ولذا التزم اكثر المحققين ببيان
تراجمهم فى اول مؤلفاتهم اداوا اخرها واتباعا الصنيعهم ذكرت اسماء مشائخى ههنا لولا لكن لما ذكرت ذلك بشئ من التفصيل فى مقدمة اوجز المسالك هذا فى النظر الثانى

ابن المبارک اذ ابتلیت بالقضاء فعلیک بالاثار حد ثنا محمد بن علی حد ثنا
النضر اخبرنا ابن عوف عن ابن سیرین قال هذا الحدیث ین فانظروا عن تأخذون دینکم

نوبت آوے تو منقولات کا اتباع کیجیو۔ مقصود یہ کہ خود رائی اور اپنی عقل پر گھمٹ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اکابر کے کلام احادیث اور اقوال صحابہ کا اتباع کرنا چاہئے۔ یہ امام ابن مبارک کی نصیحت ہے جو عام ہے ہر فیصلہ کے متعلق یہی بات ہے خواہ وہ فیصلہ قضا کے قبیلہ سے ہو یا کوئی اور فیصلہ ہو جیسا کہ ابھی گذرا امام ترمذی نے ان کا یہ ارشاد نصیحت عامہ کے قبیلہ سے ذکر کیا ہے جیسا کہ عام شرح شائع کی رائے ہے۔ بندہ کے نزدیک اس باب سے بھی اس کو ایک خاص مناسبت ہو سکتی ہے وہ یہ کہ خواب کی تعبیر بھی ایک فیصلہ ہے اس لئے اس میں بھی اپنی رائے سے غتر بودنہ کرنا چاہئے بلکہ اسلاف کی تعبیروں کو دیکھنا چاہئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ سے بکثرت خوابوں کی تعبیریں نقل کی گئی ہیں۔ فن تعبیر کے علمائے لکھائے کہ تعبیر دینے والا شخص ضروری ہے کہ سمجھد ارتقی پر سہرگار کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا واقف ہو۔ عرب کے لغات اور زبان زد مثالوں کو جانتا ہو وغیرہ وغیرہ بہت سے شرائط اور آداب علم تعبیر کی کتابوں میں لکھی ہیں۔ (۲) ابن سیرین کہتے ہیں کہ علم حدیث اور ایسے ہی اور دینی علوم سب دین میں داخل ہیں۔ لہذا علم حاصل کرنے سے قبل یہ دیکھو کہ اس دین کو کس شخص سے حاصل کر رہے ہو۔ ف۔ ابن سیرین بھی اپنے وقت کے امام اور مشہور بڑے تابعی ہیں بہت سے صحابہ کرام سے علوم حاصل کئے فن تعبیر کے بھی امام ہیں خواب کی تعبیر میں ان کے ارشادات حجتہ ہیں ان کے ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ جس سے دین حاصل کرو اس کی دیانت تقویٰ مذہب مسلک اچھی طرح تحقیق کر لو۔ ایسا نہ کرو کہ ہر شخص کے کہنے پر عمل کر لو خواہ وہ کیسا ہی بے دین ہو۔ اس لئے کہ اس کی بددینی اثر کے بغیر نہیں رہے گی۔ بعض روایات میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے یہ نصیحت عامہ ہے جیسا کہ پہلے نمبر پر گزر چکا ہے اور اس باب کے ساتھ بھی مناسبت ہو سکتی ہے کہ علم تعبیر بھی ایک اہم علم ہے جبکہ خواب نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہوتا ہے تو اس کی تعبیر جتنی بھی مہتمم بالشان ہو ظاہر ہے۔ اس لئے بغور دیکھا کرو کہ کس سے تعبیر لے رہے ہو وہ اس کا اہل ہے یا نہیں اس مناسبت سے گویا امام ترمذی نے اس کو ذکر کیا لیکن ابن سیرین کا کلام اور احادیث کا مضمون خواب کی ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر علم کو شامل ہے اور جتنا مہتمم بالشان علم ہو گا تو ہی زیادہ واقف سے معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس ہمارے زمانہ میں جو قیامت

لہ بصیغہ المجهول والخطاب عام وعدہ بلیۃ لشدة خطره ولذا اجنب من الوصف وسائر الاعتیارات ۱۲ ق م سلمہ اسم فعل یعنی الزم ویزاد الباء فی معمر کثیر لضعف فی العمل ۱۲ سلمہ و هذا الاثر اخرجه صاحب مشکوٰۃ بردایہ سلمہ فقال صاحب التلخیص اخرجه مرفوعاً للحکم فی تاریخہ وابن عدی فی الکامل عن انس والنضر السجری فی الابانہ وقال عزیر بن ابی ہریرۃ لکن فی اسنادہ للرفوع ضعف والصحیح ان قول ابن سیرین ۱۱ وقال المناذری روى الخطیب وغيره عن الجوزی ناخذوا الحدیث الا من تجیزون شہادۃ احمد و رقم علیہ فی الجامع الصغیر بالضعف ۱۲ سلمہ قال میرک دفع فی اکثر الروایات بلغنا ان هذا العلم دین الزکام رواہ سلمہ وغيره قال القاری و فی روایۃ الدیمی عن ابن عمر مرفوعاً بلغنا العلم دین والصلوۃ دین فانظروا لمن تأخذون هذا العلم و کیف تعملون هذه الصلوۃ فاکم تسألن یوم القیۃ فقال الطیب التقریب فی المعجم وهو ما جاز به الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الکتاب والسنة وسما اصول الدین والمراد بالماخوذ منہ العدول الثقات المتقنون ۱۱ و هذا ما سمعنا بان مشائخ کلیم ثقات عدول کم ذکر شیا من ما یترجم فی مقدمۃ الادب فانما انتم بحمد اللہ تعالیٰ بشائخی العلم و اتول مفتخر ۱۱ او لک اشیا فی فنی ۱۱ سلمہ ۱۱ او جمعنا یا جری المجمع ۱۱ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ الثانی من اخری المجاہدین ۱۱ الحمد ۱۱ و الا ان افترغ من ابتداء تالیفی لهذه التلیقات ثم کررت النظر علیہا فی سنۃ ستین بعد الف و ثلثمائۃ و اضعفت بعض کلمات و وقع الفراع منها سئلۃ ۱۱ ثلثین الرابع والعشرین من ذی الحجۃ حذو اللہ تعالیٰ فاعلموا لوجهہ اللہ ۱۱ فانه بر جواد غفور رحیم ۱۲ +

کے بہت ہی قریب، ایک یہ بھی سخت مضرت کی بات ہو گئی ہے کہ ہر شخص خواہ کتنا ہی جاہل کتنا ہی بد دین ہو تھوڑی سی صفائی تقریر و تحریر سے علامہ اور مولانا بجاتا ہے اور رنگین کپڑوں سے صوفی اور مقتدا بجاتا ہے عام لوگ ابتداء ایک عام غلط فہمی کی وجہ سے اُن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پھر اپنی ناواقفیت سے اُن کا شکار بن جاتے ہیں وہ غلط فہمی یہ ہے کہ عادتاً قلوب میں یہ سما گیا ہے کہ انظر والی ما قال ولا تنظر والی من قال (آدمی کو یہ دیکھنا چاہیو کہ کیا کہا یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس نے کہا) حالانکہ یہ مضمون فی نفسہ اگرچہ صحیح ہے لیکن اُس شخص کے لئے ہے جو سمجھ سکتا ہو کہ کیا کہا جو کہا وہ حق کہا یا باطل اور غلط کہا۔ لیکن جو لوگ اپنی ناواقفیت دینی کی وجہ سے کھرے کھوٹے صحیح اور غلط میں تمیز نہ کر سکتے ہوں اُن کو ہر شخص کی بات سُنانا مناسب نہیں کہ اس کا نتیجہ مال کا مضرت و نقصان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی دعویدار اگر ولایت امامت نبوت رسالت حتیٰ کہ خدائی تک کا بھی نعوذ باللہ دعویٰ کرے تو ایک گروہ فوراً اُس کا تابع بن جاتا ہے۔ والی اللہ المشتکی و هو المستعان۔

الحمد للہ والنتہ کہ ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ شب جمعہ میں اس ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ فقط۔

زکریا عفی عنہ کا ندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

چونکہ اس ناکارہ کو اپنی ناقابلیت کا اعتراف ہے اس لئے اس ترجمہ کو نظر ثانی کے لئے اپنے محترم بزرگ الفاضل العلامة مولانا عبد الرحمن صاحب صدر المدرسین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے حوالہ کیا مولانا نے اپنے مشاغل علیہ و علیہم افرقی کے باوجود اس کی بالاستیعاب نظر ثانی فرما کر اکثر جگہ اصلاح بھی فرمائی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ عنی خیر الجزاء اور اخیر میں یہ عبارت بھی تحریر فرمائی۔ الحمد للہ کہ یہ عاجز بھی ۲۷ رجب ۱۳۸۷ھ بروز پنجشنبہ کو اس کے دیکھنے سے فارغ ہوا۔

مگر آنکہ یہ ترجمہ ابتداء ۱۳۸۷ھ میں لکھا گیا تھا جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا سے معلوم ہوا اُس کے بعد متعدد مرتبہ اس کے طبع ہونے کی نوبت آئی اور ہر مرتبہ طباعت کی غلطیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ اب بھی عرصہ سے کیاب ہو جانے کی وجہ سے طباعت کا تقاضا ہوا۔ میرے مخلص محسن مولوی نصیر الدین ناظم کتب خانہ نے کثرت اغلاط طباعت کی وجہ سے اس کی نظر ثانی پر اصرار کیا میں ایک سال تک اپنی مشغولی کے عذر سے انکار کرتا رہا مگر وجہ اصرار قوی تھی کہ واقعی طباعت میں بعض غلطیاں فحش واقع ہو گئی تھیں سلی نظر ثانی شروع کی۔ مصنف کی نظر ثانی میں بلا قصد بھی کمی زیادتی ہو رہی جا یا کرتی ہے اس لئے کہیں کہیں کمی اور اکثر جگہ زیادتی ہوتی رہی ہر چند اختصار کی کوشش کی مگر پھر بھی بہت سی جگہ اضافہ ہو رہی گیا۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ شب و شبہ میں اس نظر ثانی سے فراغت ہوئی۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے حبیب کے اخلاق کا کچھ حصہ اس سید کار کو بھی ان احادیث و طفیل نصیب فرماوے تو اُس کے کرم اور لطف سے بعید نہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ونبینا و رسولانا

محمد وال وصحبہ اجمعین ۵ چنگ کردہ محمد غفران منظر نگار